مجالسِ عارفی

جلد اوّل

بیانات

قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی قدس سرہ

خلیفۂ مجاز

حکیم الامت حضرت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجالسِ عارفی ؒ

جلد نمبر ا

بیانات

قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ عارفی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

مجدد ملت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

مجالسِ عارفی رحؒ

جلد نمبرا

بیانات

قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

مجدد ملّت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرّہ

ادارہ اشاعت الاسلام
E-65 بلاک F نارتھ ناظم آباد کراچی
فون نمبر: 0321-2007194
6640719 - 6648263

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجالس عارفی (جلد اوّل)
ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ادارۂ اشاعت الاسلام
ہدیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
تاریخ اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مارچ، 2010ء ، ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

پرنٹنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ **حسان پرنٹنگ پریس**
0092-21-36676425

ملنے کے پتے

E-65 بلاک-F نارتھ ناظم آباد کراچی
36640719 / 36648263
صدیقی ٹرسٹ، المنظر اپارٹمنٹس 458، گارڈن ایسٹ
ادارۂ اسلامیات، لاہور **042-7353255 / 042-724399**
دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی **32213768**
ادارۃ المعارف دارالعلوم، کورنگی، کراچی **35123161 / 35032020**
مکتبہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی **5042280**
ادارہ نورالقرآن، اردو بازار، کراچی **2624609**

○بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

حمد

محو ہوں لطف ناز میں تیرے
گم ہوں رازو نیاز میں تیرے

کتنا عالم فریب عالم ہے
حسن عالم طراز میں تیرے

یہ فسونِ نظر ، معاذ اللہ
جلوۂ پردہ ساز میں تیرے

چشم نظارہ محوِ حیرت ہے
حسن نیرنگ ساز میں تیرے

شانِ تسخیر عالم جاں ہے
التفاتِ مجاز میں تیرے

بے نیازی ہی بے نیازی ہے
لطفِ بندہ نواز میں تیرے

اپنی ہستی مٹا چکا ہوں میں
عشق ہستی نواز میں تیرے

عارفی بھی ہے ایک کشتۂ ناز
عرصۂ ترکتاز میں تیرے

(علی گڑھ ۱۹۲۲ء) (ماخوذ صہبائے سخن)

هدیۂ سلام

السلام اے رازِ حسنِ زندگی

السلام اے ذکر تو روح رواں
السلام اے یاد تو جانانِ جاں

السلام اے جلوۂ نور احد
السلام اے مظہر ذاتِ صمد

السلام اے مایۂ رازِ حیات
السلام اے وجہِ خلق کائنات

السلام اے منشاء رب العلیٰ
السلام اے مصدر قالو بلیٰ

السلام اے رحمۃ اللعالمین
السلام اے ہادئ دنیا ودیں

السلام اے عالم امی لقب
السلام اے سید والانسب

السلام اے پیکر خلق عظیم
السلام اے آیت ربّ کریم

السلام اے عظمت حبّ اتم
ازخداجان عزیزت راقسم

السلام اے راہبر راہ صفا
السلام اے مجتبیٰ ومصطفٰے

السلام اے رونق بزم زمین
السلام اے زینت عرش بریں

السلام اے رازحسن زندگی
السلام اے ناز عجز وبندگی

السلام اے مونس بے چارگاں
السلام اے دستگیر بیکساں

السلام اے مامن ماوائے ما
السلام اے والی ومولائے ما

آنکہ در عقلم نہ گنجد شاہ تست
درگمانم آنچہ ناید آنِ تست

ایں قدر دانم کہ ربّ ذوالجلال
آفریدت منتہائے ہر کمال

یارسول اللہ برتو صبح وشام
بیشمار از من درود است وسلام

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا ومولانا محمّد وآلہٖ
واصحابہٖ وبارك وسلّم كثيراً كثيراً

(جونپور ۳ نومبر ۱۹۳۳ء) (ماخوذ صہبائے سخن)

اے عارفی اپنے دلِ پر شوق کی باتیں
اچھا ہے کہ تو اپنی زباں ہی سے سنائے
ممکن ہے کوئی کاشفِ اسرارِ محبت
پھر محفلِ احباب میں آئے کہ نہ آئے

نئے انداز سے سکھلائے ہیں آدابِ مے نوشی
کریں گے یاد مجھ کو مدتوں رندانِ مے خانہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین. امابعد

بندہ کے شیخ ومربی عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی قدس اللہ سرہ کے احسانات مجھ پر اور حضرت کے متوسلین پر اتنے زیادہ ہیں کہ تمام عمر بھی ان کا حق شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آخری دور میں انہیں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے فیوض وافادات کو عام کرنے کے لئے گویا چن لیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی صحبت اور انکی مجالس میں ایسی تاثیر رکھی تھی کہ غافل سے غافل اور بے ہمت سے بے ہمت انسان کو بھی اپنی آنکھیں کھولنے اور اپنی اصلاح کی طرف قدم بڑھانے کا حوصلہ پیدا ہوجاتا تھا۔ حضرت جب اپنی مجالس میں گفتگو فرماتے تو بظاہر نہ کوئی خطابت کا رنگ تھا، نہ لفاظی تھی اور نہ کوئی اور ایسا انداز جسے وعظ وتقریر کے فن میں تولا جاسکے۔ سادہ سادہ الفاظ تھے، برجستہ اور بے تکلف گفتگو تھی، لیکن چونکہ یہ گفتگو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت جڑے ہوئے دل کی گہرائیوں سے نکلتی تھی، اسلئے اسکی تاثیر بڑے بڑے فصیح وبلیغ خطبوں اور شعلہ بیان تقریروں سے ہزاروں گنا زیادہ تھی۔ حضرت اپنی گفتگو کے دوران معاشرے میں پھیلی ہوئی تقریباً ساری برائیوں پر متنبہ بھی فرماتے تھے، عبادت اور طاعات پر بھی

ابھارتے تھے، رذائلِ نفس کا مقابلہ کرنے کی بھی دعوت دیتے تھے، فضائل کے حصول پر بھی زور دیتے تھے لیکن یہ حضرت کی خصوصیت تھی کہ ان تمام باتوں کے باوجود ان کی مجلس میں بیٹھنے والے پر واضح طور پر مایوسی کی دور دور تک پرچھائیں بھی نہیں پڑتی تھی، اور مجھ جیسے کمزور لوگوں کے سامنے بھی امید کے چراغ جلتے اور شریعت وطریقت کے راستے بے غبار ہو کر آسان نظر آنے لگتے جس سے ہمت اور حوصلہ پیدا ہوتا اور زندگی کا راستہ صاف ہو جاتا۔

حضرت کی صحبت، مجالس اور تعلیمات کے اثر سے نہ جانے کتنی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ تصوف وطریقت کے عقدے کھلے، بڑے بڑے دقیق مضامین پانی ہو گئے، اور جنہوں نے ان تعلیمات پر عمل کیا ان کی زندگی بھی سنور گئی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ ان کی آخرت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ہوگی۔

ایسے بزرگوں سے استفادہ تو ان کی مجالس اور ان کی صحبت ہی سے ہوتا ہے، لیکن جن لوگوں کو اسکا موقع نہیں ملا ان کے لئے ان ملفوظات سے بھی اس محرومی کی کسی درجہ تلافی ہو جاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے حضرت کے اہل مجلس میں سے متعدد حضرات نے آپ کے ملفوظات ریکارڈ بھی کئے اور کچھ قلم بند بھی کئے۔ حضرت والا کے سب سے بڑے صاحبزادے اور میرے مخدوم بزرگ جناب حسن عباس صاحب مدظلہم العالی کے پاس حضرت کے بہت سے بیانات کیسیٹوں کی شکل میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے اس کا فائدہ عام کرنے کے لئے انہیں قلم بند کرایا اور حضرت کے متوسلین میں سے متعدد حضرات کی مدد سے یہ کتاب ''مجالس عارفی'' کے نام سے تیار کی جو ہم سب کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے معاونین کو جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی حیثیت سے حصہ لیا دنیا وآخرت میں بہترین جزاء عطا فرمائیں۔

آمین

مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب نافع خاص و عام ہوگی اور اس سے حضرت والا قدس سرہ کی تعلیمات کی کم از کم ایک جھلک قارئین کے سامنے آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ المستعان

حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی ؒ حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرّہ کے خلیفہ خاص تھے اور اپنے شیخ کے اندازِ تعلیم و تربیت کے منفرد آئینہ دار تھے۔

حضرت عارفی ؒ کا تعلق ایک معزز اور شاہی زمانے کے صاحب منصب خاندان سے تھا۔ آپ بمقام کدورہ ریاست باؤنی ضلع جھانسی (یوپی) محرم ۱۳۱۶ھ بمطابق جون ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ محترمہ آپ کی صغرسنی ہی میں انتقال فرماگئیں۔ دادی کی گود نے ماں کی قائم مقامی کی، آپ کے جد امجد مولانا کاظم حسین بڑے صاحبِ علم اور صاحبِ باطن بزرگ تھے۔ موصوف سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ مولانا ابوالخیر مجددی دہلویؒ کے تربیت یافتہ مرید اور مجازین میں سے تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم کے بعد صرف ونحو، فارسی اور درسیات کی تکمیل مولانا کاظم حسین سے حاصل کی، اس کے بعد انگریزی تعلیم کی طرف توجہ ہوئی، کانپور میں اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایم او کالج علی گڑھ سے بی اے کیا، لکھنو یونیورسٹی سے قانون کی سند حاصل کی۔ آپ کو اس پیشہ سے بالکل مناسبت نہ تھی اس لئے ۱۹۳۵ء میں جونپور ہی میں اس پیشہ کو ترک کر دیا اور ہومیو پیتھک کی ڈاکٹری شروع فرمادی۔

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

(شرف بیعت اور خلافت)

حضرت حکیم الامتؒ کی زیارت حضرت ڈاکٹر صاحب کو سب سے پہلے ۱۳ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قصبہ کالپی میں ہوئی۔ جہاں اس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب کا خاندان سکونت پذیر تھا زیارت کے بعد عقیدت اور بڑھ گئی۔ اس سے قبل خاندان میں آپ نے حکیم الامتؒ کا صرف ذکر ہی سنا تھا۔ حضرتؒ کے والد صاحب مرحوم بھی حکیم الامتؒ سے اسی وقت بیعت ہو گئے۔

حکیم الامتؒ سے حضرت کی دوسری ملاقات طالب علمی ہی کے زمانے میں علی گڑھ میں ہوئی۔ اس کے بعد دعاؤں کے لئے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لکھنو میں قانون کی تعلیم کے دوران اصلاحی تعلق کے لئے مراسلت فرمائی۔ قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۲۶ء میں اپنے پھوپھا علی سجاد صاحب اور ان کے والد سید رضا حسین صاحب کی ہمراہی میں سب سے پہلے تھانہ بھون حاضری ہوئی۔ وہاں سے حیرت انگیز تاثرات اور محبت سے لبریز جذبات کے ساتھ واپس ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں پھر انہیں بزرگوں کے ساتھ تھانہ بھون گئے۔ اس مرتبہ ۲۰ اگست ۱۹۲۷ء کو بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔

وکالت کا پیشہ ترک کرنے کے بعد ہی ۱۹۳۶ء میں خلعت خلافت سے سرفراز

ہوئے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حضرت اپنے مرشد اعظم کے ارشاد کی تعمیل میں ان کے وصال ۱۹۴۳ء تک تقریباً سترہ سال مسلسل ہر ہفتہ خط تحریر کرتے رہے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔

حضرت عارف باللہؒ اپنی بے مثال ظاہری و باطنی صلاحیتوں کے ساتھ مدتوں تک جلوت وخلوت میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے وابستہ رہے اس لئے جو ظاہری و باطنی کمالات اور صبغۃ اللہ کی کیفیت ان کے شیخ حضرت حکیم الامتؒ میں نمایاں تھی اس کا پرتو حضرتؒ کے حالات اور معاملات سے عیاں تھا۔ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل تصوف، آسان سے آسان انداز میں سمجھا دینا اور ان کو روزمرہ کی زندگی سے ہم آہنگ اور مرتبط کر دینا حضرتؒ کی مجلس کا عام مشاہدہ تھا۔ حاضرین کی پریشانیاں ختم ہو جاتی تھیں۔ سکونِ قلب کی دولت نصیب ہوتی تھی، تعلق مع اللہ قوی ہوتا تھا۔ یاس وحرماں کا نام ونشان باقی نہ رہتا تھا۔

کتاب مآثر حکیم الامت میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کہئے یا ایک دوکان معرفت اس کے دورِ اول کا تذکرہ ہی بزرگوں سے سنا۔ البتہ دوسرے دور میں سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی مجلس کو بحمد للہ تعالیٰ آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

اس مجلس کے جرعہ نوش ملک بھر میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے تھے اور بحمدللہ تعالیٰ اب تک بہت سے موجود ہیں۔ کراچی میں ہمارے محترم بزرگ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی صاحب دامت برکاتہم کو حق تعالیٰ نے حضرتؒ سے بچند وجوہ خصوصی تعلق عطا فرمایا تھا۔ خلیفہ مجاز تو بحمدللہ تعالیٰ اور بھی ہیں مگر شیخ کا رنگ جن میں جھلکتا ہو وہ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے محترم خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ نے فرمایا تھا۔

مجھے دیکھ آئینہ یار ہوں میں

جلا کردہ دست دلدار ہوں میں

اللہ تعالیٰ مبالغہ اور تزکیہ عن غیر حق سے محفوظ رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کو دیکھ کر مجذوب صاحب کا یہ شعر یاد آیا کرتا ہے۔ اور جب ان کو دیکھتا ہوں تو عموماً اصغر گونڈوی کا یہ مصرعہ زباں پر آجاتا ہے۔

ابھی کچھ لوگ ہیں ساقی کی محفل دیکھنے والے

اب اس زمانے میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت قدس سرہ العزیز کے فیوض و برکات کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لئے ہمارے محترم ڈاکٹر صاحبؒ کو چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو آپ کے فیوض و برکات سے نفع عطا فرمائیں۔ آمین''

حضرتؒ نے مجدد ملت حکیم الامتؒ کی تعلیم و تربیت خصوصاً تصوف کا خلاصہ مندرجہ ذیل پانچ کتابوں میں جمع کر دیا۔

'' مآثر حکیم الامت ، بصائر حکیم الامت ، معارف حکیم الامت ، جواہر حکیم الامت ، اصلاح المسلمین ''

حضرت عارفیؒ نے ان تصانیف کے بارے میں ایک موقع پر فرمایا۔

''پندرہویں صدی کا اوّلین مؤلف میں ہوں جس نے چودہویں صدی کے مجدد کے تمام کارناموں کو مدوّن کر کے رکھ دیا ہے۔

ان پانچ تصانیف کے علاوہ مندرجہ ذیل اہم کتابیں تصنیف کیں۔
" اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، احکام میت، معمولات یومیہ "
علم ومعرفت کا یہ پیکر بروز جمعرات ۱۵ ارجب ۱۴۰۶ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء علی الصبح نماز فجر کے وقت مختصر علالت کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔ آپ دار العلوم کراچی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

آپ کی حیات میں آپ کے چند بیانات افاداتِ عارفی، مقالاتِ عارفی اور آپ کا کلام صہبائے سخن شائع ہوئے۔

بعد از وفات آپ سے متعلق اور آپ کے اپنے بیانات اور ملفوظات مندرجہ ذیل کتابوں میں شائع ہوئے۔

۱) اشرف المکتوبات (حضرت تھانویؒ سے خط وکتابت کے چند خطوط مع جوابات)۔
۲) سوانح وتعلیمات عارفی۔
۳) البلاغ عارفی نمبر۔
۴) خطباتِ عارفی۔
۵) ملفوظاتِ عارفی۔
۶) سکونِ قلب۔

ڈاکٹر سید مجاہد حُمیل صاحب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم

حضرت والد صاحبؒ (ڈاکٹر محمد عبد الحیٔ عارفیؒ) کا اجمالی تعارف پچھلے صفحات میں آپ نے مطالعہ فرمایا اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ بھی مطالعہ فرمائی اب میں مختصراً اس کتاب کو مرتّب کرنے کی غایت اور ضرورت عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت والد صاحبؒ کا طرز بیان بہت منفرد تھا۔ عام تقاریر یا وعظ کی صورت نہ تھی بلکہ بے تکلفانہ گفتگو اور نصیحت کے انداز میں حاضرین سے مخاطب ہوتے اور بقول کسے۔

ہر چہ از دل خیزد بردل ریزد

یعنی جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر اثر کرتی ہے۔

انکی مجلس میں آنے والے ہر طرح کے لوگ تھے کالجوں اور یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اعلیٰ افسران، معزز اور دانشور حضرات مستفیض ہوتے اور انکی زندگی میں بہت جلد انقلاب آجاتا۔ اکثر علماءِ کرام بھی اپنی باطنی اصلاح کے لئے ان مجالس میں شرکت کرتے۔

والد صاحبؒ نے کبھی عام جلسوں میں تقریریں نہیں کیں مساجد میں ممبر پر بیان نہیں دیئے نہ ان کے مضامین اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوئے تاھم آپ کا ذوق یہ تھا کہ جو کچھ علم و ادب اکابرین اور آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے وہ جلد از جلد دوسروں تک پہنچادیں، آپ نے ۱۹۳۶ء میں ہومیو پیتھک کلینک شروع کیا اور اسی

وقت حضرت تھانویؒ سے مجاز بیعت ہوئے، چنانچہ مطب میں یا جہاں بھی نجی محفل یا تقریبات میں موقع ملتا اپنی نصیحتوں اور اکابرین کے اقوال سے لوگوں کو مستفیض کرنا شروع کر دیا یہ سلسلہ پاکستان آنے کے بعد بھی جاری رہا۔ ۱۹۵۸ء سے مکان پر باقاعدہ ہفتہ وار جمعہ کے دن مجلس کا اہتمام شروع ہوا سامعین کا رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا گیا کچھ عرصے بعد بروز پیر مابین عصر، مغرب خصوصی مجلس علماء اور دانشوروں کے لئے مخصوص کی گئی اور اس میں بھی بڑے بڑے علماء اور صلحاء تشریف لاتے اور مستفیض ہوتے۔

(۱۹۷۵) انتقال سے تقریباً ۱۵ سال قبل بیانات کو ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے محفوظ کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جن میں سے چند ان کی زندگی میں کتابی صورت میں شائع بھی ہوئے اور چند چھوٹے کتابچوں کی صورت میں صدیقی ٹرسٹ نے شائع کئے لیکن یہ کام وسیع پیمانے پہ نہیں ہوا۔

بہت سے کیسیٹ ضائع ہو گئے اس وقت تقریباً تین سو کیسیٹ موجود ہیں اب یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان کیسیٹوں کو بھی تحریری صورت میں لا کر کتابی صورت میں شائع کیا جائے اور سی ڈی میں منتقل کیا جائے ورنہ یہ انمول خزانہ کیسیٹوں میں ضائع ہو جائے گا یہ بہت طویل اور دقت طلب کام ہے پھر بھی چند احباب کی ہمت افزائی سے یہ کام شروع کر دیا گیا ہے خصوصاً برادرم محمد کلیم صاحب (مجاز بیعت حضرت عارفیؒ) مولانا راحت علی ہاشمی صاحب، ڈاکٹر مجاہد جمیل صاحب، عزیزم ھلال احسن صاحب، ڈاکٹر صلاح الدین صاحب اور ممتاز علی صاحب خاص کر قابل ذکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ گذشتہ ڈیڑھ سال میں کچھ کیسیٹ اور کچھ کتابچوں سے جمع کر کے پہلی جلد جو کہ تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ اس میں بہت اہم مضامین آ گئے ہیں اور امید ہے کہ اصلاح نفس اور تعلق

مع اللہ پیدا ہونے اور معاشرے کی خرابیوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور آپ بھی دعا فرمائیں کہ یہ انمول خزانہ کیسٹوں میں ضائع نہ ہو اور تمام کتابی صورت میں آجائے۔

انشاء اللہ مجالس عارفی کی آئندہ کتابیں مستقبل میں اسی ہی انداز میں شائع کی جائیں گی۔ میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ان وعظوں کو تحریری صورت میں منتقل کیا اور تحریر شدہ بیانات پر نظر کی اور عنوانات لگائے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائیں۔

آمین

قارئین سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ سلسلہ بخوبی جاری رہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ مضامین حضرت عارفیؒ کی باقاعدہ تقریریں ہیں یا آپ کی مرتب کردہ تحریریں ہیں جو مختلف انداز اور مختلف مواقع کی نصیحت آمیز باتیں ہیں جنہیں اب کتابی شکل میں مرتب کیا گیا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ مجلس کا رنگ برقرار رہے تاہم گذارش ہے کہ کوئی بات اہل علم کی نظر میں قابل اصلاح ہو تو براہِ کرم مطلع فرمادیں، انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کرادی جائے گی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی تحریر میں غلطی سامنے آئے تو براہِ مہربانی مرتب کو مطلع فرمادیں۔

والسلام

حسن عباس عفی عنہٗ

اجمالی فہرستِ مضامین

تفصیلی فہرستِ مضامین

جب کبھی وہ ادھر سے گذرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں
کتنے دلکش ہیں ان کے نقشِ قدم
جو تری راہ گذر سے گذرے ہیں

جہاد زندگی کیا ہے؟

اور آخری حدیث بخاری شریف پر آخری وعظ

۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَلِّغُوا عَنِّیۡ وَلَوۡ آیَۃً ،، یعنی میری بات سنو پھر اس کو دوسروں تک پہنچا دو چاہے تھوڑی ہی سی بات ہو مجھ سے جو بھی تھوڑی سی بھی بات سنے وہ دوسروں تک پہنچا دیا کرے۔ کیسا ذریعہ جامعیت دیکھو کوئی شعبہ نہ چھوڑا کوئی ضرورت کوئی تقاضا جس کا اظہار نہ ہوا ہو دس سال میں، صرف دس سال میں مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی ایذائیں دی گئیں کہ اگر تمام عالم امکان میں تقسیم کر دی جائیں تو برداشت نہ ہو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بھیجا تھا کہ دس سال مدینہ میں منافقین کے ساتھ رہیں حملے ہو رہے ہیں اور اس کے اندر ایک ایک جذبہ ایک ایک صحابی انسانی بشری تقاضے جذبات تخیلات تصورات کوئی ایسے نہیں ہیں جس کا اظہار نہ ہوا ہو، اور پھر احسان عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرما دیا کہ صحابہ کرام کے حافظے اس طرح کے حافظے تھے کہ ہم تک آپکے سارے اقوال پہنچ گئے ورنہ ہم تک کیسے پہنچتے اور اس میں اتنی احتیاط برتی کہ جس جگہ ذرا سی بھی کمزوری محسوس ہوئی اس کو ظاہر کر دیا صحابہ کرام کا ایمان بھی اس قدر زبردست تھا کہ ابھی ابھی کفار مشرکین میں شامل ابھی ایمان لائے اور ابھی جان دینے کیلئے تیار ہو گئے کیسا قوی ایمان لائے تھے کہ بغیر کسی تذبذب کے دشمنان اسلام کے سامنے چاہے وہ باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو سینہ سپر ہو گئے بدر میں کیا مثال قائم کی اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اور طفیل میں ہمیں جہاد زندگی میں ثابت قدم رکھے، آج کل

کا معاشرہ جو ہے آج کل کا ماحول جو ہے وہ ہمارے لئے بڑا مجاہدہ ہے وہاں تو قتال تھا تلواریں چل رہی تھیں سب کچھ تھا یہاں تو اس کی نوعیت ہی دوسری ہے یہاں کا جہاد، نفس وشیطان کے ساتھ ہے اس میں ہمارے لئے جہاد کا درجہ لذائذ نفس میں، عیاشی میں، راحت میں، عیش میں، منصب میں، دولت میں ثروت میں، اس میں جہاد رکھا ہے ہمارے لئے ہم پر جو جہاد ہے وہ اتنا نرم ہے دلکش ہے جاذب ہے دلفریب ہے اس میں ثابت قدم رہنا بھی بڑا جہاد ہوگا۔ بڑا مشکل کام ہے لیکن دیکھتا یہ ہوں اپنی ذات میں اور اپنے احباب کو بھی دیکھتا ہوں اس میں بڑی تسکین ہوتی ہے کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ''یا ایھا الذین آمنو اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون، والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین'' جہاد کے لئے سب سے بڑی قوت جو ہمارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے الحمدللہ اس سے یہ بات مستحضر ہوئی ورنہ جواب نہ دے سکتا والذین جاھداو فینا ، جہاد کا لفظ یہاں بھی آ گیا معلوم ہوا کون سا جہاد ہمارے آپ کے ذہن کا جہاد جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ قیامت تک کے لئے وہ جہاد مقصود نہیں جو تلواروں یا بندوقوں سے لڑا جاتا ہے اس میں جہاد عام مفہوم میں ہے اب اس میں صراط مستقیم پر قائم رہنا متقی رہنا یہ جہاد دنیا اور صراط مستقیم کے معنی میں ہے، اعتدال جس میں افراط تفریط نہ ہو اس کا نام ہے صراط مستقیم اس پر چلنا بڑا مشکل ہے افراط میں بڑی دلکشی ہے اور تفریط میں بھی بڑی دلکشی ہے ادھر بھی نفس وشیطان ہے اور ادھر بھی ،صراط مستقیم جو ہماری زندگی کے لئے ہے اس کے دائیں بائیں افراط وتفریط ہیں جو بڑی دلکش ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا'' یعنی جو ہمارے راستہ میں چلتے ہوئے جہاد کریں گے ان کو پہنچانا

ہمارے ذمہ ہے ہمارے حضرت قدس سرہ نے اس کی تفسیر لکھی ہے کہ ہم اس کو ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے اور جس کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آجائے اس کے لئے جہاد زندگی کیا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے تم آجاؤ صراط مستقیم پر اس میں الحمدللہ یہ بات معلوم ہوئی اپنے تجربہ سے کہ اپنے راستہ کو صراط مستقیم پر چلنے کو مستند اور معتبر بنانے کے لئے کسی رہنما کی ضرورت ہے رہنما وہی ہونا چاہیئے جو وارث نبی ہو اور دوسرا رہنما نہیں ہو سکتا جو متبع سنت ہو چکا ہو ایسے لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جو ہماری رہنمائی کریں اور ہمارے لئے پیشرو بن سکیں۔

جہاد زندگی میں رہبر و رہنما کی ضرورت:

اس میں حضرت قدس سرہ نے اور بھی مسئلہ حل کر دیا ''وابتغوا الیہ الوسیلۃ'' یعنی وسیلہ لے کر آؤ وسیلہ کے معنی ہیں اعمال صالح، اعمال صالحہ لے کر آؤ حضرت فرماتے ہیں اعمال صالحہ کا وسیلہ مانگا گیا ہے اعمال صالحہ اختیار کرو اس میں تم کو جہد و کوشش کرنا پڑے گی تم کو کش مکش کرنا پڑے گی تب جا کر تم کامیاب ہو گے حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں اعمال صالحہ جس سے متصف ہو جائیں وہ بھی وسیلہ بن سکتا ہے۔ بڑی بات کہہ دی س اس لئے ایک مرشد کی ضرورت ہوئی رہنما کی ضرورت ہوئی جو ارشادات الٰہیہ صفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہو چکا ہو وہ بھی ہمارے لئے وسیلہ بن سکتا ہے ''وابتغوا الیہ الوسیلۃ'' وسیلہ وہ بھی بن سکتا ہے جو متصف ہو گیا اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشادات الٰہیہ سے اور ہمیشہ رہیں گے ایسے لوگ مطلب یہ کہ اس جہاد زندگی میں ہم کو ایک رہبر و رہنما کی ضرورت ہے یقیناً ضرورت ہے بہت ضرورت ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ کا ایک ملفوظ ہے کہ میں اس زمانے میں صحبت اہل اللہ کو فرض عین کہتا ہوں، اللہ والا کون ہے وہی جو وارث نبی ہے

جس کے تمام اوقات نماز روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز میں ڈھل چکے ہوں ،تو جہاد زندگی کو آسان بنانے کی بات بتا رہا ہوں کہ آسان اس طرح ہوسکتا ہے آجکل کا جہاد زندگی کہ کسی وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر بنالو رہنما بنالو عافیت اسی میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدے بھی فرمائے ہیں اپنے کلام امیں مختلف انداز میں فرماتے ہیں ''واذکر اللّٰہ ذکراً کثیراً لعلکم تفلحون، سبحوہ بکرۃ واصیلا، قبل طلوع الشمس قبل غروبھا'' یہ کلمات تسبیحات جو ہیں ان میں قوت ہے تجلیات ہیں انوار ہیں ہمارے اسمائے گرامی کے تم ان کا ورد کرو گے تو اس سے نورانیت پیدا ہوگی تمھارے قلب میں تمھارے ذہن میں جو ظلمتیں ہیں وہ دور ہوں گی جو تاثرات تم لے رہے ہو ماحول سے نفس سے شیطان سے وہ سب تمھارے قلب کے اندر ہیں نفس کے اندر ہیں روح کے اندر ہیں لیکن ہمارا کلام جو ہے معمور ہے تجلیات سے انوار سے کیفیات سے اور قوتوں سے اور جب تم ان کا ورد کرو گے تو وہ تاریکیاں وہ ظلمتیں جو نفس وشیطان پیدا کر رہا ہے اور ماحول پر اثر انداز ہو رہا ہے کالعدم ہوتی جائیں گی روز آئیں گی اور روز جائیں گی صبح شام تفصیلاً اس لئے فرما رہے ہیں میں اپنے طور سے مختلف اوقات میں ذکر اللہ کرنے کے فائدے کی بات کر رہا ہوں ممکن ہے کہ اس کی تفسیر کچھ اور ہو۔

جہاد زندگی آسان بنانے کی ترکیب:

اللہ معاف کرے کہ صبح سے شام تک مختلف ماحول کے اندر مختلف اوقات میں ہم کو بسر کرنا پڑتا ہے نفس کے تقاضے بھی ہوتے ہیں شیطان کا اثر بھی ہوتا ہے اسی ماحول میں رہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ''واذکر واللّٰہ ذکراً کثیراً لعلکم تفلحون'' صبح اور شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو صبح کی ظلمتیں اور طرح کی ہوتی ہیں دن

کی اور اور رات کی اور طرح کی ہوتی ہیں تم کو ان سب سے سابقہ ہے صبح کی ظلمتوں سے بھی سابقہ ہے کاروبار زندگی ہے تجارت ہے دفاتر ہیں اہل خانہ ہیں تعلقات ہیں ان سب سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس کو آسان بتانے کی ترکیب یہ ہے کہ کسی کو اپنا رہبر مقرر کر لو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا کرو تسبیحات پڑھ لیا کرو اس کے اندر قوت مدافعت بھی ہے اور قلب کو اس سے تقویت پہنچتی ہے ایمان اس سے قوی ہوتا ہے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد زندگی کے لئے یہ ہم کو سامان دے دیا ہے کہ اگر نماز کی پابندی کرو اور صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور ہر امور زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو چاہے اہل وعیال ہوں چاہے دفتر میں ہو چاہے کہیں ہو کوئی بات ایسی نہ کرو جو مرضیات الٰہیہ کے خلاف ہو یعنی جو گناہ ہیں ان سے بچتے رہو اجتناب کرتے رہو جہاد زندگی آسان ہو جائیگی، جہاد زندگی میں اگر کامیابی چاہتے ہو تو مختصر بات یہ ہے کہ کسی مرشد کو اپنا رہنما اور رہبر بنا لو اور اعمال صالحہ سے قوت مدافعت پیدا ہوتی رہے گی اور تم جہاد زندگی میں ایک نہ ایک دن کامیاب ہو گے اور سب سے بڑا احسان یہ کیا ہے ایمان و اسلام کی سلامتی کے لئے، نفس وشیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے استغفار اتنی زبردست چیز دے دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے جتنے گناہ ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں لوگوں نے استغفر اللّٰہ کے معنی نہیں سمجھے استغفار کہتے ہیں ندامت قلب کو نادم ہو یہ چیز تم سے محو ہو گئی اور کچھ نہیں اس عمل کو ترک کر دو یا ارادہ کر لو ترک کرنے کا توبہ کا مفہوم جب پورا ہوتا ہے توبہ کی، استغفار کیا لفظوں سے نہیں بلکہ ندامت قلب کے ساتھ شرمندہ ہو کر کیا اور اس عمل سے نفرت کا اظہار کیا ایک دفعہ کرو دو دفعہ کرو چار دفعہ کرو دس دفعہ کرو سو دفعہ کرو نتیجہ یہ ہوگا کہ صحیح طیب مذاق ابھرے گا اور وہ گناہ مغلوب ہو کر فنا ہو جائیگا اور توبہ کا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ ایمان کی حفاظت اس کے

اندر ہے،

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

تم تو مسلمان ہو

ایں درگہ مادرگہ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

توبہ کرتے رہو توڑتے رہو کرتے رہو توڑتے رہو جہاد زندگی اس سے آسان ہو جائیگی، شکست کھائی نفس وشیطان سے اور توبہ کرلی استغفار کرلیا پھر مرد ہو گئے ہم، پھر ہم میں مردانیت آگئی توبہ استغفار کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو واقعی ندامت قلب سے اور عمل کے ترک کرنے کے ارادے سے کروگے تو یقیناً قوت روحانی و ایمانی پیدا ہو جاتی ہے قوت ایمانی اور قوت روحانی وہ چیز ہے جو نفس وشیطان پر غالب آجاتی ہے ہمارا مضمون ہے نفسانیت اور روحانیت اس میں کہیں یہ مضمون لکھا ہے۔

اُذکُرُ اللہ ذِکراً کثِیراً اس میں تسبیحات بھی ہیں اور ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا ہے کھانا کھانا ہے تو بسم اللہ کپڑے پہنتے ہوں تو بسم اللہ، کہیں جانے کا ارادہ ہو تو بسم اللہ، اللہ کے نام سے شروع کرو اس کی برکت سے بہت سے مسئلے حل ہو جاتے ہیں مسلمان جب ذکر اللہ کی تکرار کرنے لگتا ہے نفس کے تقاضے سب مادی شیطان کا اغوا سب مادی۔

جہاز ندگی کیا ہے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا:

روح کی غذا ہے تقویٰ، روح کی غذا ہے ایمان، جو ایمان لائے ان کی روح

برقرار رہی جو ایمان نہیں لائے ان کے لئے ہے "ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلی سمعھم وعلیٰ ابصارھم" ان کی روحانیت ہی ختم ہوگئی روحانیت کا مصرف ہی نہیں کیا انہوں نے اصل چیز جو انسان کو دی گئی ہے اشرف المخلوقات بنانے کیلئے وہ روح ہے "من امر ربی" روح امر ربی ہے تا کہ تمھارے امور زندگی پر کنٹرول کرے روح اس لئے دی گئی ہے کہ ایمان اس کی غذا ہے جب ایمان آ گیا تو تقاضائے ایمان کے مطابق ہم اپنے امور زندگی کو مرتب کریں اب نفس وشیطان اس میں حائل ہوگئے لذات نفسانی آئیں نفس کے اور شیطان کے جتنے لذائذ ہیں وہ سب مادی اور روح کی غذا اور احساس ہے ایمان، اور وہ ہے روحانی، روح کی خاص الخاص غذا ہے اور روح کو ایمان کے تقاضے پورا کرنے سے تقویت پہنچے گی ذکر اللہ کی تجلیات ہوں گی اوامر اور حسنات پر عمل کرنے سے جو قوت ایمانیہ پیدا ہوگی وہ رفتہ رفتہ غالب آجائیگی نفس وشیطان کے مادی تقاضوں پر کیونکہ روح زیادہ قوی چیز ہے بہ نسبت مادیت کے، مادیت میں جتنے لذائذ ہیں سب فنا ہو جائیں گے روح کی لذات کے آگے ہوسکتا ہے میرے کلام میں ربط ہو یا نہ ہو۔ نفس امارہ اس میں تمام تر مادیت ہے شہوانیت شیطانیت لیکن روح جب ایمان کو جذب کرتی ہے تو اس کے تقاضے بیدار ہو جاتے ہیں اور اثر انداز ہوتے ہیں نفس امارہ کے اوپر، اللہ تعالیٰ کا کلام، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا، استغفار، یہ اثر انداز ہوتے ہیں نفس امارہ کے اوپر نتیجہ یہ ہے کہ وہ مادی چیز مغلوب ہونے لگتی ہے روحانیت سے، رفتہ رفتہ اس کے تقاضے کمزور ہونے لگتے ہیں اب یہ نفس لوامہ کے درجہ میں آجاتا ہے اب صلاحیتیں بدلنا شروع ہوئیں نفس کی، جب روحانیت اور ایمان کے اثرات ہونے لگے تو نفس کے تقاضے اور شیطانی وسوسے سب ضعیف ہونے لگے ضعیف ہوتے ہوئے اب اس درجہ پر پہنچے کہ لذات

نفسانی بھی موجود ہیں اور لذات ایمانی بھی موجود ہیں اس کو نفس لوّامہ کہتے ہیں لیکن مقابلہ ہو گیا ہے نفس کی مادیت سے اور روح کی ایمانیت سے، جب اس کے اثرات غالب ہوتے ہیں مومن کے دل میں تو نفس کے تقاضے مضمحل ہو جاتے ہیں بلکہ بالکل فنا ہو جاتے ہیں اس کو کہتے ہیں نفس مطمئنہ، نفس مطمئنہ ہماری زندگی کا حاصل ہے تو جہاد زندگی ہمارا کیا ہوا؟ نفس امارہ کو مغلوب کرنا نفس لوّامہ کو حاصل کرنا اور آخر میں اللہ اور اللہ کے کلام کی اعانت و نصرت سے نفس مطمئنہ کا حاصل ہو جانا اب اسی کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے حاصل جہاد زندگی کا، تو تمھاری زندگی کا حاصل کیا ہوا کہ تم نے ہمارے کلام سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری و رہنمائی سے کثرت ذکر اللہ سے اپنے دل کو تقویت دی اور اپنے ایمان کو قوت دی نتیجہ یہ ہوا کہ نفس کا مقابلہ جو تم سے تھا وہ کمزور ہوتا رہا ضعیف ہوتا رہا یہاں تک کے فنا ہو گیا ایمان کی وجہ سے روحانیت غالب آ گئی اور نفس کے تقاضے مضمحل اور بالآخر فنا ہو گئے اب اس کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر فرمایا ہے نفس مطمئنّہ سے اور اس جہاد زندگی کا حاصل فرما دیا۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کا مورد بنا دیں "یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربك راضية مرضيه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ ہمیں اس کا مورد بنا دیجئے جہاد زندگی میں نفس امارہ سے مقابلہ ہو کر نفس لوامہ اور پھر نفس مطمئنہ ہم کو حاصل ہو جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب آپ کی تائید ہمارے شامل حال رہے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہم چلیں اور ہمیں اپنی زندگی کے لئے دین کی رہنمائی کے لئے جن کو اپنا مرشد بنایا ہے ان کی رہبری اور مثال پر عمل کریں تا کہ ہماری عاقبت بخیر ہو یا اللہ ہم سب پر اپنا فضل فرمائیے اور ہماری نصرت فرمائیے اس ماحول کے اثرات

سے ہمیں محفوظ رکھیئے ہمیں بھی ہمارے اہل وعیال کو بھی عزیز واقارب دوست احباب کو بھی آپ ایسے قادر مطلق ہیں کہ ایک بندے کی دعا قبول کر کے سب پر اپنا فضل فرماتے ہیں ہم سب محتاج ہیں آپ کے فضل کے جہاد زندگی میں ہماری اعانت ونصرت فرمایئے یا اللہ زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمایئے کہ ہم آپ کے کلام اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے استفادہ کرتے رہیں اپنی روح اور ایمان کو تقویت پہنچاتے رہیں بیدار کرتے رہیں اور یا اللہ اس حیات میں حیات طیبہ ہم کو نصیب فرمایئے۔

بخاری شریف کی پہلی وآخری حدیث:

بخاری شریف اتنی مستند اور معتبر اصح الکتب بعد کتاب اللہ، وہ شروع ہوتی ہے حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' سے اب اس کی تشریح میں مجھے ایک بات کہنی تھی مصنف اور مؤلف کے لئے دعائے خیر کرنا چاہئے ایصال ثواب کرنا چاہئے ان کا احسان ہے یہ ہمارے محسن ہیں ان کے لئے ایصال ثواب کرو انہوں نے ہم کو صحیح حدیثیں دی ہیں اور پھر دوسرا عمل یہ ہے کہ ارادہ کریں کہ جو نیک کام کریں گے رجوع الی اللہ کی نیت کریں دوسری بات یہ ہے کہ جب بخاری شریف ختم ہوتی ہے کہتے ہیں کلمتان خفیفتان اور کلمتان کی تشریح فرماتے ہیں خفیفتان کی تشریح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت بتاتے ہیں اور وزن میں زیادہ اور وزن کی تعریف کرتے ہیں بتایا کرتے ہیں کہ میزان عمل پر لے جائیں گے تولا جائے گا اور ایسا ہوگا یہ کلمات ہیں، بڑے وزنی، ایک بات جونہیں بتاتے یہ کلمات کیسے ہیں اب میں اپنا لطیفہ سناتا ہوں پھر اس کے معنی۔

بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث تبرکاً لے لو:

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میں مرتب کر رہا تھا تو میں نے کسی سے کہا کہ اس پر مقدمہ لکھواؤں گا مفتی شفیع صاحبؒ سے مگر پھر خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھ رہا ہوں آپ کے اعمال لکھ رہا ہوں اور مقدمہ لکھواؤں کسی آدمی سے ارے بھئی اللہ میاں سے کیوں نہیں لکھواتے ایسا ذہن منتقل ہوا کہ کیوں نہ اللہ میاں سے تعارف کرائیں آپ نے دیکھا ہوگا شروع میں کچھ آیتیں آئیں ہیں

جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے وہ سب میں نے جمع کر دی ہیں خیر ایک کام ہو گیا خیال ہوا کہ قرآن کے بعد بخاری شریف کا بڑا درجہ ہے بڑا مرتبہ ہے بڑی مقبولیت ہے تو مجھے اپنا ایک لطیفہ یاد آ گیا طالب علمی کا ذکر ہو رہا تھا حافظوں کا کہ وہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں اتنی دیر میں قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں میں نے کہا کہ مختصر تو یہ ہے کہ میں دو رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں کہنے لگے کہ حافظ ہو میں نے کہا کہ اس کا اس سے کیا تعلق مگر میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں کہنے لگے کیسے کرتے ہو میں نے کہا پہلی رکعت میں الٓمٓ ذالك الكتاب پڑھتا ہوں اور دوسری رکعت میں سورۂ ناس تو اسی طرح میں نے سوچا کہ کتاب شروع کرتا ہوں انما الاعمال بالنیات سے اور ختم کرتا ہوں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پر میں نے کہا بخاری شریف میں بہت سی حدیثیں ہیں تبرکاً تو لے لو ابتدا اور انتہا۔

آخری حدیث کے بیان کا صوفیانہ انداز:

کلمتان حبیبتان یہ کلمات اللہ کو محبوب ہیں ختم بخاری شریف کرنے والوں نے اس محبوبیت پر توجہ نہیں دی ثقیلتان فی المیزان بتایا لیکن اس پر زور دیکر نہیں بتایا کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں کیوں محبوب ہیں کلمات کیا ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کیوں محبوب ہیں کچھ اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ؟ وہ تو بے نیاز ہیں میں نے کہا کہ اس میں اشارہ یہ ہے جو ان کلمات کا ورد کرے گا وہ محبوب ہو گا وہ مورد بن جائیگا اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ کیوں نہیں بیان کرتے عالمانہ انداز سے تو بیان کرتے ہیں اس کا ایک صوفیانہ انداز بھی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ کلمات محبوب ہیں تو جو اس کا ورد کرے گا وہ بھی مورد محبت بن جائیگا کیوں محبوب ہیں ہمارے لئے محبوب ہیں کہ

ہم اس کا ورد کریں تا کہ ہم مورد بنیں ان کی محبت کا، بھئی جب تک اللہ والوں محبت والوں سے تعلق نہ ہو مزہ نہیں آتا میں جو عرض کر رہا ہوں صحیح بات ہے کہ نہیں؟ کیوں محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کو اس لئے کہ اس کے بندے اس کا ورد کریں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا مورد بنیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

بیان کے بعد دوران گفتگو مولینا حیدر حسن صاحب کا ذکر آیا جو حضرت حاجی صاحب کے مجاز تھے اس پر حضرت نے فرمایا کہ میں ان کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوا اور ان سے دعائیں لی ہیں پھر فرمایا کہ احاطہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ زمین آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں کرتی ہم پڑھ لیتے ہیں تبرکا خیال یہ ہوا کہ یا اللہ اس پر ایقان کامل فرما دیجئے میرا ایمان کامل کر دیجئے کہ واقعی ایسا ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد آیا اللہ تعالیٰ کی قدرت معلوم ہوتی ہے مقلب القلوب ہیں جن کی رگ و پے میں شرک الحاد زندقہ بھرا ہوا تھا ایک کلمہ پڑھ لینے کے بعد اشہد ان لا الہ الا اللہ اتنے کامل ہوئے کہ ذرا بھی کفر و شرک کا شائبہ نہ رہا اپنی جانیں پیش کر دیں ابھی ابھی حال میں کلمہ پڑھا اور حال میں جان دے دی وہ بھی شرک کے مقابل اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہیں ایسا قلب بدلا ان کا کہ کفر و شرک کو مٹا دیا صفحۂ ہستی سے۔

وآخر دعونا الحمد للہ رب العالمین

حیاءوایمان کی حفاظت
بدگمانی جھوٹ اور غیبت سے پرہیز

20 فروری 1980ء بعد از نماز عصر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہِ وَ کَفیٰ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بعد

میں بار بار یہی عرض کرتا ہوں کہ آج کل کا ماحول، آج کل کا معاشرہ ایسا ہے جو ہمارے دل و دماغ پر چھا گیا ہے۔ اِس نے ہمیں بے حس کر دیا۔ قیامت یہ ہوگئی ہے کہ اِس معاشرے کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ہمارے دلوں سے ایمانی حس مٹ گئی ہے۔ ایمانی جذبات مضمحل ہو گئے ہیں بس ان کو اُبھارنا ہے۔ اِس کی ترکیبیں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ کو جب دین کی طلب ہے اور کچھ دین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایسی کتابوں کا مطالعہ کیجیے جس سے آپ کو معلوم تو ہو کہ ہمارے عقائد کیا ہونا چاہیے۔ ہماری عبادات، ہمارے معاملات، ہماری معاشرت، ہمارے اِخلاق کیا ہونے چاہیے۔ اور روشنی یہ ہے اور یہی دین ہے اور یہی اللہ کے ہاں مقبول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو ہمارے اِسلام کو پسند فرمالیا ہے۔ اِس لیے ہمیں اپنی زندگی کو باری تعالیٰ کی رضا میں اور اِسلام میں ڈھالنا ہے۔ ہمارا معاشرہ اور ہمارا ماحول جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ میں چاہتا یہ ہوں کہ کم سے کم وہ کبائر جو آج کل رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ہم ان کا اِحساس تو کرلیں، اعتراف تو کرلیں کہ گناہ ہیں یہ نہ کہیں کہ آج کل کی تہذیب کا یہی تقاضا ہے۔ تہذیب ھذا تو لعنت کی تہذیب ہے۔ فواحشات ہیں اس میں، منکرات ہیں اس میں، خدا کی لعنتیں ہیں، کبائر ہیں اِس میں۔ ایسی حالت میں ہم کیسے سمجھ لیں کہ ہم مکلّف نہیں ہیں۔ ضرور مکلّف ہیں۔ میں

ٹھہر ٹھہر کر آج بات کروں گا۔ میری طبعیت آج ٹھیک نہیں ہے۔

اعترافِ گناہ کرلیں:

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی حالت دفعۃً بدل لیں۔ یہ بظاہر مشکل ہے۔ حالانکہ عملی طور پر تو یہ بہت آسان ہے جس دن چاہو گے بدل جائے گی مگر اب نفس وشیطان اور ماحول کا ایسا اثر ہے کہ دفعۃً بدلنا مشکل ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ آپ اعتراف کرلیں احساس کرلیں کہ یہ گناہ چھوڑ دیا نہ چھوڑو تمہارے اختیار کی بات ہے۔ لیکن انشاء اللہ وہ برائی چھوٹ جائے گی۔ جب ارادہ کرو گے، نیت کرو گے چھوٹ جائے گی۔ اور بہت سوں کی الحمدللہ چھوٹ گئی۔ تجربے میں ہے۔ مشاہدہ ہے۔ بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ صرف اِتنا چاہتا ہوں کہ گناہوں کا احساس کرلیں کہ یہ گناہ ہے۔ بس اگر فی الحال نہیں چھوڑ سکتے اعتراف تو کرلیں کہ ہم مجرم ہیں گناہ گار ہیں۔ اِس کی بہت ترکیبیں بتادی۔ لہٰذا اب عمل کرنے کا وقت ہے عمل کرو۔

وقت بہت قیمتی چیز ہے۔ خدا معلوم وقت دوسرا کیسا آئے۔ کچھ اعتبار اپنی زندگی کا نہیں۔ حادثات، سانحات ہیں، بیماریاں ہیں، پریشانیاں ہیں، فرصت نہیں دیتے ہمارے دل ودماغ کو لیکن عقیدتاً تو سمجھ لو۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم یہ سمجھ تو لو کہ یہ چیز تمہاری بے حسی اور غفلت جو ہے یہ قابل معافی نہیں ہے اگر تم نے اس کا احساس کرلیا کہ بے حس ہو غافل ہو اعتراف کرلو اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لو۔ اس کی ترکیبیں میں نے کئی بار عرض کردی ہیں یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بھئی یہ اچھی بات ہے۔ دین کی بات اللہ اور اللہ کے رسول کی بات سن لینے کے بعد دعا کرو اللہ سے یا اللہ یہ دین کی بات ہمیں پہلے بھی معلوم تھی لیکن آج اس کی تاکید ہوگئی مگر اپنی برائی ہم سے نہیں چھوٹتی ہم اس میں مبتلا ہیں۔ آپ قادرِ مطلق ہیں چھڑا دیجئے بھئی اتنا تو کہہ

سکتے ہو۔ جن کے مجرم ہو۔ جن کی خطائیں کررہے ہو۔ جن کے گناہ کررہے ہو، جن کی نافرمانی کررہے ہواورے ان کے سامنے اعتراف تو کرلو کہ مجرم ہو، انشاء اللہ تعالیٰ یہ اقرارِ جرم بھی نجات کا سبب بن جائے گا۔ کیونکہ اس میں توبہ اور استغفار کی توفیق ہوجائے گی۔ لیکن جن گناہوں کو معمولی سمجھ رکھا ہے اور ہیں وہ کبائر تو توبہ کیسے کروگے عورتیں ہوں یا مرد آج کل وضع قطع، لباس پوشاک، رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے۔ بھائی فاسقانہ فاجرانہ ماحول میں رہتے ہو اس کا ارتکاب کرتے رہنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یہ ڈرنے کا مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایمانی تقاضے بھی سلب نہ ہوجائیں۔ گناہ کو گناہ سمجھ لینا یہ ایمان کا خاصہ ہے۔ اگر تم نے گناہ کو گناہ سمجھ لیا تو ایک دن انشاء اللہ توفیق توبہ بھی قبول ہوجائے گی۔ یہ تجربہ ہے اللہ کا قانون ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔

انفرادی اور اجتماعی گناہ:

اسی طرح بعض گناہ ایسے ہیں جو انفرادی طور پر رائج ہیں اور بعض گناہ ایسے ہیں جو اجتماعی طور پر ہورہے ہیں۔ مثلاً تقریبات شادی میں، غمی کے موقع پر، بدعات، رسومات، منکرات شامل ہیں۔ اگر احساس کرلو کہ یہ بدعت ہے۔ تو یہ احساس کرلینا ہی آئندہ بچنے کے لئے کافی ہوجائے گا۔ جہاں تک ہوسکے اجتناب کرو۔ پرہیز کرو اگر گناہ ہوجائے تو توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ سیدھی سیدھی بات ہے۔ توبہ اور استغفار کو کوئی معمولی بات نہ سمجھنا، بہت سے نادان یہ سمجھتے ہیں کہ کیا فائدہ ایسی توبہ کا کہ گناہ تو کرتے جارہے ہیں ارتکاب جرم تو ہورہا ہے اور توبہ بھی کررہا ہے نادانی کی بات ہے۔ توبہ اور استغفار ایسی چیز ہے کہ جس کی تاثیر کبھی نہیں مٹ سکتی۔ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے کچھ پرواہ نہ کرو فسق وفجور میں مبتلا ہو گناہوں کا اعتراف کرتے چلے جاؤ کہ

یہ فسق ہے یہ فجور ہے اور توبہ بھی کرتے چلے جاؤ اور فسق و فجور بھی کرتے چلے جاؤ۔ میں کہتا ہوں میری بات نہیں ہے میرے بزرگوں کی بات ہے کہ تم دفعۃً نہیں چھوڑ سکتے تو اعتراف کرتے چلے جاؤ۔ احساس کرتے چلے جاؤ۔ توبہ زبانی کرتے چلے جاؤ۔ انشاء اللہ یہی توبہ تمہیں ایک دن ایسی کام آئے گی کہ تمہیں معاصی سے جن چیزوں کو تم مشکل سمجھ رہے ہو، ان کا چھوڑنا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا، اور ندامت قلب پیدا ہو جائے گی، اور انشاء اللہ ان گناہوں سے جو آج مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ فسق و فجور جو آج دشوار ہوتے ہیں، جن کا چھوڑنا آج مشکل ہے ایسا آسان ہو جائے گا کہ مغائرت ہی نہیں بلکہ تجربتاً کہتا ہوں کہ تمہیں نفرت ہو جائے گی توبہ کو نہ چھوڑو کسی حال میں۔

زندگی کا جائزہ لو:

تو بھائی اپنی زندگی کا جائزہ لو کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں محسوس کرو کس کس ماحول میں ہو، کس معاشرے میں ہو، کیسے کیسے فسق و فجور سے واسطہ پڑھتا ہے، بھائی دین حاصل کر رہے ہو مجھ پر تھوڑا سا اعتماد کرو اس کا جائزہ لو کہ کون کون سی چیزیں فواحشات، منکرات رائج الوقت ہو رہی ہیں ان سے کیسے نجات ملے۔ نجات کا انتظار نہ کرو۔ نجات کیسے ملے یعنی تم عمدًا اپنے اختیار سے چاہتے ہو کہ تم کو وہ درجہ حاصل ہو جائے کہ تم فسق و فجور دفعۃً چھوڑ دو مگر یہ فی الحال دشوار بات ہے۔ کچھ پرواہ نہ کرو اسکی۔ اعتراف کرتے جاؤ کہ یہ گناہ ہے اور توبہ کرتے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثمرہ ملے گا۔ اتنا تو عقلاً ہم سب کر سکتے ہیں۔ بھئی عادتاً نہ کر پائیں، رواجاً نہ کر پائیں نہ کر پائیں لیکن کم از کم اعتراف تو کرتے جائیں کہ یہ چیز ممنوع ہے۔ یہ چیز ناجائز ہے، یہ چیز حرام ہے۔ یہ صغیرہ ہے۔ یہ کبیرہ ہے۔ بھائی اعتراف کرتے جاؤ، توبہ

کرتے جاؤ، دعا کرتے جاؤ اور پھر جو چاہو کرتے جاؤ۔ جو چاہو کرو کا لفظ بڑا وسیع ہے تو خیال آسکتا ہے کہ پھر تو فائدہ ہی نہیں ہوا توبہ واستغفار کا، بھائی تم فائدے کی طرف نظر نہ کرو، فائدہ کوئی اپنی طرف سے تجویز نہ کرو۔ فائدہ تو انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ کیونکہ تم جب ندامت قلب سے توبہ کرر ہے ہو۔ استغفار کرر ہے ہو۔ اللہ کے سامنے اعتراف کرر ہے ہو، تو یہ چیز رائیگاں نہیں ہے۔

بھائی اللہ کا دین ہے یہ، ان کا قانون ہے۔ ان کے احکامات ہیں۔ اوامر اور نواہی انہوں نے بتائے ہیں۔ بھائی کوتاہیاں ہوتی ہیں سب کچھ ہوتا ہے لیکن اِعتراف تو کرو کہ تم قصوروار ہو، گناہ گار ہو، توبہ کرو، استغفار کرو، کرتے چلے جاؤ کچھ پرواہ نہیں ہے۔

جسم کے کپڑے ناپاک ہونے پر ہمارا عمل:

بہت ساری ایسی باتیں ہماری جسمانیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں کہ ہم ناپاک ہوجاتے ہیں، غسل کیا پاک ہو گئے، کپڑے میلے ہوجاتے ہیں اتار کے دھولیا پاک ہوجاتے ہیں۔ اب اگر یہ خیال کریں کہ کپڑے بار بار ناپاک ہوتے ہیں۔ بار بار میلے ہوجاتے ہیں۔ فائدہ کیا ہے۔ ان کو دھلانے سے یہ عقل تسلیم کرتی ہے۔ کوئی گوارہ کرے گا اس بات کو کہ بھائی میلے ہوگئے تو ہوجانے دو۔ اب دھلوالیں گے تو پھر میلے ہوجائیں گے۔ تو عمر بھر یہی طریقہ رہتا ہے کہ جسم جب ناپاک ہوگیا تو غسل کرلیا پاک ہوگئے۔ کپڑے میلے ہوگئے تو پھر صاف کرلیے تو یہ جب قانون ہے تو اللہ تعالیٰ کا قانون تو اس سے زیادہ قوی ہے۔ کہ گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے ہم سے بھائی نادم ہوکے توبہ کرلی۔ خبردار کبھی اس کا اندیشہ نہ کرو کہ ہماری توبہ کیا۔ گناہ تو ہم نے بڑی لذت کے ساتھ کیے، غفلت کے ساتھ کیے، تقاضائے نفس کے ساتھ کیے اب توبہ کرلی

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ تو کیا ہوتا ہے اس کے ساتھ، تمہیں معلوم نہیں اس کی تاثیر تو کیا کیا جائے۔ تاثیر اس کے اندر یہی ہے کہ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرتے رہو۔ خاصیت یہی ہے کہ انشاء اللہ وہ گناہ چھوٹ جائیں گے اور تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔

غلامانہ ذہنیت ختم کرو:

حالانکہ یہ بڑی غلامانہ ذہنیت ہے مسلمان کو تو اپنا معاشرہ اپنے اخلاق اور سب کچھ اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے۔ یہ غلامانہ ذہنیت ہے ہماری کہ جو رائج الوقت ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے صاحب ثروت اور بڑے بڑے صاحب منصب لوگ اس میں مبتلا ہیں اور علانیہ مبتلا ہیں۔ ان کو دیکھتے ہیں ہم یا ان کے اثرات ہوتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ رائج الوقت چیز ہے۔ تو بھائی چاہے کوئی صاحب ثروت ہو یا صاحب منصب ہو، کوئی بھی ہو جو بھی اللہ کی نافرمانی کرے گا مجرم ہوگا ان کی تقلید ہمیں نہیں چاہیے۔ مگر ہمارے دفاتر میں، تجارت گاہوں میں ایسے ایسے منکرات اور فواحشات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے کہ جو ہمارے اختیار میں نہیں اس کا بھی اعتراف کرلو۔ اللہ تعالیٰ سے کہہ لو کہ ہم مجبور ہیں کہ ایسا کرنا پڑتا ہے۔ بھائی میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھو، اعتراف کرو۔ احساس کرو، توبہ کرو، انشاء اللہ یہی چیز نجات کے لئے کافی ہو جائے گی۔

جذبات اور خیالات کو درست کرلو:

دفعۃً لباس پوشاک نہیں بدل سکتے تو نہ بدلو لیکن خدارا اپنے جذبات اپنے احساسات اپنے تخیلات تو ٹھیک کرلو۔ عقیدہ تو صحیح کرلو۔ اس سے کون منع کرتا ہے۔ اپنے اختیار کی بات ہے۔ ہمیں نفس و شیطان نے ایسا مغلوب کرلیا ہے کہ دشوار معلوم

ہوتا ہے کہ ہم کیسے بدلیں گھریلو زندگی ہماری ایسی، برادری والوں کی زندگی ایسی، ہماری زندگی ایسی جہاں دیکھیں خدا کی نافرمانی ہر جگہ اللہ کا قانون توڑا جا رہا ہے۔ ہم اس میں کیسے صراط مستقیم والی زندگی گزر بسر کر سکتے ہیں۔ یہ سوچنے والی بات نہیں ہے۔ تم بذات خود اپنی طرف سے یہ سمجھ لو کہ یہ چیز منکر ہے۔ یہ فواحش ہے چھوڑ دو۔ مثلاً میں پچاسوں دفعہ کہہ چکا ہوں پھر بھی دہرا دیتا ہوں اختصار کے ساتھ کم سے کم میں نے تین باتیں عرض کیں۔ کیا آپ سے ناممکن ہے یہ ہرگز نہیں کوئی بھی ناممکن نہیں ہیں۔ تین چیزوں کا اخلاق کے ساتھ ملنا، غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، بدگمانی نہ کرو، یہ تین چیزیں معمولی بتا دی ہیں میں نے۔ معمولی ہیں یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ اگر اسی پر ہم لوگوں کو اختیار نہیں ہے؟ کہ ہم بدگمانی نہ کریں ضرور اپنا اختیار ہے۔ معاملات میں۔ برادری میں بہت سے واقعات ایسے آتے ہیں کہ ہم کو بدگمانی ہو جاتی ہے۔ اپنے اعزاء سے معلوم ہوا کہ بدگمانی ہے۔ احساس ہوا کہ بدگمانی ہے بھائی توبہ کرو اس بدگمانی سے۔ کس کے واسطے کسی سے بدگمانی رکھتے ہو۔ کیوں اپنے دل کو غلیظ رکھتے ہو۔ کیوں اپنے دل کو مکدر رکھتے ہو۔ صفائی کر لو۔ جس سے بدگمانی ہوئی اس سے مل لو بات صاف کر لو۔ ہمت کرو، جرأت کرو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری مدد کرے گا، کیون بدگمانی کرتے ہو۔ معمولی چیز نہیں ہے۔ بدگمانی سے گھر کے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ تمام کاروبار برباد ہو رہا ہے۔ تمام ہمارا معاشرہ برباد ہو رہا ہے۔ بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے کسی سے بدگمانی کرنا، گناہ کبیرہ کے معنی یہی ہے کہ خود تمہارے لیے برباد کرنے والی چیز ہے بدگمانی۔ تمہاری عاقبت کو، آخرت کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ تمہارے سکون قلب کو برباد کرنے والی چیز ہے کسی سے بدگمانی کرنا، کس کے واسطے بدگمانی رکھتے ہو اس سے توبہ کر لو۔ معاملہ صاف کر لو۔

جھوٹ چھپا نہیں رہتا:

جھوٹ کے لئے کچھ نہیں کہوں گا، غیبت کے لئے کچھ نہیں کہوں گا سب کو معلوم ہے۔ میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ انتہائی بے حیائی اور بے غیرتی اور بہت ہی کمینہ پن ہے کہ کسی کی تحقیر کی جائے۔ کسی کی غیبت کی جائے، یا جھوٹ بول کر کسی کو نقصان پہنچایا جائے، یہ شرافت انسانی کے بالکل خلاف ہے۔ کیوں ایسی غیر شریفانہ بات کرتے ہو جھوٹ بول کر، خود بھی ذلیل ہو گے جھوٹ بولو۔ غیبت کرو کبھی چھپتا نہیں ہے یہ راز کبھی نہیں چھپتا۔ یہ تم سمجھتے ہو کہ کسی کو معلوم نہیں ہو گا سب کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہتی سب ظاہر ہو جاتی ہیں بھائی یہ تین چیزیں بنیادی میں نے آپ کو بتا دیں۔ خدارا آپ ان سے پرہیز کریں اور ان پر قابو پا لینے سے بدگمانی سے قلب صاف ہو جائے جھوٹ سے زبان رک جائے، غیبت سے زبان رک جائے، کان رک جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں وہ نور پیدا ہو گا کہ پھر اور چیزوں کے لیے معین و معاون ہو گا، اور چیزیں آسانی سے چھوٹ جائیں گی۔

اب ایک اور چیز مردوں میں اور عورتوں میں بے حیائی اور بے غیرتی، بے حیائی اور بے غیرتی سے تم یہ سمجھ لو کہ ایمان کی بھی خیر نہیں ہے۔ بے حیائی ایسی چیز ہے۔ بے غیرتی ایسی چیز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان اور حیاء ایک ہی چیز ہے۔ حیا غائب ہوئی ایمان ختم ہو گیا۔ گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کتنے بے حیائی کے کام ہم کرتے ہیں۔ کتنی بے غیرتی کے کام کر رہے ہیں۔۔ پھر سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایمان سلامت ہے۔ نمازیں پڑھ لی، روزے رکھ لیے، زکوٰۃ دے دی، حج کر لیے عمرے کر لیے لیکن بے حیائی اور بے غیرتی کے کام ہم نے نہیں چھوڑے بھائی خوش فہمی ہے کہ تمہارا ایمان سلامت ہے۔ صحیح ہے۔ ایمان تمہارا صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں یہ بات

ہے کہ حیاء اور ایمان ایک ہی چیز ہے تم نے بے حیائی اور بے غیرتی کے کام کیے ہیں تو یقیناً تمہارے ایمان کو نقصان پہنچا ہے، اور تم اِس سے توبہ بھی نہیں کرتے، استغفار بھی نہیں کرتے تم کو اس کی توفیق بھی نہیں ہوتی، بے حیائی اور بے غیرتی کو سامنے رکھو اور دیکھو جو بھی گناہ ہوتا ہے وہ بے حیائی اور بے غیرتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جتنے بھی گناہوں کا ہم ارتکاب کرتے ہیں سب بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے کمینہ پن ہے ہمارا کہ ہم ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے شریف ہیں۔ کیا سفید پوشی سے یا کسی منصب سے، یا کسی دولت سے اعمال درست ہوتے ہیں۔ ایمان درست ہوتا ہے بلکہ اعمال برباد ہوجاتے ہیں اگر ان کا غلط استعمال کیا جائے۔ ایسا نہ کرو۔ سوچ لو، سمجھ لو اچھی طرح سے ایسی بے حیائی اور بے غیرتی کی باتیں نہ کرو۔

شرم وحیاء اختیار کرو:

حیا اور شرم بڑا جوہر ہے ایمان کا۔ اندازہ کرلو اس کا عورتیں اندازہ کرلیں۔ مرد اندازہ کرلیں۔ کیونکہ یہ آج کل کا معاشرہ عورتوں کا اختلاط، برہنہ سر رہنا، باریک کپڑے پہننا، بے حجاب بازاروں میں نکلنا، بے تحاشا تقریبات میں جانا، بدعات اور رسومات کرنا سب بے حیائی کی باتیں ہیں۔ بے غیرتی کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول نے بتایا ہے کہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں ان چیزوں پر، یہ بدعات ہیں، بدعت ایسی بری چیز ہے ایسی گمراہ کن چیز ہے سوا جہنم کے دوسرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ایسی ناپاک چیزیں ہیں کہ جب تک تم یہ چیزیں کروگے اس کا ردِّ عمل ضرور ہوگا دنیا میں بھی ذلت ہوگی آخرت میں بھی ذلت ہوگی۔ بھائی احساس کرلو، بے غیرتی کے کاموں سے توبہ کرلو، استغفار کرلو، جہاں تک ہوسکتا ہے چھوڑ دو سیدھی سیدھی بات ہے۔ مگر یہ

آسان نہیں ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ ماحول یا معاشرے سے چاہے جتنا متاثر ہو۔ چاہے جتنا مغلوب ہو رواجاً رسماً لیکن تمہارا قلب جو ہے اور تمہارا ذاتی تعلق پھر بھی جو ہے اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلو۔ کونسی بڑی بات ہے جب ایسی چیزوں کا ارتکاب ہو یا اندیشہ ہو ارتکاب کا۔ تو اللہ سے پناہ مانگ لو، اللہ ہمیں شیطان سے پناہ عطا فرمادیجئے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھیے۔ دعا کرلو اللہ تعالیٰ سے انشاء اللہ اللہ حفاظت فرمائیں گے۔

رائج الوقت چیزیں:

اب یہ جو رائج الوقت چیزیں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ اچھے اچھے سمجھدار لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ صاحب اقتدار لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ تفریحات ہیں، ریڈیو ہے۔ ٹیلی ویژن ہے۔ گانا بجانا ہے۔ تصاویر ہیں۔ یہ سب تہذیب حاضرہ میں حرج کیا ہے۔ اس میں کونسا نقصان ہے ہم نمازیں پڑھتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، وظیفے پڑھتے ہیں، تسبیحات پڑھتے ہیں اگر ہم تسبیحات میں تھوڑی دیر تفریح کرلیتے ہیں۔ ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے اخبار رسالوں سے جن میں فواحشات، خرافات اور منکرات بھرے ہوتے ہیں۔ کیا یہ تفریح ہے؟ بھئی تفریح تم ایسی چیز سے کروگے جو تمہارے لیے برباد کرنے والی ہے۔ تمہاری شرافت کو حرام کرنے والی ہے۔ تمہاری غیرت وحیاء کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ یہ تفریح کیسی تفریح ہوئی کہ جس کا نتیجہ یقیناً جہنم ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کیا ٹیلی ویژن آپ پر دیکھنا اتنا شدید ہے کہ بغیر ٹیلی ویژن دیکھے آپ نہیں رہ سکتے۔ جتنے لذیذ گناہ ہیں جیسا میں نے عرض کیا ابھی کیا آپ کے اوپر کوئی ایسی چیز غالب ہے کہ بغیر اس کے آپ کو چین نہیں آتا بغیر اس کے آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ کیا آپ کی عافیت خراب ہوجائے

گی۔ یہ عجیب خیال ہے اور محض خیال ہے۔ بھائی چھوڑ دو۔ دین حاصل کرنے آئے ہو۔ دین کی عظمت ہے دل میں تو یہ چھوڑ دو۔ جو لوگ مبتلا ہیں اس میں خواہ وہ گھر والے ہوں۔ کوئی گھر ایسا نہیں۔ ارے کوئی جھگی ایسی نہیں کہ جہاں ریڈیو نہ ہو اور ٹیلی ویژن نہ ہو۔ ایسی رائج الوقت چیز آ گئی ہے لعنت کا نتیجہ یہی ہے کہ گھر گھر عجیب پریشانیاں ہیں۔ آپ کہتے ہیں ہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ ارے تم اللہ کی نافرمانی کرر ہے ہو۔ اپنے ضمیر کو برباد کرر ہے ہو۔ اپنے تمام ایمان کے تقاضوں کو مغلوب کرر ہے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا میں کہاں سے خلوص آئے گا کہاں سے رجوع الی اللہ کی توفیق ہوگی جب منکرات میں مبتلا ہو۔ منکرات کے ہوتے ہوئے۔ اللہ کا قانون توڑتے ہوئے، بے شرمی کی باتیں کرتے ہوئے، کیا ہوگی۔

اس سے گھر برباد ہو رہے ہیں:

آج چونکہ آبادی بہت بڑی ہے وقتاً فوقتاً کوئی واقعات معلوم ہو گئے۔ اِکّا دُکّا کوئی ذہن میں آ گئے لیکن گھر گھر بربادیاں ہیں رشتے۔ ازدواجی زندگی برباد ہو رہی ہے۔ زن وشوہر میں موافقت نہیں ہے۔ ایک خانہ بربادی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ لڑکیاں قابو میں نہیں ہیں۔ لڑکے قابو میں نہیں ہیں۔ لڑکے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے۔ زن وشوہر ایک دوسرے کا خیال نہیں کرتے۔ زندگی برباد ہو رہی ہے جی رہے ہیں جانوروں کی طرح۔

اپنے کردار کو دیکھو:

الزام لگا دیتے ہیں کہ فلاں بد مزاج ہے۔ فلاں بدکردار ہے اور اپنے کردار کو نہیں دیکھتے کہ اپنے کردار کیسے ہیں۔ بھائی دیکھو جو باتیں میں نے عرض کی ہیں یہ غور طلب

ہیں۔ان کی تشریحات کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ لو۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ جو گناہ ہیں کبائر وہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے بیان کیے ہیں کہ یہ گناہ ہے کبیرہ ہے صغیرہ ہے چونکہ تمہاری زندگی اس سے برباد ہوتی ہے یہ چیزیں گناہ جو ہیں یہ زندگی کو برباد کرنے والی ہیں۔ عافیت کو برباد کرنے والی ہیں۔ کیا تم نے ان کو عمداً برباد کر دیا ہے پھر سکون قلب ہرگز دنیا میں نہیں مل سکتا نہ عافیت مل سکتی ہے۔ اسی لیے گناہوں سے توبہ کرو۔ منکرات کو چھوڑو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت والی زندگی نصیب ہوگی، اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔ کیا کہتے ہو کہ دعا قبول نہیں ہوتی فسق و فجور میں مبتلا ہیں، وضع قطع لباس تو آج تک ٹھیک نہیں ہے۔ نماز کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ جھوٹ سے بھی احتراز نہیں ہے۔ غیبت سے بھی احتراز نہیں ہے۔ دنیا بھر کے جو منکرات ہیں اس میں مبتلا ہیں اب اگر کوئی معاملہ آپڑا ہے، کوئی پریشانی آگئی ہے۔ کوئی قرضہ زیادہ ہو گیا ہے۔ کسی نے دل آزاری کی ہے۔ کسی نے نقصان پہنچایا ہے۔ کوئی بیماری آگئی ہے تو اب دوڑتے ہیں وظیفے پوچھتے ہیں۔ دعائیں کراتے ہیں مگر اپنی حالت پھر بھی نہیں بدلتے۔ جس سے نافرمانی ہو رہی ہے وہ بدستور اپنی جگہ برقرار ہے۔ فسق و فجور اپنی جگہ قائم ہے۔ ٹیلی ویژن اپنی جگہ پہ قائم ہے اور شکایت یہ ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی کون دعا قبول کرے۔ اللہ میاں۔ ارے اللہ میاں تو کفار اور مشرکین کی بھی دعا قبول کرتے ہیں۔ تم تو صاحب ایمان ہو۔ تم تو خیال نکال ہی دو کہ دعا قبول نہیں ہوتی دعا تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ لیکن تم اپنی حالت تو دیکھو کہ جس مالک کی نافرمانی کر رہے ہو۔ اور اسی مالک سے کہتے ہو کہ دعا قبول کرے اور جلدی کرے ابھی کرے فوراً کرے۔ سبحان اللہ کونسے اللہ میاں ایسے ہیں کونسے اللہ میاں کا تصور ایسا ہے کہ جن کی نافرمانیاں بھی کرو۔ فسق و فجور بھی کرو بے حیائی کی باتیں بھی کرو۔ اور چھوڑنے کا ارادہ

بھی نہ کرو۔ دعا قبول نہیں ہوتی کونسی ترکیب ہے۔ ہماری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ اگر آپ کی سمجھ میں آئی ہے تو سب کچھ کرتے رہو۔ فسق و فجور بھی کرتے رہو۔ کبائر کا ارتکاب بھی کرتے رہو بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں بھی کرتے رہو چاہے عورتیں ہوں یا مرد کہتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ رشتے نہیں آتے لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں رشتے ہو گئے طلاقیں ہو رہی ہیں۔ اختلاف ہو رہے ہیں۔ خودکشی ہو رہی ہے بربادی ہو رہی ہے۔ گھر گھر ایسا ہو رہا ہے۔ بھائی کیوں ہو رہا ہے بھائی کوئی وظیفہ بتائیں۔ کس کے لئے وظیفہ پڑھو۔ کس کے لئے دعا مانگو۔ کیا ہمیں نہیں پتا۔ جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں۔ جس سے دعا کر رہے ہیں۔ اس کی تو کھلی ہوئی نافرمانیاں کر رہے ہو۔ فاسقانہ فاجرانہ لباس ہے۔ بے حیائی اور بے شرمی ہے کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ کوئی دعا بتا دیجیے، کوئی وظیفہ بتا دیجیے۔ بھائی وظیفہ دعا کوئی ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ میاں کو راضی کر لیں گی۔ اور تمہارا کام بن جائے گا۔ کیسی حد ہو گئی ہے کہ بھائی اپنے فسق و فجور کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں ہے۔ منکرات کو چھوڑنے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔ بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں بھی نہ چھوڑو۔ کہتے ہیں دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا تو ضرور قبول ہوتی ہے ویسے بھی لیکن تم یہ چاہتے ہو کہ ہم نے دعا مانگی، وظیفہ پڑھا یا کوئی عمل کیا تو فوراً اس کا نتیجہ ہمارے موافق ہو جائے۔ سبحان اللہ۔ کونسی قدرت ایسی ہے جو تمہارا ساتھ دے گی سوائے شیطان کے اور کوئی مدد نہیں کرے گا اس معاملے میں۔ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔ عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ کبائر چھوڑو ان سے نفرت رکھو جہاں تک ہو سکے ان کو ترک کر دو بالکل۔ ہمارے اختیار میں ہے۔ ہم شخصی طور پر، ذاتی طور پر سب کچھ کر سکتے ہیں، خدا کے لئے ان سب چیزوں سے نفرت کرو۔ اور اپنی زندگی سادہ بناؤ۔ جہاں تک ہو سکے اسلامی وضع قطع اختیار کرو۔

لباس پوشاک شرعی ہو۔نہیں کر سکتے تو اقرار کرتے جاؤ اور گناہ سمجھتے جاؤ۔ اور توبہ کرتے جاؤاوراللہ میاں سے مدد مانگتے جاؤ۔

کام بنانے والے سے رجوع کرو:

بھائی اتنا تو ہوسکتا ہے۔ ورنہ دین کیا چیز ہے۔ دین یہ کوئی جادو تو ہے نہیں۔ مسمریزم تو ہے نہیں کہ مسمریزم کے ذریعے سے جن قابو کرلیا اب جو چاہیں حاضر کرلیں۔اور جس کے اوپر چاہیں اثر ڈال لیں۔ جو چاہیں آپ دکھا سکیں اور جس سے چاہیں بات کریں۔ بھائی عقل سے کام لو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے کام بنتے رہیں اور ہماری مرادیں پوری ہوتی رہیں تو کام بنانے والے سے تم رجوع کیوں نہیں کرتے ہو۔کارساز حقیقی کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتے ہو۔اس سے کس نے منع کیا ہے۔ رجوع کرو اعتراف کے ساتھ۔ اقرار کے ساتھ کہ ہم قصوروار ہیں۔ گناہ گار ہیں۔ یا اللہ ہمارے اوپر رحم کیجیے۔ نہ کسی وظیفے کی ضرورت ہے۔ نہ کسی عمل کی ضرورت ہے۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

تم خود سفلی عمل میں مبتلا ہو:

کہتے ہیں بھائی فلاں پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ کسی نے سفلی عمل کر دیا ہے، فلاں بندش ہوگئی ہے ہمارے کاروبار میں رکاوٹ ہوگئی ہے جو کام کرتے ہیں اِس میں نقصان ہوتا ہے۔ رشتے آتے ہیں اور واپس ہوجاتے ہیں فلاں بات ہوتی ہے۔ کوئی وظیفہ بتائیں، کیا عمل کیا جائے میں نے کہا کہ تمہاری زندگی خود سفلی عمل ہے۔ تمہارا فسق و فجور خود سفلی عمل ہے کیوں کسی پر الزام لگاتے ہو خود شیطانی عمل ہے یہ تمہارا کیوں کسی پر الزام لگاتے ہو۔تم خود سفلی عمل میں مبتلا ہو۔ ارے بھائی اس سفلی عمل کے رد کی ترکیب یہ ہے کہ جس میں تم مبتلا ہو۔ سفلی عمل کون کرے گا تمہارے اوپر، تمہارا

فسق و فجور خود سفلی عمل ہے۔ تمہارا لباس پوشاک، برہنہ لباس عورتوں کی عریانی، بے غیرتی بے حیائی خود ایک بہت بڑا سفلی عمل ہے۔ اِس سفلی عمل کے ہوتے ہوئے کسی پر سفلی عمل کا الزام لگاتے ہو۔ اسی کا تدارک صرف یہی ہے کہ اس کو چھوڑو۔ حیاء اور شرم کو اختیار کرو۔ اللہ سے رجوع کرو۔ جن باتوں میں مبتلا ہو ان سے توبہ اور استغفار کرو، اور ارادہ کرو کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ میں نے بہر حال اجمالی طور پر وہی سبق دھرادیئے آپ کے سامنے۔ میں تو جب تک دھراؤں گا جب تک مجھے تسکین نہیں ہو جائے گی یا اطمینان نہیں ہو جائے گا کہ آپ لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ ایسے موقع بہت کم ملتے ہیں ایسے واقعات بہت کم ملتے ہیں کہ یہ باتیں سننے میں آئیں ان کو کتابوں میں پڑھو اس سے بھی بہت سبق ملتا ہے۔ دین کی کتابیں میں نے بتادی ہیں۔ جزاء الاعمال ہے۔ حیٰوۃ المسلمین ہے۔ تعلیم الدین ہے مختصر مختصر سی کتابیں ہیں۔ ان کو ضرور پڑھ لو ایک دفعہ پھر پتہ چل جائے گا کہ اسلام کیا ہے۔ ایمان کے تقاضے کیا ہیں۔ گناہ کیا چیز ہے۔ کبائر کیا چیز ہے۔ صغائر کیا چیز ہیں۔ بھائی علم حاصل کر لو اور توبہ استغفار کر لو۔

اللہ کی طرف رجوع کرو:

اب دو باتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ فسق و فجور جس میں ہم مبتلا ہیں سفلی عمل میں خود مبتلا ہیں۔ جس کا تدارک صرف یہ ہے رجوع الی اللہ اللہ سے رجوع کرنا ہے۔ وہ قادر مطلق ہیں۔ رحیم مطلق ہیں۔ غفار الذنوب ہیں سب کچھ ہیں اور ان کے وعدے ہیں کہ جب بندہ نادم ہو کر ہمارے سامنے سر جھکا لیتا ہے ہم اس کو معاف کر دیتے ہیں تو جب ان کا وعدہ ہے تو خدا کے لئے گردن جھکا کے بیٹھ جایا کرو ان کے سامنے اپنے فسق و فجور کی فہرست سامنے پیش کر دو ان کے سامنے اور کہہ دو کہ میں یہ نہیں چھوڑ سکتا۔

اس میں مبتلا ہوں۔ اس میں مبتلا ہوں۔ یا اللہ مجھ پر رحم کیجیے۔ دنیا میں بھی عذاب نہ دیجیے اور آخرت میں بھی بھائی اللہ سے اتنی بات تو کرلیا کرو۔ میں اور زیادہ اس سے سہل نسخہ کیا بتاؤں بہت ہی آسان نسخہ ہے۔ اگر آخر شب میں موقع مل جائے تو اس وقت کرلیا کریں تو بھائی جو میں نے چیزیں ذکر کیں ان بنیادی چیزوں پر اگر انشاء اللہ آپ نے عمل کرلیا تو انشاء اللہ یہ چیزیں چھوٹ جائیں گی۔

نماز کسی حال میں نہ چھوڑو:

ایک تو ہے نماز کی پابندی۔ نماز کو کسی حالت میں مت چھوڑو۔ کسی عذر میں مت چھوڑو۔ تیمّم کر کے پڑھ لو۔ بیٹھ کر پڑھ لو۔ سفر میں قصر کرلو۔ لیکن خدا کے لئے وقت پر نماز پڑھ لو۔ اگر ہو سکے تو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھا کرو۔ وہاں نمازیں قبول ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جب مسلمان ہاتھ اٹھاتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں کسی کی دعا قبول ہوتی ہے، اللہ اِس کی برکت سے سارے مسلمانوں کی دعا قبول کرلیتے ہیں۔

اور ہم قوت کے کام جسمانی طور پر کرتے رہتے ہیں۔ اِس لیے جسمانی قوت کو بڑھانے کے لئے، روحانی قوت کو بڑھانے کے لئے کچھ وظائف ہیں۔ ان کو استعمال کرو، تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ وقت نکال کے اس لیے بیٹھ جاؤ کو اس میں ثواب ہے ثواب کے معنی ہیں کہ ان کے اندر ایک طاقت ہے جو روح کے اندر پیدا ہوتی ہے جو ایمان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور جو ہم کو منکرات سے، فواحشات سے روکتی ہے۔ تو فواحشات کو روکنے کے لئے منکرات کو روکنے کے لئے، توبہ کے قبول ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونے کے لئے چند عملیات کرلیا کرو۔ چند تسبیحات پڑھ لیا کرو۔ کئی دفعہ بتایا ہے کہ یہ روحانی غذا ہے۔ ایمانی غذا ہے۔ اس سے صفت پیدا ہوگی اور صلاحتیں

پیدا ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ آج جو بات ناممکن معلوم ہوتی ہے ممکن ہو جائے گی آج جو کہتے ہو کہ دعائیں قبول نہیں ہوتی دعائیں قبول ہونے لگ جائیں گی۔ جو آج پریشانی رفع نہیں ہوتی رفع ہو جائیگی۔ مصائب تو بہت ہیں لیکن مومن کا قلب مطمئن رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ سے رجوع کرنے میں جو قوت ہے وہ حاصل کر لی، وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھ جاؤ ایک تسبیح استغفار کی پڑھ لو کس نیت سے کہ یا اللہ میں سراپا گناہ گار ہوں سفلی عمل کر رہا ہوں۔ بدتمیزیاں کر رہا ہو۔ کبائر میں مبتلا ہوں۔ فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔ میری قوت ایمانی کمزور ہوتی چلی جارہی ہے۔ یا اللہ میں آپ سے رجوع کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں، استغفار کرتا ہوں کہ میرے سارے گناہ معاف فرما دیجیے میرے خُلق کو صاف کر دیجیے مجھ سے مؤاخذہ نہ فرمائیے دنیا میں اور آخرت میں۔ اتنا تو کر سکتے ہو یہ کوئی مشکل بات ہے کر کے دیکھ لو رد عمل ہے یہ سفلی اعمال کا، گناہوں کا، کبائر کا، بے حیائی کا، بے شرمی کا، بے غیرتی کا، جس کی لعنتیں مسلّط ہیں۔ برداشت نہیں ہو رہی ہیں ہم سے تو استغفار سے یوں تدارک ہو گا۔

توبہ کرو:

دیکھیے اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اللہ کا اعلان ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے۔ نادم بندہ جب سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھ جاتا ہے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خدا کے لئے فسق و فجور کی ناپاکیوں سے زمانے کی لعنتوں سے، تہذیب حاضرہ کی لعنتوں سے پناہ مانگو، استغفار کرو۔ ایک دن آئیگا انشاء اللہ تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔

درود شریف کی کثرت کرو:

درود شریف پڑھا کرو۔ انشاء اللہ درود شریف پڑھنے سے یہ ہو جائے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے گی۔ انشاء اللہ ان سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو جائے گا لہٰذا درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھو۔

اسماء حسنیٰ کی اہمیت:

اور اللہ تعالیٰ کے جو اسماء گرامی ہیں ان کے اندر بڑی برقی قوت ہے۔ سبحان اللہ، الحمد للّٰہ، لا الہ الا اللہ کہنے کو تو الفاظ ہیں یہ ایسے آسانی سے کہہ لیتے ہیں لیکن ان کے اندر بہت بڑی قوت ہے۔ خود اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ان کے اندر بڑی قوت رکھ دی ہے۔ اس قوت کو حاصل کرنے کے لئے تسبیح پڑھو۔ سبحان اللہ، الحمد للّٰہ، لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھو۔ اور دعا کرو کہ یا اللہ ان کے اندر آپ نے جتنی قوتیں رکھی ہیں۔ ایمان میں قوت پہنچانے کے لئے، اعمال میں قوت پہنچانے کے لئے، اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے یا اللہ ہم سب اس کے محتاج ہیں، ہمیں سب عطا کر دیجئے۔

خلاصہ:

تین چیزیں اگر آپ کر لیں توبہ، استغفار، درود شریف سبحان اللہ، الحمد للّٰہ انشاءَ اللہ تعالیٰ اتنی قوت روحانی اور اتنی غذا روحانی کافی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ صدق دل سے، طالب بن کر، محتاج بن کر استغفار کرو۔ درود پڑھو۔ سبحان اللہ، الحمد للّٰہ کی تسبیح پڑھو۔

اور پھر اس کے بعد بھائی جہاں تک ہو سکے اپنی آنکھوں کو بچاؤ، اپنے دل کو بچاؤ، اپنی زبان کو بچاؤ تو انشاء اللہ پھر ان کے اندر پاکی پیدا ہوگی، نہ دیکھو نامحرم عورتوں کو، نہ

دیکھو کسی کو حقارت کی نظر سے، نہ دیکھو کسی کو حسد کی نظر سے، یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ گناہ ہے یہ کبیرہ ہے اس سے پرہیز کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ قوت ایمانی بخشی جائیگی، اور کیا ترکیب بتائی جائے فی الحال اِسی کو کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ آپ نے ہم کو ایمان عطا فرمایا ہے ہماری قوت ایمانیہ تو ضعیف ہو چکی ہے ماحول و معاشرے سے ہم لعنتوں میں گھر گئے ہیں نفس وشیطان سے ہم مغلوب ہو گئے ہیں یا اللہ دنیا بھی برباد ہو رہی ہے اور آخرت بھی یقیناً برباد ہو رہی ہے یہ ہماری بے حسی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں کر رہے ہیں ختم ہو گیا یا اللہ ایسا تو نہیں ہے آپ کا اعلان ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ مرنے کہ بعد تمام اعمال منقطع ہو جائیں گے جو کچھ لے کر جائیں گے یہاں سے وہی ہمارا سرمایہ ہوگا اور کوئی ہمارا مددگار نہیں ہوگا یا اللہ ایسے وقت میں کہ کوئی ہمارا مددگار نہ ہو صرف ہمارے اعمال ہی ہمارے ساتھ ہوں گے یا اللہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمایئے اور بد اعمالیوں سے بچا لیجئے یا اللہ مرنے سے قبل ہماری سب بداعمالیوں کو معاف فرمادیجئے یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں یا اللہ آپ کارساز حقیقی ہیں آپ غفارالذنوب ہیں ستارالعیوب ہیں ہم آپ کے سامنے رجوع کرتے ہیں یا اللہ ہم اپنے تمام عمر کے گناہوں بے حیائی اور بے شرمی کی باتوں سے یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں استغفار کرتے ہیں یا اللہ آئندہ ہمیں ان سے بچا لیجئے ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان سے بچتے رہیں یا اللہ آپ ہمیں نہ دنیا میں معذب کیجئے نہ آخرت میں معذب کیجئے ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمادیجئے اور ہم کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمایئے اپنی عبادات اور اطاعت کی توفیق عطا فرمایئے ہمارے ذمہ جو حقوق واجبہ ہیں ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے چاہے وہ حقوق والدین کہ ہوں زوجین کے ہوں اولاد کے ہوں پڑوسیوں

کے ہوں عزیز واقارب کے ہوں کاروبار کے ہوں ہم ہر جگہ یا اللہ خطائیں کرتے ہیں حق تلفیاں کرتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی بری بات نہیں کی حالانکہ یہ بہت بری بات ہے کسی کی حق تلفی کر کے ہم کبھی خوش نہیں رہ سکتے یا اللہ ہم کو توفیق دیجئے کہ ہمارے ذمہ جو حقوق ہیں ہم ان کو ادا کرتے رہیں چاہے ہمیں کتنی ہی مشقت کرنا پڑے چاہے کتنا ہی مجاہدہ کرنا پڑے چاہے جتنی نفس پر گرانی ہو لیکن حقوق واجبہ ہم سے ادا ہوتے رہیں یا اللہ ہماری اعانت ونصرت فرمایئے یا اللہ آپ کی نصرت اگر ہمارے شامل حال رہی تو ہمارا ایمان بھی درست رہے گا دنیا بھی درست رہے گی، اسلام بھی درست رہے گا اور آخرت بھی درست رہے گی یا اللہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اگر ہماری خطائیں معاف نہ ہوئیں تو دنیا میں بھی گھاٹا ہے ہمارے لئے اور آخرت میں بھی یا اللہ ہمیں دنیا وآخرت کے گھاٹے سے بچا لیجئے ذلت سے بچا لیجئے بے شرمی سے بچا لیجئے نفس وشیطان کے مکائد سے بچا لیجئے ایک پاکیزہ زندگی ایک پاکیزہ اخلاق اور پاکیزہ معاشرہ عطا فرمایئے جس میں یا اللہ جتنے کبائر ہیں جو تفریحات میں شامل ہو گئے ہیں ہمیں ان سے نفرت عطا فرمایئے ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمایئے یا اللہ ہمیں بچا لیجئے دنیا اور آخرت کی بربادی سے صدقہ وواسطہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم ان کے امتی ہیں ہم ان کا وسیلہ لے کر آئے ہیں یا اللہ ہم پر رحم کیجئے یا اللہ جو چیزیں ہم سے نہیں چھوٹتیں آپ چھوڑا دیجئے لیکن دنیا میں ذلیل نہ کیجئے ولا تخزنا یوم القیامۃ اور روز قیامت ہم کو ذلیل نہ کیجئے یا اللہ ہم بہت عاجز بندے ہیں بہت بے شرمی اور بے غیرتی میں مبتلا ہیں ہم میں شرم وحیا نہیں رہی یا اللہ ہمارا ایمان کہاں رہے گا یا اللہ آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے تو اس کی حفاظت فرما دیجئے اس کے تقاضوں پر عمل کی توفیق عطا فرما دیجئے ان بے

شرمی اور بے غیرتی کی باتوں سے ہمیں بچا لیجئے ان کی لعنتوں سے بچا لیجئے ہمیں بھی ہمارے اہل وعیال کو ہمارے عزیز و اقارب کو ہمارے دوست احباب کو یا اللہ سب کو بچا لیجئے سب پر رحم کیجئے بگڑا ہوا معاشرہ ہے تمام ملک کا تمام مسلمانوں کا یا اللہ سب آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں چاہے صاحب اقتدار ہوں یا صاحب ثروت ہوں یا صاحب دولت ہوں جن پر ایک جہل سی طاری ہے یا اللہ ان کو بھی ہدایت عطا فرمائیے آپ مقلب القلوب ہیں ان کو بھی ہدائت فرمائیے جن کی وجہ سے یہ منکرات اور فواحشات جو رائج الوقت ہو رہے ہیں یا اللہ تمام مسلمانوں پر رحم کیجئے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں ہمارے اخلاق بہتر ہو جائیں ہمارا معاشرہ سادہ ہو جائے ہمارے معاملات آسان ہو جائیں ہماری تجارت گاہوں میں صداقت و امانت ہمارے دفاتر میں صحیح کام ہو انصاف ہو بے رحمی نہ ہو کسی پر ظلم نہ ہو یا اللہ یا اللہ ہم سب محتاج ہیں آپ کی اعانت درکار ہے صدقہ و واسطہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری اعانت و نصرت فرمائیے ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا بة واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولیٰنافانصرنا علی القوم الکافرین ، ربنا و آتنا ماوعدتنا علیٰ رسلك ولا تخزنایوم القیامة انك لا تخلف المیعاد ، اللھم انا نسئلك من خیر ماسا لك منةنبیك محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ، سب وہ خیر عطا فرما دیجئے جو آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگے ہیں ہم سب محتاج ہیں اس خیر کے یا اللہ کوئی حق نہیں ہمارا کوئی استحقاق نہیں ہے لیکن محض فضل و کرم سے عطا فرما دیجئے یا اللہ اس تمام شر سے جس سے ہم برباد ہو رہے ہیں ہماری قوم برباد ہو رہی ہے تمام ملک برباد ہو رہا ہے تمام خاندان برباد ہو رہے ہیں وہ شر نفس و شیطان کا یا اللہ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں

یااللہ اس تمام شر سے جس سے ہماری دنیا و آخرت میں بربادی ہو رہی ہے ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے صدقہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں کے توسل سے ہم خیر طلب کر رہے ہیں انہیں کے توسل سے ہم شر سے پناہ مانگ رہے ہیں یااللہ ہماری دعائیں قبول فرمالیجئے یااللہ ہم آپ کے عاجز بندے ہیں ایاك نعبد وایاك نستعین ، اللهم انی اسئلك من فضلك العظیم ، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم ، وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولینا محمد وعلیٰ آله واصحابه وبارك وسلم تسلیما کثیراً کثیرا

آمین

وآخر دعوانا عن الحمد للّٰه ربّ العالمین

افتتاح بخاری پر
اساتذہ وطلبہ سے خطاب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین o والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین o وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ أجمعین o

الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ ہماری زندگی کے لئے آج بڑی مبارک ساعت ہے، یہ بڑی عظیم سعادت ہے کہ ہم آج دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری شریف کا آغاز کررہے ہیں، یا اللہ! درسِ حدیث کی یہ مبارک ساعت جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی جس میں ہم آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کا اور صحیح بخاری شریف کا آغاز کررہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے، اوراس کے بڑے فیوض وبرکات قیامت تک کے لئے جاری کردیئے ہیں، یا اللہ! اس کی برکات کا تمام پڑھنے والوں کو اور پڑھانے والوں کو مورد بنادیجیے، یا اللہ شرح صدر فرمادیجیے۔ یا اللہ! ایسے علوم عطا فرمایئے جو سب کے لئے باعثِ برکت ومنفعت بھی ہوں اور باعثِ سعادتِ دارین بھی، پھر ان علوم کے مطابق توفیقِ عمل بھی عطا فرمادیجیے، یا اللہ! ہم دِل سے دُعا کرتے ہیں، ہماری دُعا قبول فرمایئے۔

یا اللہ! آج دارالعلوم کراچی کی تعلیم کا آغاز ہورہا ہے، آپ کی ہزاروں برکتوں کے ساتھ، ہزاروں حفاظتوں کے ساتھ، ہزاروں انعامات کے ساتھ آپ ہی اعانت ونصرت فرمایئے، یا اللہ! ہمارے اساتذہ کے ایمان کو بھی اور ہمارے طالب علموں کے ایمان کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے کلام پاک کے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلام مبارک کے انوار وتجلّیات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق کامل عطا فرمایئے، ہر طرح کی خیروبرکت عطا فرمایئے، ہر طرح کے شر وفتنہ سے محفوظ فرمایئے، یا اللہ!

خالصۃً اپنی رضا کے لئے توفیقِ اعمال عطا فرمایئے، ایسے اعمال کی توفیق دیجیے جو آپ کے پسندیدہ ہوں جو آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کے مطابق ہوں، یا اللہ! اس پر ہر شخص کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے، یا اللہ! دینی تعلیم کی خیر و برکت ہمیشہ پھیلتی رہے، اس کی تذکیر بھی ہوتی رہے، یا اللہ! یہ سلسلہ ہر طرح کی توفیق کے ساتھ، اعانت کے ساتھ جاری رہے، یا اللہ! اساتذہ کو، طالب علموں کو، منتظمین کو سب کو سعادت عطا فرمایئے، اخلاصِ نیت عطا فرمایئے، یا اللہ! جذبۂ عمل عطا فرمایئے، اپنی رضامندی کی توفیق عطا فرمایئے۔

دارالعلوم کی عظمت و محبت:

میرے لئے یہ خوش نصیبی کی بات ہے اور آپ لوگوں کی محبت ہے کہ باوجود ضعف کے آپ لوگوں کے درمیان حاضر ہونے کی توفیق ہوئی اور یہ سعادت حاصِل ہوئی، میں آپ لوگوں کے حق میں دُعائیں کرتا ہوں اور اپنے حق میں آپ لوگوں کی دُعائیں چاہتا ہوں، میرے دل میں اِس دارالعلوم کی عظمت بھی بہت زیادہ ہے اور محبت بھی، مجھے آپ لوگوں سے ایک دلی لگاؤ ہے، مجھے بڑی مسرّت ہے اور مجھے اس بات سے بڑی تقویت ہے کہ آپ سب حضرات میرا خیال رکھتے، ہیں مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں، اور میں آپ لوگوں کے لئے دُعائے خیر کرتا ہوں اور آپ کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔

میں آپ سے کیا بات کروں؟ میں صرف چند باتیں دردِ دل کے ساتھ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں، پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں، دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی مجھے توفیق دے کہ میں اخلاصِ نیت کے ساتھ آپ کے سامنے آپ سب کے فائدے کی باتیں عرض کرسکوں، میں بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلوب میں

قابلیت اور صلاحیت دے، رشد وہدایت کی باتیں سُن کر اُن پر عمل کریں۔

دیکھنے میں یہ ایک معمولی بات نظر آتی ہے، اور ایک رسم کی طرح محسوس ہوتی ہے کہ آج دارالعلوم کی تعلیم کا آغاز ہورہا ہے، تمام خیر و برکات کے ساتھ، تمام نیک توقعات کے ساتھ' مگر درحقیقت یہ معمولی چیز نہیں، دینی درس گاہ معمولی چیز نہیں، یہاں اللہ کے کلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تبلیغ ہوتی ہے اشاعت ہوتی ہے، تعلیم ہوتی ہے، یہ ایک بڑا مرکز ہے، بڑا بنیادی مرکز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام خیر و برکات کا ظہور ہوتا ہے، دین کی بقا اس سے ہے، دین کی حفاظت اس سے ہے، دین کی تبلیغ اس سے ہے، یہ دارالعلوم معمولی چیز نہیں ہے، اس کی قدر کرو، یہ ایمانی اور اسلامی شعائر کا ایسا مرکز ہے کہ جس کی مثال کہیں نہیں، دُنیا بھر میں جانے کتنی درسگاہیں ہیں، جانے کتنے فنون ہیں، جانے کتنی رائج الوقت چیزیں ہیں، لیکن یہ دارالعلوم کی قِسمت ہے کہ یہاں پر اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کی تعلیم دی جاتی ہے، یا اللہ! حضرت امام محمّد بن اسمٰعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو مقاماتِ رفیعہ عطا فرما، درجاتِ عالیہ عطا فرما، کہ انہوں نے ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحیحہ کا خزانہ جمع کردیا، یا اللہ ان کی برکات ایمانی سے ان کے فیضِ روحانی سے، پڑھانے والوں کو، پڑھنے والوں کو قیامت تک سبھی کو فیضیاب و سیراب فرما۔ یا اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ جتنی بھی اس کتاب کے اندر برکات ہیں، رحمتیں ہیں، ہمیں سب سے بہرہ ور فرما، طلباء کو بھی اور اساتذہ کو بھی اور تمام حاضرین کو بھی۔

نیت خالص مومن کے ایمان کا جوہر:

آج بخاری شریف کا افتتاح ہورہا ہے یہ کتاب بڑی بابرکت کتاب ہے، بڑی

خیر و برکت والی کتاب ہے، یہ ایمان و اسلام کی اساس و بنیاد ہے، اس کی ابتدا ایسی حدیث شریف سے فرمارہے ہیں جو نیت کے بارے میں ہے، اور نیتِ خالص ہماری تمام عمر کا سرمایہ ہے، نیتِ خالص ایک مؤمن کے ایمان کا جوہر ہے، یا اللہ! آپ نے جس بابرکت حدیث سے ابتدا کرائی ہے' یا اللہ! اس کی اہلیت سب کو عطا فرمایئے، صلاحیتیں عطا فرمایئے، ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرمایئے، یا اللہ! اس کے اثرات وثمرات سے محروم نہ فرمایئے۔

اخلاص نیت سے دعا کرلو:

دُعا کرو کہ یا اللہ! آج جو کام آپ کے نام سے شروع کیا جارہا ہے اس کو شرفِ قبولیت عطا فرمایئے، ہماری صلاحیتیں ہماری استعدادیں سب ناقص ہیں، لیکن ہماری نیت یہ ہے کہ یا اللہ! ہم آپ کے دین کو حاصل کریں گے اور آپ کے دین کی اشاعت کریں گے اور دین کے تقاضوں پر عمل کریں گے، ہم اہتمام سے یہ نیت کرتے ہیں، یا اللہ! اخلاصِ نیت کے برکات وثمرات ہمیں عطا فرمایئے تاکہ جو کچھ بھی ہم اللہ اور اللہ کے رسول کی باتیں سنیں، ان پر عمل کریں، جو ضابطۂ حیات وممات ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے اس پر عمل کریں، یا اللہ! اخلاصِ نیت ہم کو عطا فرمایئے، اس کے ثمرات و برکات سے ہمیں مالا مال فرمایئے، یا اللہ! ہماری حفاظت فرمایئے ہماری نیتوں کو درست فرمادیجیے، یا اللہ! جو علم بھی ہم حاصل کریں ہمارا مقصود اصلی آپ کی رضا ہو، ہمارا مقصودِ حیات آپ کی رضائے کاملہ ہو۔

آپ ہمارے خالق ہیں، رزّاق ہیں سب ہی کچھ ہیں، ہم آپ کے بندے ہیں، آپ کی مخلوق ہیں، ہم کیسے حق اَدا کریں؟ کِس طرح حق ادا کرسکتے ہیں؟ ہماری کیا مجال؟ یہ آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور طفیل ہے کہ وہ ہم کو بتاگئے

ہیں، انہوں نے اپنی عملی زندگی سے اپنے ارشادات سے ہم پر واضح کر دیا ہے کہ ایک بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور وہ تعلق کس طرح صحیح ہوگا؟ یہ احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام جو ہیں تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، ان کی غفّاریت، ان کے تمام اسمائے حسنیٰ سے ہمارا تعلق جوڑنے اور ان سب سے ہم کو متعارف کرانے کے لئے ہیں، ان کے انوار و تجلّیات سے ہمارے قلوب کو معمور کرنے کے لئے ہیں۔

اِخلاصِ نیّت کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب ہے ''اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' جو کام ہو اس کی رضا کے لئے ہو، ہمارا ایک ایک لمحہ اتباعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم میں گزرے، اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلّق پیدا کرنے کا، ان کی معبودیت اور رزاقیت کا حق ادا کرنے کا واحد مستند و معتبر طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کریں۔ آپ کے سامنے احادیث آئیں گی جو ہمارے لئے بڑی سبق آموز ہیں، ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں، یہ حدیثیں ہم کو بتائیں گی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس طرح تعلّق پیدا کر سکتے ہیں؟ اپنا حق عبدیت کس طرح اَدا کر سکتے ہیں؟ اس لئے آج بخاری شریف کی پہلی حدیث شریف ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' پڑھتے ہوئے سچّے دِل سے عہد کرو کہ ہم یہ درس اس نیّت سے شروع کر رہے ہیں کہ جو کچھ ان احادیث میں فرمایا جائیگا اپنی زندگی کو اس میں ڈھال لیں گے، اس کو اپنا جزوِ ایمان بنالیں گے اس کو اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ بنالیں گے، اس نیت سے پہلی حدیث شریف پڑھو، جب پڑھنے پڑھانے کے لئے بیٹھا کرو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لیا کرو، جیسے آج ابتدا میں ''ربّ یسّر ولا تعسّر وتمّم بالخیرً اور ''ربّ اشرح

لی صدری ویسّرلی امری، واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی ''پڑھ لیا، اسی طرح رجوع الی اللہ کرلیا کرواور یوں کہا کرو کہ یا اللہ! ہماری صلاحیتوں میں نقائص ہیں، ہماری استعداد ناقص ہے، لیکن ہم آپ کا دین حاصل کررہے ہیں اس لئے ہمارے نقائص دُور فرمادیجیے، ہمارے حالات درست فرمادیجیے، ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمایئے، یا اللہ! دین کے مقتضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے اور تقاضائے عمل بھی پیدا فرمایئے اور ہمارے اعمال کو نفس وشیطان کے مکائد سے ہمیشہ بچائے رکھئے، ہر روز پہلے یہ دُعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرلیا کرو۔

کلام اللہ اور کلام الرسول اللہ پڑھنے کی غایت:

تم کلام اللہ کیوں پڑھتے ہو؟ جانتے بھی ہو یہ کیا چیز ہے؟ یا صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے، ہم اس کے تراجم پڑھتے ہیں، اس کے مطالب بیان کرتے ہیں، اس کا شان نزول بیان کرتے ہیں، آداب بیان کرتے ہیں، اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس کی تفاسیر بیان کریں، کیا اتنا سمجھنا کافی ہے؟ بلاشبہ یہ چیزیں بھی بنیادی ہیں، لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کلام اللہ تو ایک مکمّل ضابطۂ حیات وممات ہے، دُنیا کے لئے بھی آخرت کے لئے بھی، یہ بتلاتا ہے کہ ایک صاحبِ ایمان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے؟ اس کے اوپر کون کون سے فرائض وواجبات ہیں؟ اور اس کی کون کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ سب کا بیان اس کلام اللہ میں ہے، سب سے پہلے عقائد صحیح ہوجانے چاہئیں، جب تک عقائد صحیح نہ ہوں گے توحید صحیح نہیں ہوگی، آخرت کا یقین نصیب نہ ہوگا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونی چاہیے، جب تک آپؐ سے محبت نہ ہوگی، ایمان غیر معتبر اور بالکل ناقص ہوگا، یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں یہ چیزیں کیسے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ کے پڑھنے سے، احادیث کے

پڑھنے سے، یہ آداب، یہ طریقے، یہ علم کلام اللہ اور کلام رسول ہی سے حاصل ہوں گے، غایتِ حیات ہماری یہی ہے کہ کلام اللہ اور کلامِ رسول کو اپنا ضابطۂ حیات و ممات بنائیں، اِنسان اشرف المخلوقات ہے اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے؟ عالمِ تعلقات میں کس طرح رہنا چاہیے؟ کیا ضابطۂ حیات ہونا چاہیے جو اس کے لئے دُنیا میں بھی سرمایہ ہو اور آخرت میں بھی؟ یہ سب کلامِ پاک اور احادیثِ شریفہ ہی سے معلوم ہوگا۔

ایک دُعا ہے بڑے کام کی ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنة '' اے اللہ! ہم کو وہ حسنات عطا فرمایئے جو آپ کے علم میں ہیں' اور وہ ہمارے لئے ضروری ہیں' ہم حسنات کے محتاج ہیں، یہ حسنات ہمیں کہاں سے معلوم ہوں گے؟ کلام اللہ اور کلامِ رسول سے! حسنات کا کیا مفہوم ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے، لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ہم ایسی زندگی گذاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے' دُنیا میں رُسوائی سے بچے رہیں اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں، اسی لئے ارشاد ہے ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔''

کلام اللہ اور احادیثِ نبویہ پڑھنے پڑھانے کی یہی غایت ہے کہ ہم کو ضابطۂ حیات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں؟ اور کن باتوں سے ناراض؟ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہم پر خصوصی رحم فرما کر ہمیں شرفِ بشریت سے نوازا، اور اشرف المخلوقات قرار دے کر ممتاز فرمایا ہے، صرف اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطۂ حیات اور ضابطۂ ممات کی تفسیر کرتے رہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرتے رہیں آپ کی حیات طیّبہ یہ اعمال صالحہ ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ ارشاد

ہے: ''وَاعْمَلُوْا صَالِحًا'' اورارشاد ہے: ''اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اعمالِ صالحہ کی ترغیب کس لئے دی ہے؟ ہمارے فائدے کے لئے یا ہماری زندگیاں سنوارنے کے لئے، اس لئے ہمیں اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن کس طرح؟ اتباعِ سنّت کے ذریعے!

کلام اللہ اس لئے پڑھایا جاتا ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کے لئے، اشرف المخلوقات کے لئے ایسا ضابطۂ حیات بنایا ہے جو اس کے لئے دُنیا میں بھی سرمایہ ہے اور آخرت میں بھی، پھر سنّتِ نبویؐ کے ذریعے اس ضابطۂ حیات پر عمل کرنے کا طریقہ بتادیا، اور اس کی حدود بتادیں۔

احادیثِ شریفہ کی جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں ان کی غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات ہمیں دیئے ہیں، اور جو ضابطۂ حیات ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں اور دُنیا میں بھی سرخروئی حاصل کریں، اور آخرت میں بھی، اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کا، اس کی رحمتوں کا مورد بنیں، ارشاد ہے: ''وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ'' اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی تو تم سرخرو رہو گے، سب پر غالب رہو گے۔

دینی تعلیم و تعلّم کا مقصد:

کچھ پتا چلا کہ ہماری تعلیم و تعلّم کا مقصود کیا ہے؟ اصل مقصد ہے ضابطۂ حیات کا معلوم ہونا، وہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ کلام پاک سے، کس طرح اس پر عمل کریں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ اور آپ کی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوگا۔ یہی مقاصد ہیں ہماری تعلیم کے، یہی غایت ہے کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ پڑھنے کی۔

بہر حال کلام اللہ کی تفاسیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم و تربیت کی غایت آپ کے علم میں آگئی یعنی ضابطۂ حیات کا معلوم ہونا، اب آپ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق بھی ادا کریں' یعنی جو کچھ بھی پڑھیں، پڑھائیں، اس پر عمل کرتے رہیں' یہ غایت عنایات ہے ہمارے تمام علوم کی' پڑھتے پڑھاتے جاؤ' سمجھتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤ، ابھی طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کر دو۔

پہلے اساتذہ ایسے ہی پڑھاتے تھے کہ ایک حدیث شریف پڑھائی، فوراً پوچھتے کہ بتاؤ اس کی غایت کیا ہے؟ اس کا مصرف کیا ہے؟ اور پھر اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتاتے، اس کی عملی تربیت بھی دیتے، اور اس کی نگرانی بھی کرتے، اس طرح ایک وقت میں اساتذہ طلبہ کو شریعت کے احکام بھی بتا دیتے تھے اور طریقت کے طریقے بھی سکھا دیتے تھے کہ یہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو، اس کا تمہاری زندگی سے کیا واسطہ ہے؟ کس طرح تم اس کو استعمال کرو گے؟ کس طرح اس کو اپنے اوپر منطبق کرو گے؟ تا کہ خیر البشر اشرف المخلوقات کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہو سکو اور ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ'' کا صحیح مصداق بن سکو۔

اعمالِ صالحہ کیا ہیں؟ کلامِ الٰہی کو ضابطۂ حیات بنانا اور اس پر عمل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کو اپنانا، یہ میں بار بار اس لئے دُہرا رہا ہوں کہ دِل نشین ہو جائے کہ تمام تعلیم و تعلّم کی غایۃ عنایات یہ ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھیں اور اپنے اوپر منطبق کریں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہمیں یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی رضائے کاملہ نصیب ہو اور آخرت میں بھی۔ انسان سے لغزشیں اور کوتاہیاں ضرور ہوتی ہیں، نفس و شیطان ضرور راہ میں حائل ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، وہ ان تمام خرافات سے نجات عطا فرما دے گا۔

یادرکھو! جب بھی قرآن وحدیث پڑھنے بیٹھو، یہ دُعا کر کے پڑھا کرو کہ یا اللہ! یہ آپ کا کلام ہے، آپ کے نبیؐ کا کلام ہے، ہماری استعداد ناقص ہے یا اللہ! اس کلام کی برکت سے، اس کلام کے انوار وتجلّیات سے ہمارے ایمان کو منوّر فرمایئے، ہمارے اعمال کو منوّر فرمایئے، اور ہمیں اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنایئے، ہر روز یہ دُعا کرلیا کرو۔

اس وقت میں نے جو غایت بتائی اس کو اساتذہ اور طلبہ سب پیش نظر رکھیں۔

نیت کی درستگی عمل صالحہ کی لازمی شرط ہے:

کلام اللہ اور کلامِ رسول کوئی معمولی چیز نہیں ہیں، کوئی مخلوق ان کا تحمّل نہ کرسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے ہمارے اندر اس کا تحمّل پیدا فرمادیا، ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ اس کا تحمّل کرسکتا۔ یادرکھو! ہر چیز کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً نیت کی درستگی ہر عمل صالح کی لازمی شرط ہے، بخاری شریف کی پہلی حدیث میں یہی اشارہ دیا گیا ہے، جب تک تمہاری نیت خالص نہیں ہوگی، تمام اعمال بیکار ہیں، نیت کی درستگی کے ساتھ اگر کوئی عمل صالح کیا تو ضرور اس کا فائدہ پہنچے گا۔ نیت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھنا ہو خالصۃً لِلّٰہ ہو، عمل کرنے کے لئے ہو، تمہارے ایمان اور تمہاری روح پر اس تعلیم کا اثر جب ہی ہوگا جب تم یہ نیّت کر کے پڑھو گے کہ اس پر عمل کرنا ہے، عمل ہی کے لئے سب کچھ پڑھایا جاتا ہے، ترجمہ کردینا، تفسیر کردینا بذاتِ خود مقصود نہیں۔ تفسیر، تشریحات وغیرہ تو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں وہ بھی ضروری ہیں، لیکن مقصود نہیں، غایت عنایات عمل کرنا ہے، جب تک عمل نہیں کروگے کامیاب نہیں ہوگے۔

اس لئے سب نیّت کرو کہ یا اللہ! آج ہم نے ایک مبارک حدیث شریف سے

افتتاح کیا ہے، ہماری نیتوں میں خلوص عطا فرمایئے ہمیں تقویت عطا فرمایئے، قابلیت عطا فرمایئے، عمل کی توفیق عطا فرمایئے، دُنیا میں ہم سے راضی رہیے "ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار"۔

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے سے پہلے استغفار سے قلب کی طہارت کرلو:

اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے، ایمان کیا کرتا ہے؟ ایمان یہ کرتا ہے کہ تمام نفس و شیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے، فواحشات، منکرات، بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی سب سے محفوظ رکھتا ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام بہت مستحکم ہے، اگر یہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا کلام آپ کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے تو اس کے اندر فواحشات و منکرات کو جگہ نہ دو، خدا کے لئے اپنی زندگی کو فواحشات و منکرات سے بچاؤ، جس طرح بغیر وضو اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی، اسی طرح خوب سمجھ لو کہ جب تک تم گناہوں کو نہیں چھوڑو گے قلب کی صفائی نہیں ہوگی۔ اور جو حضرات عہدِ حاضر کے موجودہ گندے ماحول میں ڈوب گئے ہیں، ان کی زندگی میں کلام اللہ اور کلام رسول کی برکات مرتب نہیں ہوتیں، سب سے پہلے آپ پر واجب ہے کہ قلب کی طہارت کا اہتمام کریں، جس طرح بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح بغیر طہارت کے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کے انوار و تجلیات ہم پر مرتب نہیں ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ نفس و شیطان تو سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، ہمارا ماحول شیطانی ہے، تمام اثرات ہمارے شیطانی ہیں، زمین و آسمان ان اثرات سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن اتنا کرلیا کرو کہ جب کبھی کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ پڑھنے کا ارادہ ہو تو استغفار کرلیا کرو، اس کی عادت ڈال لو کہ میں یہ کام آپ

کے نام سے شروع کر رہا ہوں، میں اپنے قلب وذہن کی طہارت کا طلب گار ہوں، یا اللہ! آپ میرے ساتھ ہیں، یہ آپ کا کلام ہے، آپ کے رسول کا کلام ہے، اس کے جو انوار ہیں، تجلیات ہیں، خواص ہیں، میں ان کو کیسے حاصل کرسکوں گا؟ یا اللہ! میں استغفار کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں، تمام اپنے گناہوں سے جو مجھ سے عمدًا یا خطاء سرزد ہوئے، میری آنکھیں ناپاک ہوچکیں، میری زبان ناپاک ہوچکی، میرے قلب کے اندر وساوس وخطرات آچکے ہیں، سب میں کثافت ہے، میرے قلب کے اندر، میری استعداد میں بھی، میری قابلیت میں بھی، میری صلاحیت میں بھی، میرے ادراکات میں بھی، میرے احساسات میں بھی، ہر چیز میں کثافت ہی کثافت ہے، لیکن میں استغفار کرتا ہوں ''استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه.'' رَبِّ اغْفِرْ وارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ '' انشاءاللہ سب معاف ہوجائیں گے، اور اس استغفار کے بعد جب پاک صاف ہوکر کلام اللہ اور کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوگے تو انشاءاللہ ان کے انوار وتجلیات سے سیراب ہوگے، کیونکہ استغفار کے ذریعہ طہارتِ قلب کی شرط تم نے پوری کردی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو ایمان عطا فرمانے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بھی ایک بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے، وہ دولت استغفار ہے، اگر استغفار کروگے کوئی ناپاکی نہیں رہے گی، مگر صدق دل سے کرو، اس نیت سے کرو کہ آئندہ کے لئے گناہ بالکل چھوڑ دوگے۔

جب بھی کوئی نیک کام کرو، کوئی عبادت کرو، احادیث پڑھو تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت حاصل کرلو کہ یا اللہ! ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ہمارے تخیّل میں، ہمارے تصوّر میں، ہماری استعداد میں، جتنی بھی کثافتیں ہیں، ہم سب سے صفائی

چاہتے ہیں، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ ربّی من کل ذنب، "رب اغفر وارحم وانت خیر الرّٰحمین" یہ دُعائیں پڑھ لیا کرو، صدقِ دل سے یہ دُعائیں پڑھ لو، تو تم مؤمن ہوگئے، مُتقی ہوگئے، اب بسم اللہ کر کے پڑھو، انشاء اللہ اس کے انوار وتجلیات سے نوازے جاؤ گے۔

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے کے آداب:

خلاصہ یہ کہ ہر چیز کے کچھ طریقے ہوتے ہیں، آداب ہوتے ہیں، پہلے ان کو ذہن نشین کرلو، یہ نہیں کہ کتاب اُٹھالی اور بسم اللہ کردی، سب سے پہلے استغفار پڑھو، اس کے بعد بسم اللہ پڑھو، جب ختم کرو، تو دُعا کرلو یا اللہ! یہ انوار وتجلیات کے کلمات میری زبان پر جاری ہوئے، میری فہم میں آئے میرے قلب میں آئے، یا اللہ! ان کی حفاظت فرمایئے، اور آئندہ کثافتوں سے اِسے محفوظ رکھیئے، اس کے انوار وتجلیات سے میری روح کو میرے ایمان کو منوّر رکھیئے، ان علوم کو محفوظ رکھیئے اور ان میں برکت عطا فرمایئے۔ پھر شکر ادا کرو کہ سبق پڑھنے اور حدیث پڑھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوگئی۔

تعلیم کے بہت سے لوازمات ہیں، آپ کا یہ مدرسہ علومِ قرآن کی تعلیم گاہ ہے، اخلاق وآداب کی تربیت گاہ ہے، اور اخلاق وآداب جزوِ ایمان ہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا پانچواں شعبہ ہیں، تعلیم کا مقصود تہذیبِ اخلاق ہی سے حاصِل ہوتا ہے، کیونکہ نفس کے اندر بڑی شرارتیں ہیں، بڑی گندگیاں ہیں، بڑے بڑے تقاضے ہیں، جب تم نے استغفار کرلیا تو اس کی برکت سے نفس وشیطان سے انشاء اللہ تعالیٰ چھٹکارا حاصِل ہوگیا۔

علم کے ذرائع کا احترام ضروری ہے:

علم حاصل کرنے کے لئے ادب واحترام بھی نہایت ضروری چیز ہے، جب تک ادب نہ ہو، علم حاصل نہیں ہوگا، ادب یہ ہے کہ علم کے ذرائع کا احترام کیا جائے کہ کس کس چیز کو علم سے نسبت ہے، ہر ایسی چیز کا احترام کرو، عزّت کرو جو حصولِ علم کا وسیلہ ہے۔ اساتذہ کی، کتابوں کی، قلم کی، روشنائی کی، غرض جتنی چیزیں علم کے ساتھ وابستہ ہیں سب کی عزّت کرو، سب کا احترام کرو، جو چیز علم کی تبلیغ کے لئے ہو، عِلم کی اشاعت کے لئے ہو، جب تک اس کا ادب نہ کروگے اس وقت تک علم کے انوار و تجلیات حاصِل نہ ہوں گے، کلام اللہ کو، کلامِ رسول کو، فقہ کی کتابوں کو ادب کے ساتھ رکھو، اہتمام کے ساتھ رکھو، عزّت کے ساتھ رکھو، جب ان کی عزّت کروگے، ادب کروگے پھر انشاء اللہ علوم حاصل ہونگے، علوم لدنیہ حاصل ہونگے۔

ادب بڑی شے ہے، دل ودماغ کی طہارت کے بعد اور روح وقلب کی طہارت کے بعد دوسرا مطالبہ ہم سے ادب اور احترام کا ہے کہ ان علوم کا ادب واحترام کرو۔ مثلاً ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے اور حقیقت میں حدیث نہ ہو، تو فوراً یہ مَت کہو کہ حدیث میں نہیں ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ گردن جُھکالو، کیونکہ اس نے حدیث کا نام لیا ہے، اس کے آگے گردن جُھکادو، پھر کہو کہ بھائی آئندہ ایسا نہ کہنا، یہ حدیث شریف نہیں ہے، بغیر تحقیق کے ایسی بات مت کہو، لیکن اوّلاً نام سنتے ہی حدیث کا یا قرآن کا ضرور گردن جھکادو، کیونکہ اللہ اور اللہ کے کلام کا حوالہ دیا گیا ہے، جُھک جاؤ، اپنی علمیت کا اظہار نہ کرو کہ فوراً مناظرہ کرنے لگو، حکم یہ ہے کہ قرآن کریم کا نام یا احادیث کا نام سنو تو گردن جھکادو، اس کے بعد پھر تردید کرو، یہ ہے ادب! جن طالب علموں میں ادب نہیں ہے وہ محروم رہتے ہیں۔

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

تو جس طرح طہارت ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی اس کی اہمیت اور فضلیت بتائی، اسی طرح قلم، دوات، روشنائی، کاغذ کے پرزے ان سب کا ادب بھی ضروری ہے، ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ اگر کاغذ کا کوئی پرزہ پڑا ہوتا ہے تو اس کو جلدی سے اٹھا لیتا ہوں، کہیں اس کے اوپر کسی کے پاؤں نہ پڑ جائیں تو کاغذ کا اس طرح ادب کرو گے تب جا کے تم کو عِلم حاصل ہوگا، ادب بہت بڑی چیز ہے۔ عِلم سے جتنی چیزیں تعلق رکھتی ہیں ان سب کا ادب کرو، جب کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کا ادب ضروری ہے تو پڑھانے والے کا ادب اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

صاحب سعادت و اقبال بننے کے لئے اساتذہ کا ادب واحترام:

اساتذہ کرام کا ادب واحترام بڑا ضروری ہے، جب تک ان کا ادب واحترام نہ کرو گے، ان سے محبت نہ کرو گے کچھ حاصل نہ ہوگا، وہ تم کو ایسی چیز عطا فرما رہے ہیں جو تمہاری استطاعت سے باہر تھی، یہ ان کی شفقت اور محبت ہے کہ تمہیں درس دے رہے ہیں، نہایت ادب کے ساتھ سُنو اور ان کا ادب کرو، احترام کرو، ان کی عزّت کرو، کیونکہ وہ تم کو بہت بڑی نعمت کا حامل بنا رہے ہیں، جب تک ان کی عزّت نہیں کرو گے احترام نہیں کرو گے اس وقت تک صحیح علم حاصل نہیں ہوتا، جو طالب علم اساتذہ کا ادب کریں گے وہی ہونہار ہوں گے، وہی صاحب سعادت ہوں گے، وہی صاحبِ اقبال ہونگے۔

منصب اساتذہ کے تقاضے:

دوسری بات اساتذہ سے متعلق ہے، اساتذہ کے پاس اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے کلام کی بہت بڑی امانت ہے جو وہ طالب علموں کی طرف منتقل کر رہے ہیں، ان کو

بھی اسی طہارت کی ضرورت ہے، اسی نیت اور اخلاص کی ضرورت ہے، اسی ادب کی ضرورت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ پر فائز کیا ہے کہ اخلاصِ نیت کے ساتھ، جذبۂ ایثار کے ساتھ، محبت کے ساتھ، شفقت کے ساتھ، پدرانہ محبت کے ساتھ، اللہ اور اللہ کے کلام کو طالب علموں کی طرف منتقل کریں، اپنے طالب علموں سے ایسی محبت ہونی چاہیے جیسی اپنی اُولاد سے ہوتی ہے، ان کو اولاد سمجھیں، اور اولاد جس طرح جسمانی تعلق رکھتی ہے، اسی طرح شاگرد کا بھی ایک روحانی تعلق ہے، ایمانی تعلق ہے، اس لئے اساتذہ کو بڑا اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ شفقت کا، محبت کا، دِل سوزی کا، ایثار کا معاملہ کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے، جب درس دینے کے لئے آئیں تو خوب مطالعہ کر کے آئیں، شرح صدر کے ساتھ آئیں، اس کے بغیر درس کے لئے نہ آئیں۔

ایک واقعہ ضمناً یاد آ گیا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ درس دیا کرتے تھے، ایک دن آ کے بیٹھے اور فرمایا کہ میں آج درس نہیں دوں گا، کیونکہ میں تیار ہو کے نہیں آیا۔ اس درس کا میں نے مطالعہ نہیں کیا، حالانکہ وہ بہت جیّد عالم تھے، بغیر مطالعہ کے بیان کر سکتے تھے، لیکن اس کو انہوں نے خیانت سمجھا کہ مطالعہ کے بغیر سبق پڑھائیں۔

تو بھئی جب تک اساتذہ بھی اس قدر احتیاط نہ کریں گے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ برکت اس میں جب ہی ہوگی جب کہ ان کے قول میں، ان کے ارشادات میں ان کی تشریحات میں اخلاصِ نیت ہوگا، جذبۂ ایثار ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پیشِ نظر ہوگی۔

اساتذہ کو بھی اپنے طالب علموں کے ساتھ پدرانہ محبت و شفقت، دلجوئی اور

دِلسوزی کا معاملہ کرنا چاہیے، اور طالب علموں کو بھی اساتذہ کی، اپنے باپ سے زیادہ عزّت کرنی چاہیے، میں نے بتایا کہ ایک جسمانی عظمت ہوتی ہے اور ایک روحانی اور ایمانی، طلبہ کا اساتذہ کے ساتھ جو رشتہ ہے، یہ روحانی رشتہ ہے، ایمانی رشتہ ہے، اور جسمانی رشتہ سے بڑھ کر ہے، اس لئے اساتذۂ کرام کے ادب کا طلباء کو خاص اہتمام کرنا چاہیے، ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی ہوگی، ہمیشہ مقصود حاصل ہوگا۔ درس گاہ اور تعلیم و تعلّم کے جو مقاصد ہیں وہ یہی ہیں کہ فطرتِ انسانیہ انسان کو حاصل ہوجائے، اللہ اور اللہ کے رسول سے صحیح تعلق ہوجائے، اس کی یہی تدبیریں ہیں جو ہم نے بتائیں یعنی طہارت وادب۔

منتظمین کے لئے نصیحتیں:

منتظمین سے بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ آپ منتظمین ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو حسنِ انتظام کی توفیق دے۔

حسنِ انتظام بہت بڑی چیز ہے، حسنِ انتظام سے سب کو راحت رہتی ہے، اپنے آپ کو بھی راحت رہتی ہے، پوری برادری کو راحت رہتی ہے، ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ کوئی تکلیف نہ ہو، دوسروں کے لئے کوئی دُشواری نہ ہو، یہاں یہ سب مہمانانِ رسول ہیں، طالب علم ہیں، منتظمین کو چاہیے کہ ان کی آسائش کا، آرام کا خیال رکھیں۔

طالب علموں کے لئے ایک اور اہم نصیحت ہے کہ خبر دار! جب تک طالب علم ہو، دارالعلوم کے احاطہ کے اندر ہو، اپنی دینی عِلمی کتابوں کے علاوہ غیر چیزیں تمہارے سامنے نہ آئیں، اخبارات ہیں، ریڈیو ہے، رسالے ہیں، جانے کیا کیا چیزیں ہیں، یہ

تمہارے سامنے نہ آئیں، یہ چیزیں ہرگز تمہارے سامنے نہ آنی چاہئیں، یہ سب چیزیں مُضر ہیں، ان سب میں سمّیت ہے، دل و دماغ کو خراب کردینے والی، ماؤف کردینے والی چیزیں ہیں، بس تندہی کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھتے رہو، نماز باجماعت کی پابندی کرو، ادعیۂ ماثورہ کا اہتمام کرو، اور خبردار! غیر متعلق چیزوں کی طرف توجہ نہ دو، بس اپنی طرف توجہ رکھو۔

اساتذہ اور طلبہ کو اہم نصیحتیں:

آج کل کا ماحول۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ بڑا شر انگیز ہے، میں اساتذہ سے بھی اور طلبہ سے بھی کہتا ہوں کہ اس دارالعلوم کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے ہرگز نظر نہ ڈالنا کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟ کہاں کہاں کون کونسی انجمنیں اور بڑی بڑی جماعتیں قائم ہیں؟ خبردار ان انجمنوں اور جماعتوں کا تم سے کوئی تعلق نہیں، تم اپنی توجہ اپنی حدود کے اندر رکھو، اپنی صلاحیتیں تعلیم و تعلّم اور درس و تدریس میں صحیح طور پر صرف کرو۔

خبردار! باہر بڑے فتنے ہیں، دین کے فتنے ہیں، جماعتیں اور انجمنیں قائم ہو رہی ہیں، اسلام کے نام پر، ایمان کے نام پر پارٹیاں بن رہی ہیں، تم کو ہرگز ان کے قریب نہ جانا چاہیے، خبردار! ان کی طرف کبھی بھی نظر نہ ڈالنا، اساتذہ بھی اپنی اپنی صلاحیتیں ان کاموں میں صرف کریں جن کے لئے انہیں مقرر کیا گیا ہے دارالعلوم کی چار دیواری کے اندر رہیں، باہر ہزاروں فتنے ہیں، دین کے نام پر فتنے برپا ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا ہے، ہم کسی پر اعتراض نہیں کرتے، ہم اپنے دارالعلوم کی خیر چاہتے ہیں، ہم اپنے مذہب اور دارالعلوم کی چار دیواری سے ہرگز نہیں نکلیں گے جب تک فارغ نہ ہوں۔ آپ کیوں ان چیزوں میں حصّہ لیں؟ کیا آپ خدائی فوجدار

ہیں؟ آپ کے اوپر وحی آئی ہے کہ دنیا بھر کی اسلامی ذمہ داریاں آپ اٹھاتے پھریں؟ آپ سوچتے ہوں گے کہ مُسلمان ہونے کی وجہ سے، عالم ہونے کی وجہ سے یہی تقاضا ہے کہ اہلِ حق کی نمائندگی کرنی چاہیے، اہلِ حق کو اگر رسُوخ نہ ہوگا تو باطل غالب آجائیگا، بڑی اونچی سوچ ہے! بھئی تم کون ہوتے ہو باطل کو روکنے والے؟ حق کو غالب کرنے والے؟ کیا تم خدائی فوجدار ہو؟ تم اپنے مدرسہ کا اور کتابوں کا حق ادا کرو جو تمہارا شعبہ ہے اس شعبہ میں کام کرو، یہ کام دوسروں کو کرنے دو اپنے شعبہ کو چھوڑ کر دوسرے شعبوں کے کام اپنے ذمہ لو گے تو اس شعبہ سے بھی جاؤ گے، خبردار! میری نصیحت ہے کہ آج کل کی سیاست کی طرف طلبہ واساتذہ ہرگز نظر نہ ڈالیں، آج کل کی سیاست کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔

عام طور سے کہا جاتا ہے کہ اگر ہم خاموش رہینگے تو اہلِ حق کی نمائندگی کون کرے گا؟ اہلِ حق کو حق بھی تو پہنچانا چاہیے، باطل زور کر رہا ہے، اگر ہم بھی خاموش رہے تو حق پر باطل غالب آجائیگا، کیا آپ خدائی فوجدار ہیں کہ دنیا کا ہر کام آپ کے ذمّہ ہے؟ بس جس منصب تک پہنچ گئے ہو اس کا حق ادا کرو، اسلامی سیاست کا منصب بھی بہت سے واعظین و مبلغین اور مصنفین و مؤلفین نے اختیار کر رکھا ہے، یہ ان کا مذاق ہے ان ہی کو کرنے دیجئے، آپ اپنے شعبہ کو سنبھالئے، اگر آپ میں قوم وملّت کی خیر خواہی کا بہت ہی زیادہ جذبہ ہے تو دارالعلوم کی چار دیواری سے باہر چلے جائیے اور حصّہ لیجئے، یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جس کام پر مامور ہیں اس کو بھی کریں اور دوسرے کاموں کو بھی سنبھالیں، ایک صلاحیت سے دو جگہ کام نہیں ہوسکتے، ایک صلاحیت ایک ہی جگہ ہوسکتی ہے، اور اس صلاحیت میں ترقی اور برکت جب ہی ہوگی جب آپ ایک ہی شعبہ میں لگے رہیں، اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں آپ لوگوں کے سامنے باہر سے

چاہے جتنے مطالبات اسلام اور دین کے نام پر آئیں آپ کو اس سے تعلق نہیں ہونا چاہیے، آپ اس کے ذمہ دار نہیں کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے چار دیواری پھاند کر چلے جائیں اور وہاں جا کے حق ادا کریں، بھئی سیاست سے آپ کو کوئی مَس نہیں، کوئی مناسبت نہیں، اس لئے اگر آپ نے میری بات پر عمل نہ کیا تو ہمیشہ دھوکا ہوگا، یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بھئی ہم خاموش کیسے رہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم دیا ہے، اس وقت ضرورت ہے حق کی حمایت کی، یہ محض شیطانی وسوسہ ہے، ہرگز ہرگز آپ سے اس کا مطالبہ نہیں، آپ سے مطالبہ یہ ہے کہ جو صلاحیت آپ کو دی گئی ہے اس کو صحیح استعمال کریں، چار دیواری کے اندر رہ کر آپ جو خدمت کر سکتے ہیں کریں، درساً یا تحریراً، اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہزار کوئی آپ کو مدعو کرے کہ یہ انجمن ہے، وہ انجمن ہے، کسی انجمن میں شریک نہ ہوں، ہماری انجمن ہمارے ساتھ ہے، ہماری انجمن کوئی معمولی انجمن ہے؟ یہ انجمن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی بنیادی انجمن ہے، اس کی تعلیم کی درس و تدریس کی انجمن ہے، ہم اس کا حق ادا کرتے ہیں، خبردار! کبھی سیاست کی طرف نظر نہ اُٹھانا ٹھوکر کھا جاؤ گے۔

میری نصیحت یاد رکھنا،! اس سلسلہ میں اللہ میاں تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا، جب انہوں نے تم میں اس کی صلاحیت ہی نہیں رکھی تو مؤاخذہ بھی نہ ہوگا، اگر ایک شخص آپ کا باورچی ہے تو آپ اس سے یہ مؤاخذہ نہیں کر سکتے کہ تم نے آج صفائی کیوں نہیں کی؟ کپڑے کیوں نہیں دھوئے؟ دار العلوم ہی کو لے لیجیے، جو لوگ مطبخ میں کھانا پکاتے ہیں ان سے یہ مؤاخذہ نہیں کیا جا سکتا کہ تم نے سبق کیوں نہیں پڑھایا؟ میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ چاہے جتنی جماعتیں قائم ہوں تمہیں کسی کی طرف جانے کی ضرورت نہیں، اس کے علاوہ بہت سی انجمنیں اور جماعتیں صرف یہ چاہتی ہیں کہ کچھ

ایسے لوگوں کو بھی ساتھ لے لیں جن سے ان کا وقار بڑھ جائے، کچھ ان کی پشت پناہی ہو جائے، اس لئے وہ چاہتی ہیں کہ فلاں مولوی صاحب کو شامل کرلیں، فلاں مولوی صاحب کو بھی شامل کرلیں۔ وہ جماعتیں یہ سمجھتی ہیں ان سے ہماری جماعت میں تقویت پیدا ہو جائے گی، وہ تمہارے علم سے کچھ اخذ نہ کریں گی بلکہ اپنا اثر ضرور تم پر ڈال دیں گی، میں خیر خواہی سے، محبت سے، نصیحت کررہا ہوں کہ خبردار! سیاست کی طرف نہ جانا، ہماری سیاست درس و تدریس ہے، تصنیف و تالیف ہے، میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو داعیہ آپ کے دل میں پیدا ہورہا ہے کہ سیاست کے ذریعے خدمتِ اسلام کی جائے، وہ سوائے نفسانیت کے کچھ نہیں، آپ میں سے جس میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوگا وہ محض نفسانی ہوگا ایمانی نہیں۔ الا ماشاء اللہ

ہاں اگر حکومت کسی دینی معاملے میں مشورہ کے لئے دارالعلوم کے علماء یا کسی اور عالم کو طلب کرے تو حق کی وضاحت کے لئے ضرور جانا چاہیے، اور جا کر شریعت کا حکم واضح کردینا چاہیے۔ لیکن اگر حکومت کی طرف سے کسی ایسی کمیٹی کا رکن بننے کی دعوت دی جائے جس میں ارکان کی اکثریت عظمتِ دین سے غافل اور دین کے معاملے میں تاویل کوشی ہو اور وہاں جا کر اس بات کا خطرہ ہو کہ اہلِ حق کا وقارِ دینی مجروح ہوگا، یا خدانخواستہ دوسروں کی تاویل کوشی میں خود کو حصہ دار بننا پڑے گا تو ایسی رکنیت کو ہرگز قبول نہ کیا جائے، اور ایسی صورت میں اپنے فرائض منصبی کے مشاغل کثیرہ اور ایسے کام کی عدمِ صلاحیت و نااہلیت کا عذر کافی ہے۔

البتہ ایک بات آپ کے مقاصد میں داخل ہے، اور وہ یہ کہ آپ اپنے یہاں ایک شعبہ کھول لیں جو درس و تدریس کے علاوہ تبلیغ و اشاعت کا کام کرے، آپ کہتے ہیں کہ مکروہات پھیلے ہوئے ہیں، اور اسلام کے خلاف سازش ہو رہی ہے، آپ کو اللہ

تعالیٰ نے علم دیا ہے، قلم دیا ہے اور زبان دی ہے، زبان سے آپ وعظ ونصیحت کیجیے، قلم سے آپ مضامین لکھئے، دینی ماہناموں میں اور اخبارات میں شائع کر دیجیے، بس اتنا کافی ہے، ہمارے حضرتؒ کا یہی طریقہ رہا کہ جہاں کوئی مسئلہ درپیش ہوا مضمون لکھ دیئے، رسالہ لکھ دیا اور شائع کرا دیا۔

آج سے اساتذہ، طلبہ اور منتظمین سب کے سب یہ عزم کرلیں کہ اپنے بزرگوں کی روش پر چلتے رہیں گے اور اپنے نصب العین پر اپنی فطری صلاحیتوں کے ساتھ قائم رہیں گے اور دار العلوم کو ایک معیاری اور مثالی دار العلوم بنائیں گے۔

انشاء اللہ ثم انشاء اللہ

اخلاقیات کی تربیت کی ضرورت:

ایک خاص واہم بات اور قابلِ عرض ہے، حضرات منتظمین اور اساتذہ کرام کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اخلاقیات جو دین کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ ہے، اس طرف ضرور اپنی خصوصی توجہات مبذول فرمادیں۔ یعنی درستی و پاکیزگیٔ اخلاق۔ خود بھی اہتماماً عمل کریں اور طلباء کو بھی اس کی اہمیت کی تعلیم دیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر روزانہ اس کے لئے وقت نہ ہو تو کم از کم ہفتہ وار مثلاً جمعہ کے دن، یا کسی اور دن، ناظم اعلیٰ جو مناسب سمجھیں مقرر کرلیں کہ کچھ دیر کے لئے خواہ وہ ایک گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو طلباء کو جمع کرلیا کریں۔ اگر اساتذہ بھی اس میں شریک ہوں تو اور بھی زیادہ مناسب ہے۔ ناظم اعلیٰ خود یا کسی استاذ کو اس کام کے لئے مقرر فرمائیں اور اس موقع پر کوئی کتاب جو اخلاقیات پر مشتمل ہو پڑھ کر سُنائیں اور اس کی تشریح کردیا کریں۔ اس موضوع پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر تصانیف، مواعظ وملفوظات طبع شدہ موجود ہیں مثلاً تبلیغ دین، حیوٰۃ المسلمین، جزاء الاعمال،

اصلاح المسلمین۔ اخلاقیات پر مشتمل مواعظ و ملفوظات جو نہایت سبق آموز اور بصیرت افروز ہیں۔ان کو سُنا کر معمولی تشریح کرنا کافی ہے۔تجربہ شاہد ہے کہ بہت ہی نافع اور داعیٔ عمل ثابت ہوتے ہیں اور درسی تعلیم کی روح رواں ہیں۔

اب میں ایک نہایت اہم اور سنگین ضرورت کی طرف حضرات منتظمین اور اساتذہ کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرنا چاہتا ہوں، وہ ہے آپس میں ہم آہنگی اور خلوص وایثار کی قابلِ قدر ضرورت۔جس پر دارالعلوم کا وقار اور اعتبار منحصر ہے۔

باہمی اتحاد اور تحمل کی ضرورت:

خوب یاد رکھئے اور حرزِ جان بنایئے کہ آپ کا تعلق اور دارالعلوم سے نسبت آپ کا کوئی نجی اور ذاتی معاملہ نہیں ہے۔آپ کا تعلق دین کے ایک معظم ومحترم ادارے و درس گاہ سے ہے اس لئے اس کا پاس وادب ملحوظ رکھنا آپ کا فرض ہے۔دیکھئے اگر کسی میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو فوراً نیک نیّتی کے ساتھ جلد از جلد آپس میں مِل کر اس کو رفع کرلیا جائے، خواہ یہ اختلاف اساتذہ کے درمیان ہو یا اساتذہ و منتظمین کے درمیان ہو۔ایک دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھنا، یا شکوہ و شکایت کا تدارک جلد نہ کرلینا، یہ یقیناً خباثت نفس ہے، اور نہایت مذموم ہے، اور انجام کے کے لحاظ سے شر انگیز ہے اور عاقبت سوز ہے، اور عاقبت میں اندیشہ ہے کہ قابلِ مؤاخذہ ہے۔سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ دارالعلوم کی چار دیواری کے باہر رُسوائی اور بدنامی کا باعث ہے اور یہ اساتذہ اور منتظمین کے وقار پر بہت بدنما داغ ہے۔

اس لئے میں نہایت دلسوزی کے ساتھ اور اپنا حق ادا کرنے کے لئے یہ بات آپ حضرات کے سامنے عرض کر رہا ہوں، اُمید ہے کہ آپ سب اس کو اپنا شِعار زندگی بنائیں گے۔ممکن ہے کہ پھر کوئی اور آپ کو اس لب ولہجہ سے مخاطب نہ کرے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند

جواناں سعادتمند بہتر پیر دانا را

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دولتِ تقویٰ سے اور صفائی قلب سے بہرہ اندوز رکھیں اور اپنی یاد اور اپنے ذکر سے ہمیشہ معمور فرمائیں۔ آمین

دعا:

اب دُعا کرلو کہ یا اللہ! ہمارے بزرگوں کو درجاتِ رفیعہ عطا فرمایئے۔ یا اللہ! ان کے اخلاصِ نیت کو بار آور فرما دیجئے، ان درس گاہوں کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ فرمایئے، یا اللہ! دارالعلوم کی ہر طرح نصرت فرمایئے، ہر طرح اعانت فرمایئے، اس کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی برکتیں عطا فرمایئے ہر طرح کے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! دارالعلوم کو کسی کا محتاج نہ بنایئے، یا اللہ! دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ، منتظمین، ملازمین اور ان کے متعلقین کو ہر طرح کی عافیت سے نوازے یا اللہ! اس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی قبر کو انوار و تجلیات سے بھر دیجئے ان کو مقاماتِ عالیہ رفیعہ عطا فرمایئے، یہ دُعائیں آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ قبول فرمالیجیے۔

یا اللہ! آپ نے ایمان کی دولت دی ہے، اعمالِ صالحہ کی توفیق بھی دیجیے، ہمیں نفس و شیطان کے مکائد سے محفوظ رکھئے، دُنیا بھر کے فتنوں سے محفوظ رکھئے

”ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار“. ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او أخطأنا، ربنا ولا تحمل علینا اِصرًا كما حملتهٗ على الذين من قبلنا، ربنا ولا تحمّلنا مالا طاقة لنا به، واعف عنا

واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین ''۔یااللہ! ہمیں عافیتِ کاملہ عطا فرمایئے، یا اللہ! ہمارا ماحول شیطانی ہے، ہمارا ماحول کا فرانہ ہے، ہماری مدد فرمایئے، ہمیں بُرے ماحول سے بچالیجئے۔ ''ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اِذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب ''۔یااللہ! آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دُعا ہے وہ ہم آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، یا اللہ اس کو ہمارے حق میں، ہمارے اہل وعیال کے حق میں اور سب کے حق میں قبول فرمالیجئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلكَ مِنْہُ نَبِیُّك مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلاَ تَنْقُصْنَا وَاَکْرِمْنَا وَلاَ تُھِنَّا وَأَعْطِنَا وَلاَ تَحْرِمْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔

''انت حسبی انت ربیّ انت ولییّ فی الدنیا والآخرۃ وأفوّض أمری اِلی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد''

یا اللہ! سب کو عافیتِ کاملہ عطا فرمایئے، سب کو تندرستی عطا فرمایئے، ہمارے اہل و عیال کو ہمارے دوست احباب کو سب کو تندرست رکھئے۔

میرے لئے بھی دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ صحت وتندرستی اور توانائی عطا فرمائے اور عافیتِ کاملہ عطا فرمائے، یا اللہ! نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہماری دُعائیں قبول کر لیجیے۔آمین اِلٰہ العالمین، آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم۔

ایمان کا جائزہ لیجیے

13 مارچ 1975ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آج کچھ بات کہنے کے لئے نہیں ہے ایک بڑی سبق آموز بات سامنے آگئی ہے۔

ابھی چند دن ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب ہمارے یہاں تشریف لائے اوران کی بیگم صاحبہ بھی تھیں ان کی آنے کی غایت کچھ دوسری تھی۔لیکن وہ ہم سے بات کرنے لگے۔کوئی دوسرا تھا نہیں ،تنہا تھے ہم،تو ہم سے چپکے سے کہنے لگے کہ صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ایمان بہت کمزور ہے۔

ایمان کی پہچان:

ہم نے کہا کیسے معلوم ہوا اور پھر ایمان ہے کیا چیز؟ اور کیسے کمزوری محسوس ہوئی آپ کو؟ کہنے لگے کہ بس دین کے معاملات میں کچھ کوتاہیاں ہوتی ہیں نماز کی پابندی نہیں ہے کوشش کرتے ہیں نہیں بن پڑتا ہے۔ہم نے دوچار سوال اور کیے اُن سے پھر ہم نے کہا دیکھو بھئی ہماری تمہاری پہلی ملاقات ہے برا نہ ماننا، جانیں کیا سمجھ کے آپ نے ہم سے یہ بات پوچھی چھیڑ لی۔ہم خیانت سمجھتے ہیں اگر صحیح بات آپ کو نہ بتائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ ایمان کمزور ہے میں یہ کہتا ہوں کہ ایمان ہے بھی یا نہیں؟ پہلے اِس کا جائزہ لو۔میں نے کہا دیکھئے۔اس وقت میری طبعیت سُست تھی اورانہوں نے یہ بات چھیڑ دی وقت بھی کچھ کم تھا۔میں نے کہا آپ کے والدین جو ہیں ان سے میں واقف ہوں۔وہ دین دار ہیں اور دین کی عظمت ومحبت ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ایمان کمزور ہے،کبھی غور بھی کیا آپ نے کہ ایمان کیا چیز ہے اور کیا

کمزوری ہے اس میں؟ بس کیا صرف یہی کہ نماز میں کوتاہی ہو جاتی ہے اور اس کی تلافی کی فکر نہیں ہے اگر ایسا ایک جائزہ لیں آپ کے یہاں آپ کے پاس جو ڈگری ہے وہ یہاں کی ہے یا باہر سے لائے ہیں؟ فرمانے لگے باہر کی ہے اور بڑی ڈگری ہے اور صدر میں اُن کا کلینک ہے۔ آمدنی کیسی ہے آپ کی؟ کہنے لگے کام تو بہت اچھا ہے اور بعض وقت فرصت بھی نہیں ملتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم کہیں آتے جاتے نہیں ہیں صبح وشام مشغولیت رہتی ہے۔ ہم نے کہا ایک دفعہ ہم آپ کے یہاں گئے تھے کسی خاص عنوان سے، آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ تو ہم نے یہ دیکھا کہ ماشاء اللہ بڑی اچھی کوٹھی ہے آپ کی، سبزہ بھی ہے، پھول پھلواری بھی ہے۔ ڈرائنگ روم بھی بڑا اچھا سجا ہوا ہے۔ تصاویر بھی ہیں اور اچھی اچھی تصویریں ہیں، عورتوں کی بھی تصویریں ہیں۔ مردوں کی بھی تصویریں ہیں۔ فوٹو بھی ہیں۔ کیلینڈر بھی تصویر والے ہیں۔ ریڈیو بھی دیکھا، ٹیلی ویژن بھی ہے میز، کرسی، صوفے، بڑا نفیس قالین آپ کے پرتکلف کمرے میں بچھا ہوا ہے۔ لڑکے بھی آپ کے بس ایسے ہی ہیں بڑے بڑے بال والے، نہ سلام نہ دعا والے، وہ بھی دیکھے ہم نے مگر والدہ آپ کی شاید بیمار تھیں تو ہم نے ان پر بڑی خشیت دیکھی اور بڑی دعائیں دی تھیں، آپ لوگوں کے لئے دعا کرانا چاہتی تھیں۔ دعا کا بھی سلسلہ رہا۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی تھیں، یہاں بھی آئی تھیں۔ بال کھلے ہوئے۔ بازو کھلے ہوئے۔ سینہ کھلا ہوا۔ پیٹ کھلا ہوا ساڑھی میں۔ یہ بھی دیکھا ہم نے اور کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی کہ جو موجودہ زمانے میں ایک مہذب اور صاحب حیثیت آدمی کے کمرے میں یا ڈرائنگ روم میں موجود نہ ہوں۔ سبھی چیزیں نظر آئیں۔ فون بھی تھا۔ کار بھی ہے آپ کے پاس۔ کام بھی اچھا چل رہا ہے۔ مشغول ہیں آپ کو فرصت ہی نہیں ملتی۔ یہاں تک کے آپ کو نماز کی طرف بھی التفات نہیں۔ تو

اگر معیار لایا جائے سامنے تہذیب حاضرہ کا تو آپ فرسٹ کلاس فرسٹ گریڈ آدمی معلوم ہوتے ہیں، کوئی کسر آپ میں نہیں ہے کسی قسم کی۔ سب اپ ٹو ڈیٹ چیزیں ہیں آپ کے پاس الحمد اللہ۔ صاحبِ حیثیت آدمی ہیں۔ یہ کہاں سے وہم آگیا آپ کو کہ ہمارا ایمان کمزور ہے۔ ایمان ہے کیا چیز آپ کے پاس؟ بھئی معاف کرنا! پہلی ملاقات ہے مجھے اندیشہ ہے کہ ایمان ہے بھی آپ کے پاس یا نہیں؟ کیونکہ ایمان و اسلام کے جو تقاضے ہیں وہ تو ایک بھی نظر نہیں آتے آپ کے پاس بدگمانی نہیں کرتا ہوں، جب آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں، روزہ بھی نہیں رکھتے ہونگے آپ، اور اس کا سب سے بڑا عذر یہ ہوگا آپ کے پاس کہ ہم دن بھر مشغول رہتے ہیں اور تھکان ہوجاتی ہے اور ہم اگر دیر تک کھانا نہیں کھاتے ہیں تو بلڈ پریشر ہوجاتا ہے۔

آپ نے کمال حاصل کیا اپنے فن میں اور ایک بات اور بھی جانتا ہوں میں کہ آپ کے گھر میں تصویر والے رسالے بھی تھے۔ اخبار بھی تھے اور ڈائجسٹ بھی رکھے ہوئے تھے۔ تو میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اگر آپ کو کوئی فرصت کا وقت ملتا بھی ہوگا تو آپ ریڈرز ڈائجسٹ پڑھتے ہونگے یا بہت سی قسم کی ڈائجسٹ نکل آئے ہیں اس کو پڑھتے ہونگے۔ یہ ایمان کا خیال وتصور کہاں سے آگیا کیا انہی کو دیکھ کر؟ ارے یہ دقیانوسی خیال کے لوگ ہیں پرانے زمانے ،فرسودہ خیال والے ان کا کیا اعتبار؟ بڑھاپے میں ایسی ہوئی جاتی ہے بات۔ ان کو پردے کا بھی اہتمام ہے۔ آج کل عورتوں کے ذہن میں شرم وحیا اور غیرت ایک قصۂ پارینہ ہے بالکل بیکار مہمل بات ہے اس سے کیا تعلق عورت کو۔ شرم وحیا اور غیرت عورتوں کا خاص شیوہ تھا۔ اب جب مردوں میں نہیں ہے تو عورتوں میں نہ ہوا تو کونسی کمال کی بات ہے۔ تو آپ نے یہ ایمان کا کیا نام لے دیا۔ ایمان کی ڈفنیشن کیا ہے ریڈرز ڈائجسٹ میں پڑھا ہے کہ

ایمان ویمان کیا ہوتا ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں کبھی بھٹکتا خیال بھی آپ کے ذھن میں ہوا کہ مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ ہم لوگ کیوں مسلمان ہیں؟

تقاضۂ اسلام:

کیا تقاضۂ اسلام ہے۔ کیا چیز ہے اسلام۔ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ مسلمان کون ہوتے ہیں؟ ذرا صحیح بات بتائیے گا۔ آپ کہیئے گا کہ بھئی ہم کو اتنی فرصت نہیں ملی۔ طالب علمی کے زمانے میں ابتدا ہی سے اسکول میں بھرتی کر دیئے گئے۔ ڈگریاں حاصل کرتے رہے۔ جب کچھ یہاں پڑھ لیا۔ تو انگلینڈ چلے گئے وہاں اور کچھ کوالیفیکیشن حاصل کر لیئے وہاں سے آئے پریکٹیس میں لگ گئے ہمیں تو اتنا موقع مِلا نہیں اور اپنے والدین کے ساتھ رہنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا۔ ہم نے کہا آپ سے کیا گفتگو کریں۔ ایک اجنبی سی بات کہینگے آپ کو، آپ کی سمجھ میں نہیں آئیگا۔ تو ایسا کرو اگر کچھ ایمان ویمان کی فکر ہے تو کبھی کسی دِن فرصت میں آؤ پھر آپ سے پوچھیں ہم اور کچھ بتائیں۔ جو ہم کو معلوم ہے۔ تو یہ بات ہوئی۔ یہ بڑی سبق آموز بات ہوئی ہمارے لئے۔ ہمیں بڑی عبرت ہوئی اِس سے۔ آپ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ بڑی عبرت کی بات تھی۔ مسلمان گھر میں پیدا ہو وہ اسلام سے بھی واقف نہ ہو اور ایمان سے بھی واقف نہ ہو۔ کیسی افسوس کی جگہ ہے۔ خود تھوڑی دیر کے لئے تخیّلات و تاثرات میرے دل میں پیدا ہوئے۔ میں نے کہا ان پہ تو الزام لگا دیا۔ بھئی ایمان کمزور بتا رہے ہو جائزہ لو۔ کہ ایمان ہے بھی یا نہیں۔ تو میں نے سوچا کہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اپنا ہی جائزہ لے کر کیوں نہ دیکھ لو کہ واقعی حقِ ایمان ادا کر رہے ہو۔ حقِ اسلام ادا کر رہے ہو یا محض صرف دوسروں کو دکھانے اور سنانے

کے لئے یہ سب باتیں ہیں۔ تو ہم نے کہا اپنے احباب کے سامنے یہ چیز پیش کرینگے۔
بھئی یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو ہم سب نے ایک مرتبہ جائزہ لے کر دیکھ لینا چاہیے
کہ ہم مسلمان ہیں تو کس درجہ کے ہیں۔ ایمان ہے تو کیا چیز ہے اس کے کیا تقاضے
ہیں ہم لوگ بھی ایمان و اسلام کا جائزہ لے کر دیکھ لیں۔ کہ ہم لوگ کتنے درجہ کے
صاحبِ ایمان ہیں۔ کتنے درجہ میں مسلمان ہیں۔ آخر اگر یہ جائزہ نہ لیا تو کہیں ایسا نہ ہو
کہ آخرت کے لئے بڑا خسارہ ہو جائے۔ وہ شخص ہمارے سامنے آیا ہم نے سوچا یہ کہ
اب خدا معلوم ہم سے بات ہو یا نہ ہو۔ مگر شاید ہم کو یہ سبق دے گیا ہو کہ تم اپنے ایمان
کا جائزہ لو اپنے اسلام کا جائزہ لو کہ واقعی تم بھی صحیح صاحبِ ایمان و صاحبِ اسلام ہو کہ
نہیں۔ بڑی عبرت کی بات معلوم ہوئی۔ وقت کم ہے فرصت بہت کم ہے۔ موقع
غنیمت ہے ہم نے کہا ہم سوچیں گے نہیں اِس میں اپنے احباب میں بیٹھیں گے جمعہ
کے دِن سوچیں گے بھی اور بات بھی کرینگے جائزہ بھی لینگے سنیں سوچ بھی لیا اس وقت
تو کام نہ آئیگا۔ تاویل کرلے گا نفس۔ بہت سے لوگ سنیں گے تو ان کی برکت سے صحیح
بات سمجھ میں آجائیگی اس لئے آپ لوگوں کے سامنے پیش کررہے ہیں کہ دو
چیزیں ہیں جائزہ، مراقبہ۔ جائزہ لیں کہ کیا حالات ہیں کس ماحول میں ہیں ہم؟ اور کیا
اسلام ہے ہمارا؟ کیا تقاضائے اسلام ہے؟ کیا تقاضائے ایمان ہے؟ اس کا جائزہ
لیں اور مراقبہ کریں۔ مراقبہ کیا ہوگا کہ یا اللہ اِس سب کا انجام کیا ہوگا۔ یہ حالات
حاضرہ ہیں۔ ہمارے اسلام اور ایمان کی جو حالت ہے۔ یا اللہ اس کا کیا انجام ہوگا۔
اب جب انجام کو سوچو گے کہ کیا ہوگا تو سامنے احکاماتِ الٰہی آجائینگے کہ انجام یہ ہوگا
پھر سب کو ڈر معلوم ہوگا خوف ہونا چاہیے اگر ایمان ہے۔ پناہ مانگنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ
سے قوتِ ایمان اور قوتِ اسلام کی دعاء کرنی چاہیے لمحاتِ حیات باقی ہیں ہمارے

پاس اس میں توبہ استغفار کر کے تلافی کر لیں جو نقصانات ہو رہے ہیں اس کی طرف نظر چلی جائیگی۔

ایمان کا جائزہ:

ایک عنوان ہمارے سامنے آیا تھا ہم نے کہا پھر سامنے بیٹھ کے جائزہ لے لینگے۔ تو جائزہ لے لیجیے۔ جائزہ یہ ہے کہ ہم اور آپ کو معلوم ہے بنیادی جو چیز ہے ہمارے ایمان کی وہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم صاحبِ ایمان ہو گئے۔ اب اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں کہ تم ہمارے اُوپر ایمان لائے ہو تو دیکھو اِس عالم کے علاوہ ایک دوسرا عالم بھی ہے آخرت کا اور وہ اس دنیا سے زیادہ پائیدار ہے بہ نسبت اِس دنیا کے دنیا کی حیات میں کسی کے لئے قابلِ اعتبار زندگی نہیں ہے۔ اور آخرت کی زندگی یقیناً قابلِ اعتبار ہے اور دائمی زندگی ہے۔ اب یہ ان کی مشیت ہے تخلیق کی کہ انہوں نے عارضی زندگی کو پیدا فرما کر اور دائمی زندگی کے لئے ہمیں دستور العمل بتادیا ہے یہ ایمان ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اللہ کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور آخرت کے اوپر ایمان لاؤ جو سب سے زیادہ یقینی چیز ہے۔ ایمان کا جزوِ اعظم آخرت پر ایمان لانا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت:

یہ تو عقائد کے لحاظ سے ہوا اور زندگی کے لحاظ سے اللہ جل شانہ پر جب ایمان لائے تو اللہ نے مبعوث کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ یوں سمجھئے کہ ایک آواز اٹھتی ہے ایک ایسی ہستی کی ایسے ملک میں جہاں چاروں طرف جہالت و درندگی پھیلی ہوئی ہے، جہاں بت پرستی، جوا، شراب، زنا کاری، بدمعاشی، لوٹ مار یہ سب جن لوگوں کا شیوہ ہو ہاں ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے۔ تم لوگ مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم

تم کو بچپن سے جانتے ہیں ہر فرد جانتا ہے کہ تم نہایت صادق وامین ہو۔ انہوں نے کہا تم کو یقین ہے کہ میں صادق ہوں اور میں امین ہوں۔ انہوں نے کہا یقیناً یہ بات ہے کسی کو شبہ نہیں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ:

انہوں نے کہا کہ پھر بات میری مانو مجھ کو منجانب اللہ، رسول بنایا گیا ہے اور میں منجانب اللہ مامور ہوں اس بات پر کہ تم لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف متوجہ کروں کہ تم اس پر یقین جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ میں صادق ہوں یقیناً ہوں۔ امین ہوں یقیناً ہوں۔ دنیا میں امین ہوں۔ آخرت میں امین ہوں۔ زمین پر امین ہوں آسمان پر بھی امین ہوں زمین پر صادق ہوں آسمان پر بھی صادق ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے رسالت کا، اس لئے یہ صفات مجھے فطرۃً عطا فرمادی ہیں تو میں جو کچھ تمہیں کہوں گا سچ بات کہوں گا اور تم لوگوں کی خیر خواہی کے لئے کہوں گا۔ مختصر یہ ہے کہ یہ میرے اوپر کتاب نازل ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں اور اسرار ہیں اور امر و نواہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دستور العمل دیا ہے زندگی کا ہوتا ہے قیامت تک کے لئے کہ ہم لوگوں کو زندگی کس طرح بسر کرنا چاہیے۔ جس زندگی میں شرافت علویت ہو اور پاکیزگی ہو اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے انسان کو وہ صفات اس کے اندر پیدا ہوں کہ عالمِ امکان میں ایسی صفات کسی دوسرے میں نہ ہوں کسی مخلوق میں نہ ہوں۔ وہ صفات اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطاء فرمائی ہیں۔

احکامات الٰہی:

مختصر بات یہ ہے کہ چند احکامات اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بتائے ہیں اوامر اور نواہی یہ باتیں تم اختیار کرو تمہاری زندگی پاکیزہ ہوگی دنیا میں بھی معاملات تمہارے صحیح

ہونگے اخلاق تمہارے صحیح ہونگے معاشرہ تمہارا صحیح ہوگا خدا کی مخلوق کے ساتھ تمہارا رابطہ صحیح ہوگا اور صحیح راستے کا یہ ایکشن ہوگا کہ دنیا ختم ہوگی دوسری دنیا شروع ہوگی تو یہی تمہارے اعمال یہی تمہاری نیکیاں، یہی تمہارے اخلاق، تمہاری خوش اخلاقی یہی تمہارے حقوق کی ادائیگی کا سرمایہ بن جائیگی۔ آخرت میں اسی کا نام جنّت ہے۔ مقام رضا ہے یہ اوامر ہیں اور یہ نواہی ہیں۔ یہ تمہاری زندگی کے لئے تمہاری شرافتِ نفس کے لئے مضر ہیں۔ خطرناک ہیں۔ ان کے پاس نہ جانا۔ لیکن تمہارے نفس کے اندر رجحان ہوتا ہے شر تمہاری فطرت میں رکھا ہے۔ اس نواہی کی طرف معاصی کی طرف گناہوں کی طرف طبیعت کا میلان ہوگا۔ نفس کا میلان ہوگا اور شدید ہوگا اور شیطان جو تمہارا دشمن پیدا کیا گیا ہے۔ وہ تم کو طرح طرح کے دھوکے دے کر ان لذّات میں مبتلا کرے گا اور اگر تم اس کے دھوکے میں آ گئے۔ ایمان لانے کے بعد اوّل تو وہ اس کی کوشش کرے گا نفس و شیطان کہ تم ایمان نہ لاؤ۔ تو بہت سے لوگ تو اس کے شکار ہوجائینگے۔ وہ نہ ایمان لائینگے اللہ وحدہ لاشریک پہ اور نہ ان کے اعمال درست ہونگے۔ نہ ان کی دنیا درست ہوگی۔ نہ عاقبت صحیح ہوگی۔ ان کے لئے جہنم ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتادیا ہے اور بتادیا جنت یقینی چیز ہے۔ دوزخ یقینی چیز ہے آخرت میں۔ تو یہ اعمال تم نے اختیار کئے۔ تو دنیا میں بھی حیاتِ طیّبہ تم کو نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی تم کو مقام رضا مل جائیگا۔

ایمان کے ثمرات:

اور وہ جنت کے معاملات ایسے ہیں۔ کلام اللہ میں تفصیلاً ہیں۔ سورۃ الدھر میں سورۃ الواقعہ میں سورۃ الرحمٰن میں بہت سی سورتیں ایسی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے وہاں کی تصویر کھینچ کر بتادی ہے۔ جنت ایسی ہوگی اور دوزخ ایسی ہوگا۔ یہ غیب کی

باتیں ہیں۔رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کو جب مان لیا کہ واقعی یہ سچے ہیں اب وہ جو کچھ کہتے جائیں سچ ہے۔تو جو ایمان لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ انہوں نے آپ کے ہر قول کو ہر فعل کو ہر بات کو ہر ارشاد کو آمنّا وصدّقنا کہا اور عالمِ امکان میں ان کی مثال نہیں ملے گی کہ ایسی خونخوار قوم ایسی درندہ قوم ایمان لانے کے بعد ایسے کامل انسان بن گئے کہ ساری دنیاء کو انہوں نے انسانیت سکھا دی ہر شعبہ زندگی میں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانۂ کفر میں کتنے شدید تھے اور کون کونسی حرکتیں ان سے صادر نہیں ہوئی تھیں۔لیکن جس وقت ایمان لے آئے ایسے مجلّی اور مصفیٰ ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہ ہوتے۔اللہ اکبر۔ایمان لانے کے بعد صحیح توبہ استغفار کرنے کے بعد اتنا بڑا مرتبہ مِلا اور عشّرہ مبشّرہ میں ہیں اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہوئی ہے جنت کی۔تو حضور فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یہ ہوتے اور ان کا دور خلافت جو ہے۔قیامت تک کے لئے عالمِ اِمکان میں مثالی دورِ خلافت ہے کہ سلطنت اس طرح کی جاتی ہے۔ امن وامان کس طرح قائم کیا جاتا ہے۔کس طرح سے پاکیزہ زندگی اختیار کی جاتی ہے۔

وہی ایمان وہی اسلام موجود ہے:

تو معلوم ہوا وہی ایمان وہی اسلام ہے۔جس کی کلام اللہ میں تعلیم دی گئی تھی۔ انہوں نے اس کو اختیار کیا۔اور ایسے ہو گئے اور وہی چیز ہمارے پاس موجود ہے وہی کلام اللہ وہی کلام رسول ہمارے پاس ہے وہی ہدایت نامہ ہے یقیناً اس کے وہی ثمرات ہیں جس کو حضراتِ صحابہ نے اس کے حاصل کیے۔ہم لوگ بھی حاصل کر سکتے

ہیں۔کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ ہر دور میں قابلِ عمل ہے اور بہت زیادہ آسان ہے ہم کہنا یہ چاہتے تھے جائزہ لے لیجیے۔ کہ جیسے ابھی ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان کے پاس موجودہ تہذیب کی کوئی ایسی کسر نہیں ہے جو ان کے پاس نہ ہو نہیں ہے تو ان کے پاس ایمان مسلمان گھر میں پیدا ہوئے لیکن ایمان سے بالکل مبرہ ہیں موجودہ اسلام یہ کہتا ہے۔ ایمان یہ کہتا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تو نماز پڑھو۔ روزہ رکھو حج کرو زکوٰۃ دو۔ والدین کے حقوق ادا کرو اہل وعیال کے حقوق ادا کرو اور پڑوسی کے حق ادا کرو اور بھی حقوق ہیں سب کی تفصیل کلام اللہ میں موجود ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل کر کے سب کو دکھلا دیا ہے۔ تمہارے اخلاق ایسے ہونا چاہیے تمہارے معاملات ایسے ہونا چاہیے تمہارا معاشرہ ایسا ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ صرف عقائد، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی ہم پر ہوں بلکہ اسی طرح جس طرح حج زکوٰۃ ہم پر فرض و واجب ہے۔ یہ جائزہ لیجیے ایمان کا اسی طرح ہم پر فرض ہیں والدین کے حقوق ادا کرنا، پڑوسی کا حق ادا کرنا اور اہل وعیال کے حق ادا کرنا یہ ہم پر فرض واجب ہیں۔ اسی طرح عبادات میں فرض واجب ہیں۔ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ۔ معاملات میں فرض واجب ہیں۔ معاملات اس طرح کریں تجارت اس طرح کریں۔ سود نہ لینا رشوت نہ لینا۔ یہ حرام چیزیں ہیں۔ پاکیزگی کے ساتھ تجارت کریں معاملات کریں۔ اخلاق ہمارے اچھے ہوں۔ خوشگوار ہوں۔ لوگوں کو ہماری طرف سے اذیّت نہ پہنچے۔ معاشرہ ہمارا ایسا ہو۔ یہ معلوم ہو کہ مسلمان کے لئے ریشم پہننا حرام ہے۔ سونا پہننا حرام ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے اور مردوں کا ستر گھٹنے ہیں کھلنے نہیں چاہیے۔ ان کے ٹخنے نہیں ڈھکنے چاہیے۔ ان کی کہنیاں نہیں کھلنی چاہیے۔ مردوں کا لباس ایسا ہو۔ اور مسلمان عورتوں کے لئے ان کا سر ڈھکا رہنا چاہیے۔ جو عورتیں سر کھلا

رکھتی ہیں۔ان پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔کیونکہ یہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔عورت ہواور اس کا سر کھلا ہو۔

ہمارا لباس کیسا ہونا چاہیے:

ایک صاحبزادی آئیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ بہت باریک لباس پہنے ہوئی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر پھیر لی اس طرف فرمایا کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ بدن نہ جھلکے۔تو عورت کے لئے بالوں کا ڈھانپنا فرض و واجب ہے۔اور اپنی تمام ستر پوشی کرنا فرض واجب ہے۔ایسا باریک لباس پہننا اس پر حرام ہے جس سے بدن جھلکتا ہو۔یہ اسلام کا قانون ہے۔مرد کے لئے بھی عورت کے لئے بھی۔اسی طرح کھانے پینے کا معاملہ ہے۔کہ فلاں چیزیں حلال ہیں فلاں چیزیں یقیناً حرام ہیں۔یہ تم حلال چیزیں کھا سکتے ہو۔حرام چیزیں نہیں کھا سکتے۔کھانے کا یہ ہے کہ اس طرح کھاؤ جیسے ایک انسان کو کھانا چاہیے جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر کھاتے ہو۔درندگی ہے جانوروں کا طریقہ ہے انسان کا طریقہ نہیں ہے۔اسلام نے جہاں عبادات وطاعات بتائی آپ کو روزے نماز بتائے۔وہاں والدین کے حقوق بتائے وہ بھی فرض وواجب ہیں۔

ہمارے اخلاق وآداب کیسے ہونے چاہئیں:

اس طرح اخلاق بتائے کہ انسان کو کس طرح ہونا چاہیے اور کس طرح نہ ہونا چاہیے۔اچھائیاں ہونی چاہیے۔ناپاکیاں نہ ہونی چاہیے۔اِس طرح عورتوں کو مردوں کو کھانے پینے کے سب آداب بتائے۔اس کے خلاف جو بھی کرے گا گویا خدا کے قانون کے خلاف کرے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف کرے گا اور جتنا خلاف کرے گا یقیناً وہ مجرم ہے۔تو اسی طرح ظاہر کے اعمال۔اسی

طرح باطن کے اعمال ہیں۔ نظروں کی حفاظت نامحرموں کی طرف نظر نہیں پڑنی چاہیے۔ حسد کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔ کسی مسلمان کی طرف سے کینہ نہیں رکھنا چاہیے۔ غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ انتقام نہیں لینا چاہیے۔ لعنت نہیں کرنی چاہیے۔ سب حرام ہے ہمارے لئے۔ یہ نہیں کہ صرف بری باتیں ہیں۔ بری تو یقیناً ہیں۔ اصل اللہ کا حکم ہے۔ یہ یقیناً حرام ہے قطعی حرام ہے۔ اس کا ارتکاب کرنا غیبت کرنا کسی کی چغل خوری کرنا کسی کی برائی چاہنا یہ سب حرام رکھا گیا ہے۔ جس طرح کہ نماز فرض رکھی گئی ہے۔ تمام غلاظتوں ناپاکیوں سے بچنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان غلاظتوں باطنی غلاظتوں سے بچنا ہم پر فرض و واجب ہے۔ یہ نہیں جس کی چاہے غیبت کر لے۔ جس کا جی چاہے حسد کر لے جب چاہے نظر بہک جائے محرم نامحرم کا خیال نہ کرے یہ سب چیزیں اللہ کے قانون کے تحت جرم ہیں یہ یقیناً ایسی ہیں اگر کوئی اس کا مرتکب ہوگا تو ضرور سزا ملے گی بچ نہیں سکتا کوئی خدا کے قانون کی خلاف ورزی ہے یہ۔ تو اگر کوئی اس طرح اس انداز سے کھانا کھاتا ہے کہ جو یقیناً حرام ہے۔ تو فرائض واجبات صرف عبادات میں ہی نہیں بلکہ فرائض و واجبات معاملات میں بھی ہیں۔ فرائض و واجبات معاشرت میں بھی ہیں۔ فرائض و واجبات اخلاقیات میں بھی ہیں۔ اور اسی طرح باطن کے اعمال میں بھی ہیں۔

اعمال باطنی:

جیسے میں نے بتایا غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدنگاہی کرنا، بدنیتی کرنا، غرور کرنا تکبر کرنا یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ تکبّر حرام ہے۔ جس طرح سود حرام ہے۔ رشوت حرام ہے۔ وہ معاشرے میں حرام اور یہ اخلاقیات میں حرام چیزیں ہیں۔ تکبّر کرنا، حسد کرنا، غصہ کرنا۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ تو جب اسلام یہ چیز ہے اور ایمان کے یہ تقاضے

ہیں تو جائزہ لینا پڑے گا کہ ہم کتنا حق ادا کر رہے ہیں۔

ایک واقعہ:

آج کل ایک دستور ہے۔کوئی صاحب آئے۔کیا نام ہے آپ کا۔مجھے انصاری کہتے ہیں۔بھئی انصاری کہتے ہیں۔فاروقی کہتے ہیں۔یہ کوئی نام ہے۔نام بتاؤ اپنا۔نہیں صاحب مجھے سب انصاری کہتے ہیں۔تو کیا آپ تنہا انصاری ہیں دنیا میں یا کراچی میں یا اپنے محلّے میں یا اور بھی کوئی انصاری ہے۔یہ خوامخواہ کا خبط ہو گیا ہے۔ایک عجیب لغویت بے معنی سی بات۔مجھے صاحب انصاری کہتے ہیں۔مجھے فاروقی کہتے ہیں۔مجھے عثمانی کہتے ہیں۔ارے کیا عثمانی اور کیا فاروقی ایک صاحب مجھے کہنے لگے لطیفہ ہے۔لطیفہ یاد آ گیا۔ایک صاحب آئے۔میں نے ان سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ کہا ایم۔اے۔جعفری میں نے کہا ایم۔اے۔جیفری۔میں نے کہا کیا کرسچن ہیں۔کہنے لگے جیفری نہیں جعفری۔میں نے کہا اچھا۔میں نے کہا جعفری کیا چیز ہوتی ہے۔کس کو کہتے ہیں۔جعفری کیا چیز ہے۔کہنے لگے تعجب کی بات ہے۔آپ مجھ سے ایسی بات پوچھ رہے ہیں۔میں نے کہا آپ کی شکل وصورت وضع قطع وہم میں ڈال رہی ہے تو میں کیسے نہ پوچھوں آپ سے کہ جیفری اور جعفری میں کیا فرق ہو گیا۔ایم۔اے کیا چیز ہے۔میں نے کہا صاحب یہ تو انگریزی نام معلوم ہو رہا ہے۔ایم۔اے۔کیا ہے۔کہنے لگے محمد عقیل جعفری۔میں نے کہا محمد عقیل جعفری میں نے کہا آپ خاندان سے جعفری ہیں۔ایک بات رہ گئی لطیفے کی۔کہنے لگے جعفری۔آپ کو نہیں معلوم جعفری کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم ہے۔لیکن میں بتانا نہیں چاہتا آپ کو۔کہنے لگے آپ کیا سمجھے پھر۔میں نے کہا ہمارے یہاں جالی ہے اس کو جعفری کہتے ہیں۔میں نے نادان بن کر کہا کیا آپ کے خاندان میں اس کا کاروبار ہوتا ہے۔یہ جو

ٹیٹاں بنتی ہیں بانس کی اس کو ہم لوگ کہتے ہیں جعفری۔ تو کیا آپ کے یہاں اس کا روزگار ہوتا تھا۔ انہوں نے بہت غصّے کا اظہار کیا۔

میراث پدر خواہی علم پدر آموز:

میں نے کہا معاف کرنا بھئی وہم ہورہا ہے کہ نماز کے پابند ہو یا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی بھی نہیں۔ تو ایسی جعفری ہوتی ہے جو یہ بانس کی ٹٹی ہوکر رہ جائے۔ تو یہ نسبتیں دینے سے کچھ فائدہ نہیں

میراثِ پدر خواہی علم پدر آموز

اپنے باپ دادا کا نام جعفری ہے تو کچھ تو شباہت کچھ تو وضع قطع کچھ تو اندازِ زندگی ان کی ان جیسا ہونا چاہیے۔ وہ نہیں ہے تو غیرت و شرم معلوم ہوتی ہے۔ اپنے کو جعفری کہنا فاروقی کہنا شرم کی بات ہے کس نسبت سے کہہ رہے ہو۔ کیا خصوصیت ہے تمہارے اندر کیا تمہارے باپ دادا ایسے ہی تھے۔ میراث میں تم کو صرف نام ہی ملا ہے۔ یا خصوصیات بھی ملے ہیں کچھ بھی نہیں مِلا۔ تو یہ جائزہ لینے کے بعد یہ معلوم ہوا۔ اس طرح کے توہمات میں موجودہ نسلیں جارہی ہیں۔ یقیناً تباہی و ہلاکت کی طرف ہیں پھر یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ایسے مرد جو نہ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ طہارت کا ان کو خیال ہے۔ نہ روزہ رکھتے ہیں۔ نہ صداقت ہے۔ نہ اخلاق درست ہیں۔ نہ معاملات صحیح ہیں۔

عورتوں کا طرزِ عمل:

ان کی عورتیں ہیں کہ بالکل بے باک و آزاد شرم وحیاء قصۂ پارینہ ہے۔ پہلے زمانے میں ہوتا ہوگا۔ اِس زمانے میں عورت کو بے باک ہونا چاہیے۔ یہ کہتی ہیں آج کل کی عورتیں۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اب سوال یہ ہوگا کہ تم اپنے آپ کو مسلمان

کہتے ہو۔تو کیاایک مسلمان مردکوایک مسلمان عورت کوایسا ہی ہونا چاہیے۔اسلام تم کو یہی سکھاتا ہے۔ایمان کے یہی تقاضے ہیں۔یہ وضع قطع اگر عورت جو سر کھولتی ہے۔اور سینہ کھولتی ہے اور کھلے ہوئے بال نکلتی ہے۔پوچھو اپنے اسلام سے ایمان سے پوچھو کتاب اللہ موجود ہے۔حدیث رسول موجود ہے کہ جائز ہے۔شریعت اجازت دیتی ہے۔اسلام اجازت دیتا ہے۔نہیں دیتا۔تو پھر کیا کہا اللہ اور اللہ کے رسول نے یہ بتایا کہ جو عورتیں ایسی ہونگی قیامت کے دِن ننگی اٹھائی جائینگی اور قیامت میں ان کو سخت سے سخت سزادی جائیگی۔دوزخ کے بدترین طبقے میں ہونگی۔جو عورتیں بے حیا و بے شرم ہیں۔

دیوث مرد:

ایسے مرد دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہونگے۔جو دیوث ہیں۔ بے غیرت ہیں۔بے شرم ہیں۔اپنی عورتوں کو بے پردہ کرتے ہیں۔بے حجاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔فیشن کا تقاضہ ہے۔تہذیب حاضرہ کا تقاضہ ہے۔یقیناً تم پورا کر رہے ہو۔لیکن اسلام وایمان سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔کیوں اپنے آپ کو ایمان سے متعلق کرتے ہو۔جب تم میں خصوصیت ایمان ہی نہیں۔عورتیں ایسی بے باک ہوگئیں۔ اگر تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔تو پوچھنا پڑے گا ایمان سے واسلام سے اللہ اور اللہ کے رسول سے کہ جو ہم نمازیں نہیں پڑھتے ہیں تو کیا ان کا مواخذہ بھی ہوگا ہم سے، روزہ نہیں رکھتے ہیں تو کیا اس پہ سزا بھی ہوگی۔قانون ہے کوئی خدا کا ایسا۔پوچھو اللہ سے اس کے رسول سے پوچھو اور جو تم معاملات کرتے ہو جس میں رشوت بھی ہے۔ سود بھی ہے۔بدگمانی بھی ہے اور بدعہدی بھی ہے۔یہ سب کچھ کرتے ہو۔کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ایمان کا تقاضہ ایسا ہوسکتا ہے۔

اپنا جائزہ لو:

جائزہ لو۔ نظر ڈالو۔ دیکھو تمہارے اخلاق ایسے ہیں۔ دھوکے بازی ریا کاری منافقت بے شرمی وعدہ خلافی اِسمگلنگ چور بازاری ملاوٹ رشوت سود۔ زمانہ حاضرہ کی بالکل درست چیزیں ہیں یہ۔ لیکن خدا کے لئے اگر مسلمان ہو۔ صاحبِ ایمان ہے۔ پوچھو یہ چیزیں جائز کرتا ہے۔ اِسلام اگر نہیں جائز کرتا تو اس کی سزا مواخذہ ہے یا نہیں۔ مسلمان ہو صاحبِ ایمان ہو تو تمام اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اللہ اور اللہ کے رسول سے پوچھنا پڑے گا آپ کو۔ نہیں تو آپ کا ایمان نہیں ہے ٹھیک۔ نہ اسلام ٹھیک ہے۔ خیال باطل ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اپنا جائزہ لے کر دیکھئے کیا واقعی عبادات کا حق ادا کرتے ہیں۔ واقعی نمازیں پڑھتے ہیں۔ واقعی آپ کی صورت وشکل وضع قطع مسلمانوں جیسی ہے۔ واقعی آپ کے اخلاق مسلمانوں جیسے ہیں۔ واقعی آپ کے معاملات مسلمانوں جیسے ہیں۔ اور اگر نہیں ہیں تو کیوں نہیں ہیں۔ کیا اسلام اجازت دیتا ہے۔ جو چاہے کرو نماز پڑھو نہ پڑھو روزہ رکھو نہ رکھو استطاعت ہوتے ہوئے حج کرو یا نہ کرو۔ چور بازاری بھی ہو رہی ہے۔ یہ روز روز کا اسلام جو ہمارے آپ کے پاس ہے۔ قطع تعلق کرو اللہ میاں سے۔ جب یہ نا قابلِ عمل ہے۔ یقیناً نا قابل عمل ہے۔

تہذیب حاضرہ کا المیہ:

تہذیب حاضرہ کا عروج یہ ہے کہ یہ اسلام نا قابلِ عمل ہے یقیناً۔ ترک کر دیجیے آپ۔ یہ آپ کے پیچھے نہیں پڑتا خوشی سے آپ چلے جایئے کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ رشوت نہ لیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے سود نہ لیں۔ ہم سے نہیں ہو سکتا ہم نا محرم عورتوں کے ساتھ کلام نہ کریں تہذیب حاضر ہم کو اجازت نہیں

دیتی۔تہذیبِ حاضر کا حق ادا کیجیے۔گانا سنئے ٹیلی ویژن دیکھئے تصاویر ہونی چاہیے۔ خادم صاحب اپنی مسماۃ کو برہنہ سر برہنہ بدن باریک لباس پہنا کر بازار میں ٹہلائیں یقیناً تہذیب حاضرہ کا بہت بڑا طرۂ امتیاز ہے۔یہ کوئی منع نہیں کرتا۔لیکن خدا کے لئے اگر اسلام ایمان سے نسبت دیتے ہو۔پھر تو بڑے مؤاخذے کی بات ہے۔یا تو اس کا نام ہی نہ لو قطع نظر کرلو۔چھوڑو مسلمان کو چھوڑو اسلام کو تہذیب حاضرہ اجازت نہیں دیتی۔اور اگر کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔صاحبِ ایمان ہیں۔تو پھر تو یقیناً اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات ماننے پڑینگے اور اگر نہ مانو گے تو دوزخ تمہارے لیے پہلے سے ہی بتادی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب بتادیا ہے:

کھلے ہوئے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے۔کہ عبادات اس طرح ادا کرو۔ معاملات اس طرح ادا کرو۔یہ سب فرض واجب ہیں۔اوامر ونواہی ہیں۔معاشرے میں بھی فرائض وواجبات ہیں۔اخلاقیات میں بھی فرائض وواجبات ہیں۔اوامر ونواہی ان سب کا حق ادا کرنا پڑے گا۔تب آپ مسلمان ہوسکتے ہیں۔بس یہ کہہ دیا کہ ایم۔اے۔جعفری ہیں۔مجھ کو انصاری کہتے ہیں۔مجھے فاروقی کہتے ہیں۔ارے بھئی کیا چیز فاروقی ہے کیا چیز انصاری ہے وضع قطع لباس پوشاک کچھ تو بتاؤ یہ کیا تماشہ کررکھا ہے۔جائزہ لو بھئی زندگی تھوڑی سی ہے۔آخرت یقینی ہے۔اگر ایمان لائے ہو تو آخرت یقینی ہے اور وہاں اللہ میاں نے سب بتادیا ہے۔کہ تمہاری عبادت ایسی ہونی چاہیے۔اگر اس کی خلاف ورزی کی تو یقیناً تم دوزخ میں جاؤ گے۔اور اگر تمہارے معاملات ایسے ہوئے جو ہمارے قانون کے مطابق نہیں تھے۔تو یقینی تم کو سزا ملے گی۔تمہارا معاشرہ لباس پوشاک وضع قطع اگر ایساء نہیں ہے۔جیسا کے مسلمان کے

لئے بتایا گیا ہے۔ اگر یہ نہ کرو گے تو ضرور سزا ملے گی۔ تو ایمان کے پانچوں شعبوں میں جائزہ لے کر دیکھئے۔ جہاں جہاں مجرم ہو وقت ابھی کم ہے توبہ کرلو استغفار کرلو تلافی کرلو پورے مسلمان بن جاؤ۔

اللہ کے بندوں سے رہبری حاصل کرو:

جہاں نہ بن پڑے وہاں اللہ والوں سے معلوم کرو ابھی اللہ کے ایسے بندے ہیں جو تمہاری رہبری رہنمائی کرینگے اگر یہ احساس غالب ہوجائے کہ ہماری کوتاہیوں پر مواخذہ ہوگا اور سزا ملے گی اور ہم اپنے بیوی بچوں کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے اخلاق و کردار وضع قطع لباس و پوشاک کی ذمہ داری اور ہم پورا نہیں کررہے ہیں۔ جو ہم کو سزا ملے گی۔ اس سے کیسے بچیں۔ تو بھئی جائزہ لینے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی پابندی کرنا پڑے گی اور جہاں نہیں کرتے ہیں وہاں یقیناً سزا ملے گی خوب سمجھ لیجیے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اقرار کرنے کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد۔ یہ بات بتا رہا ہوں۔ آپ کے اخلاق معاملات و معاشرت سب اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کے مطابق کرنا پڑینگے۔ جائزہ لیجیے۔ اپنے ہر عمل کا کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو جائز سمجھا یا ناجائز کیا آپ نے۔ اگر ناجائز ہے تو توبہ کیجیے استغفار کیجیے۔ جب سزا سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں ناقابلِ عمل معلوم ہوتی ہیں۔ تہذیب حاضرہ کے تقاضوں سے تو پھر نہ جعفری، پھر نہ عثمانی، نہ فاروقی کیا فائدہ کیوں نسبت دیتے ہو۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم کو فہم سلیم عطا فرمائے اور دنیا اور آخرت میں بچالیں۔ یہ ہماری غفلتیں جو ہیں۔ کہیں ہم کو لے کے ڈوب نہ جائیں۔ کہ صاحب یہ سب جائز ہے۔ سب جائز اور ہم کہاں کے ایسے مسلمان ہیں۔ یہ سب جملے یہیں رہ جائینگے۔ یقیناً سزا ملے گی کوئی سزا سے

نہیں بچا سکتا کون سی چیز سزا سے بچا سکتی ہے اور کون سی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا موجب بن سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ توبہ استغفار اور تلافی مافات اگر تلافی مافات نہیں کرو گے اور توبہ استغفار نہیں کرو گے وضع قطع لباس پوشاک اسلامی نہیں بناؤ گے یا اخلاق اسلامی نہیں بناؤ گے تو کوئی چیز قہر خداوندی سے تم کو نہیں بچا سکتی ہے۔ نہ تمام ملکوں کو بچا سکتی ہے۔ نہ جماعتوں کو بچا سکتی ہے کلام اللہ میں سب تفسیر موجود ہے نہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ مصلحت اندیشی ہو سکتی ہے۔ خدا کا قانون نافذ ہو چکا ہے اور نافذ قیامت تک رہے گا بچنا چاہتے ہو۔

رجوع الی اللہ کرو:

صاحبِ ایمان ہونے کی حیثیت سے توبہ کرو استغفار کرو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی پیروی کرو۔ مسلمان کے لئے اللہ نے اتنی بڑی چیز دے دی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ رحمت کی نفس وشیطان سے بہک جاؤ معاشرے سے مغلوب ہو جاؤ۔ بے ہودہ ناپاک حرکت کر بیٹھو صدق دل سے توبہ کرو آئندہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ سب معاف فرما دینگے۔ ایک منٹ میں سب معاف ندامتِ قلب کے ساتھ توبہ کر لو سب معاف خبردار اب بدگمانی نہ کرنا ان کا وعدہ ہے کہ اگر میرا بندہ ندامتِ قلب سے توبہ کر کے تلافی مافات کرے آئندہ اپنے اختیار سے شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ "اِن اللہ یغفر الذنوبَ جمیعًا"۔ ہم سب معاف کر دینگے۔ اِس اعلان کے بعد بھی ناقدری کرو گے پھر کوئی خدا کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔

دعا:

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے اور قہر سے بچائیں

دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی توفیق دیں تلافی کی توبہ استغفار کی اور ہماری توبہ استغفار قبول فرمالیں ہماری بھی ہمارے اہل وعیال کی بھی ہمارے دوست احباب کی بھی تمام مسلمانوں کی یا اللہ ہدایت عطاء فرمایئے۔ ہمارے معاملات ہماری عبادات ہمارے اخلاقیات سب اللہ کی مرضی کے مطابق ہوں۔ یا اللہ ہمیں توفیق عطا فرما دیجیے۔ ندامتِ قلب کی توبہ استغفار کی دنیا بھی صحیح ہوجائے ہماری آخرت بھی صحیح ہوجائے۔ آپ کو واسطہ نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہم کو ان کا صحیح امتی بنا دیجیے۔ یا اللہ اسی نسبت سے دنیا میں بھی اسی نسبت سے آخرت میں بھی سرخروئی وسرفرازی عطاء فرمادیجیے۔

آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جشن فتح مکہ جشن معراج

۱۶ جنوری ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ و کفی و سلام علٰی من عبادہ الذین اصطفیٰ.

اما بعد

الحمدللّٰہ اللہ کا شکر ہے کہ دین کی باتیں کرنے کا کچھ نہ کچھ موقع مل جاتا ہے۔ زندگی کے لمحات بہت مختصر ہیں۔ دعا کریں کہ آپ کو بھی اور مجھے بھی عمل کرنے کی توفیق ہو جائے محض دین کی باتیں کر لینے اور تقریریں سن لینے سے کام نہیں چلتا۔ کام تو عمل سے ہوتا ہے۔ کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی۔ کوشش و اہتمام سے ہوگی۔

کا رکن کار بگذراز گفتار

اندریں راہ کار باید کار

عمل ہی بنیاد ہے۔

قرآن پاک میں بھی جا بجا عمل کی تلقین اور فضیلت ارشاد ہوئی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَمِلُوْ الصّٰلِحَاتُ یعنی عمل کرو اور عمل کرنے کا ارادہ کرو، اس کے لئے محنت و کوشش کرو، اپنے جذبات کو اُبھارو۔ کچھ نہ کچھ عمل کرنا شروع کر دو۔ عمل مشکل نہیں ہے۔ اسلئے انفرادی طور پر ہر ایک ارادہ کرو۔ ہر ایک کو اپنی آخرت کی فکر کرنا چاہیے دوسروں کی طرف متوجہ ہو گے اعتراض کرو گے نجانے کیا کیا خیالات ذہن میں آئیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ خود کام کرو گے نہ دوسرے کر رہے ہوں گے۔ جان بوجھ کر عمل نہ کرنا بُری بات ہے۔ لہٰذا عمل کرتے رہنا چاہیے۔

ربیع الاوّل کی فضیلت:

ربیع الاوّل کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔اس مہینے کی فضیلتوں کا اگر ہم جائزہ لیں تو خدا کرے کہ ہمارے اوہام و شکوک رفع ہو جائیں اور ہمارے عقیدے پختہ ہو جائیں۔اس مہینہ میں خلاصہ موجودات کی ولادت ہوئی ہے۔یعنی شاہکار کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔اس شاہکار اعظم کی تعریف،اس کی مدح،اس کے کمالات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔بہر کیف سعادت حاصل کرنے کے لئے جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔عالم کائنات کے لیے جشن تھا کہ ایک ایسی بشریت کو اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا جو اُن کی محبوب ترین ہستی تھا اللّٰھمّ صلی علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی اله واصحابه وبارك وسلم ۔

جشن ولادت کی تحریک:

مگر بات محض حضورؐ کی ولادت پر ختم نہیں ہو جاتی آگے بھی تو کوئی مقصد تھا۔ تاریخ گواہ ہے۔کہ صحابہ کرامؓ نے کبھی ولادت کا جشن نہیں منایا۔اور تمام عالمِ اسلام میں کہیں یہ طریقہ رائج نہیں۔مملکت اسلامیہ مسلمانوں کی سلطنتیں قائم ہوئیں مگر کسی دور کے حوالے سے بھی تاریخ نہیں بتاتی کہ یوم ولادت کو یوم جشن منایا ہو۔مگر برصغیر میں یہ کہاں سے آ گیا۔ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کا رہنا سہنا تھا لٰہذا کسی دشمنِ اسلام کی سازش ہوگی کہ جس نے یہ فتنہ پیدا کر دیا۔ہندوؤں کے ہاں کرشنا اوتار ہوتا ہے۔بہت جشن مناتے ہیں بڑے جلوس نکلتے ہیں۔لٰہذا مسلمانوں کے ہاں بھی رائج ہو گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے ہم بھی جشن منائیں گے۔سوائے ہندوستان میں کسی بھی جگہ یہ رائج نہیں۔انگریز حکمران رہا۔بڑی ہوشیاری سے حکومت کی۔اس کی کوشش تھی کہ مسلمان حقیقت اسلام سے ہٹ جائیں اور حقیقت

ایمان سے ہٹ جائیں اور فضولیات میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ میلاد شریف شروع ہوا۔ عجیب عجیب لغویات نے جنم لیا۔ میلاد خواں پیدا ہو گئے بڑی بڑی فیسیں لیتے تھے۔ بڑے بڑے معاوضے لیتے تھے۔ مٹھائیاں تقسیم ہونے لگیں۔ تجزیے میں یہ بات سامنے آئی کہ یہ رسم دشمنان اسلام کی سازش کے نتیجے میں وجود میں آئی۔

سیرت النّبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک:

قادیانی تحریک جیسے کسی شرارتی سازش کے تحت چلائی گئی ویسے ہی سیرت النبوی کے نام سے تحریک چلائی گئی۔ اس کے جلسے ہونے لگے۔ میلاد شریف تو ایک حد تک عوام الناس کے جذبات تقدس اور جذبات عقیدت کا آئینہ دار تھا مگر اس میں روایات وحکایات بڑی بدعتوں کے ساتھ جوڑی جاتیں۔ اب سیرت النبوی کی بنیاد جنہوں نے رکھی وہ بڑے سیاست دان اور ہوشیار لوگ تھے۔ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور مغرب زدہ ذہنیت کے لوگ تھے۔ سیرت النبوی کا قیام بھی ربیع الاوّل میں ہی ہوا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ واقعہ ولادت کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی۔ بے شک یہ واقعہ اہمیت رکھتا ہے مگر حضور سرور کائنات جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ نبی آخر الزماں تھے۔ رحمتہ للعالمین تھے لہٰذا ان کی شخصیت میں عمل کرنا بنیادی مقصد تھا۔

واقعات زندگی پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو ہزارہا واقعات نظر آتے ہیں جو جشن منانے کے قابل تھے۔ اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ اس دن عالم امکان کے لیے بڑی خوشی کا مقام تھا۔ یعنی چالیس سال کی عمر کے بعد آپ کو نبی آخر الزماں اور رحمتہ للعالمین کا مقام عطا کیا گیا۔ یہ موقع تو ایسے جشن کا تھا کہ عالم میں ایسا کوئی دوسرا موقع نہ آتا۔ بہت بڑے جشن کی بات تھی کہ آپ کو آج نبوت عطا کی گئی ہے۔ اور نبی آخر الزماں قرار دیا گیا ہے۔ وہ دن بہت بڑے

جشن کا تھا مگر صحابہ کرامؓ نے کوئی جشن نہ منایا۔ اتنے بڑے جلیل القدر واقعہ کو جہاں عطائے نبوت ہورہی ہوانہوں نے جشن نہیں منایا۔

اب واقعہ معراج پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ عالم امکان میں ایسا واقعہ ظہور پذیر ہی نہ ہوا۔ کہ کسی کو بشری طور پر جسمانیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا ہو۔ اور ایسے مقام پر حاصل ہوا ہو کہ جہاں ناممکن ہے ہر ایک کا پہنچنا۔ شعر

اللہ اللہ قربِ معراج رسول
دوکمان سے فرق ادنیٰ رہ گیا
اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب
اک فقط آنکھوں کا پردہ رہ گیا

کہ اس مرتبے تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچائے گئے کہ لا الہ الا اللہ۔ قرآن کریم میں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَسریٰ بعبدہٖ۔

یہ دن بھی جشن عظیم کا دن تھا کہ آج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم عطا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ جشن کا دن کونسا ہوگا۔ مگر صحابہ کرام نے جشن نہیں منایا۔ اس کے لیے بھی کوئی خصوصیت مختص نہ کی۔ کہ یادگار بنایا جائے اس دن کو اس کی بھی کوئی سند نہیں ملتی۔

اب آگے چلیے تو فتح مکہ پر نظر پڑتی ہے۔ بھئی عالم امکان میں اس طرح کا پہلا واقعہ ہے کہ دس سال تک مشرکین نے، کفار نے، دشمنانِ اسلام نے تکلیف دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہو جس ذات گرامی پر اور بے بس بس چند ہستیاں ہیں جو مہاجر تھے، ہجرت کر کے گئے تھے، بے سروسامانی تھی۔ اس پر بھی مشرکین کے خلاف کئی جنگیں لڑیں اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا کی۔ یہ دن کتنے بڑے جشن کا دن

تھا۔ کتنا اظہار مسرت کیا جاسکتا تھا۔ بہت بڑا موقع تھا صحابہ کرام کے لئے مگر انہوں نے اس دن کو اس واقعہ کو بھی جشن نہیں منایا۔ عروجِ اسلام ہوا۔ اسلام کی سرفرازی کا دن ہے۔ لیکن مؤرخین نے اس کا حوالہ کہیں بھی نہیں دیا کہ صحابہ کرام نے اس دن کو جشن منایا ہو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ولادت مسعود ہی ایسی نہیں تھی خصوصیت کے ساتھ بلکہ یہ جو واقعات حضورؐ کی زندگی میں آئے یہ تو بڑے جلیل القدر واقعات ہیں۔ تاریخ ساز واقعات ہیں۔ اُس دن بھی کوئی جشن نہ منایا گیا، کہیں بھی نہ منایا گیا اور کسی نے بھی نہیں منایا۔

اب آگے چلئے تو ''**الیوم اکملت لکم دینکم**'' کا اعلان ہوتا ہے۔ کہ ''ہم نے اس دین کو قیامت تک کے لئے مکمل کر دیا۔'' اور ہم راضی ہو گئے تمہارے اسلام سے۔ یہ اعلان رب العالمین کی طرف سے ہو اور جشن نہ کیا جائے۔ کتنی بڑی دولت مل گئی، کتنی بڑی نعمت مل گئی بھئی سر بسجود ہو جانا چاہیے تمام عالم اسلام کو آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ پروانہ خوشنودی تمام مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔ اور آگے فرماتے ہیں کہ

''**واتممتُ علیکم نعمتی**'' فرمارہے ہیں کہ تمام نعمتیں ہم نے تم کو دے دیں۔ اس سے بڑا جشن اور کون سا ہو سکتا ہے۔ بہت بڑے جشن کی بات تھی بڑی خوشی کی بات تھی حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دن ہی جشن کا دن تھا۔

واقعہ:

ایک یہودی نے اس آیت کے حوالے سے کہا کہ اگر ہمارے ہاں ایسی کوئی آیت ہوتی تو ہم بڑے جشن مناتے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ بھئی ہمارا تو یہ عید کا دن تھا۔ یہ واقعہ اس بات کے پس منظر میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے یومِ ولادت کو ہی کیوں

لے لیا اس کے علاوہ بھی دیگر ایسے واقعات ہیں کہ جہاں مسلمانوں کے لیے ادائے شکر کا انتہائی موقع تھا۔ عالم اسلام نے اور صحابہ کرام نے کہیں بھی ان تاریخوں پر جشن نہیں منایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور قوموں میں تہوار ہوتے ہیں اور ہم نے تمہارے لیے عبدیت کے شکرانے کے طور پر دو دن عطا کیے۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ۔ یہ مسلمانوں کے تہوار ہیں، جشن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا پروانہ ہیں۔ البتہ یہ دو دن ایسے رکھے گئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بھرپور اظہار فرمایا ہے۔ جب مسلمانوں کے پاس یہ دو بڑی نعمتیں ہیں تو پھر تیسرے جشن کا موقع ہی نہیں۔ نہ کلام اللہ میں اس چیز کا اشارہ ہے نہ کلام رسول میں، نہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں، نہ تاریخ میں ہے کہ اور ایام کو جشن منایا گیا ہو۔ اب جو ہمارے آپ کے جشن ہیں جو سیرۃ النبوی کے یہ محض تقلیداً ہیں ہندوانہ رسوم کے اور جیسے انگریز کے ہاں کرسمس کا تہوار ہوتا ہے ایسے ہی انہوں نے مسلمانوں کے ہاں رائج کروا دیا۔ اس طرح رائج کیا کہ مسلمان اپنے راسخ عقیدوں سے ہٹ جائیں اور اس طرح میلاد النبی اور سیرۃ النبوی کے جلسے منعقد ہونے لگے۔ یہ سیاسی چیزیں ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی حقیقت:

ذرا تجزیہ کریں سیرت النبوی کے جلسوں کا۔ یہ مغرب زدہ ذہنیت کے لوگ ہیں۔ کس قدر خرافات ہیں۔ کس قدر دین کا استہزاء ہے۔ کس قدر مذاق ہے۔ لوگوں نے سیرت النبوی کے جلسوں کو ایسی شکل دے رکھی ہے کہ اس انداز سے تقریب کی جاتی ہے کہ غیرت اسلامی کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔ خدانخواستہ اگر غیرت الٰہی جوش میں آجائے تو بڑا سخت انتقام لے سکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کو

ایک مذاق بنالیا ہے۔ ان کی سیرت کو مجروح کر کے ایسا استہزاء ہورہا ہے کہ تمام تر خرافات، لغویات، بے ہودگی، فواحشات ومنکرات کے ساتھ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے ہوتے ہیں۔ اسٹیج سجائے جاتے ہیں۔ روپیہ اسراف کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے۔ تمام مخلوط طریقے اور نیم عریاں عورتیں شرکت کرتی ہیں۔ مرد انگریزی لباس سجائے تشریف فرما ہوتے ہیں۔ یہودیوں اور انگریزوں کی تقلید کی جاتی ہے اور تقریریں کی جاتی ہیں۔ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کا کیسا استہزاء ہوتا ہے۔ جلسے تو الگ ہیں۔ ان میں شامل خرافات تقلیداً غلامانہ ذہنیت کی عکاس ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کی بہبودی کے لیے اور نیک کاموں کا ایک لفظ بھی نہیں ہوتا۔ بس تقریریں مقصود ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جلسہ منعقد کرتے ہیں۔ تمام مکروہات اور لغویات شامل کر کے وقت گزاری کرلی اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے جلسہ کیا یعنی نیکی کا کام سرانجام دے دیا۔ یہ دین کے ساتھ کھلّم کھلاّ مذاق ہے۔ ان جلسوں میں دین کا استہزاء کیا جارہا ہے۔ اگر سرورِ کائنات حضوصلی اللہ علیہ وسلم اس مذاق کا بدلہ لینا چاہے تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کو دیکھئے اور ان کی سیرت کے نام پر ایسے جلسے منعقد کیے جاتے ہیں کہ تمام لغویات شامل کردی گئی ہیں۔ اب خود دیکھیے کہ یہ باتیں مشاہد ہیں کہ انگریزی میں مقالے پڑھے جارہے ہیں۔ عورتیں شرکت کررہی ہیں۔ ہندو اور پارسی بھی مقالہ پڑھتا ہے۔ بھئی کس کی سیرت کی طرف منسوب کررہے ہو۔ انا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون ٥ اب چند سالوں سے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ یہ سب بدمعاشوں کی شرارت ہے۔ دشمنان اسلام کی سازشوں سے یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ ان کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے عقیدے بگاڑنا، اِن کو رسومات میں مبتلا کردینا، توحید پر جو ناز ہے

اس کو ختم کرنا، نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پہ جو جاںنثاری ہے ان جذبات کو مضمحل کر دو، مسموم کر دو اور اس طرح کر دو کہ کچھ بھی اہمیت باقی نہ رہے۔ اب جلوس نکالے جاتے ہیں اللہ اکبر کی آوازیں بلند کی جاتی ہیں اور اب کچھ عرصے سے روضہ اقدس اور خانہ کعبہ کی شبیہہ بنائی جاتی ہے اور آویزاں کر دی جاتی ہیں۔ تمام جاہل عورتیں اور جاہل مرد جاتے ہیں عقیدت مندانہ طور پر طواف کرتے ہیں، نذرانے پیش کرتے ہیں، منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے کھلی ہوئی بدعت ہے۔ ادب و احترام کے خلاف ہے۔ اب دوسرا منظر دیکھئے مسجدوں میں سے اللہ اکبر کی آواز آ رہی ہے جب کہ باہر سڑکوں پر اللہ اکبر کے نعرے گونج رہے ہیں۔ جلوس میں شرکت کرنے والے سب بے نمازی ہیں۔ ایک بھی نماز ادا کرنے نہیں جا رہا۔ خدا کی طرف حی علی الصلوٰۃ پکارا جا رہا ہے اور یہ سب فیشن ایبل لوگ سیرت النبوی کے جلسے میں شریک ہیں بھئی کس کی سیرت پر جلسے ہو رہے ہیں ایک طرف سے ''اشهد اَن لَّا اِلٰهَ الا اللّٰه اور اشهد ان محمد رسول اللّٰه'' کی صدا آ رہی ہے وہاں تو جواب دیتے نہیں یہاں جلسے ہو رہے ہیں سیرت کے مقالے پڑھے جا رہے ہیں۔ بھئی ہوش میں آؤ دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ نجانے شیطان نے مسلمانوں کے خلاف کیا جال پھیلایا ہے اور ایک غلط تخیل پیدا کر دیا ہے۔ اصل تقدس جلسے ہیں نہ کہ نماز کیونکہ نماز کو سب پڑھتے رہتے ہیں۔ کیسی لغویات وخرافات ہیں ستم بالائے ستم کہ اب صبح اخبار چھپیں گے شہ سرخیاں آئیں گی۔ گنبد خضراء کے مناظر آئیں گے۔ روزہ اقدس کی جالیاں دکھائی جائیں گی، درود وسلام لکھے جائیں گے۔ لکھا جائے گا کہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ جلسے منائے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سیرت کے نام پر تقدس کو پامال کرتے ہیں یہ فریب کار، دھوکے باز، بہروپیے جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کو بدنام کر رہے

ہیں۔ مسلمانوں کے وقار کو ختم کر رہے ہیں۔ اسلام تو اللہ کا پسندیدہ ہے اس کا نام تو قیامت تک قائم رہے گا۔ جو منکر ہو جائے تو اس کی بدقسمتی ہے۔ یہ محض محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس طرح کا استہزاء کرتے ہیں۔ اور ایمان سے خارج ہوتے جا رہے ہیں۔ ایمان سے ان کا کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں رہا۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یہ خوش فہمی ہے حقیقت نہیں ہے۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کا استہزاء کرے گا یقیناً وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوگا۔ بڑے خوف کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کو ہدایت دے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ تقدس کا نام لے کر، خیر و برکت کا نام لے کر خرافات، لغویات، بے ہودگی اور منکرات سے ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بڑے خیر و برکت کی بات ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے ان لغویات پر لعنت بھیجتے ہوں گے۔ ان لوگوں پر جو ان کے قائل ہیں۔ یہ تو استہزاء ہوا دین کی عظمت تو نہ ہوئی، محبت تو نہ ہوئی حضور اقدس کی ان کے مسلک، ان کی تعلیم اور تربیت کے بالکل خلاف اور منافی چیزیں ہوئیں۔ بڑی عبرت کی چیز ہے۔ اخباروں میں مضامین آئیں گے، مقالے لکھے جائیں گے۔ ہوتا کچھ ہے اور لکھتے کچھ ہیں۔ منافقت ہوئی اور منافق تو جہنم کے سب سے نچلے درج میں ہوں گے۔ منافقت یوں رونما ہو رہی ہے۔ دین کے نام پر پس پردہ سب چیزیں منافقت کا روپ دھار رہی ہیں۔ یہ طریقہ ہرگز تقدس نہیں ہے یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق نہ ہوا۔ نہ اس میں ان کی عظمت کا حق ہے اور نہ محبت کا۔

حضور اقدس کی شان و شوکت کے منافی عمل:

یہ سب عمل جو میلاد النبی اور سیرت النبوی کے نام پر شروع ہوئے ہیں یہ اُن کی شان و شوکت اور عزت کے منافی چیزیں ہیں۔ توہین ہے اور بدتمیزی ہے ان کے

تقدس کی۔ بے احترامی ہے اور جانے کیا کیا لعنتیں اس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ جس مبارک ہستی نے عالم دنیا کو شرافت اور عزت والا سبق دیا ان کے ساتھ یہ مذاق۔

واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ سے فرماتے ہیں کہ اے صحابہ! دیکھو جب میں آیا کروں تو میری تعظیم کے لیے نہ اٹھا کرو۔ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے کہ اس طرح سے سرداروں کا احترام کرتے ہیں کہ آتے ہیں تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں تو تم ہی جیسا اللہ کا بندہ ہوں بس میرے ساتھ تم یہ خصوصیت ضرور کیا کرو کہ سمجھو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔ بس میرے لیے یہ تعظیم و تکریم نہ کیا کرو۔

اب دیکھیے کہ وہ تو اپنی تعظیم و تکریم کو یوں منع کریں اور ہم ان کا یوں استہزاء کرتے ہیں۔ کبھی ایک جلسے میں بھی یوں اخلاق محمدیہ پیش نہیں کیے جاتے اور یہاں جلسے سیرت کے ہو رہے ہیں۔ مگر ریڈیو پر گانے بج رہے ہیں۔ ہوٹلوں میں گانے بجائے جا رہے ہیں۔ خرافات جنم لے رہے ہیں۔ نیم برہنہ لباس، برہنہ سر عورتیں ٹیلی ویژن پر آ کر نعت و حمد پڑھ رہی ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے۔ اسی اسلام پر ناز ہے کہ ہم واقعی مسلمان ہیں۔ یہی پسندیدہ اسلام ہے۔ کیا یہی ادب و احترام ہے۔ کتنا استہزاء ہے۔ ذرا سوچئے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ کسی بھی جلسے میں یہ بات بیان نہیں کی جاتی کہ دیکھو یہ چیز سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو سینے سے لگاؤ اور اس کو کم از کم سال بھر ساتھ لگائے رکھنا۔ اگلا جلسہ جو ہوگا اس میں پوچھا جائے گا۔ کم از کم سال بھر تو ایک سنت کا احیاء ہونا چاہیے تھا۔ سنت کے خلاف کام کرنے والوں کو ذرا بھی احساس نہیں دلایا جاتا۔ تعلیم و تربیت سے متعلق کوئی کام اس جلسے میں نہیں ہوتا۔ کسی بھی زاویے سے تبلیغ کا کوئی اشارہ نہیں ہوتا۔ کیا اللہ تعالیٰ اس عمل سے راضی ہوں

گے۔کوئی تغیر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر جلسہ دوسرے جلسے سے بدترین صورت میں سامنے آتا ہے۔فواحشات کے لحاظ سے، منکرات کے لحاظ سے بھی، بدعات کے لحاظ سے بھی۔بتایئے کہ کیا تماشا ہے۔

سردار عالم رحمتہ للعالمین، خلاصہ موجودات۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان کو پیدا نہ کرتے تو عالم امکان بھی نہ ہوتا۔کتنی محبوب ترین ہستی ہے۔جو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ''سراجاً منیراً'' اور ایسے ہی ''ورفعنا لک ذکرک'' فرمایا اور اب ہمیں دیکھیے کہ ان ہستی کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں۔ایک دن بھی ان کی تعلیم کا ذکر نہیں، کہیں ان کی تبلیغ کا ذکر نہیں۔صفات بھی ایسی کہ غیر ضروری اور محض اپنے خیالات کے مطابق مستند نہیں، روایت صحیح سے نہیں، اپنی طرف سے نقل کر دیا۔نبوت کے پہلے دس سال تو کفار و مشرکین نے جینے نہیں دیا۔ زندگی دوبھر کر دی۔ چاروں اطراف سے دشواریاں، ہزاروں پریشانیاں، ہر طرح سے دل آزاریاں کیں۔اعلان حق کے بعد مکّہ میں آپ کے کئی سال اسی کشمکش میں گزرے ہیں کہ عالم امکان مثال پیش نہیں کر سکتا کہ کسی نبی کے اوپر ایسے حالات گزرے ہوئے ہوں۔ ہر طرح سے ستایا گیا۔ جادو کیا گیا، پتھروں سے مارا گیا۔ برا بھلا کہا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب برداشت کیا۔اللہ تعالیٰ کو منظور تھا یہ سب کچھ۔ان دس سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم امکان کو شرافت کا سبق دیا۔وہ خونخوار قوم جو صدیوں سے جانوروں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے جو ڈاکو تھے، چور تھے، زانی تھے، کذاب تھے اور اپنے اپنے مذہب کے انتہائی بت پرست تھے۔یہودی، نصرانی، سخت سے سخت ترین دشمن اسلام کے تھے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار جاں نثار ۱۰ سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔کتنی بڑی کامیابی ہے۔صرف ایک سال کے اندر اتنی بڑی تعداد کے قلب بدل گئے۔ان

سب کو شرف انسانیت عطا ہو گیا۔ عالم امکان میں اتنے ڈاکو، چور زانی لوگوں نے شرف کامل پایا کہ کہیں بھی اُس کی مثال نہیں ملتی۔ تبلیغ کے جذبے سے سرشار یہ جانثار ساری دنیا میں پھیل گئے۔ اسپین سے لے کر سمرقند، بخارا، ہندوستان اور یونان سب فتح کر ڈالا۔ آج جو ہم مسلمان قوم کی حیثیت سے ہیں یہ سب انہی کا کارنامہ ہے۔ ان کا سبق انسانیت کا اور شرافت کا تھا کہ دل بدلے گئے۔ ایسا کوئی شعبہ دنیا میں موجود نہیں جس کا نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود پیش نہ کر دیا ہو۔ ہر شعبے کے حوالے سے شرف انسانیت کو مقدم رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ کائنات کو بھلائی کا وہ راستہ دکھایا جو کامیابی کا اصل راستہ تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کیا گیا تھا۔ کہ بھئی ہمارے بندے ہیں ہمارا تعلق ٹوٹ رہا ہے، کوئی بت پرست ہے، کوئی منافق ہے، کوئی نصرانی ہے لہٰذا ان سب کو ہمارا راستہ پھر سے دکھا دو۔ صراط مستقیم دکھانے والی ہستی کو ہم ایسا اعزاز پیش کرتے ہیں۔ ایسے محسن کے لئے جانثاری کا جذبہ ہونا چاہیے۔ فدائیت کا جذبہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ بجائے جلسے کرنے کے ان کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

نمازوں کا ضیاع:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے گھر یعنی مسجدوں کی بنیاد رکھی۔ کہ مسلمانوں کی پناہ ہے۔ اللہ کے آگے سجدے کرو، دعائیں مانگو۔ اس کی بارگاہ میں حاضری دو۔ تمام مسجدیں آباد ہو گئیں۔ ساری دنیا میں مساجد بن گئیں۔ ساری دنیا میں اللہ اکبر کی صدائیں آنے لگیں۔ چوبیس گھنٹے میں ایسا کوئی لمحہ نہیں کہ جب اَذان کی صدا نہ آ رہی ہو۔ سارے عالم امکان میں آوازیں گونج رہی ہیں۔ اللہ جل شانہ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جا رہا ہے۔ کیا ہم یہ حق ادا کر رہے ہیں۔ اس

طرح سے مسجدیں آباد کر رہے ہیں۔ کہاں گیا مسجدوں کا ذوق وشوق۔ مسجدیں ویران ہیں اور جلوس نکل رہے ہیں۔ غیرت کی بات ہے۔ افسوس کی بات ہے۔ مسلمان ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ہوکر، اذان کی آواز سن کر بھی نماز کا اہتمام نہیں۔ کس قدر کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو انسان بنا گئے۔ ہر طرح کے آداب سکھا گئے۔ شرافت کے ساتھ چلنا کس کو کہتے ہیں، اللہ کے کیا حقوق ہیں۔ والدین کے کیا حقوق ہیں، یہی تمہاری عبدیت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ تم انسان بن جاؤ، شریف ہو جاؤ اور ایسے بن جاؤ کہ جس پر فرشتوں کو بھی ناز ہو۔ اور صحابہ کرام بھی ایسے ہی بن گئے تھے کہ فرشتوں کو بھی ان پر رشک آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تو یہ تھی کہ انہوں نے جانوروں کو بھی انسان بنا دیا۔ اور ایسا انسان بنا دیا کہ انہوں نے ساری دنیا کو انسانیت کا سبق دیا۔ آج ان کی ولادت میں ایسے جشن کرتے ہو۔ کیا شرافت ہے۔ جتنی انسانیت تھی سب کا فقدان ہو رہا ہے۔ اب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اب اخباروں میں بھی آئے گا کہ سیرت کے بڑے بڑے کامیاب جلسے ہوئے۔ کیا کامیابی لغویات میں، منکرات میں اور اسلام میں، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کرنے میں ہوئی۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوشگوار زندگی، ایک پاکیزہ زندگی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ کہ اگر تم پاک رہو گے تو تمہارا دل بھی پاک رہے گا، تمہارا دماغ بھی پاک رہے گا اور تم طاہر و مطہر رہو گے ظاہر میں بھی باطن میں بھی، نماز بڑی چیز ہے، جس دن اللہ کو حاضری دینی ہے۔ اس دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ کس کے طفیل اللہ نے ہم پر کرم فرمایا۔ شرافت تو یہ ہے کہ سوچنا چاہیے کہ جس ہستی نے ہمیں ایسی شرافت سکھائی اس پر تو ہزاروں جانوں سے قربان ہو جانا چاہیے۔ محبت وعظمت کا تقاضا یہی

ہونا چاہیے۔ جو انہوں نے فرمادیا وہی ہم کریں گے۔ کون سی چیز کی تعلیم دی تھی انہوں نے، کھانا کھانا، استنجا خانہ جانا انہوں نے سکھایا، بیوی بچوں سے ملنا انہوں نے سکھایا، اولاد کے حقوق انہوں نے سکھائے۔ معاشرے کے ساتھ برتاؤ کرنا کس نے سکھایا۔ بری باتوں سے انہوں نے ہم کو روکا اچھی باتوں کی تعلیم انہوں نے دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان، شریف النفس انسان ان سے بہتر عالم امکان میں کوئی نفس نہیں ہوسکتا۔ بھئی ایسی تعلیم دینے والے کے لئے جان بھی نثار ہے۔ ان کی خدمت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ ان کی عظمت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق عظمت اور اللہ تعالیٰ کا حق عظمت بھی ادا ہو جاتا ہے نماز سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نمونہ موجود ہے۔ ایسا طریقہ اختیار کرو جس میں سادگی ہو اور جس میں حق عظمت بھی ادا ہو۔ تقریبات ہوں مگر اتباع سنت کرو۔ اسی میں عافیت ہے، اسی میں سلامتی ہے۔

دعا:

یہ تمام لغویات فتنہ عظیم ہیں۔ یہ دشمنانِ اسلام کی سازش ہے تا کہ حضورؐ کا غلط تقدس ہمارے ذہنوں میں آجائے تا کہ یہ نماز سنت سے بے نیاز ہو جائیں۔ خدا کے احکامات ماننے سے بھی بے نیاز ہو جائیں۔ یا اللہ اس لعنت سے ہمیں بچالے۔ یہ فتنہ ہمیں رسومات کی ترغیب دیتا ہے کہ دوسری قومیں بھی کہیں کہ اسلام رسومات کا مذہب ہے۔ یا اللہ! ہمیں ان کی عظمت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ! ہمیں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ شریعت کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ ہر شعبہ زندگی میں ہمیں شرافت عطا فرما۔ اے اللہ اتباع سنت کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ! شیطان کے فریب سے

بچا لے۔

آمین

و آخر دعوانا اِن الحمد الله ربّ العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولینا محمد وعلیٰ آله و اصحابه وبارك وسلم

رمضان المبارک کی برکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم

رمضان کی آمد ہے:

رمضان المبارک کی آمد ہے دس دن بعد امید ہے یہ مبارک مہینہ شروع ہوجائیگا اس مہینہ کی قدر کرو اور یہ سمجھ کر کرو کہ پتہ نہیں پھر موقع ملے گا یا نہیں زندگی رہے گی یا نہیں تندرستی کیسی رہے گی کیا معلوم ماحول کیسا ہوجائے آئندہ کے حالات میں کیا کیا تبدیلیاں آجائیں کچھ پتہ نہیں اسلئے اس رمضان کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ یہ مہینہ جسے قرآن کریم میں ایام معدودات فرمایا گیا ہے گنتی کے چند دن ہی ہیں وقت گذرتے کیا دیر لگتی ہے آج تو ہم یہ دیکھا کرتے ہیں کہ ایک جمعہ گیا دوسرا آگیا پچھلا جمعہ گیا یہ جمعہ آگیا وہ بھی ختم ہورہا ہے تو وقت تو آتا ہے چلا جاتا ہے۔

اس مہینہ کی قدر کریں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مبارک مہینہ کے جو لمحات بھی مل جائیں اسکی بڑی قدر کرو، معمولی بات نہیں ہے کہ روزہ رکھنا نصیب ہوجائے یہ بڑا اکرم اور فضل الٰہی ہے کہ ہمیں آپ کو توفیق ہوجائے خوب قدر کرنے کی ضرورت ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس رمضان کی اہمیت سے باخبر ہوکر کام کیا جائے رمضان کے مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے جو برکات رکھی ہیں رمضان اپنی سب برکتوں کے ساتھ آتا ہے چاہے ہمیں اس کے انوار و برکات اور تجلیات کا احساس ہو یا نہ ہو اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم بھی ہوگا رحمتوں کا نزول بھی ہوگا شب قدر بھی آئے گی کلام اللہ کی

تلاوت کرنے سے اس کے انوار وتجلیات سے بھی لمحات زندگی معمور منور ہوں گے۔
بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہم ان کی حقیقت وخاصیت کا ادراک واحساس نہیں کر سکتے مگر ان کے اثرات ہمارے محسوس کیئے بغیر رونما ہو جاتے ہیں مثلاً ایک یونانی دوا ''جواھر مہرہ'' ہے چاول برابر زبان پر رکھ دیا جائے طاقت اور توانائی پیدا ہوتی ہے اگر چہ کھانے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ سب کیسے ہو گیا مگر اس کے نہ سمجھنے کے باوجود توانائی آجاتی ہے ایسی بہت سی اشیاء کی تاثیر کا مشاہدہ ہم اور آپ کرتے رہتے ہیں جن کی حقیقت وخاصیت ہمیں معلوم نہیں اسی طرح رمضان کے برکات اور انوار وتجلیات ہیں یہ سب رمضان کی آمد سے رونما ہونے لگتے ہیں خواہ ہمیں انکا احساس ہو یا نہ ہو۔

اسلیئے میں عرض کر رہا ہوں کہ بھائی ! رمضان کے انوار وبرکات ظاہری طور پر آپ کو محسوس ہوں یا نہ ہوں اس کی قدر کیجئے اور اس کی اہمیت کا احساس کر کے یہ مبارک اوقات گذاریں اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے محتاج بن کر یہ مہینہ گذاریں۔

ابھی تک آزادانہ جو کام کر رہے تھے اب ان پر بریک لگادیں، دجن باتوں کا برا ہونا ہم سب جانتے ہیں کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے انہیں چھوڑ دو جتنی چیزیں غبار پیدا کرتی ہیں آنکھوں کیلیئے دل کیلیئے زبان کیلیئے کانوں کیلیئے انہیں چھوڑ دو۔

بھئی آپ لوگ ماشاء اللہ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ کے سامنے کیا بات کروں بعض اوقات مجھ کو شرم بھی آتی ہے آپ لوگوں کے سامنے بات کہتے ہوئے گویا میں بہت جانتا ہوں اور آپ لوگ کچھ نہیں جانتے ''استغفر اللہ'' یہ بات نہیں ہے

بس اتنی سی بات ہے کہ مخاطب علمی لحاظ سے کچھ بھی ہوں جب بات کرنے لگتا ہوں تو دل کی بات زبان پر آجاتی ہے جن چیزوں سے خود بچنا چاہتا ہوں دل چاہتا ہے کہ انہی باتوں کی طرف آپ لوگوں کو بھی متوجہ کر دوں ورنہ خدانخواستہ کسی کی کم علمی کی بنا پر یہ بات نہیں کہی جاتی کیونکہ سب سے زیادہ کم علمی مجھ میں ہے میری معلومات اتنی وسیع نہیں ہے جتنی آپ لوگوں کی ہے۔ بہر کیف! جی چاہتا ہے اپنے لئے بھی اور آپ لوگوں کیلئے بھی کہ جہاں تک ہو سکے رمضان شریف کا فائدہ اٹھالو کسے معلوم کہ اب آئندہ رمضان ملے گا یا نہیں اس حادثاتی دنیا میں حوادث کی دنیا میں آئندہ کی کیا خبر بھئی غنیمت سمجھو رمضان آنے میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں ذرا احتیاطاً کر کے دیکھو کیا ہوتا ہے۔

ابھی حال ہی میں ایک افسوس ناک بات سامنے آئی بعض حضرات ہیں جو خود بھی اور ان کے گھر والے بھی نماز کے بہت پابند ہیں روزے بھی رکھتے ہیں عمرہ بھی ادا کر آئے ہیں لیکن افسوس کہ ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں ریڈیو بھی سنتے ہیں خیال یہ کرتے ہیں کہ یہ تو تفریح کی چیز ہے اور تفریحات میں کیا حرج ہے غور کرنیکی چیز ہے کہ ہم اور آپ کون ہوتے ہیں اس بات کا فیصلہ کرنے والے کہ ہر تفریح جائز ہے تفریحات میں کیا حرج ہے تفریح کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے ان میں بعض تفریحات تو ایسی گندی اور ناپاک ہوتی ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ بھی آپ کے سامنے آجائے تو گھن محسوس ہونے لگے اس ٹیلی ویژن کو ہی لے لیجئے، دماغوں میں بے غیرتی اور بے شرمی کی لہر دوڑ گئی اور گھر کے گھر اس بے شرمی نے برباد کر دیئے، طبی نقطہ نظر سے بھی یہ بات ہے کہ آنکھوں پر دماغ کی رگوں پر اس کی شعاعوں کا اثر پڑتا ہے اس کا قلب پر بھی

اثر پڑتا ہے دلی تکالیف کا یہ بھی ایک سبب ہے اگر چہ دل کی تکلیفوں کا ایک سبب بعض دواؤں کو بھی قرار دیا جاتا ہے جو ہمارے دل کو بے حساب دے دی جاتی ہے ان سے دل کمزور ہوتا ہے اور بھی بہت سے اسباب ہیں ایک سبب یہ ٹیلی ویژن کی شعاعیں بھی ہیں ۔سنا یہ ہے کہ یہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی لہریں قلب پر اثر انداز ہوتی ہے بعض لوگوں کے قلب تو بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور بعض کے متاثر تو نہیں ہوتے مگر اندیشہ رہتا ہے ان کے متاثر ہو جانے کا۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی بات سے منع فرمادیا تو یہ ممانعت ہمارے ہی فائدے کیلئے ہے اسلئے تفریحات کے بارے میں خود ہی فیصلے نہ کرو جو تفریحات شرعی اعتبار سے مباح ہیں جائز ہیں اسمیں تو مضائقہ نہیں مگر جب کسی چیز کو شریعت نے منع کر دیا تو خدا کیلئے اس متبرک مہینے میں اسکو چھوڑ دو، اس حرام چیز کو روک دو نا جائز کام نہ کرو نا جائز باتیں نہ سنو، ایسی تفریحات کا باب ہی بند کر دو تھوڑا سا ہی صبر کر لوان تیس دنوں میں، ایسی سب تفریحات چھوڑ دو جہاں جہاں شک ہو یہ کام مکروہ ہے یا نا جائز ہے تو عقل کا فتوی یہی ہے کے ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے ہمارے روزے میں ہماری عبادت میں غبار آجائے اسی طرح بے ضرورت کام میں جیسے اخبار بنی ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ مثلاً جنگ اخبار ہے تو لفظ جنگ سے شروع کرتے ہیں اور پبلیشر ز پہ ختم کرتے ہیں حاصل اس کا سمجھ نہیں ہوتا دیکھو میں اخبار نہیں پڑھتا سر سری نظر ڈال لیتا ہوں موٹی موٹی سرخیاں دیکھ لیتا ہوں وہ بھی کبھی دیکھی کبھی نہ دیکھی تو اسمیں نقصان ہی کیا ہے ایسی لغو چیزیں بھی چھوڑ دو لغو کے معنی یہ ہے کہ ایسی چیز جس کا تم کو نہ دنیا میں کوئی فائدہ نہ آخرت میں کوئی فائدہ بس ایک مہمل سی بات ہے

ابھی کل ہی کی بات ہے، کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ کیا شطرنج کھیلنا گناہ ہے ناحرام ہے؟ میں نے کہا جب شریعت نے ممنوع کر دیا تو بس جرم ہے، کیونکہ اسمیں ہمارے لئے کوئی اچھائی نہیں ہے یہ لغو ہے یہ لغو کام کو ترک کر دیں، دس بارہ دن احتیاط کر کے دیکھو کون سا نقصان ہو جائیگا۔

کیا معلوم موقعہ ملے یا نہیں کیا معلوم تندرستی ہو کیا معلوم ماحول کیسا ہو؟ اسکو غنیمت سمجھنا چاہیئے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جس کی ہم کو حقیقت و ماہیت نہیں معلوم۔ لیکن مشاہدہ ہے کہ اس چیز میں تاثیر ہوتی ہے۔

جواہر مہرہ ہے چاول برابر زبان پر رکھ دیا ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے طاقت اور توانائی آجاتی ہے۔ بھئی یہ مشاہدہ میں ہے اسی طرح رمضان شریف کے فضائل وبرکات انوار و تجلیات کا ہم کو علم واحساس نہ ہو حقیقت تو اب بدلے گی نہیں رمضان شریف میں تمام برکات آئیں گی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بھی ہو گا۔ رحمت بھی نازل ہو گی۔ شب قدر بھی آئے گی۔ کلام اللہ کے انوار و تجلیات سے لمحات زندگی معمور و منور ہو جائینگے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مہینہ:

بھائی! اخلاص نیت کے ساتھ محتاج بن کے اللہ کی رحمتوں کا یہ مہینہ گزار دیں یہ مہینہ ایام معدودات کا ہے بہت گنتی کے دن ہیں بھائی! آج تو ہم یہ دیکھا کرتے ہیں ایک جمعہ گیا دوسرا جمعہ آ گیا۔ پچھلا جمعہ گیا۔ دو روز ہوئے تھے کہ خیال ہوا کہ جمعہ کا روز ہے جمعہ آ گیا وہ بھی ختم ہو رہا ہے تو وقت تو آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ جو لمحات بھی مل

جائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی قدر کرو اس کی بہت بڑی قدر کی ضرورت ہے معمولی بات نہیں روزہ بڑا اکرم اور فضل الہی ہے۔ کہ ہمیں آپ کو توفیق ہو جائے لیکن باخبر ہو کر کام کیا جائے تو اچھا ہے اور باخبر ہونے کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ تھوڑے دنوں کے لئے اپنے اوپر بریک لگا دیں۔ ابھی تک آزادانہ جو کام کر رہے تھے۔ وہ نہ کرو اور دوسری بات یہ کہ یہ خود بتانے کی ضرورت نہیں ہے سب جانتے ہیں بھائی! جس کام کی برائی جانتے ہو چھوڑ دو نہ کرو اس کام کو۔

وقت کو غنیمت سمجھو:

رمضان شریف کے دس، بارہ، دن ذرا احتیاط کر کے دیکھو کیا ہوتا ہے کون سا نقصان ہو جائے گا، بہت سہل نسخہ ہے بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کہو ہم بڑے قصووار ہیں۔ رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے لیکن کیا کریں اس میں مبتلا ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ہم خود اسکو ناپسند کرتے ہیں چھوڑنے کا جی چاہتا ہے لیکن نہیں چھوٹتی آپ چھوڑ وا دیجئے۔ اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ پسند ہیں ہمیں ہمارا شوق اس کے اندر پیدا ہو گیا ہے ان کو چھوڑنے میں ذرا تامل معلوم ہوتا ہے کہ یا اللہ آپ کو پسند نہیں یہ باتیں اور چونکہ ہمیں پسند ہیں یہ باتیں اس لئے ہم تو یہ ارادہ کرتے ہیں چھوڑنے کا آپ ہماری مدد فرما دیجئے کہ ہم وہ چیزیں بھی چھوڑ دیں جو آپ کو ناپسند ہیں اور فی الحال ہم کو پسند ہیں۔ اور یا اللہ بہت سے باتیں ایسی ہیں کہ معلوم نہیں کہ ہم سے کیسی چھوٹیں گی۔ ان کی چھوٹنے کی قدرت بھی نہیں معلوم ہوتی ایسی عادت ثانیہ بنی ہوئی ہے بہت سے حالات ایسے بنے ہوئے ہیں تقریبات غمی وشادی کی جب ان

میں جاتے ہیں تو اگر لوگوں سے ملتے جلتے نہیں ان سے تو ایک قسم کی ناراضگی بن کے رہتی ہے۔اور بیگانہ بن کر رہنا بھی مشکل ہے۔تو یا اللہ میں کیا کروں اس میں میری مدد فرمائیں اسمیں ایک صاحب سے چپکے سے پوچھا ہم نے ایک دفعہ ایک سہل نسخہ بتا دیا تھا تم نے عمل کیا۔انہوں نے کہا لکھ لیا ہے عمل نہیں کیا۔میں نے کہا کیوں نہیں عمل کیا کہا میں نے سوچا دعا اگر قبول ہوگئی تو پھر میری عادت بدل جائے گی اور میں ابھی تیار نہیں ہوں اپنی عادت بدلنے کو اسلئے میں نے ملتوی کر دیا میں نے دعا نہیں مانگی۔

آسان نسخہ:

بھئی ایسا نہ کرو بات تو ہر کوئی سنتا ہے لیکن ہر شخص کو ایسا ہونا چاہئے کہ اس بات میں ہم منفرد ہو جائیں۔تو ہر شخص انفرادی طور پر یہ ارادہ کرے ہر اچھی بات پر عمل کرے یہ اس کی بڑی خوبی ہے باتیں تو سب اچھی ہیں مگر بات وہ اچھی ہے جو عمل میں آجائے۔

مختصر وقت ہے میں یہ عرض کر رہا تھا۔کہ ہم لوگ بڑے ناقدر دان ہیں صرف ضابطے کے مسلمان ہیں۔محض ضابطے کا ایمان ہے بھئی خدا کے لئے اس ضابطے کو رابطے میں بدل لو کیونکہ رابطے کا بہت فائدہ ہے۔اللہ تعالیٰ خود اعلان فرما رہے ہیں کہ مہینہ ہمارا ہے اللہ سے رابطہ تو کر لو۔ہم ان کے سارا عالم کائنات ان کا سارے مہینے ان کے سارے دن ان کے مگر اب کیا کیا جائے ان کے فضل وکرم کی انتہا کو کہ کچھ راتوں میں فضیلت دے دی، کچھ دنوں میں فضیلت دے دی، کچھ لمحات میں فضیلت دی اور یہ فضیلت اپنے مخلوق پر رحم فرمانے کے لئے تو ہے۔اللہ میاں کیوں

اعلان فرماتے ہیں کہ ہم آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ ارے! ان کی شان نزول کی انتہا ہے ہی نہیں وہ تو ہر جگہ ہر حال ہماری رگ جاں سے قریب ہیں ان کا نزول تو یہی ہے کہ ہم یہ ادراک کرلیں۔ کہ وہ ہماری رگ جان سے قریب ہیں

ایک شعر یاد آیا ہے۔

یہ حسن یقین روح رواں میرے لئے ہے
کہ ان کا حریم رگ جان میرے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کی نوازش:

انہوں نے میرے رگ جان کو اپنا حریم بنایا کتنے بڑی ناز کی بات ہے کتنے بڑے خوش نصیب ہیں ارے بڑی ناقدری ہے۔ ارے کتنا بڑا اللہ کا فضل ہے کہ رگ جان کے قریب ہیں حسرت موہانی کا شعر یاد آیا۔

کہ کچھ خلش محسوس ہوتی ہے رگ جاں کے قریب
آن پہنچے ہیں مگر منزل جاناں کے قریب

تو بھائی منزل جانان تو رگ جاں ہے جس چیز کو وہ اپنا بنالیں تو اللہ کے لئے ہم آپ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اور اصل میں حقیقت یہ ہے کہ ماہ مبارک جو ہے ۲ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر بے انتہا نوازش ہے جس کی حد وحساب نہیں، اسی لیئے فرماتے ہیں یہ ہمارا مہینہ ہے ہمارا مہینہ اس کا اجر ہم دیں گئے ہم خود دیں گے کون دیگا اجر ارے ہمیشہ وہی دیتے ہیں مگر مخصوص کرتے ہیں اگر چاہیں تو نوازش نہ کریں اس کا اعلان نہ کریں۔ مگر چونکہ ہم کو اپنا بنانا مقصود ہے اس لئے مہینہ اپنا

بنالیا۔ یہ بہانہ ہے مہینے کا ورنہ مقصود یہ ہے کہ تم ہمارے ہو جاؤ اور ہم تمہارے۔تو بھئی کیسے ہو جائیں تو تھوڑا سا مجاہدہ ہے اور مجاہدہ بھی کوئی مجاہدہ نہیں اگر کیا جائے جیسے کہ اگر دستر خوان کی ہر کوئی چیز بادی ہے جیسے ہمارے حیدر آبادی دوست کبھی کبھی بینگن کا گودہ پکا کر بھیجتے ہیں ہوتا بادی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بھئی ہم تو نہیں کھائیں گے اس لئے کہ مضر ہے، بہت لذیذ صحیح، لیکن اپنی صحت کا تحفظ بہت ضروری ہے آج اگر کھالیں تو گلے پر اثر ہو جائے گا کل نزلہ ہو جائے گا پھر کھانسی ہو جائے گی تو پہلے پرہیز ضروری ہے اور یہ کوئی اتنا مشکل بھی نہیں اسلئے تھوڑا سا مجاہدہ کریں اپنی آنکھیں بچائیں فاصلہ دیں نیچے رکھو اپنی آنکھیں۔ مانا کہ آج کل بہت بے شرمی بے حیائی گھر میں آگئی ہے مگر آپ احتیاط کرلیں اسی طرح خاندانی تصاویر ہوں یا اخبارات میں تصاویر ہوتی ہیں اپنے سونے کے کمرے سے الگ ڈال دیں اتنی سی احتیاط کرلیں۔ایک صاحب تھے صوفی منش رمضان شریف سے ایک ہفتے پہلے اپنے گھر کی آرائش کرتے ہر چیز سلیقے سے صفائی سے رکھتے بھئی کیا ہو رہا ہے تو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے جنتیں سجاتے ہیں تو میں بھی اپنا گھر سجا رہا ہوں۔ سید سلیمان ندوی کا ایک شعر یاد آگیا۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل

سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

جب شاہ خوباں کے لئے دربار دل سج رہا ہے اور جب اللہ میاں جنتیں سنوار رہے ہیں تو اپنے قلب کو کیوں نہ سنوارے۔اس کو کیوں نہ مصفی و مجلّٰی کرلو تا کہ ان انوار و تجلیات کا صحیح ادراک ہو سکے تو لغو باتیں چھوڑ دو، غیر ضروری مشاغل چھوڑ دو،

غیر ضروری تعلقات چھوڑ دو، ارے کیا حرج ہو جائے گا تو اول تو ہو گا نہیں اگر ہو جائے تو ہونے دو

آرزوئیں خون ہو یا حسرتیں برباد ہوں
اب تو اس دل کو بنانا ہے ترے قابل مجھے

اپنے دلوں کی صفائی کر لیں:

اب اس رمضان میں اس دل کو قابل تو بنالو۔ قابلیت کا احساس تو پیدا کرو۔ کتنے دن رہ گئے ہیں پہلے سے انتظام ہو جائے یہ بہت مبارک بات ہو گی چھوڑ دو ایسی باتیں جس کو گناہ کہا جاتا ہے آج کل لوگوں نے گناہوں کو بھی مباح سمجھ لیا ہے تو ایسی تفریحات میں چاہے شادی کی ہو یا غمی کی اس سے احتراز کریں اگر اندیشہ ہو کہ تعلقات خراب ہوں گے غمی کی مجلس میں تو شرکت ضروری ہے خوشی کی تقریبات میں ضروری نہیں ہزاروں عذر کر سکتے ہیں۔ ہمارے بھی احباب ہیں تعلقات ہیں ہم تو عذر کر دیتے ہیں کہا آج ہماری طبیعت اچھی نہیں ہمیں ضعف زیادہ معلوم ہو رہا ہے تو قبول کر لیتے ہیں تو ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تھوڑا سا پرہیز کر لیا جائے تو رمضان شریف کے قبل اپنے دل کی صفائی کر لینی چاہیئے جیسے میں نے عرض کیا کہ لوگوں نے تو اپنے گھر کو سنوارا۔ بھئی ہم اپنے قلوب ہی لغویتوں سے صاف کر لیں اور کچھ حقوق واجبہ ایسے ہیں کہ عادت ثانیہ بن گئے ہیں مثلاً اہل وعیال کے معاملات مگر سب سے زیادہ کاروباری سلسلہ ہے بھئی اس میں ضرورتیں ہیں مگر انہیں بھی احتیاط کے ساتھ پورا کیا جا سکتا ہے، ایک جج صاحب تھے تو انہوں نے رمضان شریف سے پہلے اعلان کیا تمام وکلاء سے کہ میں سود کی ڈگری نہیں دونگا چاہے تم اور جو کچھ بھی کر لو اس کو اجر

امت کرانا۔ اگر میرے سامنے لائی گئی میں ریجیکٹ کر دوں گا اگر چہ اس کے بعد تم اس
۸
کو ریوائیو کر دو بات دوسری ہے میں تو نہیں کروں گا ۲۹ تاریخ تھی رمضان شریف کی
۷۵ ہزار روپے کی بلکہ لاکھ روپے کی ڈگری تھی تو ان وکیل صاحب نے کہا کہ میں نے
تہیہ کر رکھا ہے کہ ۲۹ تاریخ تک سودی ڈگڑی نہیں لوں گا اس لئے اس کاروائی پر میں
نے اعتراض کیا ہے۔ اب ان کا چاہے بڑا نقصان ہو جائے چاہے میری سروس جاتی
رہے ہائیکورٹ مجھے معطل کر دے پھر میں ریجیکٹ کرتا ہوں تو بھائی جو ہمت کرے کر
سکتا ہے بھئی ریوائیو کرالینا بعد میں کرالینا تہیہ کرنے والا آدمی اللہ کے رضا کے لئے
ارے کیسی بات کرتے ہو مخلوق کو راضی کر سکتے ہو غلط باتوں سے اور غلط انداز سے
گناہوں سے اور اللہ میاں کو راضی نہیں کر سکتے اور مخلوق چاہے راضی ہو یا نہ یہ بھی شبہ
ہے مشکوک ہے کہ مخلوق راضی ہو مگر اللہ میاں تو یقیناً راضی ہیں تمہارے اس رویے سے
تو جہاں تک ہو سکے اپنے آنکھوں کو روکو دل کو روکو زبان کو صاف کر و تو استغفار کی
کثرت کرو درود شریف کی کثرت کرو میں نے عرض کیا کہ ہمارے حضرت فرماتے
تھے کہ ہم لوگ ضابطے کے طور پر تسبیحات پڑھ لیتے ہیں ضابطے کے طور پر نوافل پڑھ
لیتے ہیں ضابطے کے ساتھ اور مستحبات کر لیتے ہیں ارے بھئی تم یہ نیت کرلو کہ میں جو
کچھ کر رہا ہوں اللہ کی رضا کے لئے اب جو بھی ثواب کا وعدہ کیا ہے تسبیحات میں
اوراد و وظائف میں قرآن شریف کی تلاوت میں یہ تو ان کا کرم و فضل ہے جتنا چاہیں
جس کو دیں۔ میں اپنی طرف سے اللہ کی خوشنودی اور رضا کا ارادہ کرتا ہوں خوشنودی
کے لئے ثواب تو وہ دیں گے تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ثواب کی نیت سے نہ کرو ثواب
بھی ان کی رضا ہے۔ ثواب تو وہ دے دینگے تم یہ کہو کہ ثواب بھی آپ کی عطا ہے، ہم تو

آپ کی عطا چاہتے ہیں۔آپ کی رضا چاہتے ہیں۔اس نیت سے جو عمل کرو آپ اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اور ہم ان کے امتی ہیں اور ان کا پورا پورا حق ہے کہ ہم ان کی اتباع کریں۔اور جتنے فضائل اور برکات اور رحمتیں ان کی موعود ہیں رمضان شریف میں ہم ان سب کے محتاج ہیں۔

استغفار کے فضائل:

ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہم نے پچھلا رمضان غفلت میں گزارا یا اللہ ہم نے بے خبری میں روزے رکھ لئے اور بے خبری میں تراویح پڑھ لی اور تلاوت کر لی اب یا اللہ ہم ہوش وحواس کے ساتھ ایمانی تقاضے کے ساتھ عزم کرتے ہیں کہ جو کچھ کر ینگے آپ کی رضا کے لئے کرینگے آپ کی خوشنودی کے لئے کرینگے کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں اب یہ نیت کرلیں اور اس نیت میں بزرگان دین نے یہ فرمایا ہے کہ استغفار سب میں بڑی چیز ہے اور بڑی نعمت ہے کہ اس سے اللہ کا وعدہ ہے (انّ اللہ یغفر الذنوب جمیعا)۔جمیعا کے معنی میں لوگ کہتے ہیں کہ تمام حقوق العباد آجاتے ہیں کہ جمیعا کے اندر کوئی چیز چھوٹی نہیں ہے جس میں ہم کہیں کہ شاید ہمارا یہ گناہ معاف نہ ہو ہمارا یہ قصور معاف نہ ہو غلط بات ہے بالکل بدرجہ کفر ہے یہ کہ اللہ نے یہ وعدہ کیا شاید ہم پر منطبق نہ ہوں ارے تم پر ضرور منطبق ہے مخاطب تم ہی تو ہو۔شان نزول ان آیات کی ان کے لئے ہے جو نئے مسلمان ہوئے ہیں، مگر وہ مسلمان پہلے سے مرجع ہیں جو لوگ ایمان لائے تھے صحابہ کرامؓ سے انہوں نے کہا کہ ہماری پچھلے زندگی تو

آلودہ ہوگئی ہے غفلتوں میں گذر گئی ہے کبائر میں گذر گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما تے ہیں کہ جب کفار مشرکین کے ایمان لانے کے بعد یہ احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جو صاحب ایمان پہلے سے ہیں ان کا تو اور بھی زیادہ حق ہے ان کے لئے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ اور بھی زیادہ دینگے توبہ کس چیز کو کہتے ہیں ''ندامت قلب'' ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ توبہ تو کر رہا ہوں لیکن شاید قائم نہ رہے توبہ کرتے وقت آئندہ کا اندیشہ کر کے شاید کا لفظ بھی خیال میں نہ لائیں۔ فی الحال عزم بالجزم کرلو کہ میں توبہ کرتا ہوں توبہ نام ہے ندامت قلب کا گردن جھکا کر بیٹھ جاؤ اور کہو یا اللہ میں سخت نادم و پشیمان ہوں کہ میں صاحب ایمان ہونے کے باوجود، آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو نے کا باوجود میں نے کوئی حق ادانہیں کیا بہت ہی مجرم ہوں، سخت نادم ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو خود برباد کر دیا ہے یا اللہ مجھ پر رحم کیجئے کہ ''انی مغلوب فانتصر'' میں تو اب مغلوب رہ چکا ہوں نفس وشیطان سے میری نصرت فرمایئے۔

ندامت قلب:

یہاں پر عارفین نے کہا ہے کہ توبہ ندامت قلب کے ساتھ کرو خوب سوچ سمجھ کر عمر بھر کے گناہوں کے لئے جو یاد آجائیں یا نہ یاد آجائیں۔ حدیث شریف میں منقول دعا میں یہ لفظ آیا ہے کہ جو گناہ مجھے یاد ہیں اور جو گناہ مجھے یاد بھی نہیں آپ کے علم میں ہیں سب معاف کر دیں۔ میں چاہتا یہ ہوں یا اللہ یہ ماہ مبارک جو آرہا ہے اس کے تمام فضائل وتجلیات وانوار برکات آپ کی رحمتوں کا نزول کچھ میرے قلب پر ہو تو میرے قلب میں صلاحیت پیدا ہو جائے میرے ایمان میں قوت پیدا ہو جائے

۔استغفار کریں۔جی بھر کے اس کا مشغلہ بناؤ ایک دو دن خوب ندامت قلب کے ساتھ اپنے پچھلے گناہوں پر خوب نادم ہو کر توبہ استغفار کریں۔پھر خبردار یہ وسوسہ بھی نہ آئے کہ ہماری توبہ جانے قبول ہوئی یا نہیں۔الحمدللہ حضرت کا فیض ہے کہ میری زبان پر یہ بات آگئی کہ توبہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ میں اقراری مجرم ہوں۔میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا گناہ کیا اور کتنے سخت گناہ کئے۔میں نادم ہوں ندامت قلب کے ساتھ توبہ استغفار کرتا ہوں اس میں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ توبہ استغفار کریں۔اور آپ کا وعدہ ہے کہ جو توبہ کرتا ہے آپ قبول کرتے ہیں۔تو امتثال امر کے ساتھ توبہ کر رہا ہوں۔ایک تو امتثال امر ہی کی سعادت حاصل ہوگئی۔اپنا خیال چھوڑو کہ ہم نے ندامت قلب کیساتھ اپنا اقرار جرم کرلیا۔یہ دیکھو کہ کیوں توبہ کی،تم نے امتثال امر بھی کی آپ نے ان کے حکم کی تعمیل بھی کی جب حکم کی تعمیل بھی کی تو راضی ہو جائیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی ہے اور ہم سے بھی فرمایا ہے کہ تم بھی توبہ کرو،تو جب اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں توبہ کی پھر آپ کی توبہ کیسے قبول نہ ہو۔کون سا ولی ایسا ہے کہہ سکتے ہیں کہ میری توبہ قبول نہیں ہو سکتی آپ کی توبہ اگر ایسی ہے تو آپ مجرم ہیں استغفر اللہ،اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کرتے ہو ان کی رحمت سے بدگمان ہوتے ہو تم ایسے بڑے گناہ گار ہو کہ کوئی رحمت تم پر کام نہیں کریگی،کوئی اعلان رحمت تم پر صادق نہیں آتا کتنی بڑی گستاخی ہے کتنی بڑی بدتمیزی کی بات ہے اسلئے خبردار توبہ کرنے کے بعد یقین واثق رکھو کہ میری توبہ قبول ہوئی۔

میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ مجرم بن کر بیٹھ جاؤ کہ یا اللہ بہت سی عادتیں ایسی

ہیں جنہیں میں چھوڑ سکتا ہوں مگر نفس کی شرارت مجھ سے نہیں چھوٹتی اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو دفعۃً چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں۔ یہ کس سے کہہ رہے ہو گردن جھکا کر اللہ میاں کے سامنے بیٹھے ہوئے ان سے کہہ رہے ہو ان کے سامنے عرض معروض کر رہے ہو کہ بہت سی چیزیں تو میں چھوڑ دوں لیکن مجھے تکلیف دیں گی۔ باقی باتیں مجھے ایسی معلوم ہو رہی ہیں کہ میں رفتہ رفتہ چھوڑ دوں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ یا اللہ جو راسخ ہو گئی ہیں جو چھوڑے نہیں چھوٹتی میں اپنے آپ میں قدرت نہیں پاتا کہ چھوڑ دوں مگر یقین ہے وہ جرم ہے، گناہ ہے، یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں "بیدك الخیر انك علیٰ كلّ شیء قدیر" آپ اس کو بدل دیں۔ یہ دعا نہیں کر سکتے، اس دعا سے مانع کون سی چیز ہے جیسے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس لئے دعا نہیں مانگی کہ میری حالت بدل جائے گی۔ انتہا ہے نفس پرستی کی کہ اس لئے دعا نہیں کی کہ قبول ہو جائے تو حالت بدل جائے گی۔ "انا لِللّٰه و انا الیه راجعون" کتنی گستاخی کی بات ہے۔

درود شریف کے فضائل:

تو اب کیا کرنا ہے اب کپڑے میں داغ دھبے تھے دھو لیئے، آپ کا کپڑا صاف ہو گیا کپڑا صاف تو ہو گیا اس میں پاکیزگی تو آ گئی لیکن نزاکت و لطافت اس میں نہیں آئی ہے یہ بھی تو ایک چیز ہے وہ بھی اتباع سنت ہے کہ عطر لگایا کرو کہ جب جمعے میں جاؤ تو عطر لگانا مسنون ہے تاکہ دوسرے مصلیوں کو بھی تمہاری وجہ سے اور فرشتوں کو بھی تمہاری وجہ سے راحت ہو، فرشتے بھی راحت محسوس کرتے ہیں۔ عطر

مسنون ہے اس وجہ سے عطر لگایا کرو عالم امکان میں اس سے بڑا زیادہ معطر عطر کوئی نہیں کہ دورد شریف پڑھا کرو۔ درود شریف جو ہے یہ دل جان وایمان تک کو معطر کر دیتا ہے فرمایا ''ان اللہ وملئکۃ یصلون' ' ارے اللہ تعالیٰ نے وظیفہ دیا ہے کہ ہم معطر کررہے ہیں اپنی مجلس کو کہ ملائکہ معطر ہورہے ہیں دورد شریف بھیج کر تم بھی شریک ہو جاؤ۔ تو الحمد اللہ درود شریف ایسا عمل ہے کہ جس میں ملائکہ کے ساتھ شرکت ہو جاتی ہے بحیثیت مخلوق کے اور اللہ تعالیٰ بھی چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ جیسے بھی ان کی شان ہے اور امتثال جیسے کہ ''یا یھا الذین امنوا صلو علیہ ''تم ہم امتثال امر میں درود شریف پڑھ رہے ہیں تو اس میں بھی وہی بات پیدا ہو جائے گی اعلیٰ مقام میں درود شریف پڑھ رہے ہیں ہم کہتے ہیں ''اللھم صل علی'' اے اللہ آپ بھیج دیجئے جیسے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے زمانہ میں جب بادشاہ کے یہاں دوسرا بادشاہ مہمان ہوتا تھا تو وزیر اعظم خاطر مدارت کے لئے ھدیہ پیش کرتا تو بادشاہ کے سامنے تو وہ وزیر اعظم اپنے بادشاہ کو دیتا تھا کہ آپ ہی دیجئے'' شاہاں باشاہاں می دہند' میری ہستی نہیں ہے ایسی کہ میں بادشاہ کے سامنے پیش کر سکوں آپ بادشاہ ہیں آپ ہی میزبان ہیں تو ایسے ہی ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہم کیا درود بھیجیں گے اتنی بڑی عالی شان ہستی کے لئے جس کو مخصوص کر دیا ہو اپنے لئے ،جس کے لئے مقام محمود مخصوص ہو گیا ہو۔ یا اللہ اتنے بڑے عالی مرتبہ کے لئے ہم کیا درود بھیجیں گے ''اللّٰھم صل علیٰ'' آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں آپ ہی بھیج دیجئے جس درود شریف میں واسطہ بناؤ گئے اللہ کو تو وہ درود کیسا ہوگا۔

قلب کی صفائی کرلیں:

لا الہ الا اللہ استغفار کرتے رہو تا کہ دل پاک ہو جائے ناپاکی دور ہوجائے۔داغ دھبے دور ہوجائیں آنکھوں کو بچاؤ زبان کو بچاؤ، کانوں کو بچاؤ اور دل کو بچاؤ اب ذکر واذکار ہوں گے کلام اللہ کی تلاوت ہوگی۔نوافل ہوں گے تراویح ہوگی، شب بیداری ہوگی۔اب الحمد للہ قلب منور ہو چکا ہے صاف ہو چکا ہے۔اب عبادت کرو انشاء اللہ ایسی بات حاصل ہوگی جو وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی۔تو اس لئے پہلے سے قلب کو صاف کرنا شروع کردو بری باتوں کو چھوڑ دو،لغو باتوں کو چھوڑ دو اور اگر لغزش ہوجائے تو توبہ استغفار کرو بلکہ توبہ استغفار کا وظیفہ بنالو یہ بات ایسی ہے کہ دل ہی دل کے اندر ہو جاتی ہے استغفار کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

میان عاشق ومعشوق رمزیست
کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

کوئی غلط بات آئی لغزش آئی دل میں کوئی وسوسہ آیا کوئی خطرہ آیا دل میں استغفر اللہ ''استغفر اللہ'' کہہ لیا پاک ہو گیا یقیناً پاک ہو گیا کوئی ایسی خوشی والی بات سمجھ میں آئے تو الحمدِ للہ کہہ دیا۔تو جس وقت استغفر اللہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا اور جس وقت الحمد اللہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا۔جو جس طرح اعوذ باللہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا تو اللہ سے تعلق بار بار بار بار، یہ یقیناً رنگ لائے گا یہ اللہ کا نام لینا بار بار اپنے ہر لفظ کے اوپر اپنے ہر عمل کے اوپر اللہ میاں کو یاد کر لینا ہی تو رجوع الی اللہ ہے اسی کا نام ہی تو تعلق مع اللہ ہے۔

ذکر کی برکات:

بے خبری میں کرتے ہیں اس لئے اس کی قدر نہیں سمجھتے کہ یہ کیا کہا ہے ارے بھائی ایک دفعہ اللہ کہہ دیا تو اللّٰہ نور السمٰوات والارض ہے تمام عالم ان کے نور سے بھرا ہوا ہے تم نے اس اللہ کا نام لے لیا تو اس چیز کو معمولی نہ سمجھو۔ جس طرح میں نے عرض کیا کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے صبح صادق ہوتی ہے اب اس طرح صبح صادق ہو رہی ہے رمضان شریف کے شروع ہونے سے اب یہ صبح کاذب جاتی رہی جس میں مبتلا تھے خود فریبی میں دنیا کے مشاغل میں اب ذرا صبح صادق کی روشنی میں توبہ استغفار کرو، اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو جب طلوع آفتاب ہوگا یعنی انوار وتجلیات کا ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ تمہارا قلب اس سے معمور ہوگا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ایک بات بتادیں۔ عام طور سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے نمازیں بھی پڑھیں ہیں، توبہ بھی کی، استغفار بھی کی قرآن شریف بھی پڑھا اور سب کچھ کیا جیسا رمضان شریف ختم ہوا جیسے تھے ویسے ہی رہے کوئی فرق نہیں معلوم ہوا ان کی یہ عبادت کیا قبول نہیں ہوئی، شب بیداریاں یوں ہی گئی، کلام اللہ کی تلاوت یوں ہی گئیں۔ اشراق کی نماز پڑھی تہجد پڑھی، تراویح پڑھی، سجدے کئے کیا تغیر محسوس کرتے ہوا اپنے آپ میں اتنی بڑی بات نہ ہوئی۔ ارے یہ بھی اللہ میاں کا کرم ہے کہ دیتے جاتے ہیں اور پوشیدہ کرتے جاتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے جو تم نے کیا ہے اس سے ایمانی قوت پیدا ہوتی ہے، تمہارے اندر تمہاری روح کو پاکیزگی اور بلندی ہوئی ہے

اور تمہاری روح کو معراج حاصل ہوا ہے، تمہاری روح کے اندر انوار وتجلیات کا ظہور ہوا ہے اس روحانیت کا تم جسمانی اعضاء سے احساس کرنا چاہتے ہو، اپنی عبادات وطاعات کا جو اجر ملا ہے تمہاری روح میں جو پاکیزگی پیدا ہوتی ہے تمہارے ایمان میں جو تقویت پیدا ہوتی ہے اس کا احساس تم اپنے ظاہری اعضاء سے کرنا چاہتے ہو۔

عالم ارواح میں اس کا ظہور ہوگا:

یہ انوار وتجلیات یہ اجر وثواب تو پاکیزہ اور روحانی لطائف ہیں اور باطنی احساسات ہیں اس کو جسمانی دل جسمانی عقل جسمانی اعضاء کیسے محسوس کر سکتے ہیں ان ظاہری اعضاء کے احساس نہ کر سکنے سے یہ سمجھ لیا کہ کچھ ہے ہی نہیں جب روحانیت کے عالم میں ہم جائیں گے تب یہ سب چیزیں روح پر منکشف ہو جائیں گی جب عالم ارواح میں جائیں گے اور جسم کی کثافت سے پاک ہو جائیں گے تب اس وقت ظہور ہوگا کہ تم نے رمضان شریف میں کیا انوار حاصل کئے اور شب قدر کی کیا تجلیات تمہارے دل پر نازل ہوتی ہیں میں، اس وقت اس کا ظہور ہوگا عالم ارواح میں تو ابھی سے یہ کہنا کہ ہمیں تو کچھ محسوس نہ ہوا روزے بھی رکھ لیئے نمازیں بھی پڑھ لیں سب کچھ کر لیا۔ مگر کچھ محسوس نہیں ہوا حج بھی کر لیا عمرہ بھی کر لیا جیسے تھے ویسے ہی ہیں جو موعودہ ثواب تھا وہ تو ضرور ملے گا یہ کہہ کر ناقدری نہ کرو ہم تو ایسی ہی دنیا دار ہیں تم تو اللہ والے ہو یہ دل جو تمہارا ہے یہ تو تجلی راہ نمائی بن گیا ہے تمہیں اندازہ اس لئے نہیں ہو رہا ہے کہ مادیت سے محسوس کرنا چاہتے ہو، مادی قلب سے محسوس کرنا چاہتے، ہو مادی ذہن سے محسوس کرنا چاہتے ہو یہ محسوسات سے بالاتر ہے بالکل اس سے انکار کر

ہی نہیں سکتے کہ ثواب نہیں ملا اس سے تو انکار کر ہی نہیں سکتے کہ روحانیت حاصل نہیں ہوئی روحانیت حاصل ہوئی ہے تو اس کو رہنے دو۔ جب وقت آئے گا تو اس کا ظہور ہوگا مگر یہ تو ایک بات کر دی خیر یہ تو اس شبہ کا ایک جواب ہے جو اپنی جگہ حقیقت ہی ہے مگر ظاہری طور پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ہو ہی جاتا ہے پھر بھی ایک تغیر عظیم محسوس ہوتا ہے ہمارے خیالات پاکیزہ ہو جاتے ہیں ہمارے اندر اچھے اطوار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہم کو گناہ گناہ معلوم ہونے لگتا ہے ہم کو طاعت، طاعت معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہ بھی تو انہی اچھے اعمال کا اثر ہے۔

دل کو غیر اللہ سے پاک کریں:

تو بھائی رمضان شریف زیادہ تر بقول سید سلیمان ندوی کے کہ دور باش افکار باطل۔ افکار باطل کو چھوڑ دو یہ بے حاصل چیز ہے، یہ کیا ہوگا یہ سب کاوشوں کو چھوڑ و مستقبل کے لئے حال کو دیکھو ہمارے مستقبل کے مالک تو اللہ تعالیٰ ہیں اپنے حال کو درست کرو۔

''دور باش افکار باطل، دور باش اغیار دل''

جو دل کے لئے غیر چیزیں ہیں ان کو نہ لاؤ اپنے دل میں غیر اللہ کی چیزیں نہ لاؤ اپنے دل میں ''سج رہا ہے شاہِ خوباں کے لئے دربار دل'' دل کو سجا کر دیکھو تو سہی۔

نعمتوں کا ظہور:

مجھے یہ ہی عرض کرنا تھا کہ رمضان شریف آرہا ہے اس کی بھر پور نعمتوں کا ظہور ہوگا انوار و تجلیات کا نزول ہوگا شب قدر آئے گی تشنگی اور طلب یہ مسلمان کا ایک

جو ہر ہے ایمان کا تقاضا ہے انسان میں تشنگی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو جس طرح بھی
ہو حاصل کریں۔ یہی باتیں ہیں جو میں نے عرض کیا کہ ان چیزوں سے تھوڑا پرہیز کر
لیا جائے اور غیر ضروری تعلقات کم کریں۔ اب زیادہ وقت تخلیہ رکھو۔ گھر کے اندر رہو،
غیر ضروری ملاقات ختم کرو۔ اور ہر وقت عبادت کرنے کی بھی ضرورت نہیں عبادت کر
نی ہے عبادت کے کیا معنی ہیں عبادت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا
تو وہ اعمال سے بھی ہوتا ہے خاموش رہنے سے بھی ہوتا ہے اور سوتے رہنے سے بھی ہو
تا ہے۔ تم اس فضا کے اندر آجاؤ تو تمہارا سونا بھی عبادت میں شمار ہو جتنی دیر سوتے رہو
گئے تو تمہارا سونا بھی عبادت ہو گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے بہت بڑی نعمت ہے
نیند۔ نیند بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کا بھی حق ادا کرتے رہو حضرت فرماتے
ہیں کہ شب قدر کی رات یہ ضروری نہیں کہ ساری رات جاگا جائے بلکہ ارادہ اور نیت یہ
کرو کہ ہم ساری رات جاگیں گے اگر سو جاؤ گے اور شب قدر کا نزول ہو گا تم اس سے
محروم نہ ہو گے۔ تم آغوش رحمت میں ہو اللہ تعالیٰ کی تم طلب رکھتے تھے تشنگی تھی تم کو،
اب تمہیں نیند کا غلبہ آیا اور تم سو گئے بعض لوگ اظہار افسوس کرتے ہیں بھئی ہم تو سو
گئے رات میں شب قدر کی فضیلت ہمیں نہیں ملی ایسا نہیں ہے چاہے سوتے رہو چاہے
جاگتے رہو چاہے خاموش رہو وہ ضرور نازل ہو گی مقصد یہی ہے کہ مباحات کے اندر
رہو، لغویات سے پرہیز کرو فضول باتیں نہ کرو۔ جتنی عبادت کرنی ہے کر لو پھر توبہ
استغفار کر لو میں نے اپنے تجربے سے ایک بات کی مگر ہر شخص سے عمل نہیں ممکن ہے
جس سے ممکن ہو سمجھیں اچھا ہے اعتکاف کیا چیز ہے۔ اعتکاف کے معنی کہ اللہ کے
لیے آپ عالم تعلقات کو چھوڑ دیں۔ اور اللہ کے گھر میں آپ آکر مقیم ہو گئے۔ اور

اب۔اعتکاف کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وقت عبادات ہوں۔قرآن شریف کی تلاوت ہو۔اور ذکر اللہ ہو۔بلکہ سوتے رہیں۔خاموش رہیئے۔دین کی کتابیں پڑھتے رہیئے۔وہ گویا اعتکاف ہے۔اسی طرح ہمارا آپ کا اعتکاف جو ہے۔تھوڑی سی سعادت مل جائے کہ عصر سے لیکر مغرب تک مسجد میں بیٹھ جاؤ۔یہ وقت ہوتا ہے خلو معدہ کا اس میں نہ تبخیر ہوتی ہے نہ سر میں گرمی ہوتی ہے۔نہ بھوک ہوتی ہے نہ پیاس ہوتی ہے۔عالم تعلقات کو ترک کردو۔سب سے نہ بنے جس سے بھی بنے کردو۔بیٹھ جاؤ عصر کی نماز کے بعد کچھ دیر کلام اللہ پڑھ لو کچھ تسبیحات پڑھ لو۔سبحان اللہ، الحمد اللہ، اللہ اکبر جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلو یہ بھی مسنون ہے نیت کرلو اعتکاف کی، یہ بھی مسنون ہے جب مسجد میں داخل ہو۔

عام دنوں میں "نویت سنة الاعتكاف" پڑھ لیا کرو۔جب مسجد میں داخل ہو تو دس منٹ، پندرہ منٹ، بیس منٹ جتنی دیر مسجد میں رہو گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔جب اتنا عام ہے اعتکاف ہر وقت پنج گانہ نماز میں کر سکتے ہو۔تو رمضان شریف میں آپ عصر سے مغرب تک اعتکاف کی نیت کرلیں۔عورتوں میں بھی ہے کہ اپنے مشاغل سے سبکدوش ہو جاؤ۔گھر کی ذمہ داریوں سے جلد فارغ ہو جاؤ تو عصر سے مغرب تک، اگر اس میں عصر سے مغرب تک بھی موقع نہیں ملے تو غروب آفتاب سے کم سے کم آدھ گھنٹہ قبل ایسا کرلو۔تو نماز پڑھی، قرآن کی تلاوت کی، درود شریف پڑھا استغفار کرلی۔اب آدھ گھنٹہ رہ گیا ہے غروب آفتاب میں، یہ وقت ہوتا ہے نزول رحمت کا روزہ دار کے اوپر کیونکہ جب وہ افطار کرتا ہے تو لذت ملے گی ایک افطار کے بدلے اور ایک جنت میں۔

افطار کے وقت کے اعمال:

افطار کا وقت قریب آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نزول رحمت اب بھی ہے اس وقت بھی ہوگا اور غروب آفتاب کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اب بیٹھ جاؤ چپ چاپ، خاموش اللہ میاں کے سامنے کہ اے اللہ آپ کا ایک نا کارہ بندہ حواس باختہ گندے مشاغل کی زد میں پڑا ہوا گھر گرہستی کے امور میں مبتلا بندہ، تمام دنیا بھر کے کاروبار کے حواس باختہ فکر کاوشوں والا بندہ آپ کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے۔محتاج بندہ (ایاک نعبد وایاک نستعین) میں تو آپ کا عاجز بندہ ہوں میری مدد فرما دیں۔کس میں مدد فرمائیں جو بھی دنیا میں ضروری ہو جو بھی آخرت میں میرے لئے ضروری ہو میں اس کا محتاج ہوں۔سب عطا فرما دیں۔اب اللہ میاں سے مانگو۔آدھ گھنٹہ خوب مانگو۔سب سے بڑی بات ذمہ داری کو محسوس کرو۔اپنے والدین اپنے آباؤ اجداد کے لیے دعائے مغفرت کرو۔حقوق ہیں تمہارے اوپر اللہ میاں کا احسان ہے کہ انہوں نے بتایا کہ تمہارے اوپر ان کے احسانات ہیں۔ان کا حق ادا کرو ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اپنے اہل وعیال کے لیے رشد و ہدایت کی دعا کرو۔سلامتی ایمان کی دعا کرو۔خدا کی مخلوق کے لیے دعا کرنا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔آفات اور سانحات تمام ارضی و سماوی سانحات سے ہماری حفاظت فرما۔ہر طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں سے ہماری حفاظت فرما۔یا اللہ ہر طرح کے سنگین حالات سے تشویشوں سے، افکار سے یا اللہ ہمیں محفوظ فرما۔ہر طرح کی بیماریوں سے ہمیں محفوظ رکھیے اور ہمارے اہل وعیال کو محفوظ رکھیے۔ہمارے دوست احباب کو محفوظ رکھیے تمام مسلمانوں

کو محفوظ رکھیے۔ بھائی اللہ میاں کی قدرت کاملہ سب کے لیے برابر ہے۔

اللھم اغفر للمومنین و المو منات و المسلمین و المسلمٰت الاحیاءُ و الاموات

سب کے لئے دعا کرو:

جب تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی مخلوق کے لئے بھی تم دعا کرو۔ اب اسوقت ممالک اسلامیہ میں جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کے لیے بھی تم دعا کرو کہ ان کی سازشوں سے مسلمان بچے رہیں۔ افغانستان میں، ایران میں۔ پاکستان میں، دشمنان اسلام کی ان پر نظر ہے یا اللہ ان سب کو اندھا کر دیجیے ان کی تمام قوتوں کو زائل کر دیجیے ان کو ناز ہے اپنی سائنس پر سب کو ناکارہ کر دیجیے۔ مسلمانوں کو چاہیے ''**واللہ اعلم باعدا ئکم و کفیٰ با اللہ ولیّا و کفیٰ بااللہ نصیرا**'' جب اللہ حق کے ساتھ ہیں اور ہماری نصرت فرما رہے ہیں تو کیسے دشمن ہمارے؟ کیسی حقیقت؟ کوئی حقیقت نہیں ''**بیدك الخیر انك علیٰ کل شئی قدیر**'' تو یہ خیر خواہی کا جذبہ آدھ گھنٹہ روز معمول بنالیں۔ اللہ میاں کے سامنے سر کو جھکا کر مسجد میں بیٹھ جائیں۔ یہ عورتیں ہیں وہ اپنے گھر میں مصلے پر بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، توبہ کریں، استغفار کریں، پناہ مانگیں، تو کیا چیز ہوئی۔ ماضی کے لیے استغفار، حال کے لیے عافیت اور توفیق اعمال صالحہ، حال میں کیا ہے اعمال صالحہ کی توفیق اور عافیت کاملہ اور مستقبل کے لیے پناہ۔ ہر آنے والے انقلابات سے، ہر آنے والی تشویشات سے، ہر آنے والے تفکرات سے، ہر آنے

والے تغیرات سے پناہ مانگیں۔ بھئی کتنا سہل نسخہ ہے یہی ایمان ہے۔ یہی تقاضائے ایمان ہے اس کے علاوہ اور کیا کرنا چاہیے ہم اور کر کیا سکتے ہیں۔ آج ہماری اور آپ کی حالتیں ایسی ہیں کہ بہت رحم کے قابل ہیں۔ جگہ جگہ مغلوب ہیں کہیں مظلوم ہیں۔ کہیں حکومت کے اثرات ہیں۔ کہیں برادری کے اثرات ہیں۔ کہیں شیطان کے اثرات ہیں۔ غرض یہ کہ جدھر سے دیکھو مغلوبیت ہے۔ ارے اگر مغلوبیت پر غالب آنا چاہتے ہیں تو پھر انفرادی طور پر بھی یہی ہے اور اجتماعی طور پر بھی۔

"وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" اگر تم صاحب ایمان ہو۔ تو تم ہی غالب ہو کر رہو گے کہ جب یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا تو دعا کرو کہ وہ ایمان عطا فرما دیجیے کہ ہم مغلوب نہ ہوں غالب ہو جائیں۔ تو مانگو اللہ تعالیٰ سے کہ یا اللہ ہم مغلوب نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ مغلوب نظر آتے ہیں۔ کہیں ہمارے اوپر ظلم ہو رہا ہے مظلوم ہیں یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور نہ ہم مظلوم ہونا چاہتے ہیں۔ اور نہ مرعوب ہونا چاہتے ہیں برادری کی رسومات کی وجہ سے ہم تو آپ کے بندے ہیں۔ یا اللہ ہماری نصرت فرما دیجیے۔ تنہائی میں بیٹھ جاؤ۔ ضروریات کے لیے دعا کر لو۔ انشاء اللہ، انشاء اللہ ضرور مراد پوری ہو جائے گی۔ ایمان میں قوت آجائے گی روح میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔ اور پھر ان کا کرم یہ ہے کہ جس طرح۔

"گناہ بیند و پردہ پوشد"

طاعات و عبادات کو چھپا دیتے ہیں:

تو اسطرح طاعت و عبادت کو چھپا دیتے ہیں تاکہ تم مغرور نہ ہو جاؤ۔ کہیں تم

میں تشنگی باقی نہ رہے۔ تشنگی باقی رہنے کے لیے چھپاتے رہتے ہیں۔ انکا کرم ہے یہ بھی کرم ہے۔ لیکن یہ کہ جو موعود ہے۔ انعامات وہ تو مل کے رہیں گے۔ ضرور ملیں گے لیکن تمہاری تشنگی یہ ہے کہ اللہ اور بھی دے ھل من مزید، ھل من مزید یا اللہ اور بھی دے یا اللہ اور بھی دے۔ تو جتنا بھی مانگو اللہ میاں سے اتنا ہی ان کے رحمت واسعہ سے سب کچھ ملے گا۔ بقدر ضرورت آج ہماری آپ کی قابلتیں بہت مغلوب ہو چکی ہیں۔ ان ہی اعمال سے اس ہی رمضان شریف میں انشاء اللہ تعالیٰ قابلتیں بھی درست ہوں گی۔ صلاحتیں بھی درست ہوں گی اور انشاء اللہ ایمان کی تکمیل بھی ہوگی۔ تقاضائے ایمان بھی بیدار ہوگا۔ اور روح کے اندر لطافت کا دور ہوگا۔ بھئی یہ اعمال ہیں کرنے کے لیے اور اس سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی محروم نہیں ہوگا۔ اس زمانے میں بزرگان دین نے یہ تعلیم دی۔ چونکہ کلام اللہ کا نزول ہوا ہے رمضان المبارک میں اس کلام اللہ کی تلاوت کرو۔ اور میں نے جو اعمال بتائے ہیں ان کو تدریجاً کر لیجیے۔ استغفار پڑھیے جی بھر کر، درود شریف پڑھتے رہیں۔ ''سبحان اللّٰہ، الحمد لِلّٰہ، اللّٰہ اکبر'' کی تسبیح پڑھتے رہیے۔ چلتے پھرتے اور کلام اللہ کی تلاوت اور اس کے بعد کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' یہ بنیاد ہے۔ چلتے پھرتے عادت ڈال لیجیے۔ بھول جائیں، پڑھنے لگیں پھر بھول جائیں پھر پڑھنے لگیں۔ ''لا الٰہ الا اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ'' دس، بارہ مرتبہ کہہ کر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ اپنے ہر وقت شغل کر لیجیے۔ تو اس زمانے میں بھی کچھ عادت پڑ جائے گی امید ہے کہ انشاء اللہ آگے بڑھتی رہے گی۔ مگر عادت تو ڈالو بیس دن، چالیس دن پھر چلہ پورا ہو جائے گا ابھی دس دن باقی ہیں۔ ابھی سے ہی آ کر عادت ڈال لیجیے ان تمام باتوں کی جو میں عرض کیا ہے۔ بھئی

رمضان المبارک کا کتابچہ شائع ہوا ہے وہ ایک صاحب نے کہا تھا کہ وہ آج جمعہ کو پہنچا دیں گے۔ کیا اگلا ایک اور جمعہ آنے والا ہے جمعہ تک کو آجائے گا۔ تو اس میں الحمد اللہ کچھ بے ساختہ دعائیں ہیں۔ اس کو معمول بنالیا جائے یہاں ہیں کچھ بھئی آج ہمارے کاریگر لوگ نہیں آئے۔ دیکھوانوار! وہاں رکھے ہیں ''انوارالرمضان'' تم ہی دیکھو بھئی تم ہی انوار ہو۔ بھئی مختصر سی بات ہے بہت کام کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مہینہ میرا ہے۔ تو پوچھو اللہ میاں سے میں کون ہوں مہینہ تو آپ نے اپنا بنالیا جواب ملے گا کہ تم کو اپنا بنانا چاہتے تھے اس لیے اپنا کہہ دیا۔ تم ہمارے بن جاؤ۔ بھئی اس کو تقسیم کردو جتنے بھی ہیں۔ تھوڑے سے مستحسن اندر بھیج دو۔ پندرہ بیس کچھ تو اپنے سے انتظام ہونا چاہیے۔ بھئی جن کو نہیں ملی ہے ختم ہوگئی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ جمعے میں مل جائے گی۔ انشاء اللہ آئندہ جمعے کو اور دے دیں گے تو آپ لوگ لے جایئے گا۔ اپنے احباب واعزاء میں تقسیم کردیجیے گا۔

ماہ مبارک کے معمول:

اس ماہ مبارک میں کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت اور چلتے پھرتے لا الٰہ الا اللہ، کبھی کبھی استغفار پڑھ لی اور کبھی کبھی درود شریف پڑھ لی اور برابر عادت ڈال لو۔ چلتے پھرتے جارہے ہیں دفتر جارہے ہیں۔ کار میں بیٹھے ہیں بس کے اوپر بیٹھے ہیں عادت ڈال لو لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ۔ ارے دیکھو تو سہی اس میں کیا حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ ایسا کلمہ بتادیجیے مجھے کہ جو صرف خالصتاً آپ کی طرف متوجہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ کہو لا الٰہ الا اللہیا اللہ یہ تو سب ہی

پڑھتے ہیں۔ میرے لئے کوئی مخصوص چیز کہا اے موسیٰؑ یہ وہ کلمہ ہے کہ عالم کائنات ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور یہ کلمہ ایک پلہ میں تو یہی بھاری ہوگا۔

تو بھئی لا الٰہ الا اللہ کا ورد کوئی معمولی نہیں ہے کیا ہو رہا ہے۔ عالم انسانیت میں دیکھو حالات کو دیکھو سیاست کو دیکھو، معاملات کو دیکھو یہ سب ہیں۔ سب کہو لا الٰہ الا اللہ کیا پڑھایا اللہ سب آپ کی ہی مشیت جاری ہے کہ آپ خالق الخیر بھی ہیں خالق الشر بھی ہیں۔ شر کا ظہور بھی حکمت اور رحمت ہے اور رحمت تو پھر تو کیا ہوا لا الٰہ الا اللہ یہ جو حالات حاضرہ ہیں، پریشانیاں ہیں، افکار ہیں، گرانیاں ہیں۔ ردوبدل ہے حکومت ہے فلاں سیاست ہے، جاگیرداری ہے یہ سب کا ماحول چھایا ہوا ہے ہمارے اوپر کس کے حکم سے کس کی مشیت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت جاری ہے:

لا الٰہ الا اللہ، یا اللہ یہ سب آپ کی مشیت تو ہے اقرار کرو اس کا کہ جو کچھ عالم امکان میں جو مشیت جاری ہو رہی ہے۔ اقرار کرو لا الٰہ الا اللہ۔ پھر اے اللہ رفع کون کرے گا۔ پھر پڑھو لا الٰہ الا اللہ پھر دوبارہ پڑھو اسی کو کیا آپ ہی رفع کرلیں گے اسی کو۔ ایک مجرم کو ایک مجسٹریٹ حوالات بھیجتا ہے اپنے دستخط سے ضابطہ یہی ہے کہ اگر صدر مملکت سے یا کسی سے سفارش کی جائے کہ تو جس کے دستخط سے وہ جیل خانے میں جائے اسی کو تاکید کی جائے گی کہ اس کو بری کرو۔ چاہے صدر مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر مجسٹریٹ کے دستخط کے اسی طرح یوں سمجھ لیجیے کہ لا الٰہ الا اللہ کس کے حکم سے مشیت جاری ہوئی اللہ کے حکم سے کون منع کرے گا وہی جس نے جاری کی ہے۔ تو پھر

اللہ میاں کی طرف رجوع اسی طرح کرو ہر معاملے میں یہ کہو کہ یا اللہ یہ بات کہاں سے آ گئی یہ فکر کہاں سے آ گئی۔ یہ کاوش کہاں سے آ گئی۔ آپ نے تو بھیج دی آپ ہی کی طرف سے تو ہے۔ یہ کاوش یا پریشانی یا بیماری بے شک آپ ہی کے حکم سے ہے۔ بغیر آپ کے مشیت کے تو ذرا پتہ بھی ہلتا اتنے بہت پتے ہل رہے ہیں۔ میرا قلب ہل رہا ہے۔ دل و دماغ معطل ہو رہا ہے۔ یہ کس کے حکم سے ہو رہا ہے۔ آپ ہی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ۔ یا اللہ تحمل نہیں ہوتا لا الٰہ الا اللہ۔ ربنا ولا تحملنا مالا طاقتہ لنابہ، ایاك نعبدو ایاك نستعین ، اب تم آ گئے اللہ کی پناہ میں چاہے جو کچھ ہوتا رہے۔ کیا ہوا مشیت کو دیکھا کس کے حکم سے۔ اللہ کے حکم سے ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کون ہٹائے گا کون دور کرے گا۔ وہی اللہ جس کے مشیت سے ہوئی یہاں تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کی قدرت میں دخل دے جب کوئی دشواری پریشانی ہو تو پڑھو لا الٰہ الا اللہ یہ آپ کے حکم سے ہے مگر ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ، انشاء اللہ دور ہو گئی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں چلے گئے اب آپکو کوئی نقصان نہیں ہوگا کسی طرف سے نہیں اگر بظاہر نقصان ہوگا ہو سکتا ہے ایسا تو سمجھو من جانب اللہ اسمیں بھی رحمت ہے جب تم نے رجوع کر لیا اللہ تعالیٰ سے ایک بات کرتا ہوں کہ جب تو تم نے رجوع کر لیا کسی حاکم سے تو اس کے حسب منشاء آپ نے کام کر لیا کہ جب اس نے کہا کر لو اب اس میں ہوا نقصان ہم کو تو آپ ہی کے حکم سے تو کیا تھا ہم نے انہوں نے کہا کہ ہاں کہا تو تھا مگر وہ بھی آخر بندے ہیں مستقبل نہیں معلوم تھا مگر خیر چونکہ تم نے ہمارے منشاء سے کیا ہے جاؤ مواخذہ نہیں ہوگا اس کا بس اسی طرح اللہ میاں سے کہو۔ میری ان تمام گذارشات کا مقصد سمجھ لیجئے اب خدا کیلئے پاک صاف ہو جایئے

تہیہ کرلو کہ تیس دن تک گناہ نہ کریں گے نہ آنکھوں سے نہ کانوں سے نہ زبان سے عورتیں بھی تہیہ کرلیں کہ حجاب اور پردہ کے ساتھ رہیں گے بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے باہر نہیں نکلیں گے تیس دن اہتمام کرلو تیس دن کوئی بڑی مدت نہیں اس کے بعد پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کا ظہور کن کن عنوانات سے ہوتا ہے۔

رمضان شریف کی قدر کریں:

مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا، کہ رمضان شریف کی قدر کرو اور یہ سمجھ کر قدر کرو کہ مبارک مہینہ پھر نہیں ملے گا خدا معلوم زندگی رہے یا نہ رہے بڑے بڑے بزرگان دین نے بڑے بڑے عارفین نے تمنائیں کی ہیں کہ رمضان شریف کا ماہ مبارک مل جائے رمضان شریف میں جو داخل ہوگیا تو گویا وہ جنت میں داخل ہوگیا کیونکہ اس میں بے انتہا اور بے حساب رحمتوں کا نزول ہوتا ہے بے انتہا مغفرتوں کا نزول ہوتا ہے بے انتہا عذاب نار سے بچانے کے سامان ہوتے ہیں اس مبارک مہینہ میں اکثر مسلمانوں کی عبادات رات بھر تو ہو ہی جاتی ہیں افطار سے لے کر صبح کی نماز تک دن کے معاملات میں بھی اپنے آپ کو بچاؤ جی بھر کہ توبہ استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرو۔ بس اب دعا کرو۔

دعا:

یا اللہ رمضان المبارک آرہا ہے آپ کی ہزاروں رحمتوں اور نعمتوں کے ساتھ آرہا ہے جنت کی نشانیوں کے ساتھ آرہا ہے آپ کا وعدہ ہے کہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

یا اللہ رمضان المبارک کی جتنی رحمتیں ہیں جتنے انعامات و احسانات ہیں جتنے انوار و تجلیات ہیں ہم سب کو ان کے حاصل کرنے کی استعداد و صلاحیت عطا فرما دیجئے کسی چیز سے ہمیں محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیے یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے یا اللہ مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے یا اللہ یہ رمضان آپ کا مہینہ ہے اور آپ اس کا اجر خود عطا فرمائیں گے تو یا اللہ ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے یا اللہ ہم کو اب ان کاموں کی توفیق عطا ہو جو آپ پسند فرماتے ہیں جو آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیئے ہیں یا اللہ تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں،، ربنا لا توء اخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶)

ہم پر جو شامت اعمال طاری ہے ہم سے اس کا تحمل نہ ہو سکے گا دنیا میں نہ

آخرت میں واعف عنّا ہمیں معاف فرما دیجئے واغفر لنا ہماری مغفرت فرما دیجئے وارحمنا ہم پر رحم کیجئے انت مولٰنا آپ ہمارے مولا ہیں ہم کو اپنا بنا لیجئے آپ قادر مطلق ہیں جس کو چاہیں بنا سکتے ہیں یا اللہ ہم آپ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور آپ سے رحم کی درخواست کرتے ہیں، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلبگار ہیں یا اللہ اس ماہ مبارک کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے، یا اللہ ہمیں ہر خطا وعصیاں سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر وکوتاہی سے محفوظ رکھئے ہمیں اس ماہِ مبارک میں اپنی رحمتوں کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے نجات بھی عطا فرمائیے۔

یا اللہ! آپ نے توفیق دی ہے اور آپ چاہتے بھی یہی ہیں کہ آپ کے بندے آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں عجز ونیاز کا اظہار کریں اقرار جرم کریں یا اللہ ہم سب اقرار جرم کر رہے ہیں ہم مجرم ہیں ہم سے اب تک بڑی نالائقیاں سرزد ہوئیں ہمارے اندر شیطانیت تھی ابلیسیت تھی جس میں ہم مبتلا رہے لیکن اب ہم اس ماہ مبارک میں داخل ہو رہے ہیں اس میں ہمیں پاک صاف کر کے داخل کر لیجئے اس کے ایک ایک لمحہ میں جو آپ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس کا ہم کو مورد بنا دیجئے، مستحق بنا دیجئے اور دائماً اس پر یا اللہ ہماری حیات کو قائم رکھیئے ہم کو بھٹکنے اور بے راہ رو ہونے سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے، تمام عالم اسلام پر سارے پاکستان میں ہر جگہ، ہمارے والدین پر اعزا اقربا پر ہمارے دوست احباب پر سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں سازشوں میں ہیں ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے یا اللہ ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے یا اللہ آپ ایک عاجز بندے کی دعا قبول فرما کر سارے عالم اسلام پر اپنی رحمت فرمائیں ہم پر بھی رحمت فرمائیں ہمارے اہل و عیال پر بھی رحمت فرمائیں ہمارے عزیز و اقارب پر بھی رحم فرمائیے، یا اللہ جو بیمار ہیں ان کو شفاء عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی رفع فرما دیجئے یا اللہ جن کے ایمانوں میں ضعف ہے ان کے ایمانوں میں قوت پیدا فرما دیجئے ہم کو کسی خیر سے محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے ان کی اعانت و نصرت فرمائیے یا اللہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں ان سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! یہاں کے علما صلحا کو توفیق دیجئے کہ آپ کے دین کی اشاعت کرتے رہیں۔

یا اللہ جو لوگ صاحب اختیار ہیں جن کو آپ نے اپنی مخلوق کا امین و پاسبان

بنایا ہے ان کو حوصلہ دیجئے فہم دیجئے، صلاحیت دیجئے، ان کی اعانت ونصرت فرمائیے اوران کے ذریعے پاکستان کو صحیح معنیٰ میں مملکت اسلامیہ بنا دیجئے اور نفاذ شریعت کا اتمام فرما دیجئے۔

یا اللہ اس مملکت اسلامیہ کو گمراہی سے ذلت سے رسوائی سے اور بدنامی سے بچا لیجئے، یا اللہ اس ملک میں کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا فرما دیجئے جو اس ملک کی کایا پلٹ دے فسق وفجور کو مٹادے احکام شرعیہ کا نفاذ کر دے اور اسلامی فضا ملک میں پھیلا دے

یا اللہ ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے، ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے، غیرت پیدا فرما دیجئے یا اللہ ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے، یا اللہ اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ وَلِیِّ فِیْ الدُّنْیَا وَالْاٰ خِرَۃِط اللهم انی اسئلك من خیر ماسئلك منه نبیك سیدنا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ط اللهم انی اعوذ بك من شر ماستعاذمنه نبیك سیدنا محمدصلی الله علیه وسلم ط

یا اللہ اس ماہ مبارک میں ہر شر سے بچا لیجئے نفس وشیطان کی شرارتوں سے گمراہیوں سے ضلالتوں سے بچا لیجئے، یا اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اپنے انعامات واحسانات کے دروازوں کو کھول دیجئے، یا اللہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی رحمت کا مورد بنا لیجئے ہم تمام عمر کے گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبتہ النصوح کرتے ہیں معاف فرما دیجئے، تمام عمر کے گناہوں کو معاف فرما دیجئے

سب کو پاک صاف کر دیجئے ،ہم کو بھی پاک صاف کر دیجئے یا اللہ ہم سے راضی ہو جایئے اور ہم کو راضی کر دیجئے یا اللہ رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کے جو برکات وانوار ہیں ہم سب کو ان سے بہرہ ور فرمایئے ،ہماری استعداد ناقص ہیں تو اس کو درست کر دیجئے ہماری صلاحیتیں بگڑی ہوئی ہیں تو ان کو ٹھیک فرمادیجئے ہمارے ایمانوں میں تازگی عطا فرمایئے ہمارے اسلام میں قوت عطا فرمادیجئے اور کسی خیر سے ہم کومحروم نہ فرمایئے

یا اللہ ہم آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگی ہوئی دعا مانگ رہے ہیں جو دعا مقبول ہے، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں ہم آپ کی بارگاہ میں آپکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔

اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واٰثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا

یا اللہ جو مانگ سکے وہ بھی اور جو نہ مانگ سکے وہ بھی سب عطا فرمادیجئے ،یا اللہ کیا ہماری قابلیت اور کیا ہماری قوت اظہار، آپ علیم وخبیر بذات الصدور ہیں آپ اپنے بندوں کے حالات کوخوب جانتے ہیں، ہمیں کسی نعمت سے محروم نہ رکھیے اور ہر شر سے بچالیجئے اور ہر اس چیز سے بچالیجئے جس میں آپ کی ناراضگی ہو۔

اے اللہ ہم سے راضی ہو جایئے یہ آپ کا مہینہ ہے تو اس مہینہ میں ہمیں اپنا بنا لیجئے ،ضرور اپنا بنا لیجئے ، ہماری کوتاہیاں ہم سے دور فرمادیجئے اور یا اللہ ہمیں محرومی سے بچالیجئے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ

انك انت الوھاب ٥آمین ثم آمین

ربنا تقبل منا ط انك انت السمیع العلیم ط وصلی اللہ تعالی

علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه و اهل بیته اجمعین ٥

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

روحانی امراض اوران کا علاج

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ،

امابعد

روحانی بیماریاں اوران کا علاج:

بیماریاں دو قسم کی ہیں (۱) ظاہری بیماریاں (۲) باطنی بیماریاں ، دونوں قسم کی بیماریوں کا علاج ضروری ہے۔(۱) روحانی علاج (۲) جسمانی علاج، مسلمان کوشفاء کامل کی ضرورت ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مسلمان کا بدن بھی صحیح ہواور روحانی صحت بھی صحیح ہو۔ہم ایک قسم کی بیماریوں کا علاج بڑی اہتمام سے کرتے ہیں، اور بڑے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، بڑا ڈاکٹر وہ ہے جو کم ملے، اور فیس زیادہ ہو کم ازکم دو ہزار روپے۔اور پہلا سوال ہوتا ہے کہ خون ٹیسٹ کراؤ۔ جب تک یہ چیزیں نہ ہوں اس کا تجربہ کام نہیں کرتا۔ اس کا سارا تجربہ منحصر ہے مذکورہ ٹیسٹ پر یعنی ایگزامیشن پر۔ اناللہ،، وانا الیہ راجعون،، ہم نے ایسے ایسے ایلوپیتھی کے کامل ڈاکٹر دیکھے ہیں جو نبض پر ہاتھ رکھتے ہیں اور بتادیتے ہیں بھائی تجربہ بھی کوئی چیز ہے، تجربہ کے مقابلہ میں خون ٹیسٹ، پیشاب ٹیسٹ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔البتہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن کیلئے یہ ٹیسٹ کارآمد ہوتے ہیں ان کیلئے ٹیسٹ کرالو، اب سر درد ہو، ملیریا بخار ہو، بدہضمی ہو، ہر ایک کیلئے ٹیسٹ کرائے جاتے ہیں ۔ یہ کیا مذاق ہے، اور ہم اس طریقہ کار سے متفق نہیں ہیں اور آپ سب حضرات اس حوالہ سے جانتے ہیں، ایک ڈاکٹر سے علاج کرایا ٹیسٹ کرائے گئے افاقہ نہ ہوا دوسرے کے پاس چلے گئے، اس نے کہا نئے ٹیسٹ کرائے جائیں یہ سب پرانے ہوگئے۔

روحانی علاج کے درجات:

ایلوپیتھی اور دیگر ڈاکٹروں کے ہاں جسمانی بیماری کے علاج کیلئے خون ٹیسٹ کرائے جاتے ہیں اسی طرح روحانی علاج کیلئے ٹیسٹ کی ضرورت ہے اس کا بھی خون جانچنا چاہئے تاکہ صحت اچھی ہوجائے یہ عنوان بہت عمدہ ہے اور ہم سب کیلئے مفید ہے۔

درجہ نمبرا:

روحانی علاج کیلئے سب سے پہلا درجہ ایمان باللہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا، عقائد کا درست ہونا، یہ ایکسرے ہے سب کچھ سامنے آجاتا ہے، تمام مطالبات دین سامنے آجاتے ہیں عالم اسباب میں اس قدر پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ یعنی ہماری زندگیوں میں ہزاروں قسم کی غیر ایمانی اور غیر اسلامی چیزیں شامل ہوگئی ہیں۔ خدا کیلئے ان کو خارج کرو، خون چھواؤ، بہت سی آمیزش ہوگئی ہے، ایکسرے کراؤ اپنی توحید ٹھیک کرو عالم کائنات میں عام تعلقات ہیں، عام حالات ہیں ان کے اندر ہزاروں گندگیاں داخل ہوگئی ہیں، اسی طرح ہماری روح میں ہزاروں آزار آجاتے ہیں ہزاروں امراض باطنی آجاتے ہیں ان کا ایکسرے کراؤ روحانی طریقہ سے اور یہ طریقہ میں بتاتا ہوں۔ یاد رکھیں یہ اللہ کا دین ہے ہمارا دین نہیں ہے یہی ہمارے لئے ضابطہ حیات ہے اور یہی ضابطہ ممات ہے قیامت تک اس میں تبدیلی نہیں آئے گی اور یہی معیار ہے حیات طیبہ کا، یعنی صحت کامل کا معیار، صحیح عمل صالح ہے اور عمل صالح میں بیماریاں پید ہوگئی ہیں۔ عمل صالح کے ساتھ نفس اور شیطان لگا ہوا ہے ان میں نفس بھی شرارت کرتا ہے اور شیطان بھی شرارت کرتا ہے، ان دونوں سے آمیزش ہوجاتی ہے۔ ہمارے اعمال صالحہ میں ہماری روحانی تندرستی اور صحت بگڑ جاتی

ہے عادت ڈالو اور یقین کرو کہ یہ منجانب اللہ ہے اور یہ تصور ہر عمل کے وقت ہو پھر تدبیر کرو حالات دیکھو اور اس کا تدارک کرو یہ عالم اسباب ہے لیکن پہلی نظر اسکی طرف کرو کہ اسکی مشیت سے ایسا ہوا ہے اور ہماری شامت اعمال ہے ہم سے کوئی گناہ ایسا ہوا ہے اسکی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ توحید کو خالص کرو اور مسبب پر نظر کرو کہ یا اللہ یا ارحم الراحمین یا مالك یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین یعنی رجوع الی اللہ کرو انسان مرکب ہے خطا و نسیان سے، انسان کی فطرت میں فسق فجور ہے اور نہ جانے کیا کیا ہے۔

برائیوں کے محرک:

انکے محرک نفس و شیطان ہیں یہ آمیزش کرتے ہیں اور ہم بیمار ہو جاتے ہیں اور ہماری صحتِ ایمانی اور صحتِ روحانی متاثر ہو جاتی ہے عالم اسباب میں عالم تعلقات میں کہیں غصہ آتا ہے کہیں نظر بہکتی ہے اور کہیں زبان بہکتی ہے، کہیں دل بہکتا ہے کہیں دماغ بہکتا ہے جب کہیں کوئی پریشانی ہو تو سمجھو کہ یہ روحانی بیماری ہے کچھ بد پرہیزیاں ہم سے ہو رہی ہیں، کیا بد پرہیزیاں ہو رہی ہیں، نظریں بہکتی ہیں، زبان بہکتی ہے ان بد پرہیزیوں میں نفس و شیطان کارفرما ہیں۔

نفس وشیطان کیا ہیں؟

نفس وشیطان کونسی چیزیں ہیں، بڑی لذیذ، دلکش، جاذب دل ودماغ قوتیں رکھتی ہیں جسمیں ہم بڑی آسانی سے بہک جاتے ہیں، یہ چیز بہت اچھی ہے، یہ حلوہ بہت اچھا ہے، معدہ ہضم نہیں کر سکتا لیکن لذت نفس کی وجہ سے کھا رہے ہیں لذیذ سمجھ کر کھا رہے ہیں۔ اور اسی سے بد پرہیزی ہوتی ہے اور اسی سے بیماریاں پیدا

ہوتیں ہیں یہ ہواؤں کی چاہت ہے دانستہ طور پر خراب چیز تو کوئی کھاتا نہیں، البتہ نفس کی لذت کی وجہ سے کھاتا ہے اور بیماری پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح نفس وشیطان کی دلکشیاں ہیں یہ بڑی لذیذ ہیں ہم آسانی سے ان لذتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بیمار ہو جاتے ہیں یہ ہے حقیقت اسکی۔

علاج وتدارک:

اسکی صحت اوراس کا تدارک اللہ تعالیٰ نے رحمت سے فرمایا ہے اور وہ ہے ،، یا ایھا الذین اٰمنو اذکرو اللّٰہ ذکراً کثیراً ،، اوراسکا نتیجہ ،، لعلکم تفلحون ،، یعنی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کروان روحانی بیماریوں کا روحانی علاج کیا بتایا اللہ تعالیٰ نے، اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرواور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا ہے، تسبیحات نہیں یہ ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یہ حلال ہے۔

حلال وحرام:

اور یہ حرام ہے، یہ ذکر اللہ ہے، یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے، یہ گناہ صغیرہ ہے اور انہیں چیزوں کو جب لذیذ سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں تو ہماری روح بیمار ہو جاتی ہے۔ اوراسکی شفا وصحت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یعنی جائز وناجائز کا خیال رکھو اور اب تجویز کروا یکسرے کرواور خون جانچو پیشاب جانچو، یہ ٹیسٹ ہیں۔

نماز پنجگانہ غذا ہے:

دیکھو یہ پنجگانہ نماز روح کی غذا ہے، اگر روح کو یہ غذا نہیں دیں گے تو ہماری روح بیمار رہے گی، اور یہ چیز اللہ کے فائدہ کی نہیں بلکہ ہمارے فائدے کی ہے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اوراس کی فرضیت اس لیئے ہے کہ ہم روح کیلئے غذا لے لیں اور بعد میں بیماریوں کا تدارک ہوتا رہے گا۔

معاملات کی اصلاح:

اب دیکھو کہ معاملات کیسے ہیں کیونکہ معاملات میں نفس بہکتا ہے اور شیطان اغوا کرتا ہے معاملات اگرچہ عبادات میں بھی بہکاتا ہے لیکن اس میں نقصان نہیں ہوتا اور اسی طرح ذکر اللہ میں اطاعت الٰہی میں جو خالصۃً اللہ کے واسطے عبادات ہیں ان میں ہزار شیطان بہکائے چونکہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے لیئے کیا، ہزار شیطان نے تم سے کہا ہو ہزار تمہارے نفس نے بہکایا ہے تم نے نماز پڑھ لی، ہم تم سے راضی ہیں تمہیں شفا ہو جائے گی البتہ معاملات میں آؤ اور اس کا ایکسرے کرو تشخیص کرو کہ کونسا مرض ہے کونسی بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والدین کے حقوق رکھے ہیں۔ دیکھو تمہارے والدین تم سے راضی ہیں یا نہیں۔ اگر حیات ہیں تب بھی دیکھو اور اگر رحلت کر گئے ہیں پھر بھی دیکھو کہ راضی ہیں یا نہیں اور رحلت کے بعد یہ کہ تمام احادیث کی روح سے یہ ثابت ہے کہ ان کے لیئے ایصال ثواب کرتے ر ہو۔

والدین کی خدمت:

والدین کی خدمت یہ ہے کہ زندگی میں انہیں جسمانی راحت پہنچاؤ اور جب ان کا انتقال ہو جائے تو انکی روحانی خدمت کرو وہ یہ ہے کہ، انہیں ایصال ثواب کرو۔ انکی خدمت سے ہمیں کبھی چھٹی نہیں ملے گی ہمارا فرض یہ کہ ہم انہیں ایصال ثواب کرتے رہیں۔

بیوی کا حق:

اس طرح یہ دیکھو کہ تمہاری بیوی تم سے راضی ہے یا نہیں اگر راضی نہیں ہے تو کچھ تو معاملہ ہوگا مثلاً تمہاری بد خلقی ہوگی، تمہاری روش ایسی ہوگی کہ اس کی ناراضگی ہوتی

ہے اس کا سبب دیکھا جائے کہ وہ کیوں راضی نہیں ہے اب یہاں سے ایکسرے شروع ہو گیا ہے کہ تمہاری اولاد تم سے خوش ہے یا نہیں تم نے انکی اچھی تربیت کی ہے یا نہیں تم نے انہیں دین کی تعلیم دی ہے یا نہیں اگر ایسا نہیں ہے تو تم نے ان کا حق تلف کیا ہے تم منجانب اللہ انکے کفیل تھے تم نے انہیں اچھی باتیں نہیں بتائیں، اچھی چیزیں نہیں سکھائیں، دین کی تعلیم نہیں دی، یہ تمہاری ذمہ داری تھی اسکی عدم ادائیگی تمہارے جسم کا روگ ہے، اس کا مواخذہ ہوگا، اسپر پکڑ ہوگی، مواخذہ اس اسٹیج پر ہوگا جہاں بیماری ہوگی۔

عزیز و اقارب کے حقوق:

اسی طرح یہ دیکھو کہ تمہارے عزیز و اقارب تم سے خوش ہیں یا نہیں صلہ رحمی، صلہ رحمی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں، وہ مومن نہیں، وہ مومن نہیں کون مومن نہیں ہے جو صلہ رحمی نہیں کرتا دیکھو تمہارے تعلقات برادری سے کیسے ہیں بھائی بہنوں سے عزیز و اقارب سے درست ہیں یا نہیں، اگر درست نہیں ہیں تو روگ ہے بیماری ہے اس بیماری کا علاج کرو یا تو انہیں معاف کرو یا ان سے معافی مانگو یہ اس کا علاج ہے ان کے حقوق ادا کرو اگر حقوق میں کوتاہی ہوگئی ہے تو اگر وہ اپنی کسی غرض سے خفاء ہیں تو ہمیں اسکی پرواہ نہیں ہماری وجہ سے ناراض ہیں یا نہیں ہم کو اس کو دیکھنا ہے ہمیں اپنی صحت کا جائزہ لینا ہے دیکھو اگر ہماری صحت درست نہیں ہے تو اس کا علاج کرو اقارب کو معاف کردو اس سے ہمارے اندر جو بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً غصہ انتقام وغیرہ کی تو اس کا اس سے علاج ہو جاتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق:

اسی طرح پڑوسیوں کو دیکھو کہ وہ تم سے راضی ہیں یا نہیں اگر وہ کسی غرض سے نا

راض ہیں تو ہمیں اسکی کوئی پرواہ نہیں ،ہاں ہماری وجہ سے تو ناراض نہیں اگر ایسی صورت ہو تو معاف کرو یا معافی مانگو اس سے ہماری روح تندرست ہو جائے گی۔روحانی بیماریوں کا تذکرہ ہورہا ہے ہم زیادہ تر جو بیمار رہتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہی ہے۔کیا دیکھ لیا والدین کو دیکھ لیا زوجین کو دیکھ لیا عزیز و اقارب کو دیکھ لیا پڑوسیوں کو دیکھ لیا اولاد کو دیکھ لیا۔

کارھائے زندگی کا جائزہ:

انسان کا زندگی میں نہ جانے کن کن سے وابستہ ہوتا ہے اور کن کن سے واسطہ پڑتا ہے،معاملات کیسے ہیں صاف ہیں، اخلاص سے ہیں یا دل میں کھوٹ ہے اور تم جس سے معاملہ کررہے ہو اور اپنا واجبی فرض ادا کررہے ہو چاہے سروس میں ہو یا تجارت میں اگر دیکھا جائے کہ غلط بیانی کررہے ہو اور اس سے تمہاری ملازمت سے تمہارے منصب سے کسی دوسرے کو نقصان ہو رہا ہے یا نہیں اگر نقصان ہو رہا ہے تو یہ بیماری ہے روگ ہے اس کا علاج ضروری ہے یعنی اس سے معاملہ صحیح کرو۔

معاشرہ کی بیماریاں:

معاشرہ میں لاکھوں بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں اور اس معاشرہ نے ہمیں مہلک بیماریوں میں مبتلا کر رکھا ہے گناہ کبیرہ مہلک بیماری ہے کینسر ہے،اس میں یعنی معاشرہ میں جائز و ناجائز،حلال وحرام ہے ہزاروں گناہ کبیرہ ہماری عادت ثانیہ بن گئی ہے اور ہم ان سے مانوس ہوگئے ہیں اس لیئے ہمیشہ بیمار رہتے ہیں ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ہمارے آلام ہیں ایک بیماری ہے دوسری بیماری ہے یہ پریشانی ہے وہ پریشانی ہے، کس وجہ سے کہ ہمارے معاشرہ میں اتنی گندگی آگئی ہے کہ الامان والحفیظ ،ہمارے عقیدے خراب ہورہے ہیں ہماری عبادات خراب ہورہی ہیں ہمارے معاملات

خراب ہورہے ہیں ہم دوسروں کیلئے وجہ عذاب ہیں۔

مختلف رسومات:

معاشرہ میں اس قدر رسومات ہیں کہ اللہ کی پناہ مثلاً شادی کی رسومات ہیں اس میں اسراف بے جا ہورہا ہے، گناہ کبیرہ ہے اور اسراف کرنے والے اخوان الشیطان ہیں اس میں نکاح مسنونہ اور ولیمہ مسنونہ کے کارڈ آتے ہیں اور اس دعوت دینے والوں کی لمبی فہرست ہوتی ہے، بیگم وفلاں، پہلے بیگم آتی ہے اور شوہر صاحب بعد میں آتے ہیں۔

اسکی علت:

اسکی وجہ میری سمجھ میں بہت اچھی آتی ہے کہ اس تقریب کا معاملہ میری بیگم کے حوالہ ہے وہ جس طرح چاہیں گی اسی طرح ہوگا، اگر اس کی چاہت پوری نہ ہوئی تو کام خراب ہوجائے گا وہ جس طرح کہے گی ہوگا جس طرح کی خرافات کہیں گی اسی طرح کی خرافات ہونگی ہم منشا کے مطابق کریں گے وہ پہلے اور ہم بعد میں۔

بیگم کا کردار:

اور بیگم صاحبہ کیا کررہی ہیں دنیا بھر کا شرک کررہی ہیں مہندی ہوگی، گانا بجانا ہورہا ہے سرخی لگائی جارہی ہے میک اپ کیا جارہا ہے یہ سب گناہ کی چیزیں ہیں۔ باریک لباس پہنا جارہا ہے خود کو تماشہ بنایا جارہا ہے، نیل پالش بھی لگی ہوئی ہے تمام خرافات ہورہی ہیں یہ ساری ہندوانہ اور مشرکانہ رسومات ہیں۔

نکاح کی دعوت:

لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نکاح پڑھا دیجئے برکت ہوگی، خاک برکت ہوگی، میں روحانی بیماریاں بتارہاہوں ان کا ایکسرے لو تجزیہ کروتا کہ اندازہ ہو کہ

معاشرہ کے اس حصہ میں بیماری ہے فلاں حصہ میں مرض ہے۔

دولہا کی تیاری:

شادی کے موقعہ پر دولہا تیار ہوتا ہے سہرا پہنتا ہے، یہ ہندوانہ رسم ہے اسلام اسے ناجائز سمجھتا ہے فوٹو لیئے جارہے ہیں تصویریں بنائی جاتی ہیں، اسی طرح دولہا اور دلہن کو اکٹھا بٹھا کر تصویریں لی جاتی ہیں مختلف پہلوؤں سے یہ گناہ کبیرہ ہے، تصویر بنانا ،تصویر بنوانا تصویر رکھنا، یہاں گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہورہا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ بڑی تقریب ہورہی ہے اور یہ بڑی مسرت کا اظہار ہے۔ اسلامی روح مجروح ہورہی ہے اور روح مسموم ہورہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جشن ہورہا ہے الحاصل کہ اسراف بے جا ہوا، فوٹو ہوئے مرد وعورت کا اختلاط ہے کھڑے ہوکر کھانا کھایا جارہا ہے یہ سب ناجائز ہے، گناہ ہے، شریعت اسے ناجائز قرار دیتی ہے، گناہ کبیرہ ہے اور روحانی اعتبار سے بیمار ہوگئے ہو کیونکہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔

نتیجہ:

ان ساری خرافات کا نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ ادھر شادی ہوئی اور مہینہ دو مہینے گذرتے ہیں اور نتیجہ لڑائی جھگڑا فساد شروع ہوجاتا ہے اس کی وجہ یہ کہ لڑکے کی آنکھ میں شرم نہیں ہے اور شرم ایمان کا جزو ہے۔ اسی طرح لڑکے کی زبان قابو میں نہیں ہے یہ سم قاتل ہے اور لڑکی بے شرمی کا مظاہرہ کرتی ہے اس لیئے کہ اس نے جو تعلیم حاصل کی ہے وہ دنیاوی ہے بی اے کیا یونیورسٹی سے اس کی سند ملی ہے اور پڑھ لیا ہے انگریزی پڑھی ہے مغربی زبان پڑھی ہے دین نہیں پڑھا دین کی باتیں اسے نہیں بتائی گئیں، اسکی روح مسموم ہوگئی ہے اسکی روحانیت ماؤف ہوچکی ہے اسی طرح دولھا صاحب بھی بیمار اب دونوں میں اتفاق کیسے ہوسکتا ہے نہ شوہر میں شرم وحیا، نہ بیوی میں شرم وحیا، نہ شوہر

میں اخلاق، نہ بیوی میں اخلاق اور جب شرم وحیا نہیں تو جزو ایمان ختم۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور وہ ختم ہو گیا تو باہمی عداوت کا تدارک ممکن ہی نہیں خواہ کس قدر وظائف پڑھو کتنے عملیات کرو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ روح مسموم ہو چکی ہے اور جو کچھ کیا جارہا ہے وہ اس کیلئے بالکل نامناسب ہے دیکھا آپنے کیا ہورہا ہے یہ ہماری بیماری ہیں یہ ہماری پریشانی کا سبب ہے ہماری بدحواسی کا سبب کہ ہم نے خدا کے قانون کو توڑ کر روح کو گندا کرلیا ہے اور ایمان کو مجروح کردیا ہے پھر شکوہ کرتے ہیں کہ یہ عافیت نہیں ہے یہ فائدہ نہیں ہے۔

غمی کے مواقع:

ہمارا حال غم کے حوالہ سے بھی دلخراش ہے کہ میت کہ موقع پر جس قدر غیر شرعی چیزیں ہیں وہ مرض سے شروع ہو جاتی ہیں جس کمرہ میں مریض ہے اس جگہ عورتیں برہنہ سر آئیں گی وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ اسی طرح جس کمرہ میں تصویریں ہونگی وہاں میت ہوگی وہاں بھی رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ یہ بات احادیث سے ثابت ہے اسی طرح عیادت کیلئے عورتیں برہنہ سر آرہی ہیں تصویریں لگی ہوتی ہیں طرح طرح کے لوگ آرہے ہیں میت کے موقع پر محرم وغیر محرم دونوں قسم کے لوگ آرہے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے۔

میت کی روانگی:

جب میت کو لیجایا جاتا ہے تو تمام میت کو پھولوں سے ڈھانپ دیا جاتا ہے یہ سرا سرناجائز ہے مشرکانہ انداز ہے۔

واقعہ:

ایک عالم ومفتی کے نماز جنازہ کیلئے بلایا گیا میں نے دیکھا کہ میت پھولوں سے ڈھکی ہوئی ہے میں نے کہایا اللہ یہ مفتی ہے عالم ہے میں نے سب کچھ اٹھا دیا اور دل میں خیال کیا کہ بعد میں دیکھا جائے گا، یہ روحانی بیماری ہے، ایمانی بیماری ہے، اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم عزت کے ساتھ اسے رخصت کرر ہے ہیں اور حق ادا کرر ہے ہیں

نماز جنازہ:

اسی طرح نماز جنازہ ہے یہ دعا ہے میت کیلئے اس کے بعد اس دفن کیا، یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اسے قبلہ رخ کیا یا نہیں اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ یہ غیر مسنون عمل ہے سنت سے ثابت نہیں ہے نماز جنازہ ہو چکی اور نماز جنازہ تو نام ہے، اصل میں یہ دعائے مغفرت ہے، جو ہو چکی اجتماعی طور پر اب اجتماعی طور پر جو دعا مانگی جاتی ہے یہ بدعت ہے۔

مروجہ قرآن خوانی:

اس کے بعد میت کے گھر پہنچے تعزیت کیلئے وہ باتیں ہوتیں ہیں جو سنت کے خلاف ہیں، مثلاً! قرآن خوانی ہو رہی ہے اور یہ کسی جگہ سے ثابت نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے کتنے صحابہ کو دفن کیا اسی طرح اپنے لڑکوں کو دفن کیا ہے اور اپنی لڑکیوں کو دفن کیا ہے کسی ایک جگہ سے بھی ثابت نہیں ہے کہ آپنے قرآن خوانی کی ہو اسی طرح نہ صحابہ سے ثابت اور نہ تابعین سے ثابت ہے جو چیزیں خلاف سنت ہے اس پر ثواب تو کیا ملے گا؟ وہ روحانی بیماری ہے۔

قانون شکنی:

مسلمان جہاں، جہاں اللہ اور اسکے رسول کے قانون توڑتا جائے گا وہ روحانی

بیماری ہے چالیسواں ہورہا ہے تیجہ ہوتا ہے یہ سب بدعات ہیں۔

بدعت کا انجام:

اور بدعت کیا ہے ضلالت ہے گمراہی ہے اور جہنم میں لیجانے والی چیز ہے اسے تجزیہ کر کے دیکھو کیوں بیمار ہو، کیوں پریشان ہو، اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسے گناہوں کا ارتکاب کرلیا ہے جن کو تم سمجھتے تھے کہ رسم ہے اور یہ کہنا کہ ایسا ہوتا رہتا ہے ہم نے تو قرآن خوانی کی ہے کونسا حرج کیا ہے اسمیں حرج یہ ہے کہ یہ عمل خلاف سنت ہے اور جو کام خلاف سنت ہے وہ ضلالت ہے اور ضلالت کا انجام جہنم ہے۔

خلاصہ کلام:

میں نے اس وقت تک معاشرہ کا مختصر سا جائزہ لیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں ایسے ہیں کہ ہم جو بھی کرتے ہیں ٹیلی ویژن دیکھتے رہیں، بے حیائی کرتے رہیں بے پردگی اختیار کرو جو چاہو کرو جب پریشانی آئی مصیبت آگئی، تو اب اسکے لیئے قرآن خوانی کراتے ہیں ایسے لوگ جو فسق وفجور میں ڈوبے ہوئے ہیں اعلانیہ بغاوت کرتے ہیں جب وہ پریشان ہوئے مصیبت میں گھر جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آیۃ کریمہ کا ورد کراؤ اور یہ نہایت بدتمیزی ہے کلام اللہ کے ساتھ استہزاء ہے کہ گناہوں میں مبتلا ہو اور کلام اللہ کو پیش کر کے اسے دفع کرنا چاہتے ہو اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہے کہ جو بہت سخت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ بے حرمتی کا معاملہ ہے کلام اللہ اس لیے نازل نہیں ہوا تھا

اسکے برعکس جو لوگ نمازی ہیں پرہیز گار ہیں عمل صالح کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پریشان ہوتے ہیں ان کیلیئے حق ہے کہ وہ کلام اللہ کا ورد کریں خواہ آیت کریمہ کا ہو یا کسی دوسری آیت کا اللہ تعالیٰ ان پر ضرور رحم کریں گے۔ اور جنہوں نے

مشغلہ بنایا ہے کہ تمام کبائر کا ارتکاب بھی کرتے رہو گناہ پر گناہ کرتے جاؤ اور ٹیلی ویژن بھی چلتا رہے اور ایصال ثواب کیلئے قرآن شریف کی تلاوت بھی ہوتی رہے یہ کلام اللہ کی بے حرمتی ہے اس کی سزا ضرور ملے گی یہ روحانی بیماریاں ہیں جنمیں ہم مبتلا ہیں میں تجزیہ پیش کر دیا ہے اس تجزیہ میں اپنے آپکو دیکھ لیا جائے اور بچاؤ کی تدبیر کی جائے۔

توحید خالص ہو:

اس کا حل ہے کہ اپنی توحید خالص کی جائے اور عبادت خالص کی جائے اور اگر چہ اسمیں اخلاص نہ ہو عادۃً پڑھا ہو اور دعا کرلے کہ یا اللہ میں نے عبادت کی تیرا کلام پڑھا ہے اسمیں روحانیت پیدا کر دے اور اسے قبول کرلے یقیناً اللہ پاک روحانیت پیدا کر دے گا۔

پھر خانگی معاملات پر نظر ڈال لو کہ میرا رہنا سہنا سنت کے مطابق ہے یا نہیں گھر میں کوئی خلاف شرع چیز تو نہیں ہے؟ اسی طرح یہ بھی دیکھ لو کہ عزیز و اقارب کے ساتھ تعلقات درست ہیں یا نہیں اگر درست نہیں ہیں اور اسمیں تمہارا قصور ہے تو معافی مانگ لو اور اگر ایسا نہیں تو معاف کر دو اور جائزہ لے لو اگر اسمیں نفس و شیطان کی آمیزش ہے تو استغفار کرلو اور کہو ،، اللّٰھم اِنّی اعوذ بك مِن شرو النفسنا ،، توبہ کرلو تو پاک ہو جاؤ گے۔

توبہ کی تاثیر:

توبہ و استغفار ایمان کے بعد ایسی زبردست چیز ہے کہ اللہ پاک نے اپنی صفت رحمانیت کا جو کرم کیا ہے وہ ایمان کے بعد استغفار ہے کہ جیسے چاہے بد پرہیزی ہو جائے گی ارادۃً ہو جائے یا غیر ارادی طور پر ہو جائے یعنی عمداً ہو جائے یا بھول کر ہو

جائے نفس بہکادے شیطان بہکادے بہر حال مسلمان ہو صاحب ایمان ہو اسکی صحت کاملہ کیلئے استغفار ہے۔ استغفار کرلو پاک ہو جاؤ گے آئندہ کیلئے بھی گناہوں سے تحفظ ہو جائے گا گناہوں کے ماحول کو دیکھو ان بیماریوں کے اسباب کو دور کرو اور جہاں جہاں اضطراری حالت میں ہو جائے تو فوراً توبہ استغفار کرلو۔

یومیہ جائزہ:

روزانہ اس کا جائزہ لیتے رہو انشا اللہ اس سے روح بھی پاک رہے گی اور ایمان بھی صاف رہیگا اور مضبوط بھی رہے گا اور تعلق مع اللہ بڑھتا رہے گا۔

اس ایکسرے کے بعد اس سے جانچ پڑتال کے بعد ہمارا ایمان روزانہ صحیح ہوتا رہے گا اور اس سعادت میں موت بھی آجائے گی تو ہماری روح انشا اللہ مصفّٰی ومجلّٰی ہو جائے گی۔ ہم روحانی وایمانی بیمار نہ ہوں گے بلکہ کمزور ہونا اور بات ہے ہمارا ایمان کمزور ہو یہ بات اور ہے لیکن ایمان صحیح ہوگا انشا اللہ۔

صحیح اور مضبوط میں فرق:

صحیح ہونا اور چیز ہے اور مضبوط ہونا اور چیز ہے مثال کے طور پر یہ رومال اپنی حقیقت میں صحیح ہے اور میلا ہے گندا ہے اسی طرح ہمارے اعمال نفس وشیطان کی آمیزش سے گندے ہوگئے استغفار کرلو پاک ہو جائیں گے۔

بلا ترک گناہ کی حالت:

اور جب تک بد پرہیزیاں نہیں چھوڑو گے یہ گناہ لغویات کبائر، ٹیلی ویژن، نہ جانے کتنے خرافات ہیں ان سب کو گناہ سمجھو اور ان کو ترک کرو اور جہاں تک قدرت ہے ترک کرتے رہو اور اگر ترک نہیں کر سکے تو اللہ تعالی سے مدد مانگ لو اللہ پاک مدد

کریں گے مانگنے پر اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی کہ جب تم ارادہ کرو کہ ہم ایسی باتیں نہیں کریں گے۔ اور احیاناً کرنا پڑتی ہیں برادری کے لحاظ سے دوست داری کے لحاظ سے اور نادم ہو جائے شرمندہ ہو جائے، استغفار کرو، انشاءاللہ پاک ہو جاؤ گے یہ دافع امراض ہے انشاءاللہ اس سے صحت بھی آئے گی اور ایمان بھی تازہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی آئے گی یہ کچھ باتیں ہیں جو کہدیں ہیں۔

معاشرہ کا بگاڑ:

اس معاشرہ میں ہمارا اختیار نہیں ہے نہ جسمانی صحت قائم رکھنے کا اور اسی طرح نہ روحانی صحت برقرار رکھنے کا اختیار ہے ایسا ماحول ہے ایسا معاشرہ ہو گیا ہے کہ اگر ہم اجتناب کرنا چاہیں پھر اجتناب نہیں ہو سکتا ارتکاب ہو جاتا ہے مجبوراً گناہوں میں پھنس جاتے ہیں بھول جاتے ہیں اور معاشرہ کو دیکھتے دیکھتے عادی ہو گئے ہیں معاملات کو دیکھتے دیکھتے ان کی خرابیوں کو دیکھتے دیکھتے کچھ عادت ہو گئی ہے۔

حالات طاری ہوتے ہیں:

روزانہ ہمارے جسم پر حالات طاری ہوتے ہیں کبھی غصہ آتا ہے، کہیں نظر بہک جاتی ہے کہیں زبان بہکتی ہے کہیں کان بہکتے ہیں کسی جگہ معاملہ خراب ہوتا ہے یا اللہ صبح و شام اسی گردش میں رہتے ہیں اور یہ ہماری روحانی بیماریاں ہو جاتی ہیں یا اللہ آپ شافی مطلق ہیں ہم اپنی جسمانی و روحانی بیماریوں کیلئے تیری طرف رجوع کرتے ہیں یا اله العالمین یا رب العالمین ،،ایاك نعبد و ایاك نستعین ،، ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او اخطانا ،، یا اللہ ہم سے بھول چوک ہو جاتی ہیں ہمیں معاف کر دے نفس و شیطان ہمیں گھیرے رکھتے ہیں ہمارا مواخذہ نہ کرنا ،، ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا ،، یا اللہ ہمارے

خیالات تصورات شہوانی ،نفسانی ، بے ہودہ ہیں ہمارے دل ودماغ میں بھرے ہوئے ہیں یااللہ آپ پاک کر دیجئے ،یااللہ احیاناً مجبوراً غفلت میں ہم سے کبائر کا ارتکاب ہورہا ہے ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم سے کیا گناہ ہوجاتا ہے کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے ہماری زبان بہک گئی ، ہماری آنکھ بہک گئی، کبھی ہمارا دل بہک گیا، کبیرہ گناہ ہوگیا، یااللہ ہم سب چیزوں کے بہکنے سے خوف زدہ ہیں کے ہم آپکے مواخذے میں نہ آجائیں استغفراللہ استغفراللہ یہ جس قدر ہم پر بیماریاں ہیں روحانی جسمانی بد حواسیاں یااللہ یہ ہماری شامت اعمال ہیں کچھ تو ہم نے خود سے کیئے ہیں اور کچھ غیروں کے سبب سے کیئے ہیں۔

شامت اعمال اور قانون فطرت:

اس وقت ہم پر شامت اعمال طاری ہے اور آپ کا قانون فطرت ہے اور ہمارے اعمال کا ردعمل ہے، اور اس کے بدلے جس قدر پریشانیاں ہیں۔ ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ ہم نے نادانی سے عمل کرلیا اس کا ردعمل ہورہا ہے، اور ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ یا اللہ ہمیں معاف کردے عمدًا ہوئی۔ سہوًا ہوئی، جیسے ہوئی ہم نے گناہ کا ارتکاب کرلیا ہے، اور آپ کو ناراض کردیا ہے، اور اپنے آپ کو بیمار کرلیا ہے، اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے، اب یہ ہماری ہلاکت اور یہ بیماری ہم سے برداشت نہیں ہوتی ہمیں معاف کردے واغفرلنا، ہم پر رحم فرمایئے انت مولانا ہماری حمایت فرمادیجیے۔ یا اللہ آپ ہمارے مالک ہیں، ہمیں مواخذہ سے بچایئے۔ فانصرنا علی القوم الکٰفرین، ہمارے گردونواح کا جو ماحول ہے یہ شیطانی ماحول ہے، اس کی زد سے ہمیں محفوظ فرمادے۔ اسی طرح نفس وشیطان سے اور ماحول سے اور اس ماحول کے معاشرے سے۔ اس ماحول کے گناہوں سے جو رائج الوقت ہورہے ہیں۔

یا اللہ ہمیں محفوظ رکھیئے گا۔

بعد ہدایت استقامت:

اور جب ااپ ہمیں ہدایت دے دیں تو پھر ہمیں گمراہی سے بچالے، ہر حال میں ہم توبہ واستغفار کرتے ہیں یا اللہ ہماری توبہ واستغفار کو قبول فرما۔

بعد صحت بد پرہیزی:

روحانی صحت کے لئے ضروری ہے کہ استقامت کا راستہ اختیار کرے۔ اگر بار بار بد پرہیزی کی جائے تو روحانی صحت حاصل نہیں ہوتی۔ متقی بننے کا ارادہ نہ کرنا تقویٰ نہیں ہے، جہاں تقویٰ کا خیال آیا شیطان مال لے گیا بس چپ چاپ چلے چلو۔ تقویٰ ملتا رہے گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ دل کے مخفی خزانہ میں اسے چھپاؤ۔ ظاہر کیا تو نفس و شیطان لے بھاگے گا جہاں تقویٰ کا اظہار کیا کہ ہم متقی ہیں بس شیطان حملہ آور ہوگا۔ اس لئے اتنی بڑی چیز کو دل کے اندر چھپاؤ۔

تعریف:

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں (سینہ) میں ہوتا ہے یعنی دل کے اندر ہوتا ہے۔ بھالی دل کے اندر چھپالو اسے۔

حفاظتی تدابیر کریں:

اس کے ساتھ ساتھ حفاظتی تدابیر بھی کرے۔ کہ اللہ ہماری حفاظت فرما۔ واعوذ بک من ہمزات الشیاطین۔ واعوذ بک ربّ ان یحضرون۔

دعاؤں کا اہتمام:

یا اللہ آپ نے احسان عظیم فرمایا ہے کہ ایمان عطاء کر کے اپنے مقبول بندوں سے وابستہ کردیا ہے۔ اورانہوں نے آپ کی رضا حاصل کرنے کا سہل سے سہل راستہ بتادیا

ہے۔ یا اللہ اسے شرف قبولیت عطاء فرمائیے۔ اور اس میں دوام عطاء کیجئے۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرمائیے۔ ان کلمات میں آپ کا اسم گرامی ہے۔ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے، کلام اللہ کی تلاوت یا اللہ یہ سب آپ کی عطا ہے۔ جو مومن کو عطا کی گئی ہے۔ یا اللہ ایمان عطا کرنے کے بعد یہ سب سعادتیں آپ نے ہمیں عطا کرر کھی ہیں۔ ہم تلاوت بھی کر لیتے ہیں۔ اوراد و وظائف بھی کر لیتے ہیں۔ استغفار بھی کر لیتے ہیں۔ درود شریف بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جیسی ہماری مقدرت ہے، ہم کر لیتے ہیں۔ یا اللہ مختصر مختصر ہم دوام بھی کرر ہے ہیں۔ اور نیت کرر ہے دوام کی۔ آپ مالک ہیں۔ آپ کے سامنے سوال کرتے ہیں ہم سب کو اس کا اجر عطا فرما اور شرف قبولیت دے ہمیں محروم نہ کرنا۔ ہماری اہلیت، نا اہلیت، ہماری استعداد سب آپ کے ہاتھ میں ہے، یا اللہ آپ نے جو استعداد اور صلاحیت ہمیں دے رکھی ہے، اس کے مطابق ہم کام کرر ہے ہیں، جو ماحول عطاء کیا ہے یہ بھی آپ کی عطاء ہے، اس ماحول میں آپ نے اپنے فکر کی توفیق دے دی۔ ذکر کی توفیق دے دی۔ یہ آپ کا احسانِ عظیم ہے۔ ہمیشہ اس کو شرف قبولیت عطا کر دے، اور اپنی نوازشوں اور رحمتوں سے الغرض کسی عنوان کی رحمت ہے اس سے ہمیں محروم نہ فرمانا۔ ہم آپ کو اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ہم کو اپنا بنا لیجئے۔

ہمارا معمول:

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آرام سے کھالو۔ پی لو۔ سو جاؤ۔ زیادہ سے زیادہ نماز کا اہتمام کرلو۔ حلال و حرام کا اہتمام رہے۔ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں توبہ واستغفار کرتے رہو۔ بس آنکھ بند ہوگی سیدھا جنت میں جائیں گے۔ جنت مقصود ہے یا جنت کے درجات۔

واقعہ بطور تمثیل:

ایک جھگی والے سے پوچھا گیا کہ کھانا کھاتے ہو کہا کہ ہاں۔ آرام سے سو جاتے ہو کہ نہیں کہا کہ ہاں پوچھا گیا کہ کوئی خواہش ہے یا نہیں کہا کہ نہیں۔ اس کے برعکس ایک کوٹھی والے سے پوچھا کہ کوئی خواہش ہے کہا کہ یہ خیال ہے وہ خیال ہے، یہ تردد ہے وہ معاملہ ہے۔ پراپرٹی ٹیکس والے ستا رہے ہیں کے ایم سی والوں نے تنگ کیا ہوا ہے۔ فلاں شریف نے یہ دھوکہ دیا۔ اب بتائیے کہ جنت جھگی والے کو نصیب ہے یا کوٹھی والے کو۔

قناعت کرو:

مذکورہ بالا تمثیلی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے جو دیا ہے اس پر قناعت کرا اور اس پر راضی رہو۔ ہم تو اس کے بھی مستحق نہیں تھے۔ جتنا اس نے سکھ چین عطا کر دیا ہے ہزار نعمت ہے۔

کمال رزاقیت:

اس اللہ کی رزاقیت کا کمال ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ مطمئن ہے چاہے کوئی شخص مومن ہے وہ جھگی میں رہتا ہے وہ اپنی جگہ مطمئن ہے۔ چاہے کوٹھی میں رہتا ہو۔ صاحب اقتدار ہو۔ صاحب تجارت ہو۔ اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہے تو وہ سب کے سب کامیاب ہیں۔ اگرچہ زیادہ مجاہدے نہیں ہوتے۔ ریاضت نہیں ہوتی۔ زیادہ اوراد و وظائف نہیں ہوتے۔ لمحات زندگی یوں گزر رہے ہیں۔

مشاغل کی برکت:

الحمدللہ مشاغل میں ایک بات یہ ہے کہ یہ گناہوں سے بچا دیتی ہے، اور مشغول

رہنے میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ کہ یہ لوگ لغویات سے محفوظ ہیں۔ ہم اپنی تسکین کے لئے باتیں کر لیتے ہیں۔

نیک و بد ماحول کا فرق:

جو لوگ نیکی میں مصروف رہتے ہیں اور نیک مجلسوں میں وقت گزارتے ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ گناہ کیا ہوتا ہے۔ ارے ہم سے پوچھو کہ گناہ کیا ہے۔ ہم اس میں غوطے لگا کر آئیں ہیں۔ ہم ظلمانیت سے انوار میں آئے ہیں۔ ہمارے پاس ظلمت کے تمام اثرات موجود ہیں۔ نیک صحبت میں بیٹھنے والوں کو ان کا اندازہ بھی نہیں ہوگا۔ یہ ساری مخلوق کہاں بہک گئی ہے۔ عیسائی کہاں بہک گئے۔ یہودی کہاں بہک گئے۔ ہندو کہاں بہک گئے۔

جونپور کا واقعہ:

میں جونپور گیا اور وہاں ایک دیہات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ کہیں جگہ اچھی نہیں تھی۔ ایک مندر تھا وہاں بت رکھے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ نماز کہاں پڑھوں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بت پشت کی طرف ہو گئے اور قبلہ کی طرف جگہ موجود تھی۔ ایک چبوترہ تھا میں نے اس پر جائے نماز بچھائی اور نماز پڑھی دل میں خیال آیا کہ یا اللہ آپ نے بت کدہ کو بھی مسجد بنا دیا۔ یہ آپ کی کرم نوازی ہے کہ آپ نے بت خانہ میں نماز پڑھا دی۔ حیرت کی بات ہے کہ میرے پیچھے بت ہیں اور سامنے آپ ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا شان ہے آپ کی۔ کہاں بھیجا۔ کہاں نماز پڑھ رہا ہوں، اور ایسی جگہ سجدہ کر رہا ہوں کہ جہاں سے تیری بارگاہ میں کبھی سجدہ نہیں ہوا تھا۔ یہ زمین بھی متبرک ہے اور میں بھی بڑا خوش نصیب ہوں۔

ہندو سے ملاقات:

ایک کٹر ہندو نوجوان تھا۔ ملنے آیا کرتا تھا یہ تقسیم کے بعد کا واقعہ ہے۔ ایک دن عصر کے وقت آیا کہنے لگا کہ ایک مریض کو دیکھنا ہے۔ میں چلا گیا اور دل میں سوچا کہ مغرب تک واپس آجاؤں گا۔ جب وہاں ان کے ہاں پہنچا تو بہت گھرے بادل آگئے۔ جس کے ساتھ میں گیا تھا وہ مسلمان تھا۔ بارش شروع ہوگئی اور ہوتی چلی گئی۔ وہاں رکنا پڑا۔ مغرب کے بعد کہنے لگا کہ کچھ کھانا کھالو میں نے انکار کر دیا۔ نماز عشاء پڑھی میں نے کہا کہ میں لیٹ رہا ہوں۔ اچانک آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ ڈاکٹر صاحب اب کیسے بچو گے ہم آگئے اب آپ بچ بھی نہیں سکتے۔ میں نے کہا کہ میں ایک خدا کو ماننے والا ہوں۔ آؤ جو ہو سکتا ہے کرلو کم از کم ایک آدمی کو تو میں بھی لے لوں گا۔ خدا میرے ساتھ ہے آؤ مقابلہ کرلو۔ ہاتھ جوڑ دیئے اور کہنے لگا کہ آپ میرے مہمان ہیں۔ پاؤں پکڑ لئے اور پاؤں دبانے لگا۔ میں نے کہاں یا اللہ یہ تیری نام کی تاثیر ہے۔

دوسرا واقعہ:

تقسیم کے وقت ریل گاڑیوں سے اٹھا اٹھا کر قتل کیا جا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لے لوں۔ اس میں پڑھے لکھے شریف لوگ ہوتے ہیں۔ اندر پہنچا تو دیکھا کہ ایک ہندو اور ایک سکھ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ نئی شادی کر کے لایا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی، ہندو نے سکھ نوجوان سے کہا کہ سردار جی بڑا سناٹا ہے۔ میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا میں نے کہا کہ سناٹا دور کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کرپان ہے تمہارے پاس اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو سناٹا نہ رہے۔ میں نے کہا اس بے وقوف نے تجھے اشتعال دلایا ہے اور سن لے کہ نہ تیری خیریت ہے اور نہ اس کی

خیریت ہے، میں مسلمان ہوں تم دونوں میں سے کسی کی خیریت نہیں ہے، سناٹا ابھی دور ہو جائے گا کرو کیا کرنا ہے، کہنے لگے کہ آپ تو ناراض ہو گئے میں نے کہا نہیں میں سناٹا دور کرنا چاہتا ہوں ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ کانپنے لگا۔ میں نے کہا کہ تمہارے پاس کرپان ہے اور میرے ساتھ اثر ہے۔ کہنے لگا کہ ایسا نہ کریں۔ کہنے لگا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ڈاکٹر ہوں۔ کہنے لگا کہ ہومیو پیتھک سے مجھے بھی شوق ہے، کہنے لگا کہ جب جونپور آؤں گا تو ملاقات کروں گا۔ میں نے کہا کہ یہ ہے ایمان اور اللہ پاک ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس وقت میرا ایمان تازہ ہوا کہ اس بے بسی کے عالم میں تیرے دشمنوں کے درمیان بیٹھا ہوا ہوں اور تو نے بھی میری حفاظت فرمائی ہے، اور یا اللہ ایمان وہ قوت ہے کہ اس جیسی کوئی قوت نہیں ہے، کچھ ہو یا نہیں لیکن صاحب ایمان تو ہو۔ اور ایمان وہ قوت ہے کہ عالم کائنات مسخر ہے ایمان کے آگے۔ **وسخر لکم مافی السمٰوات و مافی الارض**۔ آسمانوں کو۔ زمین کو۔ دریاؤں کو۔ سمندروں کو۔ صحراؤں کو بھی ایمان والوں کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ لیکن مؤمن مسخر ہو گیا ہے ایمان کی بدولت اللہ پاک کی ذات اقدس کا۔ لہٰذا اس کے پاس جو قوت ہے وہ کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ اللہ پاک ایمان کو مضبوط کرنے کی توفیق عطاء کرے۔ آمین آمین

واخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین

شامت اعمال اور اس کا ازالہ

بروز جمعہ 21 مارچ 1986ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .
امابعد.

بڑھاپہ غالب آگیا ہے:

وقت بڑی تیزی سے بھاگتا جارہا ہے۔ضعف غالب آگیا ہے اس کے باوجود دین کی بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔اور باتیں تو میں بہت کر چکا لیکن معلوم نہیں کہ آپ نے کیا اثر لیا ہے۔لیا ہے یا نہیں۔آپنے کیا حق ادکیا ہے۔یہ بات آپ کو معلوم ہے۔البتہ میں نے اپنا حق ادا کردیا ہے۔آج کل کے معاشرہ نے آج کل کے ماحول نے ہمیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے ہمارے ایمان کو ہمارے اسلام کو برباد کر رکھا ہے۔ہم رسمی مسلمان ہیں رسمی مومن ہیں اگر کسی سے یہ پوچھا جائے کہ ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے تو الا ماشاء اللہ چند آدمیوں کے علاوہ معلوم نہیں ہوگا تاہم ہم مسلمان ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ ایمان کا اسلام کا ہم کو کیا حق ادا کرنا ہے اور کیا حق ادا کرنا چاہیئے۔یہی باتیں آپکے گوش گزار کرتا رہتا ہوں جن لوگوں نے سمجھ لیا اللہ پاک ان کو مبارک کرے اور جنہوں نے اب تک نہیں سمجھا اللہ پاک ان پر رحم کرے۔

ایمان کی حقیقت کیا ہے:

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ایمان کہ معنی ہی نہیں سمجھے اور اس طرف توجہ بھی نہیں ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ ایمان کیا ہے۔ایمان اور اسلام بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑی دولت ہے اگر چہ لاکھوں افراد ایسے ہیں کہ جنہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ ایمان کا حق بھی ادا نہیں کرتے اس کے تقاضے بھی پورے نہیں کرتے تاہم نسبت تو ہے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑی دولت ہے امید ہے کہ اللہ

اسی نسبت سے نجات دلا دے اور اسی نسبت کو ہمارے عذر کا سبب بنا دے یہ نسبت کوئی معمولی نہیں ہے غیرت کی چیز ہے مگر ہم سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے میں نے آپ سے کئی بار کہا ہے کہ اس کے متعلق بہت ساری کتابیں ہیں چھوٹی کتابیں بھی ہیں اور بڑی کتابیں بھی ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کی کتاب تعلیم الدین اسی طرح۔ حیاۃ المسلمین۔ اسی طرح جزالاعمال کم از کم آپ لوگ ان کتابوں کا مطالعہ فرمالیں آپ انہیں تو پڑھ لیں۔ ملتان کے ادارے نے بہت اچھا کام کیا ہے کہ حضرت مولانا کی دس بڑی کتابیں شائع کی ہیں جو ہر مسلمان اور ہر مومن کیلئے ضروری ہیں ان کا نام ہے۔ اصلاحی نصاب۔ جو لوگ اسے خرید سکتے ہیں ضرور خریدیں اور ضرور پڑھیں بہت اچھی ہے بہت عمدہ ہے اسے پڑھ کر کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے کہ ایمان کیا چیز ہے اسکی حقیقت کیا ہے اور اس کے کردار کو دیکھ کر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ ایمان والا ہے۔

تیس برس گذر گئے:

تقریباً تیس برس گذر گئے میں انہی باتوں کو دھرا رہا ہوں۔ کیونکہ ہمارے اور آپکے ایمان میں اسقدر کمزوری آ گئی ہے اسی لئے بار بار ان باتوں کا تکرار فائدہ دیتا ہے اور میں کئی بار یہ بات کہہ چکا ہوں کہ مجھے عالمانہ تقریر نہیں آتی میں تو ناصحانہ باتیں کرتا ہوں خدا کیلئے وہ چیزیں اختیار کریں جن چیزوں سے مجھے نفع ہوا ہے اور میری کوشش یہی ہے کہ آپ کو بھی انہیں چیزوں سے نفع ہو۔

وہ کون ہے:

ایمان کا جزو اعظم ہی ہم پر مخفی ہے ہم کس پر ایمان لائے وہ کون ہے کائنات کا خالق کائنات کا مالک، وحدہ لاشریک ہے، حمد وثنا کا مالک جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسی

کی مشیّت سے ہو رہا ہے اللہ کی مشیت جاری ہے ہم لوگ اسباب کو دیکھتے ہیں اور جو
اصل ہے یعنی مسبّب اسے بھول جاتے ہیں اس لئے کہ وہ مخفی ہے مثلاً ہم کہتے ہیں
کہ فلاں بات صحیح ہوگئی فلاں بات غلط ہوگئی فلاں کام اس طرح ہوگیا۔ فلاں اس طرح
نہیں ہونا چاہئے تھا حالانکہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیّت سے ہو رہا ہے اسباب کا عمل
دخل ان میں نہیں ہے خود اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک ذرّہ اور ایک پتّی اللہ کی مشیّت و
ارادہ کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی اور ایک ذرّہ میں جنبش نہیں آسکتی جب تک اس کی
مشیت نہ ہو اس ذات پر ہمارا ایمان ہو، عالم امکان میں جو کچھ ہو رہا ہے جسے ہم دیکھ
رہے ہیں سب کچھ اللہ کی مشیت کے ساتھ ہو رہا ہے کیا ہمارا یہ ایمان ہے یقیناً
ایسا نہیں ہے۔

موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے:

ہماری نظر سب پر جاتی ہے اور جو مسبّب ہے یعنی اللہ پاک کی ذات جو سب میں
تاثیر پیدا کرتی ہے اور وہی موثّر حقیقی ہے اس پر نظر نہیں جاتی اور ہم لوگ مخلوق کی
تاثیرات سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور جس نے یہ ہر قسم کی تاثیر رکھی ہے اسے بھول
جاتے ہیں اور ہمارے زوال کا سبب بھی یہی ہے کہ ہمارا جو ایمان خالص ہونا چاہئے
تھا وحدہ لاشریک پر وہ نہیں ہے۔ صرف اس کی مشیّت جاری ہے حقیقت یہی ہے کے
صرف اس کی مشیّت جاری ہے ہم الزام لگاتے ہیں اسباب کے نقائص پر، لوگوں کی
دل آزاری پر ڈاکٹر سے غلطی ہوئی مریض مر گیا فلاں غلطی ہوئی نقصان ہوگیا عالم
اسباب پر ہماری نظر جاتی ہے اس پر نظر جاتی ہی نہیں کہ کس کی مشیّت سے ایسا ہوگیا
بھائی اپنا ایمان تازہ کروا اپنے ایمان کی خبر لو پھر کہو کہ یا اللہ آپکی مشیّت جاری ہے عالم
امکان میں جو کچھ ہو رہا ہے آپکی مشیّت سے ہو رہا ہے آپکی مرضی سے ہو رہا ہے۔

آپ ہی کرر ہے ہیں۔آپ کی مشیّت غالب ہے۔اوراس میں بہت بڑاامتحان ہے۔ اور بہت بڑی آزمائش ہے۔

خالق خیروشروہی ہے:

جب انہوں نے کہد یا کہ خالق خیر بھی ہم ہیں اور خالق شر بھی ہم ہیں۔ عالم کائنات میں جو خیر ہور ہا ہے وہ بھی اللہ کی مشیّت سے اور جو کچھ شر ہور ہا ہے وہ بھی اللہ کی مشیّت سے شر کیوں پیدا کیا اسکی حکمت اس پر کوئی گفتگو نہیں کر سکتا، آدمی کو اشرف المخلوقات بنایا کیوں بنایا اس کی مشیّت شیطان پیدا کیا، نفس پیدا کیا کیوں پیدا کیا اس کی حکمت ومشیّت ہے ہاں یہ ایمان رکھو کہ شیطان کا وجود وہ بھی اس کی مشیّت وارادہ سے ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور کلام اللہ کا وجود وہ بھی اس کی مشیّت سے ہے۔

شیطان بھی پیدا کر دیا اور اِسے گمراہی کی طاقت بھی دیدی۔سانپ کے اندر زہر پیدا کر دیا۔سنکھیا کے اندر زہر پیدا کر دیا، کیوں پیدا کر دیا؟ یہ اس کی مشیّت ہے۔ خبر دار اس میں گفتگو نہیں کرنا۔ یہ دیکھو کہ جو کچھ بھی ہور ہا ہے اس کی مشیّت سے ہور ہا ہے بھائی ان جوانوں سے پوچھو کہ اس بوڑھے کے پاس آنا کیوں ہوا ہے۔ بھائی محض اس جذبہ سے کہ اللہ اور اسکے رسول کی کچھ باتیں معلوم ہو جائیں یہ تشنگی ہے اور اس تشنگی کو ختم کرنے کیلئے آنا ہوا ہے۔

پیاس اور طلب ہو تو پانی بہت:

پیاس پیدا کرو پانی بہت ملے گا۔تشنگی کا اظہار ضروری ہے سوال یہ ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کی تشنگی کی وضاحت کیا ہے۔اس کا اظہار کر و تا کہ پانی میسّر آسکے اور پیاس بجھ سکے۔تشنگی دور کرنے کیلئے ہزاروں سینکڑوں مواقع پیدا کئے ہیں۔اسباب بنائے ہیں۔

جنت دوزخ کو پیدا کیا:

جنت بھی اسی نے پیدا کی ہے اسکی نعمتیں بھی اسی نے پیدا کی ہیں جہنم بھی اسی نے پیدا کی اوراس کے عذاب کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے دنیا چند روزہ ہے ختم ہو جائے گی دنیا کب ختم ہوگی یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ وقت مل گیا ہے، موقعہ مل گیا ہے، یہ معلوم کرنے کیلئے کہ جنت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے اور گناہ ایسی چیز ہے جو جہنم کا سرمایہ ہے، دنیا میں بھی جہنم کا سرمایہ ہے، اور آخرت میں بھی جہنم کا سرمایہ ہے اور نیکی جنت کا سرمایہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جنت کا سرمایہ ہے۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کر کے بتادیا کہ نیکی جنت کا سرمایہ ہے اور اسی طرح برے اعمال دوزخ کا سرمایہ ہیں ان سے بچو اسکے بعد بھی ہمیں متنبہ نہ ہو۔ وعظ ونصیحت سے اس کو کوئی فائدہ نہیں جو ان چیزوں سے نہ سمجھ سکے اسکو کون سمجھا سکتا ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتادیا ہے، ہر نیکی اور برائی کی وضاحت کر دی ہے اس کے بعد بھی کوئی نہ سمجھے اور کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو خدا حافظ ہے، میں عرض کر رہا تھا کہ ہر عمل اور معاملہ کو منجانب اللہ سمجھا جائے یہاں تک کے تمام تکالیف، مصائب، پریشانیاں، بیماریاں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہیں کیا یہ چیزیں خود بخود پیدا ہوگئی ہیں نہیں ان تمام کا خالق اللہ جل شانہ کی ذات ہے وہ بیماری کا بھی خالق ہے اور پریشانی کا بھی خالق ہے، تم نے اپنے ذمہ لگالی ہیں۔

لطیفہ:

ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے، کہ ایک شخص آیا ایک ڈاکٹر کے پاس اور کہا کہ پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے ڈاکٹر نے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے کہنے لگا جلی ہوئی روٹی کھالی تھی

ڈاکٹر صاحب نے آنکھوں کا معائنہ شروع کر دیا مریض نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میرے پیٹ میں درد ہے ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تمہاری آنکھیں ٹھیک ہوتیں تو جلی ہوئی روٹی کیوں کھاتے ، اس موقع پر ہزاروں باتیں ہوتی ہیں کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اس جلی ہوئی روٹی میں تاثیر کس نے رکھی ہے۔ کس نے حکم دیا ہے، ہم کیوں بیمار ہو گئے ، ہم کیوں پریشان ہو گئے ، طبیعت کا بگاڑ ، طبیعت کا سنبھال اسکے خالق تو وہی ہیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے خالق پر نظر کرو، پہلے موثر پر نظر ڈالو پھر تاثیر پر نظر ڈالو پہلے مسبب پر نظر کرو پھر سبب پر نظر کرو، کوئی پریشانی ہے کوئی دشواری ہے کوئی دکھ ہے یا اللہ آپ کی مشیّت ہے کسی کی مجال نہیں تھی لیکن آپ نے تاثیر رکھدی ہے اچھا عمل اور اسکی تاثیر بھی آپ کی طرف سے ہے اور برے اعمال کی تاثیر بری تاثیر ہے۔ اس پر کیوں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے پریشان کیا فلاں نے یہ کر دیا۔ یہ سب کچھ کہا جاتا ہے لیکن یہ تو دیکھو کہ شکوہ کس سے کر رہے ہو مخلوق سے شکوہ کر رہے ہو اگر شکوہ کرنا ہی ہے تو خالق سے کرو۔ اس نے سب کچھ بتا دیا اور یہ ہماری محرومی قسمت ہے کہ ہم عمل نہیں کرتے۔

نماز کے دو حصے:

نماز میں دو چیزیں ہیں ۱) محض قرآن کی تلاوت ہے (۲) خالق کی بندگی اور بندے کی ذات، ایاك نعبد و ایاك نستعین، اسمیں بتلایا گیا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے ہماری طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے کے جب تم مدد مانگو گے تو ہماری نصرت تمہارے ساتھ رہے گی۔

غیر سے مدد مانگتے ہیں:

ہمار عقیدہ اور مزاج بگڑ گیا ہے۔ ہم دوسروں سے مدد مانگتے پھرتے ہیں۔ ہم مدد

مانگتے پھرتے ہیں عاملوں سے۔وظیفوں سے۔تعویذوں سے۔سوال یہ ہے کہ وظیفوں میں تاثیر کس نے رکھی ہے اوران میں تاثیر کون دے گا۔اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ ساری دنیا کے عامل،ساری دنیا کے وظیفے،ساری دنیا کے تعویذ گنڈے بیکار ہیں بے اثر ہیں فضول ہیں۔ان میں کچھ بھی اثر نہیں ہے موثر حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے ان کو تاثیر کس نے دی ہے افسوس ناک بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف ذریعہ بنایا ہوا ہے پریشانی دور کرنے کا اور جس نے نازل کیا کلام اس کی نافرمانی کرر ہے ہو اور اس سے منہ موڑ رکھا ہے۔

زاویہ نگاہ کی تبدیلی:

زاویہ نگاہ تبدیل کرلو کہ اس دنیا میں جو بھی مانگو پہلے خالق سے مانگو، **ایاك نعبد وایاك نستعین** ،،یا اللہ ہم عاجز ہیں اور آپ قادر ہیں ہمارے اوپر ہر اعتبار سے اثر ہے،ماحول کا اثر ہے،حالات کا اثر معاشرہ کا اثر ہے اور ہمارے اوپر اچھے اثرات بھی ہیں اور برے اثرات بھی ہیں۔اچھے اثرات کی قدر نہیں کرتے یعنی شکرادا نہیں کرتے اور برے اثرات پر ھائے ھائے کرتے ہیں۔لہٰذا جو اثر بھی ہو سب سے پہلی نظر اس کی طرف کی جائے۔کوئی دوسرا نہیں ہے کوئی شریک نہیں ہے اس کا اگر ساری کائنات نقصان پہنچانا چاہے نہیں پہنچا سکتا مگر جو اللہ چاہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ساری کائنات مل کر اگر تجھے نقصان دینا چاہے تو نہیں دے سکتی مگر جو اللہ چاہے، اور کوئی تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر جو اللہ چاہے،معلوم ہوا کہ مشیّت الٰہی اصل ہے۔ فائدہ بھی منجانب اللہ ہے اور نقصان بھی منجانب اللہ ہے،اس کیلئے ایک جامع کلمہ ہے ''**لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ**''اس کا ورد کرو ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی،یہ رجوع الی اللہ ہے توحید کا خلاصہ ہے ،،**لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ**۔

تدابیر:

میں ساتھ ساتھ تدابیر بھی بتارہا ہوں کہ جب کوئی دشواری ہو تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ، پڑھیں کسی کی مجال نہیں ہے کہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکے اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمارا کچھ بگاڑ سکے یہ توحید یاد کر لیجئے جس دن یہ عقدہ حل ہو گیا اور عقیدہ صحیح ہو گیا کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے تو مسئلہ حل ہو گیا، پہلے اللہ سے رجوع کرو پھر جو دشواری ، پریشانی، مصیبت ہے اس کیلئے تدبیر کرو یعنی پہلے رجوع الی اللہ ہے کہ جو پریشانی ہے وہ اس کی طرف سے ہے کیوں کہ ہمارے کان بہکے، آنکھ بہکی، زبان بہکی ہوگی۔ اگر ہم اپنے اعمال کو نہیں دیکھیں گے اپنے کانوں کی بدتمیزی اور آنکھوں کی برائی کو نہیں دیکھیں گے تو دوسروں پر الزام لگاؤ گے کہ فلاں نے ایسا کر دیا فلاں نے ایسا کر دیا، توحید سمجھ میں آئی یا نہیں یعنی لا الہ الا اللہ یا اللہ جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں اس سے زبان تازہ کرو دعا سے تازہ کرو کیوں ہو گیا کیسے ہو گیا خبردار جو کچھ ہوا تمہارے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے۔

تاثیر کی تبدیلی:

اگر مرچ کھائی ہے تو ہم تاثیر بدل سکتے ہیں اگر ہماری طرف رجوع نہ کیا تو ہم تاثیر تبدیل کر دیں گے۔ نفع سے نقصان میں بدل دیں گے، بات سمجھ میں آئی یا نہیں۔ کوئی پریشانی ہے وہ ہمارے اعمال کی شامت ہے۔ کیونکہ ہر چیز اپنے سبب سے پیدا ہوتی ہے۔ جتنی بھی بیماریاں ہیں یعنی جسمانی تو یہ بد پرہیزی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا تدارک ہو جاتا ہے۔ البتہ روحانی بیماریاں مثلاً جھوٹ بولنے کی بیماری ہے۔ اس کا خمیازہ اسی طرح ہے۔ آنکھ بہک گئی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ تب جا کر اس کا تدارک ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر بزرگ کی دعائیں یا کسی عالم کی دعائیں کام نہیں

آتیں یہ غم اور جو پریشانی آتی ہے اس کیلئے فوراً استغفار کرو۔ یہ تمہارے اعمال کی شامت ہے، یہ عمل تھا اور غم و پریشانی اس کا ردعمل ہے تم نے خود اعمال ایسے کئے ہیں، تم نے زہر کھایا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو۔

ڈاکٹر، حکیم جسمانی معالج ہیں:

ہم کو جو بیماریاں لگتی ہیں ان کا تدارک تو یہ لوگ یعنی ڈاکٹر اور حکیم لوگ کر دیتے ہیں، لیکن ہماری بداعمالیاں، بداخلاقیاں ہیں ان کا خمیازہ بھگتتے ہیں ان کا کیا کریں مختصر یہ ہے کہ اپنی پریشانیوں اور دکھوں کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ کیوں کہ ہم نے عمل کیا اور یہ پریشانیاں ردعمل ہیں، اس کا علاج استغفار ہے گناہوں کو چھوڑو، اگر ایک شخص بد پرہیزی کر رہا ہے گناہوں کو نہیں چھوڑ رہا ہے لاکھ اسے دوا دی جائے فائدہ نہیں ہوگا۔ جس طرح ڈاکٹر پرہیز بتاتا ہے کہ یہ چیزیں مت کھاؤ ان سے تم نے بچنا ہے یہ غذائیں یہ چیزیں تم کو ترک کرنا پڑیں گی پھر دوا سے فائدہ حاصل ہوگا اور شفاء ہوگی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈاکٹروں کا قانون یہی ہے کہ بد پرہیزیاں چھوڑو اور اسی طرح گناہوں سے پرہیز کرو اور توبہ کرو۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ اس قانون کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

واقعہ:

میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا اس نے اپنی داستان غم سنائی اور اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کیا، بڑی پریشانیاں بڑے مصائب بیان کئے۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ لا الہ الا اللہ کہ کیا قابل رحم حالت ہے آپکی یعنی جو کچھ پریشانیاں ہیں وہ ساری کی ساری منجانب اللہ ہیں کوئی متصرف نہیں ہے۔ یہ ہمارا وجود ہے اس میں کوئی اللہ کے سوا متصرف نہیں البتہ عمل اور ردعمل خدا کا قانون ہے۔ ہم ایسے اعمال کر رہے ہیں

اور بد پرہیزی کرر ہے ہیں۔اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں ۔ان اعمال میں تاثیر تو انہوں نے رکھی ہے ہم لاچار ہیں، بے بس ہیں۔مجبور ہیں اور پریشان ہیں۔ہم نے بد پرہیزی کی میں نے گناہ کئے اور انہیں ترک نہیں کیا۔یہ مصائب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے ان آفات اور مصیبتوں کو تیرے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا۔وہی اپنا حکم بدل سکتا ہے وہ اس پر قادر ہے

مثال:

اس کی مثال میں اس طرح دیتا ہوں کہ آگ کا کام جلانا ہے، آگ جلائے گی اور قیامت تک جلائے گی لیکن جب وہ کہتا ہے کہ اے آگ ٹھنڈی ہوجا تو وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے ادھر تو حکم کی تعمیل ہے نہ آگ میں تاثیر ہے نہ کسی اور چیز میں کوئی تاثیر ہے، نہ زہر میں تاثیر ہے نہ شیطان میں کوئی تاثیر ہے، جب تاثیر دینے والا وہی ہے تو اس سے ہی کہا جائے کہ پھر کہو،، **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ** ،،اب یہ اعتراف کر کے توبہ کرے کہ میرے گناہ ہیں میں نافرمانی کرتا ہوں، میری کوتاہی ہے اور میں ہی خمیازہ پاتا ہوں اور یہ تیرے سوا کوئی دوسرا اس خمیازہ کو دور نہیں کرسکتا لا الہ کا معنی یہ ہے کہ ہم پر جو حالت طاری ہیں وہ سب اسکے حکم سے ہے اس کے سوا کوئی دوسرا اسکے حکم کی تاثیر نہیں بدل سکتا۔

میرے بھائیو۔اسکی عادت ڈالو،اللہ کی طرف رجوع کرنا سیکھو۔کوئی پریشانی ہو۔کوئی دشواری ہو تو کہا جائے،، ایاک نعبد وایاک نستعین ،، کہ ہماری مدد فرما۔فرمایا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے ۔کیونکہ ہمارا قانون ایسا ہی ہے۔کہ جب تم سے بد اعمالیاں ہوجائیں۔تو ہم سے استغفار کرو، استغفار سے تمام گناہ ختم ہوجاتے ہیں گناہ بڑے بڑے ہوں سب معاف ہوجاتے ہیں کیوں کہ ہم نے گناہ اپنی نسبت سے کئے

اور ہماری عقل محدود، ہماری سوچ محدود ہم نے اپنی محدود سوچ کے پیش نظر اپنے آپ کونقصان پہنچالیا ہے۔انکی شان کریمی ان کی شان رحیمی لا محدود ہے۔جب بندہ کہتا ہے،، کہ لا الـــہ الا اللّٰـــہ، کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی نہیں جو ہماری شامت اعمال کو دور کرے۔

توبہ کی تعریف:

توبہ کی تعریف یہ ہے کہ جس چیز نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اسے ترک کردو اور اللہ تعالیٰ سے شفا مانگو یہ پہلی شرط ہے جیسے ڈاکٹر کہے کہ بدپرہیزی چھوڑ دو یعنی جس چیز نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اسے چھوڑ دو پھر تمہیں فائدہ ہوگا اس طرح توبہ کی تعریف اور فائدہ ہے اور توبہ کے بعد انسان اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذنوب جمیعاً، یعنی اللہ تعالی سب گناہ معاف کردیں گے۔

صحابہ کی زندگی:

صحابہ کرام کی زندگی یہی بتا رہی ہے کہ کیسے کیسے لوگ تھے کہ جنہوں نے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں چھوڑی تھی بت پرستی کرتے تھے، کیا کیا خرافات کرتے تھے لیکن جب انہوں نے کہا لا الٰہ الا اللّٰہ ،، اللہ پاک نے سارے گناہ معاف کردیئے اس طرح معاف اور صاف ہو گئے جیسے ماں کے پیٹ سے صاف پیدا ہوتے ہیں۔

انبیاء علیھم السلام کا مقامِ بشریت:

انبیاء واولیاء پر بڑے بڑے مصائب آتے ہیں تو انہوں نے کونسے گناہ کیئے کیا وہ توبہ واستغفار نہیں کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر مجاھدے کہ انسان کی قدر نہیں ہوتی، رسول ہونا ایک مرتبہ ہے۔لیکن بشریت ان کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کا قانون

ہے کہ انبیاء کے مراتب قرب کو بڑھانے کیلئے ان پر مصائب بھیجتے ہیں انبیاء کی زندگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر مقام پر اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں صحابہ نے آپکی تعظیم تو کی لیکن آپنے فرمایا کہ میری اتنی تعظیم نہ کرو کہ جس طرح حضرت عیسٰی کے حواریوں نے کی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں ہاں یہ بات الگ ہے کہ میں اس کا نبی ہوں اوراس کا رسول ہوں بشریت کے لحاظ سے تکلیفیں پہنچتی ہیں لیکن فرق کے ساتھ۔اسی طرح دیگر لوگوں کو تکالیف پہنچتی ہے فرق مراتب کے ساتھ لیکن توبہ اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ انکو معاف کر دیتے ہیں۔

توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا رہے تو سکون قلب نصیب ہوجاتا ہے۔کلام اللہ میں بار بار کہا گیا کہ توبہ و استغفار کرو۔اوراسی طرح کہا کہ شکر ادا کرو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اپنی نعمتوں میں اضافہ کریگا اسلام پر شکر ادا کرو،ایمان پر شکر ادا کرو کہ اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مسلمان بنایا ایمان دیا،شکر کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شکر سے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں لہٰذا اپنی بد اعمالیوں کا استحضار کیا جائے کہ اے اللہ گندگی میرے دل میں بھی ہے میرے دماغ میں بھی ہے میرے اعمال میں بھی ہے میرے اخلاق میں بھی ہے میں توبہ کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔اس مراقبہ کو روزانہ کر کے دیکھئے پھر دیکھئے کہ کتنے دروازے کھلتے ہیں۔

ایمان کا تقاضہ:

ایمان کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اپنے گناہوں کا استحضار کرے۔اور زوال نعمت سے خوف زدہ رہے اور توبہ کرتا رہے یا اللہ تو نے عافیت دی تو نے سکون دیا اپنی عبادات کی توفیق دی ہے اسی طرح ہمارے وجود

کے ساتھ جتنی نعمتیں ہیں سب کا شکرادا کرتے ہیں اور انکو صحیح استعمال کرنے کی توفیق دے۔اور تو نے ہمیں کمال یہ دیا کے اپنا کلام دیا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے اس وقت غروب کا وقت ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ہم تیرا کلام پیش کرتے ہیں۔

دعا:

یا اللہ آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے ایمان کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی نعمتوں کا شکرادا کریں اور اس کا صحیح استعمال کریں اور زوال نعمت سے پناہ مانگیں یا اللہ جتنی نعمتیں آپ نے دی ہیں ہم اس کا شکرادا کرتے ہیں اور زوال نعمت اور خسران نعمت سے پناہ مانگتے ہیں یا اللہ اپنی نعمتوں کے صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمایئے آپ نے ہمارے وجود کے ساتھ اور ہمارے ماحول میں جتنی نعمتیں دی ہیں ان کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمایئے اور جو غلطی ہو جائے کوتاہی ہو جائے اور ہم ان نعمتوں کو غلط استعمال کریں تو یا اللہ ہم استغفار کرتے ہیں دل و جان سے ہماری جتنی کثافتیں ہیں سب دور کردیجئے آپ کا کلام برحق ہے ہماری کوتاہیاں ہمارے گناہ سب ناقص ناقص ہیں چاہے کبائر کیوں نہ ہوں پھر بھی ناقص ہیں کیونکہ آپ کی رحمت و مغفرت بے پایاں ہے یا اللہ ہم کو یہ دولت ابدی و سرمدی عطا فرمادیجئے استغفار اور ترک گناہ کی توفیق عطا فرمایئے اور عافیت کاملہ عطا فرمایئے عافیت سوز کام کرتے ہیں گناہ کرتے ہیں گناہ جتنے ہیں سب عافیت کو برباد کرنے والے ہیں یا اللہ گناہوں سے بچالیجئے تا کہ ہماری عاقبت سلامت رہے یا اللہ ہم آپ کا شکرادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں عافیت دی ہے سکون دیا ہے اپنی عبادات و طاعات کی توفیق دی ہے اللھم لك الحمد ولك الشکر اے اللہ شکر ہے آپکا کہ آپ نے ہمیں بہت سی نعمتیں دی ہیں ظاہر کی

بھی باطن کی بھی چاہے ہم اس کا حق ادا نہ کر سکیں استحضار نہ کر پائیں لیکن ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں جتنی بھی نعمتیں ہمارے وجود کے ساتھ ہیں ایمان کی اسلام کی عافیت کی رہنے سہنے کی کھانے پینے کی منصب کی جتنی بھی دولتیں ہیں سب آپ کی عطا ہیں یا اللہ ان کو صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائیے یا اللہ ہم کو توفیق عطا فرمائیے کہ ہم دنیا میں بھی فائدہ اٹھائیں اور آخرت میں بھی یا اللہ ہماری گمراہیوں کو ہمارے نقائص کو سب کو معاف فرما دیجئے استغفر الله استغفر الله یا اللہ آپ کا کلام برحق ہے آپ نے ہم کو مستثنیٰ کر دیا ہے ہمارے تمام وجود سے ہماری تمام زندگی کا سرمایہ جو ہے وہ آپ نے اپنا کلام عطا فرما کر ہمارے لئے دنیا میں اور آخرت میں ایک بہت بڑا احسان عظیم فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر احسان عظیم ہے قیامت تک کے لئے کہ ہم آپ کی سرکار میں آپ ہی کے الفاظ پیش کریں یا اللہ جمعہ کا دن ہے اور قبل غروب آفتاب کی ساعت ہے حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں یا اللہ ہم آپ کے عاجز بندے ہیں آپ کے سامنے دست بہ دعا ہیں یا اللہ اپنے کلام کی تاثیر ہم کو تمام تر عطا فرما دیجئے اس کا مورد بنا دیجئے۔

ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا ہم سے اگر خطا اور نسیان ہو جائے تو معاف فرما دیجئے آپ کا کلام ہے اس کا مورد بنا دیجئے ربنا و لا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا وساوس وخطرات شیطانی وساوس سب ہم کو ستاتے ہیں سب معاف فرما دیجئے ربنا و لا تحملنا مالا طاقة لنا به ہم کو جو بھی پریشانی ہے جو دشواری ہے یہ ہماری شامت اعمال ہے آپ کا قانون صحیح ہے عمل اور رد عمل ہم اسی میں مبتلا ہیں ہم نے اعمال ایسے کئے ہیں اس کا ردعمل یہ ہے کہ ہم بیمار ہیں پریشان ہیں دشواریاں ہیں ہزاروں طرح کی تکلیفیں ہیں یا اللہ یہ ہماری شامت اعمال

ہیں آپ کا کلام برحق ہے آپ نے ہم کو مستثنیٰ کرنے کے لئے اپنا کلام عطا فرمادیا ہے
یا اللہ صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کا مورد بنادیجئے ربنا ولا تحملنا مالا
طاقة لنا به یا اللہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا یا اللہ جو گناہ ہم نے کر لئے ہیں ان کا یہ
اثر ہم پر ہے پریشانیاں بیماریاں دشواریاں ہر طرح کی ناگواریاں ہیں یا اللہ شامت
اعمال ہیں یا اللہ ہم کو شامت اعمال سے بچالیجئے واعف عنا معاف فرمادیجئے
واغفر لنا وارحمنا ہماری مغفرت فرمادیجئے ہم پر رحم فرمادیجئے انت مولینا
فانصرنا علی القوم الکافرین آپ ہمارے مالک ہیں جن لوگوں سے ہمیں
تکلیفیں پہنچیں تھیں ان کے مقابلے میں ہمیں نصرت عطا فرمادیجئے اللھم ربنا تقبل
منا انك انت السميع العليم بحق سید المرسلین رحمت للعالمین یا اللہ ہم نے آپ
کے کلام کی تلاوت کی ہے جو آپ نے ہمارے حال کے مطابق اپنی رحمت کاملہ سے
عطا فرمایا ہے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ربنا لا تو اخذنا ان
نسینا او اخطانا ،ربنا اٰ تنا فی الدنیا حسنة وفی ا لاخرة حسنة وقنا
عذاب النار جتنے حسنات دنیا میں آپ نے خلق فرمائی ہیں یا اللہ ہم سب کے محتاج
ہیں ہمیں سب عطا فرمادیجئے اور آخرت کے جتنے حسناتف فرمائے ہیں وہ آپ کے علم
میں ہیں ہم محتاج ہیں ہم کو وہ بھی عطا فرمادیجئے یہاں کے حسنات بھی عطا فرمایئے اور
آخرت کی حسنات بھی عطا فرمایئے آپ کا کلام برحق ہے ہمیں اس کا مورد بنادیجئے
یا اللہ وقنا عذاب النار دنیا کے دوزخ سے بھی نجات دیجئے اور آخرت کے بھی دوزخ
سے نجات دیجئے دنیا کی دوزخ یہی ہے بیماریاں پریشانیاں دشواریاں کلفتیں نا
گواریاں اس میں مبتلا ہیں جہنم ہمارے لئے یہ ہماری شامت اعمال ہے یا اللہ اس
سے نجات دیجئے ربنا وقنا عذاب النار دنیا کے عذاب سے بھی بچالیجئے اور آخرت

کےبھیانک علی کل شئی قدیر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم.

آمین بحق سید المرسلین یارحمت اللعالمین

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹ جنوری ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بھائی یہ لمحاتِ زندگی بڑے قیمتی ہیں، مسلمان کی زندگی بڑی غنیمت ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کی قدر نہیں ہے۔ ورنہ اللہ جل شانہ جو ہمارے خالق ہیں، ان کی نعمتیں ہمارے ساتھ ہر وقت کارفرما ہیں، وہ ہمارے ہر وقت نگران ہیں۔ ایمان عطا فرما کر انہوں نے ہمیں ایسی نسبت عطا فرمادی ہے کہ جو نسبت ہم سے کبھی جدا نہیں ہوسکتی۔ یہ چیز ایسی عطا فرمائی ہے کہ جس کو ایمان مل گیا چاہے وراثتاً ملا ہو، چاہے جس صورت سے بھی ملا ہو۔ ایمان بہت بڑی دولت ہے۔ یہ ایمان ہماری ہر وقت رہنمائی کرتا ہے کہ یہ کام کرنا چاہیے اور یہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے اور یہ اس کی رضا کے مطابق نہیں ہے۔ اتنی بڑی دولت ہونے کے باوجود ہم نے ایمان کے تقاضوں پر چلنا چھوڑ دیا۔ اسی لیے طرح طرح کی گمراہیوں میں مبتلا ہوگئے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ دنیاوی معاملات ہیں اور یہ دین کے معاملات ہیں، حقیقتِ یہ ہے کہ ایمان والے کے لئے کوئی چیز دنیا نہیں سب دین ہی دین ہے۔

کیا ہے خلق مجھے باوجود علمِ گناہ
یہ اِبتداء ہے کرم کی تو انتہا کیا ہے

تو جب جانتا ہے کہ انسان خطا کار ہے۔ انسان خطا ونسیان کا مرکب ہے۔ تو اس سے گناہ کا ہونا ضروری ہے اور اس کی اسی میں حکمت ہے کہ انسان خطا کار ہے، عجیب بات یہ ہے کہ انسان کو اعلیٰ مقام جو حاصل ہوتا ہے وہ خشیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تقوٰی سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جب تک خطا اور نسیان نہ ہو، اور اس پر انکسار و

ندامت نہ ہو۔ عجز وانکسار کی کیفیت طاری نہ ہو۔تقویٰ حاصل نہیں ہوتا تو اللہ پاک نے اس کو بھی اسی مصلحت کے لئے رکھا ہے۔ جہاں اور مصلحتیں ہیں ایک یہ بھی ہے۔ کہ تم ارادہ کرو، دیکھو ناجائز چیز ہے، ناپاک چیز ہے پھر کیوں اس کا ارتکاب کرتے ہو؟ تمہیں خود معلوم ہیں اس کے نتائج، پھر ارتکاب کرتے ہو۔ سیرۃ النبی کا جلسہ ہوتا ہے آپ خود جا کر اس میں دیکھیں کہ کونسا منکر ہے جو اس میں نہیں ہو رہا ہوتا؟ یہ کتنی بدتمیزی ہے اور استہزاء ہے اس نسبت سے کہ یہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو سبق دیا تھا شرافت نفس کا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق قائم کرنے کا یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا، اوامر اور نواہی کا آپنے کلام اللہ اور کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدود اللہ کو مقرر فرما دیا۔ کہ ہمارا یہ عمل اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہے اور حدود کے اندر ہے۔ وہ حدود سے متجاوز ہو گئے۔ انہیں گمراہی آ گئی، ضلالت آ گئی۔

اخلاصِ نیت:

اخلاصِ نیت بڑی چیز ہے ہمارے لیئے آپ کے لیے، سب کے لیے صاحبِ ایمان کے لئے اخلاصِ نیت جو ہے یہ بہت بڑی چیز ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ اللہ ربّ العٰلمین کی تفسیر کا خلاصہ ہی اخلاص نیت ہے۔ آپ جتنے لوگ ہیں اس وقت سب سے پوچھیے کہ کیا اخلاص نیت نہیں ہے۔ سب کہتے ہیں کہ اخلاص نیت سے کر رہے ہیں اور اپنی عقیدت مندی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اخلاص نیت ہے۔ لیکن حدود سے متجاوز ہو گئے۔ حدود سے جو متجاوز ہوئے قلب میں گمراہی آ گئی۔ **تلك حدود الله** ۔ **تلك حدود الرسول** ۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے حد بندی کر دی تھی کہ اللہ ان

امور میں ان حدود سے راضی ہے۔اس سے بڑھ کر جاؤ گے یا تو ضلالت، گمراہی اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤ گے یا بدعات اور الحاد میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

افراط اور تفریط:

افراط اور تفریط یہی چیز ہے کہ افراط میں تو لوگ یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ استہزاء کرتے ہیں دین کا۔ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں نا قابل عمل ہیں۔اس وقت شریعت کے امور نا قابل عمل ہیں نعوذ باللہ استغفر اللہ۔ بدرجہ کفر ہے یہ بات۔ایک طبقہ تو یوں گمراہ ہو گیا، اس قدر مغرب زدہ ذہنیت ہے اس کی۔

کوئی کہتا ہے کہ موجودہ تمدن اور موجودہ معاشرت کے یہ تقاضے ہیں ہم کو تو یہ پورا کرنا ہے۔ہم وہ دقیانوسی دستور العمل پر کام نہیں کر سکتے۔ یہ کھلا ہوا زندقہ ہے اور الحاد ہے۔اور حدود اللہ سے متجاوز ہونا ہے۔

دوسرا طبقہ تفریط کی طرف جو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بھی دین ہے اور یہ بھی دین ہے۔اس میں بھی ثواب ہے۔اس میں بھی ثواب ہے چنانچہ قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور جگہ جگہ قرآن خوانی ہو رہی ہے۔یعنی میت کے لئے پہلے قرآن خوانی ہوتی تھی۔اب اگر تقریب کرنی ہے کسی کی تو قرآن خوانی کرا لیجیۓ۔ نیا مکان بنانا ہے تو قرآن خوانی کرا لیجیۓ ، غرض کوئی عنوان خیر و برکت کا تلاش کرنا ہے تو قرآن خوانی کرا لیجیۓ۔قرآن خوانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کر لیا۔ بڑی سعادت کی بات حاصل کر لی۔ یہاں قرآن خوانی ہو رہی ہے نماز کی کوئی پابندی نہیں ہے نہ عورتوں میں ہے اور نہ مردوں میں۔کوئی پرواہ نہیں، قرآن خوانی کی اہمیت جتنی زیادہ ہے ان کے دلوں میں اتنی مسجد میں جانے کی اور نماز باجماعت پڑھنے کی اہمیت نہیں ہے۔ اور حدود شرع کے اندر جو باتیں ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

حقِ محبت اور ہمارا طرزِ عمل:

اسی طرح آج کل کے سیرت النبی کے جلسے ہیں۔ بڑا حقِ محبت ہے۔ بڑا اظہار محبت ہے۔ کبھی غور کر کے دیکھیں کبائر کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ کھلے ہوئے کبائر کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ مرد و عورت اس میں طورِ عام شریک ہو رہے ہیں۔ خانہ کعبہ کی اور روضۂ اقدس کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں۔ نہایت عقیدت مندانہ انداز سے عورتیں بھی اور مرد بھی جاتے ہیں طواف کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ کوئی سلام کرتا ہے، "اناللّٰہ و انا الیہ راجعون"۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ لیکن بظاہر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ہم محبت کا اظہار کر رہے ہیں بڑی شان و شوکت کے ساتھ بڑے بڑے لوگوں کے ہاں جلسے ہو رہے ہیں۔ صاحبِ اقتدار لوگوں کے ہاں وہی اپٹوڈیٹ فیشن ایبل، ننگے سر، کوٹ پہنے ہوئے ٹائی لگائے ہوئے، پتلونیں پہنے ہوئے، سگریٹ لگائے ہوئے۔ ان کے سامنے ان کی مستورات بھی نیم برہنہ لباس میں شریک ہو رہی ہیں۔ فلاں وزیر کے اور فلاں فلاں بڑے لوگوں کے ساتھ بڑا جلسہ کامیاب ہوا۔ روشنی کی جا رہی ہے۔ جلسے کیے جا رہے ہیں ارے! کیا شرک کر رہے ہو۔ کسی قدر شرم نہیں معلوم ہوتی۔ میرا تو دل کڑھ رہا ہے کہ خدا کے غضب سے ڈرو! نبی الرحمۃ اللہ جل شانہ کے نزدیک جو سب سے زیادہ محبوب ہستی اور جن کے لئے اللہ جل شانہ نے تمام کائنات کو پیدا کیا، ان کی سیرت کے ساتھ اس طرح استہزاء کر رہے ہیں۔ کس قدر گستاخی ہے اگر اللہ جل شانہ کو جوش آجائے انتقام کا تو ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کو نہ چھوڑیں۔ کس طرح گستاخانہ انداز ہے۔ جو نبی الرحمۃ مٹانے والا ہو فواحشات کو، منکرات کو، گانے بجانے کو۔ اور یہاں ریڈیو۔ ٹیلی ویژن پر نعتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ برہنہ سر عورتیں نعتیں پڑھ رہی

ہیں۔ ارے! یہ کیا ظلم کر رہے ہو۔ ارے! یہ کیا استہزاء کر رہے ہو۔ خدا کی پناہ! ڈرنا چاہیے۔ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا دین ہے۔ فلاں مسماۃ نے بڑی اچھی نعت پڑھی ہے۔ بڑی اچھی حمد پڑھی ہے۔ اِنا للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

من تشبّہ بقوم فھو منہ

کہ جس نے کسی قوم کی نقل کی وہ انہی میں سے ہے۔

اور تمہارے شرکاء کس لباس میں ہیں تمہاری عورتیں کس لباس میں ہیں، غیر مسلموں کے انداز میں۔ اسلامی چیز نہ تو تمہارے لباس میں ہے اور نہ ہی تمہاری وضع قطع میں ہے۔ نہ صورت ہے نہ شکل ہے۔ نہ عورتوں کی اور نہ مردوں کی اور حق محبت ادا کرنے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ کس قدر گستاخی ہے اور کس قدر بدتمیزی کی بات ہے۔ کہ جو نبی رحمت اس کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔ امتیازِ قومی، امتیازِ مذہبی، امتیازِ دینی۔ جس نے احساس پیدا کیا کہ تمہارا لباس اور تمہاری وضع قطع اسلامی ہونی چاہیے۔ تم نے اس سے روگردانی کی اور استہزاء کیا اس وضع قطع اور لباس پوشاک کا۔ غیر مسلموں ضالین اور مغضوبین کا لباس پوشاک پہن کر انہی کی تقلید میں جلسے کرتے ہیں اِنا للہ دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتے سیرت النبی کے جلسے۔ کسی مملکت اسلامی میں نہیں ہوتے، ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ، چونکہ انگریز مسلط تھا یہاں۔

کفار کی تشبہ:

ہندوؤں کے ہاں ہر سال رام لیلا، جنم اِشٹمی ہوتا ہے۔ یا بڑا جلوس نکلتا ہے۔ بڑا ہنگامہ ہوتا ہے۔ شیطان نے سمجھایا ان لوگوں کو۔ سب سے بڑا شیطان تو قادیانی تھا اس کے ذریعے اس نے سمجھایا کہ تم کیوں نہیں کرتے اپنے نبی کا۔ یہ انگریز بھی کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن تو عیسائی بھی مناتے ہیں اے مسلمانوں تم ہی خالی

ہو۔تم تو نہیں کرتے اپنے نبی کے ساتھ تم بھی کیا کرو۔تو ابلیس نے ایسے راستے پر لگایا کہ گمراہ ہو کر انہی کے دائرے میں داخل ہو جائے۔کفار و مشرکین کی تشبہہ کی، رام لیلا کی تشبہہ کی، جنم اشٹمی کی انہوں نے اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی تشبہہ کی اور ایسی قوموں کی جو مشرک ہیں اور بالکل بد دین اور لا مذہب ہیں۔تم نے بھی ان کی وضع اختیار کر لی۔

میلاد اور سیرت کے جلسے:

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ میلاد ہوتے تھے پہلے زمانے میں، کچھ لوگوں نے۔میلاد خوانوں نے۔محض مجلس آرائی کے لئے بہت سی حدیثیں موضوع کر لی تھیں اور بہت سی ایسی چیزیں استعمال کرتے تھے جو چیزیں حقیقت کے خلاف تھیں اور واقع کے خلاف تھیں، اس میں اعلان کرتے تھے اور مٹھائیاں بٹتی تھیں۔ پتہ نہیں کیا کیا ہوتا تھا۔علماء کھڑے ہو گئے، اس کی تردید کی، شیطان نے کہا کہ اگر مِٹ گیا تو پھر میری محنت ختم ہو جائیگی پھر وہی قادیانی سلسلہ آیا۔سیرت کے جلسے قائم ہوئے، یہ صرف وہی تحریک ہے اس کے اندر۔کہ اس کو ذرا فیشن ایبل طریقہ دے دو بڑے لوگ اس کو منائیں گے چھوٹے خواہ مخواہ تکلیف کریں گے اس کی۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ میلاد شریف ایک درجے میں غنیمت تھا کہ جتنے لوگ شریک ہوتے تھے محبت و عظمت لے کر شریک ہوتے تھے اور روایتوں کو خواہ ضعیف ہوں صحیح سمجھتے تھے۔پھر بھی ان کے ایمان کا تحفظ تھا۔یہ بیان کرنے والے کی غلطی تھی لیکن سامعین یہی سمجھتے تھے کہ یہ حدیث ہے۔اور اسی کی قدر کرتے تھے۔آج اس سے بالکل داؤ بدل لیا۔حضرت فرماتے تھے کہ یہ بہت اشد ہے اور اس کے نتائج بہت خراب ہیں۔دور رس ہیں اس کے نتائج، رفتہ رفتہ یہ میلاد شریف بھی ختم ہو جائیں

گے اور یہ سیرت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں جائے گی کہ جو بالکل زندیق ہوں گے اور وہ مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کہ وہ ان کے لئے سیرت کے جلسے کریں، انہیں اور زیادہ گمراہی میں ڈالیں گے۔

میں عرض کرر ہا تھا کہ گناہوں کے اوپر تو تنبہ ہو سکتا ہے، کوئی ٹوک دے گا کہ کیا گناہ کی بات کرر ہے ہوں۔ تو ڈر جا تا تھا مسلمان۔ آج ہم آپ سے کہیں کہ یہ سیرت کے جلسے حدود شرع سے متجاوز ہیں۔ تلک حدود اللہ۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے ان چیزوں سے منع کیا ہے۔ صریحاً ایسی حدیثیں موجود ہیں۔ آیات موجود ہیں کہ اس قسم کی جو تم تقلید کرر ہے ہو یہ سراسر گمراہی ہے۔

وہابی کا الزام:

تو کہا جاتا ہے کہ بھائی تم تو وہابی معلوم ہوتے ہو۔ الزام لگاتے ہیں کہ تم کو محبت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

یہ ایسے لوگ ہیں وہابی نہ تو خود درود وسلام بھیجتے ہیں اور جو درود وسلام بھیجتے ہیں ان پر بھی متردّد ہوتے ہیں۔ ارے! یہ کیا کہتے ہو؟ ہم تو اپنا ہر قدم جاں نثار کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جس میں بھی مرضی ہو، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بھی اشارہ کیا ہو۔ ہم اس کے اوپر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تم ثابت تو کر دو کہ بے شک اللہ اور اللہ کے رسول نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس طریقے سے جلسے کرو۔ تم نے اپنی طرف سے اللہ اور اللہ کے رسول کا قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو یہ بھی سعادت ہے اور اس میں بھی نجات ہے۔ اور اس میں بڑی محبت کا اظہار ہے اور بڑی شان ہے اسلام کی۔ اور بھائی یہ تم نے اختراع کیا ہے۔ تمہاری اختراع ہے اور تمہارا ذہن ہے۔ کہیں سے کوئی دلیل لاؤ کوئی سند پیش کرو۔ صحابہ کرام کی طرف سند پیش

کرو۔ تابعین کی طرف سے ہو۔ تبع تابعین کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں نے سات سو برس تک سلطنت کی ہے۔ دنیا میں ان کی مثال پیش کرو۔ سیرت کے جلسے ہوتے تھے کہیں اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں۔ اب تم نے اختراع کرلیا ہے اور دعویٰ تمہارا یہ ہے کہ نجات کا باعث ہے۔ اور یہ سعادت ہے ہماری اور جو نہیں کرتے وہ بدتمیز اور بے ادب ہیں۔

کبائر کا ارتکاب:

ارے بھائی تمہاری جتنی بھی ادائیں ہیں اگر تجزیہ کیا جائے تو سب زندیقیت ہے۔ الحاد ہے اور کہیں کبائر کا ارتکاب ہے اور کہیں شرک کی بھی آمیزش ہے۔ اب یہ کیا ہو رہا ہے لالو کھیت (لیاقت آباد کراچی) میں جا کر دیکھو شبیہیں بنی ہوئی ہیں۔ روضہ اقدس کی بھی ہیں، سجدے کرتے ہیں لوگ اور منتیں مانتے ہیں لوگ اور کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے ہیں۔ عرضیاں بھی لٹکاتے ہیں، یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ بھائی جب یہ حالت ہے۔ تو ہم آپ سے کہیں کہ ایسی حرکت نہ کرو۔ تو کہتے ہیں کہ یہ تقدس ہے، یہ ہمارا ایمان ہے۔ یہ تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقدس چیزوں کا احترام کر رہے ہیں، بھائی! اسلام تماشہ ہو گیا، کھیل ہو گیا۔ جیسا چاہو تم اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق بنالو۔ اگر ہے تو کہیں سے سند بھی تو ہونی چاہیے۔ تو کہیں سے سند نہیں ملتی۔ اگر کہو تو کہیں گے وہابی ہیں یہ لوگ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے ان کے دلوں میں۔

گناہ کو گناہ نہ سمجھنا:

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر انسان نادم ہو جاتا ہے تو بہ کر لیتا ہے۔ استغفار کر لیتا ہے۔ لیکن شیطان نے ایسا دلفریب اور جاذب جال پھیلایا ہے اسلامی

حدود کے اندر کہ اسے تو ہم سعادت سمجھتے ہیں گناہ سمجھتے ہی نہیں، تو توبہ کیسے کریں؟ نتیجہ یہ ہے کہ سیدھا سادھا مسلمان فریب کار لوگوں کے کہنے میں آکر اپنا دین برباد کرلیتا ہے۔ خدا کے لئے ہمیں اور تم میں سے جس کو بھی ہوش آجائے، سمجھ لے کہ تلک حدود اللہ، کیا اللہ اور اللہ کے رسول نے یہ بات پسند کی ہے عبادت کی۔ عبادت تو وہی ہے جس کو اللہ اور اللہ کے رسول نے پسند کیا ہے۔ آخرت پر تو نتیجہ اسی پر مرتب ہوگا جو اللہ اور اللہ کے رسول کی بتائی ہوئی بات ہے۔ اپنی طرف سے ہم حُسنِ ظن کرلیں۔ تو ہمیں تو کوئی حق نہیں ایسا کرنے کا۔ ہم کو تو سند لینی پڑے گی اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سے۔ جہاں سند نہیں ملے گی تو ہوشیار ہوجاؤ کہ یہ زندقہ ہے، الحاد ہے، شرک ہے، اس سے بچو ورنہ توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوگی۔

اپنی زندگی کا جائزہ لیں:

تو یہ عنوان میری سمجھ میں اس لیے آیا کہ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور جہاں جہاں گناہ ہورہے ہیں یعنی وہ گناہ جو معلوم ہیں۔ غیبت ہے، جھوٹ ہے، فریب ہے۔ خدا کے لیے اس سے بچو اور نماز کی پابندی کرو۔ اگر کوئی نماز ترک کرتا ہے، خدا کرے ہماری حالت ایسی نہ ہو کہ عمداً نماز ترک کرنا پڑے، کبائر میں سے ہے۔ عمداً نماز کو تو نہ چھوڑو اگر غفلت سے رہ گئی تو قضاء کرلو۔ رمضان شریف کے روزے رکھ لیا کرو۔ اگر زکوٰۃ اور حج کی توفیق ہے تو حج بھی کرلو اور زکوٰۃ بھی دے دو یہ فرائض بھی ادا ہوجائینگے۔ اپنے روزمرّہ کے معاملات ہیں ان کا جائزہ لو، جہاں جہاں قصور ہورہا ہو، جہاں جہاں تقصیرات ہورہی ہیں۔ توبہ کرتے رہو، استغفار کرتے رہو۔ لیکن ہوشیار رہو اس دین سے جو آج کل پیش کیا جارہا ہے۔ یہ دین ہے بھی کہ نہیں، اس کی سند ہے بھی کہ نہیں۔ ابھی شادی میں جتنی بھی رسومات ہیں تمام تر مکروہات،

تمام تر مشرکانہ رواج ہے۔ پھر بھی سمجھتے ہیں کہ شادی ہو رہی ہے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی اور اس میں ہم اپنے ارمان نہ نکالیں اور جشن نہ کریں۔ تو پھر ہمارے دل کے حوصلے پورے نہیں ہوتے تو بھائی کرلو۔ لیکن سب خواہشات ہیں۔ سب منکرات ہیں، اسراف بے جا ہے۔

مسنون نکاح اور ہمارا طرزِ عمل:

نکاح تو ایسی آسان چیز ہے کہ دنیا میں اس سے زیادہ آسان چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ دولہا سے پوچھا گیا کہ تم نے فلاں کو قبول کیا اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اب اتنے کہ دو حرف ادھر کے اور دو حرف ادھر کے، ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اسراف بے جا ہے۔ آرائشیں ہو رہی ہیں۔ دعوتیں ہو رہی ہیں۔ خرافات ہو رہی ہیں۔ اذانیں ہو رہی ہیں لیکن نمازیں قضا ہو رہی ہیں کیا تم نے بھائی تقریب کی کہ جس میں خیر و برکت کا کوئی نام و نشان ہی نہیں ہے۔ کارڈ شائع ہوئے کہ دعوتِ مسنونہ، نِکاح مسنون اور ولیمہ مسنونہ اور دنیا بھر کے خرافات ہوتے ہیں اس میں کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہے! تم نے سمجھ لیا کہ یہ کیا حرج ہے؟ اور یقیناً ایسا حرج ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا پسندیدہ نہیں بلکہ اس پر لعنت ہے۔ کیسے توبہ کرو گے؟ دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے یا ایسے نکاح میں شریک ہوئے جس میں خرافات ہیں مرد و عورت سب شریک ہیں، فلاں صاحب کی تعزیت میں شریک ہو کر بڑا اچھا کام کیا آپ اِس کو وجہِ سعادت سمجھ رہے ہیں۔ بظاہر تو یہ سمجھے کہ ہم نے دوستی کا حق ادا کیا ہے کہ فلاں کی دعوت میں شریک ہو گئے لیکن کتنے کبائر کا ارتکاب کیا۔ اس کا کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ اور تمام وہاں گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔

غمی کی تقریبات:

اسی طرح تقریبات غمی میں معلوم نہیں کہ لوگوں نے اسے عین دین سمجھ رکھا ہے۔ کہ تیسواں ہے، چالیسواں ہے۔ اور یہ قرآن خوانی ہے اور ایصال ثواب کے جو طریقے ہیں اس کو سمجھ رکھا ہے کہ یہ عین عبادت ہیں اور اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ حالانکہ شریعت میں اس کی کہیں بھی گنجائش نہیں ہے۔ نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔ نہ ان کے صحابہ نے ایسا کیا۔ نہ تبع تابعین نے کیا۔ نہ برگزیدہ ہستیوں نے، چار آئمہ ہمارے ہاں ہیں ان کے ہاں کہیں فقہ میں ہے؟ تم نے اپنی طرف سے اختراع کرلیا کہ یہ طریقہ ایصال ثواب کا ہے۔ اللہ راضی ہے یہ تو ایک قسم کا زندقہ ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کفر ہے۔ اس لیے کہ تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ تم نے نئی بات ایجاد کرلی اور اس کو بھی شامل دین کررہے ہو۔ یہ بھی دین میں شامل ہے۔

ہماری گستاخی:

"الیوم اکملت لکم دینکم" نعوذ باللہ ناقص تھا تم نے اس کا اتمام کیا۔ تم سے زیادہ دنیا میں گستاخ کوئی نہیں ہے جو تمہیں سزا ملے گی وہ شاید مشرک کو بھی نہیں ملے گی مشرک تو پھر بھی انکار کرتا ہے خدا کا۔ تم نے خدا کے قانون میں اپنا قانون شامل کردیا۔ یہ تو اور بھی زیادہ شرک ہے۔ بھائی اسی طرح باتیں مجھ سے سن لیا کرو تنبیہ کی صورت میں میں کوئی عالم نہیں ہوں، واعظ نہیں ہوں، ناصحانہ بات کرتا ہوں آپ لوگوں کے سامنے سب کو دین نہ سمجھئے ورنہ توبہ کی بھی توفیق نہ ہوگی۔ یہ تو دانستہ گستاخی ہے۔ بھئی ہمیں آپ کو دین کا شوق ہے تو خدا کے لیے جو کام بھی کریں دین دار لوگوں سے پوچھ لیا کریں تقریبات میں، غمی کی ہوں یا شادی کی یا کوئی اور چیز ہو کس طرح ادا

کی جائے؟ تا کہ اِن کا طریقہ معلوم ہو جائے نادم ہو تو توبہ کرلو جب ایک چیز کو تم دین ہی سجھ کر کر رہے ہو تو توبہ کیسے کرو گے اور وہ یقیناً دین نہیں ہے بلکہ زندقہ ہے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

ربیع الاول کی برکات:

یہ ماہ ربیع الاوّل بہت مبارک مہینہ سمجھا جاتا ہے اِس میں بڑی خیر و برکت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تاثیریں رکھی ہیں۔ کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں تاثیر نہ ہو۔ مگر کچھ اللہ کا ایسا فضل و کرم ہے۔ کہ جن چیزوں میں تاثیریں رکھی ہیں ہم کو ان سے مطلع بھی کر دیا ہے۔ چنانچہ وقت کے اندر بھی اللہ نے برکت رکھی ہے۔ دنوں کے اندر بھی اللہ نے برکت رکھی ہے۔ مہینوں کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔ کچھ ایام سال میں ایسے ہوتے ہیں جو بڑے متبرک ہوتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا نور رحمت نازل ہوتا ہے بندوں کے اوپر۔ ان کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ سعادتیں نصیب ہوتی ہیں تا کہ لوگ اور اللہ کی مخلوق زیادہ سے زیادہ ان سے فائدہ اٹھائیں دن کی برکتوں سے، مہینے کی برکتوں سے، ایام کی برکتوں سے جس کو بھی فائدہ نصیب ہو جائے۔ جو بھی فائدہ حاصل کر لے۔ راتوں میں سے شب قدر، شب برات۔ دنوں میں جمعہ کی فضیلت بہت ہے۔ بہت زیادہ فضیلت ہے ایام حج میں دس دنوں کی اور بڑے برکت والے ہیں۔ میدان عرفات کا جو وقت ہوتا ہے وہ بہت ہی نور رحمت کا وقت ہوتا ہے۔ غرض کہ ایام کے ساتھ، اوقات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ برکتیں خاص رکھی ہیں۔

یہ مہینہ ربیع الاوّل بھی مبارک مہینہ ہے۔ ربیع الاوّل کا مہینہ بہار۔ یہ بہار کا مہینہ ہے۔ حضور سرور کائنات، فخر موجودات کی بعثت بھی، ولادت شریف بھی اسی مہینے میں

ہوئی۔تو بڑی خیر و برکت ہے سارے عالم کو۔

بلغ العلیٰ بکماله کشف الدّجیٰ بجماله

حسنت جمیع خصاله صلّو علیه و آلهٖ

تو یہ مہینہ مبارک بڑا متبرک مہینہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس کے متعلق دو چار باتیں عرض کروں۔ ہمارے پاس علم تو ہے نہیں زیادہ، میں اپنے بقدر علم جتنا سمجھ میں آیا عرض کر دیتا ہوں آپ لوگ کیونکہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں بہتر۔

ربیع الاول کا غلط استعمال:

اب لوگوں نے اس کو اتنا متبرک سمجھ کر اس کا اتنا غلط استعمال شروع کر دیا پہلے زمانے میں میلا د شریف ہوا کرتی تھی کثرت سے۔ محلے محلے میں میلا د شریف کی مجلس ہوا کرتی تھیں۔ اس میں علماء آتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن، اخلاق اور درود شریف پیش کرنے کی فضیلت عرض کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں یوم ولادت کے اوپر بھی بہت خصوصیت کے ساتھ بات ذکر کرتے تھے۔ کہ حضور کی اس مہینے میں ولادت ہوئی ہے۔ کس کی ولادت ہوئی ہے۔ جو رحمۃ اللعالمین بن کر آئے ہیں۔ جو خیر البشر ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں اس کی ولادت ہوئی ہے۔ تو اس تعین نے ولادت کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کا ایسا غلط استعمال شروع ہوا کہ تعیّن کر دیا کہ بس یہی زمانہ ہے ۱۲ ربیع الاوّل کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ حضور کا ذکر کیا جائے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی لمحہ زندگی کا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو۔ آپ کی سنت کی اتباع کی سعادت حاصل نہ ہو۔ یہ ہوتا رہا مگر اس میں اس قدر بدعات شروع ہو گئیں۔ اتنی رسومات شروع ہو گئیں کہ وہ چیز جو بہت ہی مستحسن اور مبارک اور مقدس تھی۔ اس نے حالت یہ

اختیار کرلی۔ اور وہ ہندوستان میں خصوصاً ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق یہ چیز اختیار کی ان سے مسلمانوں نے بھی اختیار کرلی۔ ان کے ہاں جو جشن اور میلے ہوتے تھے تو مسلمانوں نے بھی اسی انداز سے میلاد شریف کی مجلس قائم کرنا شروع کردیا۔ جس کے بارے میں اب زبان کھولنا بڑی سنگین گستاخی سمجھا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ تم نے دن متعین کیا تھا متبرک دن اور اس میں ایسی رسومات اور بدعات شروع کردیں، جو کل کی کل خلاف سنت ہیں، خلاف شریعت ہیں تو بجائے سعادت حاصل کرنے کے اور تم خواہ مخواہ گناہ گار ہوتے ہو۔ علماء نے کچھ زیادہ سختی کی اور اہل بدعت اور اہل رسومات نے اور زیادتی کی۔ تو ہوا یہ کہ جو حقیقت تھی وہ مفقود ہوگئی اور جو ضرورت ذِکر شریف تھی وہ بھی پوری نہ ہونے پائی۔

محفل میلاد کی صورت بدل دی:

اب چونکہ ذکر آ گیا اس لیے میں عرض کروں کہ محفل میلاد جو ہوتی تھی اس کی صورت بدل دی۔ سیرت نبوی ہی کی صورت میں کی جاتی تھی۔ اب سیرت نبوی جو تھی وہ عوام سے آگے بڑھ کر صاحب اقتدار نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس کو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور وہ محض ظاہر پرستی یہاں بھی آ گئی۔ پھر وہی غلامانہ ذہنیت سے کہ تمام دنیا کے مذاہب اپنے پیشواؤں کا سالانہ تہوار مناتے ہیں اور جشن کرتے ہیں تو سیرت نبوی نے بھی وہی صورت اختیار کرلی۔ محض رسمی طور پر اس کے جلسے منعقد ہونے لگے۔ جو غایت تھی سیرت نبوی کی وہ بالکل مفقود ہوگئی۔ اس کا کہیں پتا نہیں محض ایک رسمی طور پر کچھ مقالے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے پڑھ لیے۔ اور اللہ اللہ خیر سلا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمام فواحشات و منکرات جن کو شریعت بالکل مذموم کہتی ہے۔ ان کا رواج ہوگیا ہے۔ تو بجائے فائدہ ہونے کے مسلمانوں کی عقیدت اور بھی

زیادہ خراب ہوگئی۔ صرف ایک رسمی چیز سمجھ لی گئی۔ اتنے بڑے محسن اعظم! اتنے بڑے رحمۃ اللعالمین! کہتے ہیں کہ تم یوں رسمی طور پر منالو۔ شہنشاہ دوعالم کی سیرت۔ دوسروں کی تقلید میں تم سیرت نبوی کے جلسے منعقد کرتے ہو۔ محض رسمی طور پر کہ جس کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ جس میں کوئی تعلیم نہیں، کوئی تربیت نہیں اور جس میں کسی قسم کا مسلمانوں کی اصلاح کا پہلو نہیں ہے۔ محض ایک رسمی طور پر چند اوصاف بیان کر دیے اور تم نے سمجھ لیا کہ ہم نے حق ادا کر دیا بڑے شان و شوکت کے ساتھ بڑی زرق برق جلسے منعقد کیے گئے اِناللہ اِناللہ۔

وقت چونکہ کم ہے اس لیے میں مختصر عرض کروں گا انشاء اللہ میلاد شریف ہوتی تھی محلے محلے علماء آتے تھے تقریر بھی کرتے تھے عورتیں بچے سب جمع ہو جاتے تھے محلے میں مٹھائی بٹتی تھی تقسیم ہوتی تھی اس بہانے سے اب لوگ اور بھی آجاتے تھے۔ تو وہ ختم ہوا تو اب سیرت نبوی کا باضابطہ بڑا فیشن ایبل طریقے سے انعقاد ہونے لگا اور بھی زیادہ اس کے اندر خرافات شروع ہوگئیں۔ اِناللہ

نئی خرافات:

اب چند دنوں سے شہر کراچی میں یہ خرافات شروع ہوگئی ہیں کہ جلوس نکلنے لگے بارہ ربیع الاوّل کو۔ تمام ہنگامہ خیز جلوس نکلتے ہیں۔ بڑے بڑے ہاتھیوں پہ اور اونٹوں پہ اور پتا نہیں کیا کیا خرافات؟ میں نے تو کبھی دیکھا نہیں سنتا ہی ہوں کہ اس قسم کے جلوس نکلتے ہیں۔ کیا ہوتا ہے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور مسجدوں کے اندر اذانیں ہو رہی ہیں۔ مسجدیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور جلوس میں لوگ ہی لوگ ہیں۔ اور یہاں پر سیرت نبوی کے جلوس نکل رہے ہیں جس میں دنیا بھر کی خرافات ہیں۔ یہاں تک ہونے لگا ہے کہ خانہ کعبہ کی شبیہ، روضہ اقدس کی شبیہ بناتے ہیں اور نذرانے پیش

کیے جاتے ہیں۔ایک ہنگامہ سا برپا کرلیا ہے۔نہ اللہ نے یہ مخصوص کیا ہے اور نہ اللہ کے رسول نے مخصوص کیا ہے۔کہ سیرت نبوی کے اس طرح جلوس نکالے جائیں اور اس طرح سے جشن منایا جائے۔سادہ سی زندگی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔اور مسلمان اس کو بھول کر راستے سے ہٹ گئے ہیں۔اتباع سنت سے اور تمام شامت اعمال میں مبتلا ہو گئے ہیں۔اس کی شامت اعمال کو دور کرنے کے لئے کوئی تدبیر اور تجویز نہیں ہے۔ارے اس کا ذکر کر کے لوگوں کو درست کرتے۔ہم جو لوگ سنت سے ہٹ گئے ہیں پھر اس کے لئے علماء اور صاحب اقتدار اور صاحب تحریر جو ہیں وہ اس ترتیب سے بیان کرتے شمائل مبارک کو کہ جو ہم بھولے ہوئے ہیں وہ سبق ہم پھر یاد کر لیتے۔پھر ہم اس کے اوپر عمل کرنے لگتے۔تو عمل کا پہلو تو بالکل ساقط کر دیا۔ختم کر دیا۔صرف اوصاف اور کمالات اور وہ بھی رسمی طور پر چند اوصاف وکمالات بیان کر کے سمجھا کہ ہم نے بڑا حق ادا کر دیا ہم کو اور آپ کو اس پر ضرور متنبہ ہونا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اس لیے نہیں مبعوث فرمایا تھا کہ ان کے نام کے جلوس نکالیں۔ان کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔نعتیں پڑھی جائیں۔ارے اللہ نے تو ان کو اشرفِ انسانیت عطا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور شرف انسانیت آپ قیامت تک کے لئے مرتب فرما کر چلے گئے۔یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے۔ یہ ہندوستان پاکستان ہی کی ایجاد ہے اس قسم کے میلادوں کی۔

صحابہ کرام کی فدائیت:

دوسرے اسلامی ممالک میں تو میں نے سنا بھی نہیں کہ شاید وہاں پر ایسے ہوتا ہو۔ اور سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے والے صحابہ کرام سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے۔انہوں نے کبھی اس قسم کے جلسے نہیں منائے۔اس قسم کے جلسے منعقد

نہیں کیے جس میں سیرت نبوی کا اس طرح ذکر کیا جاتا ہو۔ ان کی تو ہر مجلس ذکر نبوی ہوتی تھی۔ جہاں بیٹھ جائیں اس طرح والہانہ انداز تھا ان کا۔

میں نے روایتوں میں دیکھا ہے کہیں کہ دو آدمی جا رہے ہیں، دو صحابی مل گئے، سلام ہوا، کہنے لگے ٹھہر جائیں، ہم اپنے نبی کا کوئی ذکر لیں، دو چار باتیں کر لیں، تو جو موقعہ ملتا تھا اس میں اپنے نبی کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس سے سبق حاصل کرتے تھے اور اپنے اعمال درست کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام کی فدائیت تھی۔ شہنشاہ ممالک اسلامیہ نے بھی کبھی ایسے جشن نہیں منائے۔

ایک بدعت:

یہ ایک عجیب طرح کی بدعت شروع ہوگئی ہے۔ کہ اس سے تمام لوگ مطمئن ہیں کہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہے اور بڑے جشن اور شان کے ساتھ جلسے کیے جا رہے ہیں جلوس نکالے جا رہے ہیں ارے خدا کے لئے عبرت حاصل کرو۔ کیا تہذیب ہے۔ کتنا استہزاء کرتے ہو۔ خدا کے خوف سے ڈرنا چاہیے۔ رحمۃ اللعالمین کا ذکر اور اس طرح فواحشات کے ساتھ کرتے ہو۔ عورتیں نعت پڑھتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ برہنہ سر اور نیم برہنہ لباس میں ریڈیو کے اوپر، ٹیلی ویژن کے اوپر نعتیں سناتی ہیں۔ کیا تمسخر ہے۔ خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ اس قدر تذلیل کرتے ہو اسلام کی اور بانی اسلام کی۔ وقت کم ہے اس لیے میں اس سے زیادہ وضاحت نہیں کروں گا اس لیے آپ خود ہی اندازہ کریں کہ ایسی مکروہ بات شروع ہوگئی ہے کہ جس سے ہم لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے بڑا حق ادا کر دیا ہے بجائے سعادت کے اس کا وبال ہمارے اوپر پڑتا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے۔ مقابلہ نگاری، مضمون نگاری، اخباروں میں مضامین آئیں گے سب کچھ ہوگا، کہاں ہوں گے، کن اخباروں میں ہوں گے جن کے

دوسرے صفحے پر عریاں تصویریں ہوں گی فلمی ایکٹروں کی۔ یہ کیسی حسرت کی بات ہے، کیسے بے حس ہو گئے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ایک صفحے پر ہیں اور دوسری طرف عریاں تصویریں ہیں۔ فلمی ایکٹروں کی، کیا تعظیم ہو رہی ہے۔ کیا اپنے نبی کی محبت ہے۔ کوئی غیرت نہیں ہے۔ یہ ماہ ربیع الاوّل کی برکت میں تو شبہ نہیں یقیناً بڑا برکت کا مہینہ ہے۔ لیکن حضور کی ولادت ہی ایک ایسا احسان عظیم ہے اللہ تعالیٰ کا۔ کہ ایسا شاہکار انسانیت پیدا فرمایا کہ جو عالم کائنات میں منفرد نظر آتا ہے ہر حیثیت سے۔ وہ درجہ کمال کا عطا فرمایا جو تصوّر میں نہیں آسکتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عالی:

وہ مرتبہ ہے آپ کا جس طرح اللہ کے صفات و کمالات کا عالم میں کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اسی طرح تمام بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے صوفیاء۔ بڑے بڑے عارفین عاجز ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے میں۔ بس جو کچھ اللہ نے ان کی تعریف فرمادی ہے۔ بس وہی تو ہے۔ عالم خلق میں کسی کی مدح اتنے درجے کی نہیں ہے، کسی کا علم اتنا نہیں ہے، کسی کا حوصلہ اتنا نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام معارف اور اخلاق کا احاطہ کرسکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق، اوصاف و کمالات کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمادیا ہے صحابہ کرام نے اس کو جان سے زیادہ عزیز سمجھا ہے۔ اور اسی کے مطابق عمل کیا اور عالم امکان میں مثالی انسان بن گئے ایسے مثالی انسان بن گئے کہ جن کی مثال قیامت تک نہیں مل سکتی۔

بعثت کے وقت عرب کی حالت اور تبلیغ اسلام:

ذرا آپ غور تو فرمائیں کہ حضور کی بعثت ہوتی ہے کس زمانہ میں۔ آپ تشریف

لاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو مبعوث فرماتے ہیں۔ چار طرف دیکھیں کیا ہے عرب کا معاملہ، عرب کا ماحول، مکہ مکرمہ کا ماحول، دنیا بھر کی جتنی بھی برائیاں ہوسکتی ہیں وہ سب اس قوم میں موجود ہیں۔ خونخوار قاتل، ظالم، ڈاکو، زانی۔ شرابی کبابی یعنی ایسی انسانیت کہ جس پر شیطان بھی لعنت بھیجتا ہے۔ اور تمام چار اطراف میں یہی تاریکی چھائی ہوئی تھی، ڈاکے ڈالتے تھے۔ چوریاں کرتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ یہ ماحول تھا جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عالم میں۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ انسانیت کا کہیں نام نہیں تھا۔ جتنے مذاہب تھے سب مفقود ہوچکے تھے۔ یہودیت نصرانیت سب ختم۔ بت پرستوں کا دور تھا۔ بت پرستی ہورہی تھی چاروں طرف سے۔ اس زمانے میں حضور تشریف لائے۔ خیال کرنے کی بات ہے چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی تو دس سال جو آپ نے مکہ میں گزارے وہ بڑے سخت ترین اور مشکل تھے۔ کفار و مشرکین نے بھرپور کوشش کی۔ ہر طرح سے آپ کو تکلیف دینا چاہی۔ اور ہر طریقہ اختیار کیا۔ کتنی اذیتیں دی جسمانی طور پر دماغی طور پر، آپ ہی کا ظرف تھا کہ آپ نے تحمل کیا۔ ساری دنیا آپ کی جان کی دشمن بن گئی لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کو فروغ ہوا۔ کیا ہوا فروغ لا الہ الا اللہ۔ دس سال تک مکہ والوں نے کسی صورت بھی چین نہیں لینے دیا۔ رات دن آپ کی ایذاء رسانی کے درپے رہے۔ صرف آپ یہی کہتے تھے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اکیلے اسی ایک پر ایمان لاؤ۔ وہی تمہارا معبود ہے۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ یہ جو آواز آپ نے بلند کی تو تمام لوگ مخالف ہوگئے آپ کے اور اس قدر مخالف ہوئے کہ جان کے پیچھے پڑ گئے۔ مجبور ہوکر آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ جب ہجرت کرکے آپ مدینہ منوّرہ آئے تو دس سال تک آپ کو چین سے نہیں رہنے دیا۔

غزوہ پہ غزوہ ہوئے کئی کئی غزوے ہوئے۔ پوری کوشش کی کفار اور مشرکین نے تا کہ آپ کی جماعت کو منتشر کر دیں اور تبلیغ کو ختم کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو مقصود کچھ اور ہی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال کے اندر وہ تعلیم دی۔ عملی طور پر اور اس انداز سے تعلیم دی کہ خونخوار قوم، زانی، قاتل اور تمام رذائل میں مبتلا قوم دس سال کے اندر مشرف با اسلام ہوئی اور عالم امکان میں ان کا نمونہ کہیں نہیں ملتا۔ اس قدر جلدی تغیر پیدا ہوا کہ وہی لوگ جو خونخوار اور درندے تھے۔ انسان کامل بن گئے۔ ایمان کامل بھی ان کو عطا ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی ان کو نصیب ہوئی۔ تو ایسے بن گئے کہ عالم امکان میں ان کی مثال آج تک نہیں مل سکتی۔ تو یہ ہوا تعلیم کا نتیجہ۔ تو اس تعلیم کو تو ہم نے کر دیا نظر انداز۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم:

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام قوم عرب کو انسان کامل بنا دیا اور ان کو ایمان کامل عطا کر دیا۔

اور دوسرا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر لیا ہے ہر ادا کو یعنی آپ کی ذاتی صفات، آپ کی تعلیم اور آپ کی تربیت آپ کی گھریلو زندگی اور آپ کی زندگی کے جتنے بھی لوازمات ہیں زندگی کی جتنی ضروریات ہیں۔ صحابہ کرام نے اپنے سینوں کے اندر محفوظ کر لیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمایا کہ ہم تک پہنچا دیا۔ ہم جتنے بھی یہاں مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں صحابہ کرام کا احسان عظیم ہے کہ ان کے ذریعے سے ہمیں محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا معلوم ہوئی۔ آج بھی ہم اپنی زندگی میں تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ آج بھی ہم اپنی زندگی کو بہترین زندگی بنا سکتے ہیں۔ آج بھی ہم اس تعلیم کے ذریعے سے انسان کامل بن سکتے

ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ یہ تعلیم مفقود ہوتی جارہی ہے کہیں ذکر نہیں ہے اس کا۔ محض ایک رسمی طور پر کچھ اخلاق وکمالات بیان کردیے جاتے ہیں۔ انا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون.

انسانیت کا حق:

تو یہ انصاف کیجئے کہ صحابہ کرام نے کیسے حق ادا کیا۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنٰہ اسفل سافلین۔ الا الذین امنو وعملوا الصالحات۔

معلوم ہوا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ عمل صالح کی وجہ سے ہے جو اللہ نے اس کے لئے رکھا ہے۔ عمل صالح پر جس کا عمل ہے۔ وہی انسانیت کا حق رکھتا ہے باقی جو کچھ ہے وہ سب حیوانیت ہے۔ نفسانیت ہے۔ شیطانیت ہے۔

یایھا الذین اٰمنوا وعملو الصالحات۔

اے ایمان والو تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو مانا ہے اور اس کی کتاب کو مانا ہے۔ اچھے عمل کرو۔

ایمان کے شعبے:

تو ایمان کا تعلق ہوا عقائد سے، عبادات سے، معاملات سے، معاشرے سے، اخلاقیات سے، سب کا مجموعہ ہوا ایمان، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تعلیم دی عملی طور پر کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ عقائد ایک مسلمان کے کیسے ہونا چاہیے۔ انسان کو خدا کی توحید کو ماننے کا حق کس طرح ادا کرنا چاہیے۔ خدا کی عبادات آپ کو کس طرح کرنی چاہیے۔ نمازیں کس طرح پڑھنی چاہیے۔ روزے کس طرح رکھنے چاہیے۔ حج کس طرح کرنا چاہیے۔ زکوٰۃ کس طرح ادا کرنی چاہیے یہ عملی طور پر آپ

نے بتایا ہے کہ تمہارے معاملات زندگی، لوازمات زندگی کس طرح ادا ہوں۔ کون کون سے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ کونسے حقوق واجب ہیں ان کو عملی طور پر کر کے دکھایا اور اس کی تعلیم دی۔ حقوق ادا کرنے کی بھی تعلیم دی والدین کے حقوق، زوجین کے حقوق، بہن بھائیوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق۔ حکومت کے حقوق، تجارت کے حقوق، لین دین کے حقوق، جتنے حقوق تھے ہماری زندگی سے وابستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے عملاً بھی کیا۔ اور بتا بھی دیا۔

معاشرہ بھی ایک جز ہے ایمان کا، اس کے حقوق بھی بتائے کہ تمہارا کھانا پینا، تمہارا رہنا، تمہارا اٹھنا بیٹھنا تمہارا لباس پوشاک، تمہاری وضع قطع کس طرح ہونی چاہیے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ خود بھی آپ نے اس پر عمل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دی۔

اخلاقیات، باطن کے اعمال اس کی بھی آپ نے ہم کو تعلیم دی کہ دیکھو جھوٹ بہت بری چیز ہے۔ غیبت ہے، کینہ ہے، حسد ہے، غصّہ ہے۔ اس کی برائیاں بھی بیان کیں اور عمل صورت میں جو لوگ اس کے مرتکب ہوتے تھے ان کو ہدایت بھی دی اور ان کو سزائیں بھی دی تاکہ نمونہ بن جائیں۔

اخلاق حمیدہ تواضع ہے۔ ایثار ہے۔ محبت ہے عملی صورت سے بھی آپ نے اس کو بیان کیا اور زبانی بھی درس ہم کو دیا۔ تو گویا پورے ایمان کو عملی صورت میں تمام انسانیت کے سامنے پیش کیا اور صحابہ کرام نے اس کو حاصل کرلیا اور الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ نسلاً بعد نسلاً ہم تک یہ چیزیں پہنچ گئی۔ کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو صیغۂ راز میں ہو۔ سب ہمارے پاس موجود ہیں تو اب ایسی صورت میں جلسے کر لینے سے یا جلوس نکال لینے سے بات ختم نہیں ہوجاتی اور آپ کی محبت کا حق ادا نہیں

ہو جاتا۔

اتباع سنت کا اہتمام:

خدا کے لئے! اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ یہی انسانیت ہے۔ اگر ہم کو انسان بننا ہے۔ شرف انسانیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ تو اتباع سنت اختیار کریں۔ اس کے علاوہ شرف انسانیت کسی بھی صورت میں حاصل نہیں ہوسکتا۔ تو بھائی جلسے جلوس مت کرو اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ میں نے کافی شعبے آپ کے سامنے عرض کردیے ویسے آپ کو معلوم ہے کہ معاشرہ کیسا ہونا چاہیے۔ اخلاق کیسے ہونا چاہیے یہ سب کو معلوم ہے۔ تو خدا کے لئے عزم کرلو۔ ارادہ کرلو۔ کہ اتباع سنت کریں گے۔ اسی میں میلاد شریف اور ربیع الاوّل کی برکات ملیں گی۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف:

اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لے لے۔ اس ناکارہ کے ساتھ بھی فضل عظیم ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ایک جذبہ دل میں پیدا ہوا کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عبادات و اعمال کو۔ آپ کے تمام ادوار زندگی کو۔ تمام کردار زندگی کو ایک جگہ مرتب کردیا جائے۔ حدیث وسند سے۔ بخاری شریف سے۔ مسلم شریف سے۔ ترمذی شریف تمام صحاح ستہ سے میں نے ان کا انتخاب کرکے ایک کتاب مرتب کی ہے۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس میں حضور کی تمام چیزیں آگئی ہیں۔ اس کو پڑھیے یہی حق ہے ان کی محبت کا۔ ان کی عظمت کا اور ان کے احسانات کا اور ان کے انعامات کا حق یہی ہے کہ ہم ان کی اتباع کریں۔ الحمدللہ اسوہ رسول نامی کتاب میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ یہ کتاب آپ ضرور لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اتباع کریں۔ ربیع الاوّل

کی سعادتیں حاصل کرنے کا یہ حق ہے کہ ہم عزم کرلیں کہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔اس سے حضور کی روح بھی خوش ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے فرمادیا

ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

اللہ تعالیٰ سے تم اگر اس کی ربوبیت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو، اس کی محبوبیت کا، اس کی کبریائی کا۔ اس کی حمدیت کا پھر اتباع کرو ہمارے رسول کی۔ اگر حضور کی اتباع کرو گے ہم تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے محبوب ہیں ان کی ہر ادا ہمیں محبوب ہے۔جس ادا کو تم نقل کرو گے وہ ادا ہمیں محبوب ہو جائیگی۔کیوں اتنی بڑی سعادت سے محروم ہوتے ہو۔کتنی بڑی آسان بات ہے۔الحمدللہ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے ہیں کوئی دشوار بات نہیں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔خدا کے لئے اہتمام کرو اتباع سنت کا۔ یہ حق ہے آپ کی ولادت کا۔اور یہ حق ہے آپ کی نبوت کا اور یہی حق ہے آپ کے احسانات اور انعامات کا کہ آپ کی اتباع کی جائے۔اتباع کرو بھائی اتباع ہی میں سب کچھ ہے۔ یہ ہے ربیع الاوّل کا حق۔ بار بار ذکر کیجیے۔درود شریف کی کثرت کیجیے۔ یہ مبارک مہینہ ہے لہٰذا اپنے فسق و فجور سے توبہ کیجیے جو گناہ ہو رہے ہیں ان سے کم از کم توبہ کیجیے اس مہینے میں ارادہ کرلیں کہ خواہشات و منکرات سے بچتے رہیں گے۔ایسی لغزشیں اور ایسی بے ہودہ باتیں یہ شیطانی اور نفسانی ہیں ان کو چھوڑ دیں گے۔اور اہتمام کریں گے پاکیزگی کا اور پاک صاف رہنے کا۔کثرت سے استغفار کیجیے اور کثرت سے درود شریف پڑھیے اور فواحشات سے اجتناب کیجیے۔ ریڈیو ہے، ٹیلی ویژن ہے، گانا بجانا ہے، فضولیات ہیں، لغویات ہیں۔اس سے اپنے آپ کو بچایئے اور توبہ کیجیے کہ یا اللہ ہم کو پاک کر دیجیے اور ہدایت دیجیے اپنے حبیب کی

اتباع کی۔

آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

سیرت کانفرنسوں کے لئے لمحۂ فکریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

تمہید:

کافی عرصے سے ہمارے ملک میں سیرت کانفرنسیں اور سیرت طیّبہ کے نام پر جلسے اور اجتماعات منعقد کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ خاص طور پر ربیع الاوّل کے مہینے میں ان کانفرنسوں اور اجتماعات کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے، اور ہر شہر اور قصبے میں گلی گلی میں یہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ کچھ عرصے سے سیرت طیّبہ کے نام پر ان تقریبات کا اہتمام سرکاری پیمانے پر بھی ہونے لگا ہے۔ اس غرض کے لئے حکومت کی سطح پر جلسے، کانفرنسیں اور تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور بعض جگہ جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔

سیرت طیبہ سننے سنانے کے باوجود تباہ حالی کیوں:

اگر نبی رحمت سرور دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو صحیح مقصد، صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سُننے سُنانے کا اہتمام ہوتا تو نہ صرف یہ کہ وہ ہم سب کے لئے باعثِ سعادت تھا۔ بلکہ اس سے ہماری بگڑی ہوئی زندگی کی کایا پلٹ سکتی تھی، سیرتِ طیّبہ کی تو خاصیّت ہی یہ ہے کہ اگر اس کو صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سُنا اور سنایا جائے تو اس کا ایک ایک واقعہ زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔

لیکن مشاہدہ یہ ہو رہا ہے کہ ہم سالہا سال سے ہر ربیع الاوّل کے مہینے میں نہایت دھوم دھام سے سیرت کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، لیکن ہماری عملی زندگی میں ان اجتماعات کا کوئی ادنیٰ سا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا، ہماری دینی اور اخلاقی حالت روز بروز گر رہی ہے، ہماری معیشت اور معاشرت بدستور تقلیدِ مغرب کے سانچے میں ڈھلی

ہوئی ہے، اور ہماری ہر نقل وحرکت سیرت وسُنّت کی اتباع سے مسلسل دُور ہٹتی چلی جارہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جس سیرتِ طیبہ نے ایک مختصر عرصے میں صرف جزیرۂ عرب ہی کے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے اخلاق واعمال، معیشت ومعاشرت، سیرت وکردار، اور رہن سہن کے طریقے بدل ڈالے تھے، آج اسی سیرت طیبہ کو سننے سنانے کے باوجود ہماری تباہ حالی میں کوئی فرق کیوں نہیں آتا؟

ذرا غور کیا جائے تو اس سوال کا جواب اس کے سِوا کچھ نہیں کہ ہم سیرت طیبہ کی اصل رُوح، اس کے حقیقی مقصد اور اس کے تذکرے کے صحیح طریقِ کار کو چھوڑ کر چند ایسے رسمی مظاہروں اور نمائشی کاروائیوں میں مبتلا ہوگئے ہیں جن کا نہ صرف دین سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جو سیرتِ طیبہ کے احترام وعزّت کے بھی منافی ہیں۔

سیرت کانفرنسوں اور سیرت کے جلسے جلوسوں میں غلطیاں:

ان سیرت کانفرنسوں اور سیرت کے جلسوں جلوسوں میں طرح طرح کی غلطیاں عام ہوچکی ہیں جو نہ صرف سیرتِ طیبہ کے مبارک مقصد کو حاصل کرنے میں رُکاوٹ بنی ہوئی ہیں بلکہ ان کی موجودگی میں (اللہ بچائے) اُلٹے وَبال کا اندیشہ ہے۔ ان سُطور میں انتہائی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ مخلصانہ طور پر اسی قسم کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف مُسلمانوں کو توجّہ دلانا مقصود ہے، خدانخواستہ اس کا مقصد کسی پر حرف گیری یا طعن واستہزا نہیں، بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک ہمدردانہ دعوتِ فِکر ہے کہ خدا کے لیے ہم اپنے طرزِ عمل کو شریعت وسُنّت کے معیار پر جانچ کر دیکھیں کہ ہم سیرتِ طیبہ کے ساتھ کیا سُلوک کررہے ہیں؟ اس مُقدّس نام کو کِس کِس طرح استعمال کیا جارہا ہے؟ اور اس کے نتیجے میں کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو متوجّہ کرنے

کے بجائے خدانخواستہ اس کے وَبال کو دعوت تو نہیں دے رہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مسئلے پر اخلاص کے ساتھ غور کرنے اور اپنی غلطیوں کے تدارک کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

1۔سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ ان کانفرنسوں کے منتظمین، مقررّین، مقالہ نگار حضرات اور سامعین میں سے کتنے حضرات ایسے ہوتے ہیں جو اس سچّی نیّت کے ساتھ ان اجتماعات میں جاتے ہوں کہ ان اجتماعات سے کوئی عملی سبق لے کر اس کے مطابق اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کریں گے؟ کیا ان کانفرنسوں کے بار بار منعقد ہونے کے باوجود مذکورہ حضرات میں سے کسی نے بھی اپنی عملی زندگی، اپنی عادات و اطوار، اپنے کردار و عمل، اپنے معمولات، اپنی سیرت وصورت، اپنے طرزِ معاشرت، اپنے لباس، پوشاک اور اپنی وضع قطع غرض یہ کہ کسی بھی چیز میں سُنّت کے اتباع کے لیے کوئی تبدیلی پیدا کی؟

انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہم ان سوالات کے لیے جتنا اپنے گریبان میں مُنہ ڈالیں گے اتنا ہی ان سوالات کا جواب نفی میں ملے گا۔اب ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن اجتماعات کے پیچھے اصلاح کا کوئی جذبہ، کوئی نیّت ہی نہ ہو، اور اگر دل کے کسی دُور دراز گوشے میں کوئی خفیف سا جذبہ ہو بھی تو اُسے روبعمل لانے کی کوئی کوشش نہ ہو، وہ اجتماعات کیسے کوئی خوشگوار نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں؟

اگر ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ سرکارِ دو عالم رحمۃً لِلعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت طیّبہ بنی نوعِ انسان کے لیے شرافت انسانیّت کا سب سے جامع، دلکش اور مکمّل نمونہ ہے تو پھر ہماری سیرت کانفرنسوں کے بے اثر ہونے کی وجہ اس کے سِوا کچھ نہیں ہوسکتی کہ ان کانفرنسوں کو منعقد کرتے وقت ہماری نیّت، ہمارا مقصد، ہمارا

جذبہ اور ہمارا طریقِ کار درست نہیں ہوتا۔ ہم یہ کانفرنسیں اس لیے منعقد نہیں کرتے کہ ان سے کوئی عملی سبق حاصل کریں اوران کے ذریعے کوئی اصلاحی یا تبلیغی کام لیں، بلکہ ہم اُن بد دین قوموں کی تقلید میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو اپنے مقدس مذہبی پیشواؤں کے نام پر کچھ تہوار منالینا ہی مذہبی شعار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ جو زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے آئی تھی اور جس نے صدیوں تک یہ انقلاب پیدا کر کے دکھایا، آج اسی سیرت کے نام پر منعقد ہونے والی یہ زرق برق مجلسیں محض رسمی ہوکر نہ رہ جاتیں۔

2۔ان کانفرنسوں اور جلسوں کے انتظام واہتمام اوران کی رسمی کاروائیوں کی تکمیل میں بسا اوقات نمازوں تک کا کوئی خیال نہیں رہتا، جماعت کا اہتمام تو درکنار، بعض اوقات انفرادی نمازیں بھی قضا ہوجاتی ہیں۔اور جس کانفرنس میں نماز جیسا دین کا اہم ستون منہدم کر دیا جائے اس کا سیرت وسُنّت سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ اس پر کیسے اللہ کی رحمتیں نازل ہوسکتی ہیں؟ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے اجتماع سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مبارک خوش ہوجائے؟

3۔سیرتِ طیبہ کے مقدّس نام پر منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں بعض اوقات کُھلے بندوں، مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ایک ہی اجتماع میں بے محابا، بے پردہ اور زینت وآرائش کے ساتھ، بلکہ بعض وقت نیم عریاں لباس میں ملبوس ہوکر شریک ہوتی ہیں۔غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس مجلس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کی ایسی کھلی نافرمانی کی جارہی ہو، اور جس میں نامحرم مرد اور عورت بے محابا سامنے آکر ایسے کھلے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کررہے ہوں، اس کو سیرت وسُنّت کے ساتھ منسوب کرنا سیرت وسُنّت کے ساتھ،

غیر شعوری طور پر ہی سہی، ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

4۔ عام طور سے حکومتی سطح پر سیرت کی جو کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، اُن کے لیے جگہ ایسی منتخب کی جاتی ہے جہاں عام سامعین پر بھی نہیں مار سکتے، ان مقامات پر داخلہ صرف دعوت ناموں کے ذریعے ہوتا ہے، اور یہ دعوت نامے بھی عموماً ''بڑے بڑے لوگوں'' کو جاری کیے جاتے ہیں، حالانکہ سیرت و سُنّت کا پیغام کسی خاص طبقے کے ساتھ مخصوص ہونے کے بجائے تمام مُسلمانوں کے لیے عام ہونا چاہیے۔

5۔ عموماً ایسی کانفرنسوں میں مقالات کے لیے موضوع ایسا منتخب کیا جاتا ہے جس کا عملی زندگی کی اصلاح سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ وہ نری علمی نکتہ آفرینی کی حد تک محدود ہوتا ہے، حالانکہ یہ ٹھیٹھ علمی نکتہ آفرینیاں بہت سے غیر مُسلم مُستشرقین بھی کرتے ہیں، ایک مسلمان کے لیے سیرتِ طیبہ کوئی فلسفہ نہیں، بلکہ ایک راہِ عمل ہے، اور اس میں بنیادی اہمیت اُس راہِ عمل پر چلنے کو حاصل ہے، لیکن سیرت کا یہ پیغام عموماً کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

6۔ اس قسم کی کانفرنسوں میں عموماً مقالہ نگاروں کو بھی دس دس منٹ کے مختصر وقت کا پابند بنا دیا جاتا ہے، یہ بھی سیرتِ طیبہ کے ساتھ ایک رسمی خانہ پُری ہے، ورنہ اس مختصر وقت میں کسی ایک شخص کو بھی سیرت و سُنّت کے بارے میں کوئی مؤثر یا نتیجہ خیز بات کہنے کا موقع نہیں مِل سکتا۔ حالانکہ مقالہ نگاروں کی تعداد بڑھانے کے بجائے پیشِ نظر یہ ہونا چاہیے کہ جو بھی مقالہ پیش ہو یا جو بھی تقریر کی جائے وہ موجودہ وقت کے تقاضوں کے مُطابق عملی طور پر مؤثر اور مُفید ہو۔

7۔ ایک سِتم یہ بھی ہے کہ ان اجتماعات میں شریک ہونے والے بہت سے حضرات اس مُقدّس موضوع کا بھی احترام نہیں کرتے جس کے لیے یہ اجتماع منعقد ہوا ہے۔

چنانچہ بسا اوقات مقرّرین اور سامعین اس مقدّس اجتماع میں بھی غیر شرعی لِباس پہن کر شریک ہوتے ہیں، اسٹیج کی وضع، کرسیوں کی ہیئت اور نشست کے انداز میں بھی سُنّت سے قریب ہونے کے بجائے دشمنانِ اسلام ہی کی نقالی کی جاتی ہے۔ دعوت نامے انگریزی میں جاری ہوتے ہیں، مقالے انگریزی میں پڑھے جاتے ہیں، محفلِ سیرت کو انگریزی وضع پر سجایا جاتا ہے، اگر محفل کے دوران یا بعد کچھ کھانے پینے کا انتظام ہو تو اس میں بھی مسنون طریقوں کو چھوڑ کر انگریزی طریقہ اپنایا جاتا ہے، بلکہ اگر کوئی شخص ایسی محفلوں میں مسنون طریقہ اختیار کرنا بھی چاہے تو اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی جاتی۔ غرض ان جلسہ گاہوں میں آرائش وزیبائش سے لے کر شرکاء کی وضع قطع اور قول وفعل کے انداز تک کسی بھی چیز میں اتباعِ سُنّت کی کوئی جھلک نظر آنے کے بجائے ہر چیز پر مغربیّت کا طغرائے اِمتیاز نظر آتا ہے۔

کاش! کہ جس ذاتِ عالی صفات کی سیرت پر یہ سارا زبانی جمع خرچ کیا جاتا ہے اس کے اُسوہ حَسَنہ کو علم وعمل، اخلاق وکردار اور تہذیب ومعاشرت کے دائرے میں عملی طور پر اپنانے کی بھی کسی بندۂ خدا کو توفیق ہو جائے۔

8۔ سیرت طیبہ کے موضوع پر جو عوامی جلسے منعقد ہوتے ہیں اُن میں اگرچہ مذکورۂ بالا مفاسد کم ہوتے ہیں، لیکن اب ان جلسوں میں بھی یہ مفاسد بڑھتے جا رہے ہیں، نمازوں کا نقصان، منتظمین اور مقرّرین کی غیر شرعی وضع قطع، آرائش وزیبائش پر فضول اخراجات وغیرہ ان جلسوں میں بھی اب نمایاں ہو رہے ہیں۔

9۔ ان جلسوں میں کی جانے والی تقریروں کا انداز بھی اب ایسا ہو گیا ہے کہ ان سے سننے والوں کو عملی فائدہ حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے، اکثر ان جلسوں میں فرقہ وارانہ بحثوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اور ان بحثوں کے دوران مخالف فرقوں پر طعن و

تشنیع، بلکہ بعض اوقات دشنام طرازی بھی کی جاتی ہے، کبھی شخصیات کو موضوع بنا کر ان پر طنز وتعریض کے نشتر چلائے جاتے ہیں، اور زیادہ تر توجّہ اس طرف رہتی ہے کہ تقریر زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور لچھے دار ہو، لیکن سامعین کو کوئی عملی پیغام دینے کی طرف توجّہ نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض دو دو تین تین گھنٹے کی تقریروں کا تجزیہ کیا جائے تو سیرتِ طیّبہ کا عُنصر آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

10۔ قیامت بالائے قیامت یہ ہے کہ سیرتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک نام پر اَب بڑے بڑے جلوس نِکالے جاتے ہیں جن کے شور کے آگے مساجد کی اذانیں بھی پَست ہوجاتی ہیں، مسجدیں خالی پڑی ہوتی ہیں اور سڑکوں پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے، جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مُبارک کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں اور ناواقف مرد اور عورتیں اِن پر نذرانے پیش کرتے ہیں، منّتیں مانتے ہیں، اِن جاہلانہ رسموں کا نہ صرف یہ کہ دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ تمام باتیں دین کو لہو ولعب کا ذریعہ بنانے کے مُترادف ہیں اور ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے انتہائی ضروری ہے۔

11۔ ماہِ ربیع الاوّل کے دوران ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خلافِ شریعت پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، غضب بالائے غضب یہ کہ نوجوان عورتیں برہنہ سر، غیر شرعی لباس میں ملبوس بزعمِ خود بڑے جذبہ تقدّس کے ساتھ حمد ونعت ترنّم اور خوش گلوئی کے ساتھ سامعین کے سامنے بے محابا پیش کرتی ہیں اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ ساز اور موسیقی کو بھی شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے صریح احکامات ان کے گناہِ کبیرہ ہونے پر ناطق ہیں۔

12۔ یہ بھی مشاہدے میں آرہا ہے کہ سڑکوں پر ایک طرف تو سیرتِ نبویؐ کے جلسے منعقد ہورہے ہیں اور دوسری طرف گردوپیش کے مکانوں اور دکانوں پر ریڈیو اور ٹیپ

ریکارڈروں کے ذریعے راگ راگنی کے مختلف فحش پروگرام باآوازِ بلند نشر کیے جارہے ہیں۔ یہ ہماری بے حسی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ ہماری ان سنگین بدعنوانیوں میں سے چند ایک کی مختصر فہرست ہے جن کا ہم آج کل سیرت النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مقدّس نام پر کھلے بندوں ارتکاب کررہے ہیں۔ خدا کے لیے ہم اپنی جانوں پر رحم کر کے ان مفاسد کے سدِّ باب میں لگ جائیں، ورنہ خدا جانے سیرتِ طیّبہ کی یہ بے حُرمتی ہمیں تباہی کے کِس غار میں لے جائے گی۔

علماء و صلحا اور حکومت کی ذمہ داری:

حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ ہمارے عام مسلمانوں کے عقائد، اعمال درست کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے، نہ تعلیم گاہوں میں کوئی خاص انتظام ہے اور نہ علماء کے وعظ و تلقین کا کوئی سلسلہ ہے، جب دینی مطالبات پورے نہیں ہوتے تو پھر عوام جس روش پر بھی پڑ جائیں ان کے لیے ہزاروں راستے گمراہی کے کھلے ہوتے ہیں۔

اس معاملہ میں کچھ باتیں تو حکومت کے کرنے کی ہیں، حکومت اپنے اقتدار اور اختیارات سے منکرات، فواحشاتِ شرعیہ کو روک سکتی ہے اور سب سے زیادہ ذمہ داری عُلماء صلحاء کی ہے، وہ ایسے طریقے تبلیغ و اِصلاح کے اختیار کریں جو تقاضائے وقت کے لحاظ سے موَثر ہوں اور پھر بہی خواہان قوم و ملّت مسلمانوں کی تمدّنی و معاشرتی زندگی کی اصلاح کے لئے اپنی تقریروں اور تحریروں سے کام لیں اور سیرت کانفرنسیں مسلمانوں میں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّتوں کا احیاء کریں تا کہ مسلمانوں میں شعورِ دینی بیدار ہوتا رہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی بیداری کے لئے مختلف جماعتوں اور صحافت کے ذریعہ سے دین کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے مگر وہ اس

قدر محدود اور غیر مؤثر ہے کہ خاطر خواہ نفع نہیں معلوم ہوتا، وجہ اِس کی یہ ہے کہ اس دورِ حاضر کا سب سے خطرناک فِتنہ نشر واشاعت کے آلات ہیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے حیا سوز پروگرام اور فحش لٹریچر کی اشاعت ملک وقوم کی اخلاقی وتمدّنی زندگی برباد کرر ہے ہیں، ان کا انسداد بہت اہم ہے۔

دعا:

ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اپنے محبوب نبی الرّحمۃ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمّت پر رحم فرمایئے، ہم لوگ جو اپنی نادانی اور بے علمی کی وجہ سے آزادانہ طور پر شعور و شعائرِ اسلام سے بیگانہ ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہم تہذِیب حاضرہ کے دِلکش معاشرہ سے مغلوب ہو کر صراطِ مستقیم سے ہٹ کر مغضوبین اور ضالّین کی سرحد میں قدم ڈال رہے ہیں۔

یا اللہ! ہم کو محض اپنے فضل وکرم سے رُشد وہدایت عطا فرما کر پھر صراطِ مستقیم پر استقامت عطا فرمایئے اور ہم کو دنیا وآخرت کے خسارہ اور بربادی سے بچا لیجئے۔

مسلمانوں کے خواص وعوام میں جذبہ ایمانی بیدار فرما دیجئے اور اُصولِ اسلام پر کاربند ہونے کی توفیقِ راسخ عطا فرمایئے اور اشاعتِ دینِ متین کے لئے ذرائع و وسائل آسان اور مؤثر بنا دیجئے۔

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمةانك انت الوهاب. اللّهم انا نسئلك من خير ماسئلك منه نبيّك مُحمّد صَلّى اللّٰه عليه وَسَلّم و نَعُوذ بك من شرّ مااستعاذك منه نبيّك محمد صلى الله عليه وسلم انت المستعان وعليك البلاغ ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم.

فکرِ آخرت
اور نیک لوگوں سے تعلق کا فائدہ

۱۵ فروری ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اَمابعد!

تمہید:

آج یہ جی چاہتا ہے کہ ضرورت وقت کے مطابق جو ایمانی تقاضے ہیں۔ اسلامی تقاضے ہیں ان کو آپ کے سامنے بیان کروں آپ لوگوں کو موقعہ نہیں ملتا اپنی زندگی کا مطالعہ کرنے کا، اپنے حالات پر غور کرنے کا، اور جو سب سے بڑی تشویش ناک بات ہے۔ جس کے لئے میں اتنے دنوں سے باتیں کر رہا ہوں وہ تشویش ناک بات ہے ہماری غفلت آخرت کے معاملے میں۔ خیال بھی نہیں آتا کہ آخرت کوئی چیز ہے۔ مرنا تو سب کا دیکھتے ہیں یہ مر گئے وہ مر گئے لیکن یہ کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ یہ سوال کبھی ذہن میں نہیں آتا اور سارا دین، سارا ایمان آخرت ہی کے متعلق ہے شرط ایمان بود گردش ایماں بالغیب۔ جب تک آخرت کے متعلق عقیدہ صحیح نہ ہو کہ آخرت یقینی چیز ہے اس وقت تک ایمان بھی صحیح نہیں ہوتا جب ایمان ہی نہیں تو اعمال کیسے کرے گا۔ آج جو ہمارے اعمال بگڑے ہوئے ہیں کسی کے کم اور کسی کے زیادہ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آخرت کے متعلق ہمارا یقین صحیح نہیں ہے۔

آخرت کا تصور:

اور آخرت کے متعلق کیسے یقین صحیح ہوسکتا ہے؟ کہ نہ گھروں میں اور نہ اسکولوں میں اور نہ کالجوں میں ایسا ماحول ہے' اور نہ ہی دفاتر میں ایسا ماحول ہے کہ استحضار ہوسکے آخرت کا پہلے زمانے میں جاہل سے جاہل آدمی بھی کے سامنے آخرت کا ذکر کر دیا جاتا تھا تو ڈر جاتے تھے کہتے تھے خدا سے ڈرو کل تم کو اللہ کو منہ دکھانا ہے تو کیا

حرکت کر رہے ہو تو جاہل لوگوں کی زبان پر بھی یہ بات آجاتی تھی۔ خدا کا خوف۔ آخرت کے عقیدے کی وجہ سے سب کے دلوں میں تھا۔ ہم کو اندازہ اس لیے ہے کہ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے اور یہ زمانہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آہستہ آہستہ انسانیت کے دلوں سے ایمان کے تقاضے کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلامی شعائر بدلتے چلے جا رہے ہیں اور آخرت کا تصور و تخیل بھی دماغ میں نہیں رہا۔ یہ بہت بڑی غفلت ہے۔ اسی لیے میں نے پچھلے بیانات میں اس بات پر زور دیا ہے اس وقت نوجوان لوگ خصوصاً مخاطب ہیں کہ دین کی باتوں کو پکڑو اور دیکھو دین کیا چیز ہے۔ جس کا خلاصہ تعلیم الدین اور حیوٰۃ المسلمین میں ہے۔ بہشتی زیور میں ہے اس کو ضرور پڑھ لو۔ تا کہ تمہیں معلوم تو ہو جائے کہ تمہارا ایمان کیا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں۔ اسلام کیا ہے۔ کس طرح ایک مسلمان کو اسلام اور دین کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ اس بیداری کو پیدا کرنے کے لئے جو لوگ جاننے والے ہیں جو واقف کار ہیں ان کے اوپر فرض واجب ہے کہ ان نادانوں کو بتائیں اور سمجھائیں کہ تم صرف مسلمان نام کے نہیں ہو تم کو تو کچھ اور بھی کرنا ہے اور وہ کیا کرنا ہے کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرنا ہے اور برائیوں سے بچنا ہے۔ فسق و فجور سے بچنا ہے اب میں اس کی کہاں تک تکرار کروں بہت دفعہ وضاحت کر چکا ہوں بس خدا کے لئے ہوش میں آجاؤ اور یہ سمجھ لو کہ آخر مرنے کے بعد ایک کونسی دنیا ہے۔ کیسا ماحول ہوگا۔ اس میں ہمارا کیا حشر ہوگا۔ وہاں تو کوئی ایسی بات نہیں ہو سکے گی کہ ہم حالت میں کوئی تغیر پیدا کر سکیں۔ آج تغیر پیدا کر سکتے ہو تو خدا کیلئے آج کر لو۔ اور جو نہیں کر سکتے تو ان کے لئے بھی میں نے تدبیریں بتا دی ہیں اور سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ یہ سوچ لو کہ کل جس کی بارگاہ اور دربار میں پیش ہونا ہے۔ آج ہی اس میں پیش ہو جاؤ۔ آج معذرت کر لو آج اپنی بگڑی

ہوئی حالت کواللہ کے سامنے پیش کرلو۔ پناہ مانگ لو۔توبہ کرلو۔استغفار کرلو۔انشاءاللہ یہ ایمان کا سرمایہ یہ بھی کل کام آجائیگا اور انشاءاللہ ہماری نجات کا فیصلہ ہوجائے گا۔

سورج گرہن اور مسنون اعمال:

کل سورج گرہن ہے۔ جتنے بھی یہاں لوگ بیٹھے ہیں اور میں خود بھی زیادہ واقف نہیں ہوں کہ سورج گرہن کا ہمارے اسلام میں کیا درجہ ہے۔ہم نے تو خیر کافی عمر پالی کئی سورج گرہن بھی دیکھ لیے اور کئی چاندگرہن بھی دیکھ لیے۔آپ لوگوں نے ایسا منظر سورج گرہن والا شاید دو چار دفعہ ہی دیکھا ہومگر یہ چیز بھی ایک اسلامی حیثیت رکھتی ہے۔

آج کل کا نوجوان کیا کرے گا اخبار میں پڑھا کہ سورج گرہن ہونے والا ہے۔تو وہ اس میں تدبیریں بتائے جارہا ہے کہ اس میں یہ سایہ پڑجاتا ہے۔ستارے درمیان میں آجاتے ہیں۔مہتاب درمیان میں آجاتا ہے۔اس لیے اس کے اوپر عکس پڑتا ہے اور تاریکی آجاتی ہے۔پھر رفتہ رفتہ جب وہ دور ہوتی ہے تو یہ کیفیت ہوجاتی ہے۔ جب دنیا بھر کے تبصرے کروگے اور سائنس کو سامنے لاؤ گے اور وہ بھی ناعاقبت اندیشی سے۔کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا علم ناقص ہے کچھ بھی نہیں جانتے تم، نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ یہ خواہ مخواہ بحث کرنے سے۔اپنے علم کا تصفیہ کرنے سے اور اسباب بیان کرنے میں حماقت ہی حماقت ہے اور کچھ نہیں۔

بھائی حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج گرہن ہوا تو آپ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے کہ اتنی بڑی قوت والی چیز کو بھی گرہن لگ گیا۔آتش پرست،سورج پرست تھے لوگ اس زمانہ میں جو آگ کو پوجتے تھے۔یا سورج کی پرستش کرتے تھے خیرانہوں نے کہا یہ زوال پذیر

چیزیں ہیں جس میں زوال ہو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے آپ نے بڑی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں معلوم ہوا کہ جیسے علامات قیامت میں سے کوئی علامت ظاہر ہو گئی ہے اور آپ بہت زیادہ اس کی وجہ سے خوفزدہ ہوئے۔ اور یہ آپ کا خوف زدہ ہونا یہ امت کے لئے تھا ان کو متنبہ کرنے کے لئے تھا آپ کو کیا خوف تھا بلکہ امت کو بتایا کہ ایسے مواقع میں تم بے خطر اور بے خوف نہ رہنا۔ خبردار! یہ آثار قہر خداوندی کے ہیں اس میں خدا معلوم کتنے زہر بھرے ہوئے ہیں۔ جو تمہاری زندگی کو درہم برہم کر دینے والے ہیں۔ نباتات میں اثر پڑتا ہے۔ جمادات میں اثر پڑتا ہے۔ سورج صرف روشنی ہی نہیں ہے بلکہ اس کے اندر حیات ہے تمام عالم کی۔ تمام کائنات کی۔ تمام مخلوقات کی اس کے اندر حیات بھی ہے۔ اس حیات کے اندر فرق پڑ جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں اللہ سے ڈرو۔ خوف کرو۔ صدقہ دو، خیرات دو۔

اور اس کے لئے حکم ہے اور سنت مؤکدہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں پڑھو اور طویل نمازیں پڑھو۔ طویل رکوع کرو اور طویل سجدے کرو۔ اور اللہ سے پناہ مانگو توبہ کرو۔ اور استغفار کرو۔ اپنے لیے، اپنے اہل وعیال کے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے اپنے ہم وطنوں کے لئے تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرو اور پناہ مانگو۔ بڑے خوف کی بات ہے اور اس وقت کی دعائیں جو خوف کے ساتھ ہوں اور ندامت کے ساتھ ہوں وہ قبول ہوتی ہیں۔ لہٰذا تم اسے معمولی نہ سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ایک موقع ہے۔ پناہ مانگنے کا موقع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں جو دعائیں مانگو گے انشاء اللہ وہ ضرور قبول ہوں گی۔

ویسے تو جب تک اس کا اثر رہے تو کھانا پینا بھی نہیں چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو باہر نہیں نکالنا چاہیے۔ احتیاط کرنا چاہیے۔ تو جب تک سورج پر گرہن کا اثر رہے کھانے

پینے سے پرہیز کرو اور عبادت میں مشغول رہو۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ سورج گرہن ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں احتیاط کرو۔ اور صدقہ خیرات جتنی توفیق ہو۔ ایک روپیہ دو روپے پانچ روپے ضرور کرو۔ انشاء اللہ بلائیں ٹل جائینگی اللہ کا نام لینے سے۔ اللہ کی پناہ لینے سے۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرنے سے۔ اس میں تمہاری دنیا کا بھی نفع ہے اور آخرت کا بھی نفع ہے۔ اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔

ہماری ذمہ داریاں:

میں نے آپ کے سامنے بار بار گذشتہ بیانات میں یہ بات کہی ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے بحیثیت مومن ہونے کے کچھ تو احساس کرو۔ تمہارے اوپر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اور تم کو کیا کرنا ہے۔ تمام تر ذمہ داریاں اور تمہاری روزمرّہ کی زندگی۔ یہ صبح و شام کی زندگی۔ اسی میں دین کے تقاضے ہیں اسی میں ایمان کے تقاضے ہیں۔ اللہ اور رسول کی باتیں ہیں صبح و شام کی زندگی میں۔ اس سے غفلت جو ہے وہی دنیا ہے وہی ناپاک ہے۔ وہی مضر ہے۔ وہی نقصان دینے والی ہے بڑی لذیذ ہے۔ جاذب ہے۔ دل نشین ہونے والی ہے۔ اس لیے ہم اور آپ سب اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس کا خمیازہ بھگتتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

تو بھائی دین کی مجلس میں آنے سے دین کی باتیں سننے سے کم سے کم اتنا تو ہو جائے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہو جائے کہ کونسی چیز گناہ ہے۔ اور کس کا مؤاخذہ دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی۔ بے خبر نہ ہو بالکل۔ اور اپنے دل و دماغ کو آمادہ کر لو اس بات پر جو بات دین کی معلوم ہوئی ہے۔ بہت اہم ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی کہی ہوئی بات اور اسی کا نام ایمان ہے اسی کا نام اسلام ہے۔ اور اس سے بے خبری اچھی نہیں ہے۔ اور ماشاء اللہ آپ لوگ جو یہاں جمع ہیں صرف اسی لیے آتے

ہیں کہ یہ باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں۔ گھر میں پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ مشاغل ایسے ہیں کچھ بھی ہو میں نے تو اپنا حق ادا کردیا۔ بار بار کہہ دیا اور چند کتابیں بھی آپ کو بتادیں کہ اگر آپ ان کو پڑھتے رہے تو آپ کو دین کا علم بھی ہو جائے گا اور آپ کا دین بھی صحیح ہو جائے گا اور حفاظت کا سامان ہو جائے گا اور تنبہ ہو جائے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ صحیح معنی میں اللہ اور اللہ کے رسول کے اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو جائیں گے اور نفس و شیطان کے دھوکوں سے آگاہ ہو جائیں گے۔

ناگہانی موت:

مرد ہوں یا عورتیں جو بھی میری بات سن رہے ہیں وہ خوب سن لیں کہ موجودہ تہذیب اور موجودہ زندگی یہ ایک صاحب ایمان کے لئے لعنت ہے۔ اس پر گرفت ہے۔ مؤاخذہ ہے۔ ذلت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ میں نے کئی دفعہ بتادیا اب آپ کو فکر کرنی چاہیے کہ وہ باتیں جو آپ کو تباہ کر رہی ہیں اور جو گناہ ہیں ان کو چھوڑ دینا چاہیے، کوئی چھپی ہوئی باتیں نہیں ہیں۔ مردوں کے لئے، عورتوں کے لئے صاف صاف باتیں کر چکا ہوں اور کتابوں میں پڑھ لیجئے اور خدا کے لئے ہوشیار ہو جائیے موت کا کوئی اعتبار نہیں۔

یہ زمانہ ایسا ہے کہ موت نے بھی کوئی عنوان اختیار نہیں کیا ہوا کہ انسان بیمار ہو، بیمار رہے۔ اور تیمارداری اور علاج معالجہ ہو، ایسا ہوتا ہے کہ موقعہ بھی نہیں ملتا توبہ و استغفار کا۔ اچانک ہارٹ فیل ہو گیا۔ ایکسیڈینٹ ہو گیا۔ ارے خدا کے لئے مسلمان ہو احساس تو کرلو توبہ اور استغفار تو کرلو۔ ندامت قلب کے ساتھ اللہ کے سامنے کہتے تو رہو کہ ہم مجرم ہیں۔ یہ گانا بجانا۔ یہ ریڈیو۔ یہ ٹیلی ویژن اور تصویروں کا عام ہونا یہ تو لعنت ہے۔ خرافات ہیں، بہت سی بدعات ہیں جس کو تم لوگ، ہم لوگ دین سمجھتے ہیں

وہ ہرگز دین نہیں ہے۔ اختراع ہے دین کے اندر، سنت وشریعت کے خلاف ہیں یہ باتیں۔ غمی کی تقریبات میں۔ شادی کی تقریبات میں اسراف ہوتا ہے۔ عنوان تو ہوتا ہے دعوت ولیمہ اور دعوت مسنونہ۔ نکاح مسنونہ سب غلط بات ہے۔ جمعہ کا دن ایسی مسرفانہ تقریبات کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ جو انتہائی مضر ہے۔ ان دعوتوں میں خواہشات اور منکرات ہوتے ہیں خدا کے لئے احساس کریں توبہ کریں اور ان سب کو چھوڑیں۔ تقریبات میں قرآن خوانی ہو رہی ہے چالیسواں ہو رہا ہے۔ تیسواں ہو رہا ہے۔ سوئم ہو رہا ہے یہ سب بدعات ہیں۔ خوب سمجھ لو۔ میں کہہ رہا ہوں کتابوں میں دیکھ لو۔ یقین کرلو۔ اس کو معمولی بات نہ سمجھو۔ چھوڑو انہیں اگر نہیں چھوڑ سکتے تو پھر مؤاخذے کے لئے تیار رہو۔ خدا نہ کرے کہ کوئی مسلمان تیار ہو اس کے لئے۔

عصر حاضر کے رذائل:

یہ تمام عورتوں کا آج کل برہنہ سر باہر نکلنا خدا کی لعنت ہے ان پر اور برہنہ کپڑے پہننا۔ بے شرمی بے غیرتی کے ساتھ باہر جانا۔ اور لڑکیوں کا دفاتر اور فیکٹریوں میں ملازمت کرنا۔ ڈاکٹری انجینئری نہ جانے کیا کیا خرافات رائج الوقت ہوگئی ہیں اس بے پردگی کے ساتھ یہ سب کی سب ناجائز ہیں حرام ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے لعنت فرمائی ہے اس پر۔ یہی سبب ہے کہ گھر گھر پریشانیاں ہیں گھر گھر بیماریاں ہیں۔ اور تمام زندگی وبال بنی ہوئی ہے اور پھر اس میں مبتلا ہیں۔ جن وجوہ میں مبتلا ہیں انہی کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ عورتوں کو کس نے بگاڑا، مردوں نے۔ یہ ان کی ہی دی ہوئی آزادی ہے۔ کہ پہلے برقعہ اتارا۔ برقعہ اتارنے کے بعد سر کھولا۔ عریاں ہوئی اور عریاں سے عریاں تر ہوتے ہوئے تمام بناؤ سنگھار کے ساتھ بازاروں میں گھومتی ہیں۔ کیا یہ مسلمان قوم ہے۔ کیا یہ اسلام ہے۔ یہ تو یہودیت بھی نہیں۔ نصرانیت بھی

نہیں۔ مجوسیوں کی بھی حالت نہیں۔ یہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ کیا حالت ہوتی جارہی ہے۔ کیا غیرت انسانیت ہے۔ کیا شرافت ہے۔ کون سے عنوان سے ہم نے حیاوشرم اختیار کیا ہے۔ تمام تر بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ بازاروں میں بھی۔ دفاتر میں بھی اور تجارت گاہوں میں بھی۔ تعلیم گاہوں میں ہر جگہ بے حیائی اور برائی۔ اور بے شرمی ہے۔ اس پر خدا کی لعنت۔ فرشتوں کی لعنت اور ساری مخلوق کی لعنت' میں مختصر لفظوں میں کہہ رہا ہوں خدا کے لئے ان باتوں کو سمجھیئے۔ یہ میری بات نہیں ہے یہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بات ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ زہر ہے۔ آپ کے اخلاق بگاڑیں گے، آپ کے عادات بگاڑیں گے، آپ کا معاشرہ خراب ہوگا، گھریلو زندگی برباد ہوگی، دفاتر کی زندگی برباد ہوگی، اور جہاں جہاں بھی آپ کی زندگی اور شعبہ زندگی ہے سب برباد ہوگی۔ اللہ کی خلاف ورزی کر کے کبھی فلاح نہیں مل سکتی۔ فلاح اگر ہے تو اللہ کے نام لینے میں ہے۔ توبہ میں ہے۔ استغفار میں ہے۔ خدا کے لئے کرتے جاؤ۔ ڈرتے جاؤ۔ کوئی برائی اگر نہیں چھوٹتی نفس وشیطان غالب آ گیا ہے۔ معاشرے اور ماحول سے مغلوب ہو گئے ہو تو نادم تو ہو۔ سمجھو تو سہی کہ ہم گناہ کر رہے ہیں۔ سمجھو تو سہی کہ ہمارے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ سمجھو تو سہی کہ ہمارا معاشرہ بگڑ رہا ہے۔

معاشرے کی دلکشی:

میں آپ سب سے پوچھتا ہوں انصاف سے کہو۔ انصاف سے بتاؤ۔ کیا تم اس معاشرے سے خوش ہو۔ اس کی دلکشی سے۔ اس کی جاذبیت سے۔ تمہارے گھر ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے آراستہ ہیں کیا چین بھی ہے تمہارے اندر۔ سکون بھی ہے تمہیں۔ پریشانیاں بیماریاں۔ طرح طرح کی دشواریاں۔ کہتے ہیں آسیب ہو گیا ہے۔ کسی نے سحر کر دیا ہے۔ کوئی ہمارا مخالف ہے اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ کوئی

ٹونہ ٹوٹکا کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگی برباد ہے۔ لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہو رہی ہیں۔ رشتے نہیں آ رہے۔ کوئی تعویذ دے دیجیے۔ ارے بھائی یہ کیا کہتے ہو۔ خود اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھو، تم خود بداعمالیاں کر رہے ہو خود اس کے قانون کو توڑ رہے ہو اور پھر کہتے ہو کہ اس خدا کو تم تعویذ گنڈوں سے راضی کرلو گے جس کی صبح وشام نافرمانیاں کر رہے ہو۔ خود اس کی بغاوت کر رہے ہو اور قانون کو توڑ رہے ہو اور کہتے ہو کہ وظیفوں سے اور دعاؤں سے اس کو راضی کرلو گے نہیں کبھی بھی نہیں ہوگا۔ تم یاد رکھو توبہ کرو۔ اور چھوڑو ان چیزوں کو۔ ہمارے لب ولہجہ میں تیزی ضرور ہے مگر کیا کریں ہمارا انداز بیان ہی ایسا ہے۔ اور یاد رکھیں ہم دل کی بات اسی انداز میں کرتے ہیں۔ ہم کوئی عالم نہیں ہیں کہ آپ لوگوں کو اپنی تقریروں میں محو کرلیں۔ بڑی اچھی تقریر ہو رہی ہے۔ بڑے اچھے مضامین بیان ہو رہے ہیں۔

منکرات وفواحش:

آپ لوگوں کو اگر تردّد ہو کہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کر رہا ہوں۔ تو خود سوچ لو اور جا کر دیکھ لو کہ کیا ہو رہا ہے، کتنے منکرات ہیں۔ کتنے فواحش ہیں۔ کتنی خلاف ورزیاں ہیں خدا اور اس کے رسول کی۔ اور پھر اللہ اور اللہ کے رسول کا نام لیتے ہو بڑی گستاخی کی بات ہے۔ بڑی بے ادبی کی بات ہے۔ خدارا اللہ کے قہر سے ڈرو۔ مذاق نہیں ہے اسلام، کوئی نام ونمود کی چیز نہیں ہے اسلام۔ اسلام بڑی اہم چیز ہے۔ انسان کو شریف النفس بنانے کے لئے اشرف المخلوقات کا درجہ دینے کے لئے، عملی زندگی پیش کی گئی ہے نہ کہ مذاق کرنے کے لئے۔

کیا کہیں ہم آپ سے' ہم سے زیادہ آپ جانتے ہیں اگر نہیں جانتے تو ہم نے بتادیا ہے۔ اگر ہماری بات میں تردد ہو تو کتابیں پڑھ لو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی

باتیں دیکھ لو، کتابوں میں ہیں مستند کتابیں ہیں انہیں دیکھ لو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ بات یہی ہے جو ہم کہہ رہے۔ آپ لوگوں کو اگر موقع نہیں ملتا۔ تو ہم بتا دیتے ہیں کہ یہ سب چیزیں جن کو تم نے دین سمجھ رکھا ہے یہ سب بدعات ہیں رسومات ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید ہے، اور غلامانہ تقلید ہے۔ نہ تمہارے اخلاق اچھے ہوتے اور نہ تمہارے اعمال میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے۔ ایک رسمی طور پر دو دن سیرت کے جلسے کر لیے بڑی دھوم دھام کے ساتھ، بڑی بڑی نمائشیں ہوئیں اور بڑی بڑی آسائش ہوئیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

دھر میں انسان ہے حق کی آزمائش کے لئے
تمغہ ایمان نہیں ملتا نمائش کے لئے

یہ نمائشی چیز ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو حقیقت ہے۔ زندگی کو صحیح بنانے کے لئے زندگی کو شریف بنانے کے لئے اسلام آیا ہے۔ ہمارے اخلاق اچھے ہونے چاہیے۔ ہمارا کردار صحیح ہونا چاہیے۔ شریف ہونا چاہیے۔ اس میں پاکیزگی ہونا چاہیے۔ اس میں نظافت ہونا چاہیے۔ اس میں وقار ہونا چاہیے۔ تم بیکار باتیں کرتے ہو دوسری قوموں کی غلامانہ ذہنیت سے پھر یہ سمجھتے ہو ہمیں وقار حاصل ہونا چاہیے۔ ارے بڑی لعنت ہے اللہ کی ایسے وقار پر۔ لعنت ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی ایسی حرکات کے اوپر، اللہ اور اللہ کے رسول کی خلاف ورزی کی جائے اور ان کا نام لے کر کی جائے تمہارا جو چاہے کر لو۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کو سامنے لا کر اسلامی شعائر کو سامنے لا کر پھر اسلام کی توہین کرتے ہو۔ اور اسلام کی خلاف ورزی کرتے ہو۔ بڑی جرأت، بڑی ہمت ہے۔

ایمان کی حفاظت:

آج تمہیں معاشرے اور ماحول نے ایسا مغلوب کردیا ہے کہ آج ہماری باتیں تمہیں اجنبی معلوم ہوں گی لیکن باتیں یہی ہیں بحیثیت مسلمان ہونے کے اور بحیثیت صاحب ایمان کے۔تم کو حفاظت کرنا ہے اپنے ایمان کی اور اپنے اسلام کی۔ اگر تم نہیں کروگے تو پھر کوئی تمہارے ساتھ رعایت نہیں کی جائے گی۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے حجت تمام کردی اور سب کچھ تم کو بتادیا کہ تمہاری عبادات ایسی ہونی چاہیے، تمہارے معاملات ایسے ہونے چاہیے۔ تمہارا معاشرہ ایسا ہونا چاہیے۔ تمہارے اخلاق ایسے ہونا چاہیے۔ اگر نہیں ہے۔ خدا کے قانون کی خلاف ورزی کروگے اور اپنی من مانی بات کروگے۔ اپنے معاشرے کا اتباع کروگے یقیناً تباہی ہوگی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ تو خدارا آپ سب سمجھ دار لوگ ہیں کچھ اپنی زندگی میں تغیر پیدا کریں۔ کچھ ہوشیار ہوجاؤ۔ گناہ کروتو اپنے آپ کو گناہ گار سمجھ کے کرو۔ اگر فسق و فجور میں مبتلا ہوتو سمجھ لو کہ ہم گناہ کررہے ہیں۔ برا کررہے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ہمیں۔ لہٰذا توبہ کرو اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور آخری وقت تک کھلا رہے گا۔ اور آخری وقت کا کچھ پتا نہیں ہے۔ کہ کیسے ہو۔ کہیں اچانک ایکسڈینٹ نہ ہوجائے۔ ہارٹ فیل نہ ہوجائے۔ موت نہ آجائے اس سے پہلے سے اپنی آخرت کا سامان پیدا کرلو اور توبہ واستغفار کرلو۔ نہیں چھوڑ سکتے فسق و فجور فی الحال تو نہ چھوڑ و ارادہ تو کرلو۔ عورتیں بھی مرد بھی۔ اس لعنت زدہ زندگی کو چھوڑ و۔ نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم اللہ سے معذرت تو کرلو۔ کہ ہم مبتلا ہوگئے ہیں۔

مرض اور بدپرہیزیاں:

ایک مجلس میں ہم نے کہا کہ شروع شروع میں تمہیں مرض ہوا اور اس کی تم نے پروا

نہ کی اور اپنی قوت کے لحاظ سے، اپنی صحت کے لحاظ سے بد پرہیزیاں ہی بد پرہیزیاں کرتے رہے۔ ڈاکٹر سے طبیب سے رجوع کیا تو ڈاکٹر اور طبیب نے بتایا کہ یہ چیزیں بد پرہیزی کی ہیں۔ یہ چیزیں مضر ہیں تندرستی کے لئے۔ تمہارا جگر خراب ہوگیا ہے آنتیں خراب ہوگئی ہیں، گردے خراب ہوگئے ہیں۔ اب پرہیز نہ کروگے تو مرض کے زیادہ بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ تو ڈاکٹر سے دوا تو لے لی لیکن ساتھ بد پرہیزی بھی کررہے ہیں۔ اور جو چیزیں مضر ہیں گردے کے لئے وہ بھی کھا رہے ہیں۔ ارے کیسے تندرستی ہوسکتی ہے۔ سمجھ کی بات ہے کہ جب بد پرہیزی کررہے ہو اور جن چیزوں نے تمہاری صحت و تندرستی برباد کی تھی۔ اس پر اب بھی تم قائم ہو۔ ارے بھائی تم پیام دے رہے ہو اپنے آپ کو۔ موت کا بھی اور مرض کے لاعلاج ہونے کا بھی۔ تو خدا نہ کرے کہ ہمارا اور آپ کا ایمانی اور اسلامی مرض ایسا نہ بڑھ جائے کہ لا علاج ہوجائے۔ خدا کے لئے جلدی کرو ہوش میں آجاؤ سب سے بڑا بدتمیز مریض وہ ہے جس کو طبیب علاج بتائے اور وہ علاج بھی نہ کرے اور پرہیز بھی نہ کرے تو کیسے تندرستی ہوسکتی ہے۔

اسلامی زندگی کے تقاضے:

اس طرح اسلامی زندگی ہے اس کے اندر بد پرہیزیاں کیا ہیں؟ یہی گناہ یہی معصیتیں یہی خدا کی نافرمانیاں۔ اگر نہیں چھوٹتی تو توبہ تو کرتے رہو۔ اب مریض ایک دم اچھا تو نہیں ہوتا۔ مریض کو ڈاکٹر بتاتا ہے طبیب بتاتا ہے کہ پرہیز کرو۔ اگر بد پرہیزی ہوگئی ہے تو طبیب کو بتاؤ اور اس سے مشورہ لو ورنہ صحت و تندرستی بگڑ جائے گی اور اندیشہ یہ ہے کہ مرض لاعلاج ہوجائیگا خدا نہ کرے کہ ایسا ہمارے اور آپ کے ساتھ معاملہ ہو۔ جلدی پرہیز کرلو۔ اور جو تدبیریں ہیں ان کو اختیار کرلو۔ اور گناہوں

سے پرہیز کرنا تو ضروری ہے میں نے آپ کے سامنے کتاب پیش کردی ہے ''معمولاتِ یومیہ'' انشاء اللہ اس کے اندر شفاء کامل ہے۔ اس کے اندر ایمان کی صحت ہے اس کے اندر ایمان کا وقار ہے۔ آپ اس کو کم از کم شروع کردیجیے اس پر عمل کرنا شروع کردیجیے اور عادت ڈال لیجیے توبہ واستغفار کی خدارا یہ تو ضرور کرو یہاں آنے کا اور جمع ہونے کا کم از کم یہ فائدہ تو ہو۔ میں اکثر نوجوانوں کو مخاطب کرکے کہتا کہ میں جو کہتا ہوں وہ تمہاری خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ میں نے ایک ہی نشست میں کئی تدبیریں عرض کردی ہیں آگے آپ کا کام ہے۔ اور کیا کہوں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ خدارا جس اللہ پر ایمان لائے ہو اور جس نبی کا کلمہ پڑھا ہے اس کی اطاعت کرو اس میں تمہارا دنیا کا فائدہ بھی ہے۔ اور تمہاری آخرت کی کامیابی بھی ہے۔ لہٰذا اپنے گناہوں کا اقرار کرکے فوراً توبہ واستغفار کرو۔

ایک وکیل صاحب کا معمول:

آپ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ آپ کو معتبر اور مستند چیز آسانی سے مل رہی ہے۔ ورنہ نہ جانے لوگ کتنے بڑے بڑے سفر کرتے تھے دین کو حاصل کرنے کے لئے۔ حضرت والا نے تو جب تک ان میں طاقت تھی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں وعظ کہے ہیں رنگون سیلون کراچی اور مختلف جگہ۔ پٹنہ میں ایک عبدالرحمن ایڈوکیٹ تھے، گلاب محل، ان کی کوٹھی کا نام تھا بڑے وکلاء میں شمار کئے جاتے تھے۔ جب حضرت سے تعلق ہوا تو میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ کہاں سے آتے ہیں کلفٹن سے، وہ پٹنہ سے شام کی ٹرین سے تھانہ بھون پہنچتے تھے۔ دو گھنٹے بعد واپسی کی گاڑی ملتی تھی۔ حضرت کی مجلس میں بیٹھے اور واپس ہوگئے۔ اتوار کی شام کو چل کر دوشنبہ کے دن کورٹ ٹائم تک واپس پٹنہ پہنچتے تھے ہر ہفتہ آنا ان کا معمول تھا۔ الحمدللہ آپ کو میرے ذریعے سے یہ

چیز مل رہی ہے۔ مجھے آپ کی محبت اور خلوص کی بڑی قدر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی دینی پوزیشن معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کس درجہ کے مسلمان ہیں۔ اور کس درجہ کے صاحب ایمان ہیں تا کہ آپ کو اطمینان رہے تا کہ نفس وشیطان آپ کو دھوکہ نہ دے۔ مایوسی نہ ہو تو انشاء اللہ جو حال بھی ہوگا وہ بہتر ہوگا۔

مسلمانوں کی اولاد:

کیونکہ ہم جو لوگ ہیں میں اور آپ ایسے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں جو مسلمان تھے اور آج مسلمانوں کی اولاد وہ اسلام کے ساتھ اور دین کے ساتھ استہزاء کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان مولویوں نے اسلام بگاڑ دیا ہے۔ یہ ساری مولانا لوگوں کی ہٹ دھرمی اور تنگ نظری ہے کہ ہر چیز میں وقت اور ہر چیز میں دشواری بتاتے ہیں ورنہ اتنی تنگ نظری نہیں ہے اسلام میں اگر ہم پتلون پہنتے ہیں یا کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں یا تفریح کرتے ہیں کہتے ہیں سب کچھ حرام۔ یہ بھی حرام وہ بھی حرام ان لوگوں نے فہرست حرام کی کھولدی ہے۔ ایسا کہنے والے سمجھتے ہیں کہ دین مولوی صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ اتنی بھی انہیں سمجھ نہیں ہے اور اتنا بھی انہیں علم نہیں ہے۔ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام ہے یہ ان کا ایمان ہے۔ اتنی غفلت ہے۔ نماز وغیرہ پڑھی بھی تو ضابطے کی۔ جب چاہا پڑھا اور جب چاہا نہ پڑھی چھوڑ دیا اور باقی معاملات ہیں معاشرت ہے۔ اخلاقیات ہیں ایسے دور ہیں ان سے کہ جیسے ان کو کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے ان چیزوں سے۔ ایسا ماحول ہے اور ہم کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ تو یہ باتیں میں دہراتا رہتا ہوں تا کہ ہم کو اپنے ایمان کی حدود معلوم ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کے اندر ہمارا کتنا حق ہے۔ تو پھر انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے اطمینان ہو جائیگا۔

آخرت کا معاملہ:

اجمالاً آج پھر آپ کے سامنے بتا دیں تا کہ اطمینان ہو جائے کہ ہم الحمد للہ صاحب ایمان ہیں ہمارا عقیدہ جیسا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ یقیناً یقیناً آخرت ہے اور وہاں حساب و کتاب ہے۔ یا تو دوزخ ہے ابدی یا جنت ہے ابدی۔ لیکن مسلمان کے لئے ابدی دوزخ نہیں ہے۔ اس کو گناہوں کی سزا ملے گی پھر پاک وصاف کر کے اس کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ تو خدا نہ کرے کہ ایسی نوبت آئے کہ آخرت میں سزا بھگتنا پڑے یہیں معاملہ صحیح کر لیں۔ اللہ میاں کہتے ہیں کہ معاملہ تمہارے اختیار میں ہے۔ یہیں اس کی اصلاح کر لو۔ الحمد للہ آخرت کے معاملے میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ نہ تردّد کی بات ہے۔

دنیادار مسلمان:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم دنیادار ہیں جیسے آپ لوگ دفاتر والے، تاجر لوگ، بھئی ہم سے کہاں بن پڑتی ہیں عبادتیں۔ ہم سے کہاں اتنا تقوی بن پڑتا ہے۔ ہم تو دنیادار ہیں تو یہ مسلمان کے لئے اچھا لفظ نہیں۔ دنیادار کہنا اچھا نہیں۔ کوئی بھی مسلمان دنیادار نہیں ہے۔ کوئی بھی مسلمان ناپاک نہیں ہے۔ صاحب ایمان ناپاک نہیں ہوتا۔ جب آپ کو احساس ہے کہ ہم دنیادار ہیں خطا کار ہیں۔ فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ احساس ہے؟ تو عقلاً ندامت ہے آپ کے اندر مگر آپ کو طبعاً نہیں ہے۔ اگر طبعاً ندامت ہوتی تو آپ چھوڑ دیتے اور عقلاً ندامت یہی ہے کہ یہ بری بات ہے تو یہی ایمان ہے۔ اتنے مکلّف ہیں آپ۔ اب عمل نہیں بن پڑتا فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ فسق و فجور ہے۔ احساس ہے تو ایک دن ندامت قلب غالب آئیگی تو انشاء اللہ چھوڑ دیں گے اگر جلدی چھوڑنے کی ہمت نہیں ہے تو عقلاً نادم

ہیں۔ عقل جو ہے یہ مکلّف ہے ایمان کی۔ یہ طبعیت جو ہے یہ متغیر ہوتی رہتی ہے۔
متاثر ہوتی رہتی ہے۔ یہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کی حالت بدلتی رہتی ہے لیکن عقل
جو ہے وہ مستحکم چیز ہے اور یقینی چیز ہے اس نے تسلیم کر لیا کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں
نادانی ہے ہماری۔ گناہ ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں توبہ کرتے ہیں۔ بس یہی
تقاضا تھا ایمان کا وہ آپ نے ادا کر دیا۔

اعمال کی تاویل:

آج جو آپ سے چیز نہیں چھوٹی ہے یہ صرف احساس نہ ہونے کی بدولت عقل کی
بدولت، توبہ اور استغفار کا عمل رکھنے کے مطابق۔ اپنے فسق و فجور کی کوئی توجیہہ نہیں
تاویل نہیں کوئی کوشش نہیں بس یہ تسلیم ہے کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ ہم کبھی کوشش
نہیں کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں کہ اپنی وضع قطع بدل لیں۔ جو
کچھ اسلام کا تقاضا ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تاویل نہیں کرتے تاویل کریں
گے تو مجرم ہو جائیں گے۔ اور اقرار جو ہم کر لیں گے وہ معاف کر دیں گے۔ کتنی سہل
اور آسان بات ہے۔ کہ اگر یہ اقرار کر لیا کہ ہم مجرم ہیں فسق و فجور میں مبتلا ہیں تو انشاء
اللہ اللہ ہم کو معاف کر دے گا۔ اور یہ تاویل کرنے کے بعد کہ صاحب تقاضہ وقت ایسا
ہے۔ دفاتر کے تقاضے ایسے ہیں۔ اور کام ایسے ہیں معاشرہ ایسا ہے۔ خاندان والے
ایسے ہیں رسم و رواج والے ایسے ہیں تو ہم کیا کریں ہم نے ان کے ساتھ گزر کرنا
ہے۔ یہ مت کہو کہ تم مجبور ہو۔ مجبور تو نہیں ہو۔ مجبور تو تمہارے نفس نے کیا ہے۔ اور کم
ہمتی نے کیا ہے۔ اور ضعفِ ایمان نے کیا ہے۔ ورنہ بہت سے لوگ اس کشمکش میں
ہیں کہ نکلیں اس سے بہت سے لوگ آپ دیکھتے ہیں متقی ہیں پرہیزگار ہیں۔ آپ بھی
ہو سکتے ہیں لیکن دیکھیں جب چاہیں گے اس وقت ہو گا ہاں ناامیدی کی ضرورت نہیں

ہے۔

نا امید از رحمت شیطاں بود

یہ اسلام اور ایمان ایسی چیز ہے کہ اس میں مایوسی کا کہیں گزر ہی نہیں ہے۔ اسلام میں اور ایمان میں ناامیدی کفر ہے۔ اور ناز بھی اچھی چیز نہیں ہے کہ ہم بڑے متقی اور پرہیز گار ہیں یہ انانیت بھی ہے اور شیطانیت بھی ہے۔ یاد رکھیں! اپنے تقوے پر، اپنی عبادت پر کبھی ناز نہ کرنا۔ لہٰذا غافل ہو کر نہ مرو۔ اور غافل ہو کر نہ چلو۔ خبردار زھد و تقوٰی پر ناز کرتے ہوئے نہ چلنا۔

غافل مرو کہ مرکب مردان زہد را
در سنگلاخ بادیہ پاہا گزیدہ اند
نو امید ہم مباش کہ رندان با دہ نوش
نا گاہ بہ یک خروش بہ منزل رسیدہ اند

بڑے بڑے عابد و زاہد اوندھے منہ گرے ہیں۔

ندامت قلب:

ایک آن واحد میں اسّی برس کی عمر میں یہ ندامت ہو کہ میں نے اسّی برس کی عمر یونہی گزار دی کچھ حاصل نہیں کیا۔ یا اللہ میرا کیا حشر ہوگا؟ اس ندامت کی بدولت سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ ندامت قلب ایک لمحہ ہی کی کیوں نہ ہو۔

حضرت نے مثال دی کہ ایک شخص ہے اُسّی برس کی عمر میں نزع کے عالم میں، کون ہے یہ؟ عیاش بدمعاش، ڈاکو زانی، چور، نہ جانے کیا کیا کرتا رہا زندگی بھر۔ نہ نماز پڑھتا تھا۔ نہ روزے رکھتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ مسلمان گھر میں پیدا ہوا تھا مگر اب نزع کے عالم میں چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔ جو جاتا ہے پوچھتا ہے ارے بھائی خان

صاحب کیا حال ہے۔ ارے بھائی بہت بڑا گناہ گار ہوں۔ جو آتا ہے اس سے کہتا ہے کہ دعا کرو میں تو بڑا گناہ گار ہوں۔ خطا کار ہوں۔ حضرت فرماتے تھے کہ یہ سیدھا جنت میں جائیگا۔ اسی برس سے اس نے کچھ بھی نہیں کیا لیکن اس وقت جو اس کو ندامت قلب ہے۔ کہ میں بارگاہ خدا میں جا رہا ہوں اور گناہ گار جا رہا ہوں دعا کرو میرے لیے۔ کہ میری مغفرت ہو جائے۔ تو یہ عجز و نیاز جو ہے اس کا۔ یہ اس کا اقرار توحید اور اقرار آخرت یقین آخرت کہ آخرت میں جزاء و سزا ہے انشاءاللہ نجات کے لئے یہ کافی ہے۔

نو مید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بیک خروش بہ منزل رسیدہ اند

یہ ایمان ہی تو ایسی چیز ہے جس کے اندر اللہ ایک لمحہ کی توبہ کی وجہ سے، ندامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ساری زندگی کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ توبہ کر لینے کے بعد پھر یہ کبھی ذہن میں نہ لایئے گا کہ ہم بڑے گناہ گار ہیں ساری زندگی تو غفلت میں گزری آج بیٹھ گئے توبہ و استغفار کرنے صاحب متقی ہو گئے پرہیز گار ہو گئے۔

ایمان کی قدر کیجئے:

ایمان کی قدر کیجیے تو جہنم سے آپ کو کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ مسلمان سے صاحب ایمان سے کوئی علاقہ ہی نہیں۔ رہ گئے یہ فسق و فجور یہ ہماری فطرت ہے۔

ونفس وما سوٰها فالهمها فجورها وتقوٰها

تو یہ فسق و فجور ہماری فطرت میں داخل ہے۔ تا کہ بندہ اللہ کی صفت ستار العیوب اور غفار الذنوب کا موَرد بنے مسلمان۔ لیکن بیدار مسلمان کے لئے نہ کہ غافل مسلمان کے لئے۔ غفلت کے لئے تو بھائی جہنم ہی ہے۔ تو اپنی حالت پر غور کرتے رہیں۔ اور

استحضار کرتے رہیں کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں کس وجہ سے کہ ہمارا نفس ہم پر غالب آ گیا۔ یا ماحول سے ہم ایسے متاثر ہو گئے ہیں کہ اس حالت کو ہم بدل نہیں سکتے آسانی سے۔ لیکن یا اللہ پسند بھی نہیں کرتے۔ اس حالت کو ہم پسند نہیں کرتے چاہے بدل پائیں یا نہ بدل پائیں۔ تو انشاء اللہ ایمان سلامت رہے گا۔ تو میں آپ لوگوں کے سامنے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ جس ماحول میں رہیں جو بھی سروس کریں۔ دفاتر ہوں، تجارت گاہیں ہوں۔ ملازمت کیجیے لیکن احساس رہے کہ جو فسق و فجور کی بات ہے اسے نہ کریں۔ جو نافرمانی کی بات ہے اسے نہ کریں۔ یہ کہنا یہ تو بڑی گستاخی ہے۔ جسارت ہے کہ گناہ بھی کرتے جا رہے ہیں اور چھوڑنے کا ارادہ بھی نہیں اور توبہ بھی کر رہے ہیں یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ جب اللہ نے توبہ کے اندر یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ مٹا دیتی ہے تو پھر آپ کیسے اس کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ ایں ہم کن و آں ہم کن تا غلبہ ترا باشد۔

توبہ کی تاثیر:

توبہ کی تاثیر اور حقیقت اپنی جگہ ہے کہ وہ گناہوں کو معاف کروا دیتی ہے۔ یہ فسق و فجور تاریکی ہے ظلمت ہے۔ ناپاکی ہے۔ تو روز آپ کے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں نہاتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں یہ تو باطن کے لئے بھی اللہ نے رکھا ہے کہ گناہ بھی کرتے رہو اور توبہ بھی کرتے رہو۔ پاک ہوتے رہو۔ توبہ میں قوت ہے معاف کرنے کی اور یہ ہے انعام الٰہی۔ اللہ کا احسان توبہ کا قبول کرنا۔ توبہ ہے ان کی نسبت سے اور گناہ ہیں آپ کی نسبت سے۔ توبہ کیا ہے کہ ایک مرتبہ کہا

استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیک ہ اور اللہ تعالیٰ فرماتے

وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

کہو یا اللہ میری مغفرت کیجیے اور مجھ پر رحم کیجیے۔ یہ کلام اللہ ہے اس کی تاثیر ابدی ابدی ہے۔ اور آپ کے گناہ ذاتی ہیں آپ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی حقیقت کچھ نہیں جب آپ کی حقیقت کچھ نہیں تو آپ کے گناہوں کی حقیقت بھی کچھ نہیں۔ آپ کے گناہ کی کیا حقیقت ہوگی۔ اس کے کلام ابدی وازلی کی تاثیر آپ ہزار گناہ میں مبتلا سہی، ہزار کبائر میں مبتلا سہی۔ اس لیے یہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اس قوت ایمانیہ سے فائدہ اٹھایئے اور توبہ کرتے رہیے۔ دھبہ پڑ جائے تو کہتے ہیں لیموں لگانے سے، رگڑنے سے دور ہو جاتا ہے۔ رگڑا اگر دھبہ نہیں گیا تو اور رگڑنا پڑتا ہے۔ ابھی لیموں رگڑا جا رہا ہے۔ تو اسی طرح توبہ واستغفار کا نور پیدا ہو رہا ہے، ایک طرف اور ایک طرف ظلمت پیدا ہو رہی ہے فسق وفجور سے۔ اس میں تاریکی پیدا ہو رہی ہے اور اس میں نور پیدا ہو رہا ہے۔ نور ایک دن غالب آجائیگا اور تاریکی ختم ہو جائیگی۔ خیال رکھو اس کا یہ کہنا یہ تو بھائی اچھی بات نہیں۔

رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ارے کتنے دن گناہ کرو گے۔ توبہ واستغفار کرنے کی برکت سے خود گناہ سے نفرت پیدا ہوگی، خود اس سے احتراز کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ کر کے دیکھو کہنے والوں کا کہنا ہے کر کے تو دیکھو غلبہ کس کو حاصل ہوتا ہے۔ تو آپ میری زبان سے یہ سن لیں ہرگز ناامید ہونے کی ضرورت نہیں ہے گو کہ اس وقت آپ کو دین وایمان میں ضعف ہونے کی وجہ سے اتنی قدرت نہ ہو کہ آپ اپنی ذات میں تغیر پیدا کرسکیں، اپنے ماحول میں تغیر پیدا کرسکیں، اپنے معاشرے میں تغیر پیدا کرسکیں، اپنے دفاتر کی زندگی میں تغیر پیدا کرسکیں۔ حالانکہ آپ مجبور نظر آتے ہیں فی الحال مگر جس دن توبہ واستغفار عام

ہوجائیگی۔

اک ذرا ہونے تو دو ذوق محبت کامل
پھر نہ یہ دل ہوگا نہ یہ حسرت وارماں ہوں گے

پروانہ جنت:

تم جس چیز سے ڈر رہے ہو وہ حاصل ہوجائیگی۔ لگے تو رہو اس سلسلے سے۔ بزرگوں سے وابستگی رکھو، معمولاتِ یومیہ کی پابندی کریں یہ پروانہ جنت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے انوارات، تجلیات غالب آئیں گے۔ اور فسق وفجور جس کو آپ بہت اہم سمجھتے ہیں معلوم ہوگا کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ونفس وما سوٰها فالهمها فجورها وتقوٰها

ہم نے تمہارے نفس میں فسق وفجور بھی رکھا ہے اور تقویٰ بھی رکھا ہے۔ اور نہ جانے کیا کیا رکھا ہے۔ ہمارے اندر ایسی قوتیں رکھی ہیں کہ ہم چاند میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ انسان ہی کی قوت ارادی ہے۔ اور تخیل ہے تصور ہے۔ جب اتنے بڑے مالک ہیں ہم تو بھائی کوئی محرک ہونا چاہیے، جب تک کوئی محرک نہیں ہوتا ہے۔ وہ محرک کون ہے۔ عالم خلق۔ کبھی غصہ آجاتا ہے۔ کبھی رحم آجاتا ہے۔ کبھی رونا آجاتا ہے کبھی ہنسنا آتا ہے۔ کبھی انتقامی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کبھی اچھا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ مگر اس کے لئے شرط ہے کہ کوئی اچھا جذبہ پیدا ہو۔ تو بھائی فسق وفجور کا محرک ہونا چاہیے اللہ میاں نے جب فسق وفجور رکھا ہے تو یہ کیسے ابھرے گا۔ شیطان کو پیدا کیا۔ کہ فسق وفجور کو ابھارنے کا کام کرے گا۔ اللہ نے اس کو بڑی قدرت دی ہے کہ بہکادے گا۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ بڑے جوش میں شیطان نے کہا میں بہکاؤں گا۔

الا عباداللہ المخلصین

آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے۔ حضرت فرماتے تھے جوش میں بھول گیا اوپر کو اور نیچے کو۔ اوپر کی سمت بھول گیا اور نیچے کی سمت بھول گیا۔ تو حضرت آدم سے جب بھول ہوگئی تو اس سمت چلے گئے جہاں سے شیطان کا گزر نہیں تھا۔ سجدے میں چلے گئے اور عرشِ الٰہی تک ان کی دعائیں پہنچ گئی۔ تو دو سمتیں تو مسلمان کے لئے ہر وقت کھلی ہوئی ہیں۔ تو شیطان کو محرک پیدا کیا۔

تقویٰ کا محرک:

اور تقوٰی کا محرک کون ہے جو حاصل ہے تمام زندگی کا جو حاصل ہے تمام ایمان کا جو حاصل ہے تمام جنت کے سرمائے کا۔ اس کا محرک کون ہے۔ کہا کہ ہم خود ہیں اللہ میاں نے کہا۔

ذلك الكتٰب لاريب فيه هدًى للمتّقين

یہ کتاب جو ہم نے تم کو دی ہے یہی ہدایت دیتی ہے تقوٰی کی۔ تو جس تقوٰے کا محرک خود اللہ تعالیٰ ہوں اور جس کے محرک شیطان ہو دونوں کا مقابلہ کرلو۔ اور جس انسان کو تقوٰی کی دولت مل گئی تو کیسا ایمان ہے اس شخص کا قوی ایمان تو پھر شیطان اس کو نقصان نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان كيد الشيطان كان ضعيفًا

بیشک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیسے تم دھوکہ کھا جاتے ہو اشرف المخلوقات ہو کے۔ لاحول ولاقوۃ۔ توبہ کرلو۔

شیطان کو پیدا کیا اس کا زہر بھی پیدا کیا اور اس کا تریاق بھی بتا دیا۔ تریاق آدم ہے کہ جب خطا ہو جائے تو کہو ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنالنكونن من الخاسرين۔

حدیث نفس:

ابھی ذہن منتقل ہوا اپنے موضوع کی طرف وقت بہت مختصر ہوتا ہے اور دفعۃً کوئی مضمون ذہن میں نہیں آتا جو مختصر وقت میں کہا جائے مگر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ روحانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے بات کچھ ایسی ذہن میں آجاتی ہے جو آپ لوگوں کے بھی مفید ہو اور میرے لئے بھی ذریعہء نجات بن جائے بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جن کو ہم استعمال نہیں کرتے بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جن کو ہم رائگاں سمجھتے ہیں ایک فطری چیز ہے ہمارے پاس حدیث نفس اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے کہیں کوئی بات ہو جاتی ہے کہیں آپ مشغول رہتے ہیں جب تنہائی ہوتی ہے تو وہ خیالات عود کر آتے ہیں حدیث نفس شروع ہو جاتی ہے یہ بات ہوئی تھی یہ بات ہوئی تھی تو میں نے کہا تھا آپ سب لوگوں کے پاس حدیث نفس کی صلاحیتیں ہیں تو حدیث نفس سے یہ فائدہ اٹھایا جائے کہ ایک بات جو سنی ہے اس کو ایک دفعہ دہرایا جائے جتنی بھی یاد رہے وہ اپنی ہو جائیگی الحمد للہ ایک عجیب بات سمجھ میں آئی اس وقت۔ حدیث نفس کی صلاحیت کو ذرا صحیح استعمال کرو۔

تصوف کے معنی:

اب تصوف کی بات بتائیں آپ کو جو ابھی ذہن میں آئی ہیں من جانب اللہ۔ تصوف کے معانی سب کو معلوم ہیں جس کو طریقت کے معانی معلوم ہیں اس کو تصوف کے معانی معلوم ہیں اس کا مختصر سا معنی یہ ہے تزکیہ نفس، تزکیہ نفس، کیا ہے کہ رذائل کے اوپر قابو پالینا اور حسنات سے ملکات حاصل ہو جانا۔ ان میں رسوخ ہو جانا۔ ان میں استحکام ہو جانا۔ ان کا مقام مل جانا تو حاصل کیا ہوا تقویٰ۔

تقویٰ کی حقیقت:

تقوٰی کیا چیز ہے تعلق مع اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا خالصتاً تعلق جس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو۔ ایسے تعلق کو تقوٰی کہتے ہیں... جب تقوٰی حاصل کرنا چاہا تو اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑا۔ پہلے زمانے میں مجاہدے کرائے جاتے تھے ریاضتیں کرائی جاتی تھیں۔ مراقبے کیے جاتے تھے۔ محاسبے کیے جاتے تھے۔ باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی خانقاہوں میں۔ اب ہمارے پاس نہ وہ خانقاہی انداز ہے۔ نہ مرشد ہیں اور نہ مصلح ہیں روحانی کہ جن کی خدمت میں بیٹھ کر باقاعدہ ہم علاج کرائیں دور بدلتا جاتا ہے۔ طریقہ علاج بدلتا جاتا ہے۔ تمام بزرگان دین کے سلسلوں میں تزکیہ نفس کے لئے مجاہدے تھے۔ پتا نہیں کیسے کیسے مجاہدے کرائے جاتے تھے۔

مجدد وقت نے آ کر اس زمانے کے مشاغل کو دیکھ کر ہمارے حالات ونفسیات کو، ایمان کے ضعف کو، اعمال کی کوتاہی کو، ہمت کے قصر کو، دیکھ کر انداز کر کے سہل سہل باتیں فرمائی ہیں۔ سہل سہل باتیں ایسی ہیں کہ جن کو اختیار کر لیا جائے تو انشاء اللہ یہ مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔ مثلاً معمولات یومیہ میں جو چار باتیں عرض کی گئی ہیں۔ یہ بنیادی باتیں یہ چیزیں یہ ہر وقت ان کا شغل کر سکتے ہیں تو اسی سے انشاء اللہ وہی مقصود حاصل ہوگا۔ جو ریاضتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ وہاں ریاضتوں سے حاصل ہوتا تھا اور یہاں عادتوں سے حاصل ہو رہا ہے۔ آپ نے تزکیہ نفس حاصل کر لیا بغیر کسی مجاہدے کے الحمدللہ حاصل ہو گیا۔ یعنی نفس پر اتنا قابو ہو گیا کہ برائی کی طرف میلان نہیں ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو قابو میں آجاتا ہے۔ حسنات کے تقاضے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ صاحب باطن بن گئے رذائل پر قابو کر لیا آپ نے حسنات آپ

کی عادت ثانیہ بننے لگی۔ امور شرعیہ بھی آپ نے عادتاً اختیار کر لیے۔ آپ بذات خود ایک صحیح ایمان والے اور تقوے والے ہو گئے۔ یہ دولت تو آپ کو مل گئی تقوٰی بھی حاصل ہو گیا اور تزکیہ نفس بھی ہو گیا۔ تعلق مع اللہ بھی حاصل ہو گیا۔

تقوٰی کا مصرف:

اب اس کا مصرف کیا ہے وہ جو میں نے عرض کیا کہ ایک حق کی روشنی اور قوت ایمانی آپ کو عطا ہو گئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ نور عطا ہو گیا تعلق مع اللہ کا۔ بھائی اس کا مقصد اور مصرف تو ظلمت میں ہے، یہ بات اس لیے ذہن میں آئی کہ سارا مجاہدہ کر کے آپ نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ صاحب باطن ہو گئے، صاحب تزکیہ نفس ہو گئے، تعلق مع اللہ حاصل ہو گیا۔ اب اس کا مصرف زندگی بتاؤ کیا ہے۔ کہاں صرف کریں اس کو، باطل کے مقابلے میں باطل کا مقابلہ کرنا پڑے گا، وہ مجاہدہ ہے اصل میں۔ اس کو کس طرح صرف کیا جائے۔ میں بالکل سچا آدمی ہوں جھوٹ کبھی نہیں بولتا، لیکن معلوم ہوا کہ سارے ماحول میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ میں غیبت نہیں کرتا لیکن تمام ماحول میں غیبت ہوتی ہے۔ اب ہمیں انہی کا مقابلہ تو کرنا ہے۔ جو میں نے دولت حاصل کی ہے تقوٰی کی اس کا مصرف تو اسی ماحول میں ہے۔ وہ عزیزوں میں ہے۔ گھر والوں میں ہے۔ دوستوں میں ہے۔ انہی سے تو مقابلہ ہے۔

دررہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

حافظ صاحب کیا کہتے ہیں

الا یا ایھا الساقی ادر کاساً وناولھا۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
معلوم نہیں تھا کہ اتنی باطل چیزوں سے ٹکر لینا ہے اب اس کی سلامتی کی کہیئے۔ الحمدللہ

راسخ تو ہوگئی ہیں یہ چیزیں اب اس رسوخ کا مصرف یہ ہے کہ ٹکرلو۔
تو جہاں جہاں باطل ہے اس کو توڑو۔ گھر والے اگر جھوٹ بولتے ہیں تو کرو مجاہدہ کہ وہ جھوٹ مت بولیں۔ عورتوں میں مجاہدہ کرو۔ اب یہ معاملہ جو ہے میرے اور آپ کے سامنے اصل مجاہدہ تو یہ ہے۔ اب یہاں پر دشواریاں آتی ہیں۔ الحمدللہ یہ دولت باطن لے کر بیٹھ تو گئے لیکن اس کا مصرف کیا ہے۔ اب ہے اس کا مصرف۔ انسان کو متواضع ہونا چاہیے متکبّر نہیں ہونا چاہیے ارے یہاں تو دن رات متکبری ہے۔ اب وہ آپ کا کمال ہے کہ اس تواضع کا مصرف بھی ہو وہ للّٰہی۔

علماء اور خشیت:

علماء کی شایان شان جو چیز ہے وہ خشیت ہے جب خشیت غالب آجاتی ہے اللہ تعالیٰ کی تو اس خشیت میں تقاضا پیدا ہوتا ہے۔ کہ باطل جو ہمارے سامنے ہے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑا مشکل کام ہے۔ قدم قدم پر باطل نظر آتا ہے۔ ان سب سے مقابلہ کرنا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ جو چیز آپ کو حاصل ہوگئی ہے بذات خود تو اس دولت میں زوال نہیں آئیگا۔ مگر اس کا مصرف صحیح یہ ہے کہ ان سب کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور اسی میں دشواری پیش آجاتی ہے۔ کسی کی مروت سامنے آجاتی ہے۔ کبھی نفس تاویل کرنے لگتا ہے۔ کہیں مصلحت دیکھنے لگتا ہے۔ تو اپنی جگہ پر قائم رہیے اور حق کی وضاحت کرتے رہیے۔

امر بالمعروف کا صحیح طریقہ:

ایک صاحب نے حضرتؒ کو لکھا کہ میرا بھائی نماز نہیں پڑھتا بہت تاکید کرتا ہوں۔ بہت کہتا ہوں۔ تو حضرت نے کہا کہ آپ اتنی کیوں کوفت اٹھاتے ہیں۔ تبلیغ کا

درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بتادو کہ یہ چیز منکر ہے۔ شریعت کے خلاف ہے اس لئے نماز پڑھو۔ پابندی کرو ورنہ بہت بری بات ہے زیادہ تقاضا ہوتو دوسری دفعہ تاکید کردو یا تیسری دفعہ کردو بس اس کے بعد آپ مکلّف نہیں ہیں یہ حضرت والا نے فرمایا۔

تبلیغ کے معانی یہ ہے کہ بھائی حق ادا کردیا اب آپ مکلّف نہیں کہہ دیا آپ نے تین دفعہ اب کوئی مانے یا نہ مانے اور تبلیغ کے معانی کیا ہیں۔لب ولہجہ کے اوپر تبلیغ کرتے ہوئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ عالمانہ حیثیت سے نہ کی جائے بلکہ دیکھیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ''قولاًلیّنا'' ہےنرم گفتگو۔

حضرت تھانوی کے خلیفہ کا واقعہ:

ایک واقعہ یاد آیا حضرتؒ کی مجلس کا امر بالمعروف پر۔ کہ ایک صاحب ہمارے حضرت کے ہاں تھے۔ عالم بھی تھے،صوفی بھی تھے۔ ذاکر شاغل بھی تھے۔ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں۔ حضرت اپنی سہ دری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ وہ کسی ذکر اللہ میں مصروف تھے۔ باہر جو نکلے تسبیح ہاتھ میں تھی۔ لمبا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ ایک شخص حوض کے اوپر کپڑے دھورہا تھا۔ کہا نامعقول گدھے بے وقوف کیا کررہا ہے سب گندا کررہا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کی وہ جلدی سے اٹھ کر بھاگ گیا۔ حضرت نے بلایا مولوی صاحب یہاں آجایئے۔ حضرت کا انداز تعلیم تھا ایسا حضرت مصلح تھے، کہتے تھے میں کسی کی رعایت نہیں کرتا اصلاح میں چاہے کتنا ہی خصوصی تعلق ہو۔ جب وقت آتا ہے تو بات کہہ دیتا ہوں۔ کہا کہ مولوی صاحب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک آدمی حوض پر بیٹھا ہوا ناپاک کپڑے دھورہا تھا۔ کہا کہ مولوی صاحب آپ نے کیا کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میں نے امر بالمعروف کیا وہ عالم تھے۔ کہا اچھا تو آپ نے امر بالمعروف کیا۔ امر بالمعروف کے معنی کیا ہیں مولوی صاحب۔ ایسے

مصلح کہنے لگے میں بتاؤں میں بتاتا ہوں۔ کہ کسی اصلاح طلب بات کو دیکھ کر اللہ اور اللہ کے رسول کی بات نرمی اور خیر خواہی کے جذبے سے کر دینا اس کا نام ہے امر بالمعروف۔ مولوی صاحب کیا یہی نیت تھی آپ کی۔ کہ خیر خواہی سے، دل سوزی سے، دین کی بات کسی ناواقف کو بتا دینا جو منکر میں مبتلا ہو۔ یہی جذبہ تھا آپ کا۔ کہا یہ نیت تو نہیں تھی تو کہا پھر مولوی صاحب آپ کی یہ تسبیح کیا کہہ رہی ہے۔ ارے مولوی صاحب اسے امر بالمعروف کا لفظ کہتے ہیں آپ اور تسبیح ہاتھ میں لے کر۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ سارا خنّاس اسی کا ہے۔ خبردار جو آج کے بعد آپ نے تسبیح پکڑی۔ بند کریں اس کو مجھ سے اگر تعلق رکھنا ہے تو میں جو کہوں گا اس پر عمل کرنا ہوگا ورنہ چلے جایئے آج سے میں آپ کی صورت نہیں دیکھنا چاہتا۔ بس آج سے آپ صفیں سیدھی کیجیے اور جھاڑو دیجیے مسجد میں اور جو نمازی آتے ہیں ان کی چپلیں سیدھی کیجیے۔ پانی کے برتن بھر کر رکھا کیجئے ورنہ آپ تشریف لیجایئے۔ یہ آپ کی تسبیح نے، آپ کے لمبے کرتے نے، آپ کے عمامے نے آپ کے دل میں انانیت پیدا کر دی۔ خدا کی مخلوق کو اس طرح تبلیغ کرتے ہو اور حدیثیں پڑھتے ہو بھول جاتے ہو۔ کیا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک شخص نے پیشاب کر دیا تھا۔ پیشاب کر رہا تھا تو صحابہ کو غصہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو فارغ ہونے دیں۔ فارغ ہو جانے کے بعد پھر اس سے پوچھا یہ کہاں گئی حدیث۔ امر بالمعروف کی حدیث یہاں کہاں چلی گئی۔ کس انداز سے آپ نے تعلیم فرمائی۔ بھول جاتے ہو اور اپنی انانیت پر آجاتے ہو۔ تو اس طرح ہوتی ہے تبلیغ۔ اور اب معاملہ ہے صوفی کا جو صاحب مقام ہو جائے کہ اب یہ مقابلہ کرو امر بالمعروف کا قولاً لیّنا۔ اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرما دی کہ امر بالمعروف قولاً لیّناً کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ سختی کے ساتھ۔ سختی سے تو

ایک جذبہ انتقامی پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں تو ہمارے حضرت کی ہیں جو یاد آ جاتی ہے میرے اور آپ کے لیے سب کے لیے فائدہ مند ہیں۔

حضرت تھانوی کے خادم کا واقعہ:

حضرت کا ایک واقعہ اور یاد آ گیا۔ ان کے خادم خاص تھے نیاز صاحب خود حضرت نے ان کا قصہ بیان کیا۔ نیاز صاحب کسی آدمی کے ساتھ لڑ پڑے اور اس نے آ کر شکایت کی۔ کہ نیاز نے بڑی بدتمیزی کی ہے۔ اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور بڑا جھگڑا کیا ہے۔ بڑا فساد کیا۔ اور مجھ پر اس طرح برسے اور میری توہین کی اور مجھے گالیاں دی ہیں۔ اچھا بھائی۔ تھوڑی ہی دیر میں نیاز آ گیا نیاز کو بلایا اور کہا یہ کیا تمہاری حماقت ہے کہ ہر وقت ہر ایک سے لڑتے پھرتے ہو۔ اور سختی کرتے پھرتے ہو۔ نیاز نے ایک دم کہا جھوٹ بول رہے ہو توبہ کرو۔ اور حضرت نے اس کے بعد گردن جھکالی اور کہا۔ لا الہ الا اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہے علم، حضرت نے گردن جھکالی اور کہا استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ اب اس کی تشریح میں اپنی طرف سے کرتا ہوں حضرت نے یہ دیکھا کہ اس شخص نے شکایت کی اور میں نے یکطرفہ فیصلہ کر دیا یہ میں نے غلطی کی۔ اس نیاز سے بات پوچھنی چاہیے تھی اور اس کی بھی سننی چاہیے تھی۔ دیکھیں حضرت کی بات۔ یہ سب میں سنتا اور معلوم کرتا کہ واقعہ کیا ہوا ہے۔ پھر فیصلہ کرتا۔ میں نے پہلے ہی شخص کی بات سن کر شکایت کرنا شروع کر دی۔ ایک تو بات یہ۔

پھر حضرت کی اپنے ہی نفس پر نظر گئی کہ مجھ سے بھی غلطی ہوگئی اور کہا استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور اس کی تاویل یہ ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو توبہ کرو۔"

ایک اور مثال:

ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ نجم احسن صاحب مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے

ساتھ۔ اوران کے سامنے ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ یعنی اس واقعہ کے سننے کے دو چار دن کے بعد مجھے خیال یوں ہورہا تھا کہ حضرت کو نیاز نے کہہ دیا کہ جھوٹ بول رہے ہو۔ تو حضرت کو تغیر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا واقعہ پیش کردیا کہ مزید سامنے آ گیا۔ نجم صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ ایک یہ بیٹھے ہوئے ہیں بے وقوف۔ ایسی حرکت کرتے ہیں۔ ایک صاحب بیٹھے ہوئے کہنے لگے ہاتھ جوڑ کر معاف کردو ورنہ میں آپ کا سر پھوڑ دونگا۔ تو مجھے اندازہ ہوگیا کہ نیاز نے بھی جوش میں کہہ دیا ہوگا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں اصل میں وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے توبہ کروایئے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نجم صاحب مسکرانے لگے کہا کہ دیکھو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کا سر پھوڑ دونگا۔ مسکرا رہے تھے کہ اس نے جذبہ جوش میں ایسی بات کہہ دی۔ تو میں نے دو مثالیں دے کر آپ کو بتایا اور سمجھایا کہ نفس کی اس طرح حفاظت کرنا پڑتی ہے صوفی بننا آسان نہیں ہے۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں

تبلیغ کی شرائط:

نفس پر ہر وقت آرے چلتے رہتے ہیں تمام دولت صوفیانہ لے کر بیٹھ گئے تصوف کی رذائل کے حقائق کی اور تقوے کی مگر مصرف بتاؤں جہاں جہاں مقابلہ کروگے وہاں پتہ چلے گا کہ مصرف یہ ہے۔

ذاکر شاغل ہیں۔ اور امر بالمعروف اس طرح کررہے ہیں کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت نہیں تھی۔ آپ نے جہاں تبلیغ کی ہے۔ بہت ہی نرمی سے وہ جو آپ کے ہاں سے جایا کرتا تھا امیر بن کر تو اس کو یہی تعلیم دی جاتی تھی کہ دیکھنا شریعت کے احکام کو جا کر شدت کے ساتھ بیان نہ کرنا۔ نرمی کے ساتھ بیان کرنا۔

پہلے ان کی تالیف قلوب کرنا جب ان کی تالیف قلوب ہوجائے تب ان سے امر بالمعروف کا معاملہ کرنا۔ تو ہم اور آپ صوفی بن کر، عالم بن کر ان چیزوں کو بھول جاتے ہیں یہ خیال آتا ہے کہ ہم جانتے ہیں اور یہ نہیں جانتا اس کی تحقیر کرتے ہیں ایک مسلمان کی تحقیر بہت بری بات ہے۔

جگر صاحب کا واقعہ:

بھائی تھا تو وہ رند مشرب آدمی مگر بزرگوں سے تعلق تھا تو ہین پر مسلمان کی تحقیر پر واقعہ یاد آیا جگر مرادآبادی شاعر تھا اس کا ایک واقعہ سن کر میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا مجھ سے تو ممکن نہ تھا ایک صاحب ان سے ملنے آئے یہیں کراچی میں ٹھہرے تھے کہ میں آپ سے ملنے آیا ہوں اتنے میں ایک صاحب اور آئے کہ چلئے وقت ہوگیا ہے گاڑی لے کر آیا ہوں، کہا چلو۔ جو صاحب ملنے آئے تھے کہنے لگے میں بھی چلتا ہوں جگر صاحب کے ساتھ وہ بیٹھ گئے جو لینے آئے تھے وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے گاڑی چلی جگر صاحب کی جیب میں روپے تھے اس شخص نے چپکے سے وہ نکال لئے سامنے جو صاحب بیٹھے تھے انہوں نے دیکھ لیا جب وہ نکال چکا تو اس نے کہا گاڑی روکئے میں یہیں اتروں گا گاڑی روک دی گئی وہ جلدی سے اترا اور جگر صاحب سے کچھ کہنا چاہا انہوں نے کہا خاموش بالکل خاموش بس جگر نے ان سے مصافحہ کیا اور کہا خدا حافظ دوسرے صاحب نے کچھ کہنا چاہا، جگر نے کہا مجھے معلوم ہے مگر میں بر سر راہ مسلمان کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا ایک مسلم کو بر سر راہ رسوا نہیں کرنا چاہتا تھا میرے پاس اتنی ہی پونجی تھی لیکن کوئی پرواہ نہیں لیکن میں مسلم کی توہین نہیں کر سکتا۔ ایسا جذبہ میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو مشکل تھا میں یہ کر سکتا اتنی بڑی بات یہ ہے خشیت، یہ احترام مسلم زبان سے کہہ دینا بڑا آسان ہے مگر جب وقت آئے تو میں نے کہا کے آپ کہ

تقوی کی جو دولت ہے تصور میں اس کا مصرف بتائیے تو پتہ چلے گا کہ پسینے آتے ہیں
۔درره منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں ۔ یہاں پر آ کر معلوم ہوتا ہے کہ کیا کرنا چاہیے
آپنے آسان سمجھ لیا۔

الا یا ایھا الساقی ادر کا سا و ناولھا کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا

یہاں تو ہر قدم پر آپ کو باطل سے ٹکرانا ہے یہیں بزرگوں کی مجلس میں نظر پیدا کی جاتی
ہے۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یہی باتیں ہوتی ہیں بس نظر پیدا ہو جاتی ہے لوگی رہے بزرگان دین کہ سلسلہ کی برکت
یہی ہے کہ نظر پیدا ہو جاتی ہے۔

جگر صاحب کا ایک اور واقعہ:

ایک واقعہ ہے کہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب حضرت کے بڑے خاص الخاص لوگوں
میں سے تھے بڑی محبت والے آدمی تھے انہوں نے لکھنو میں جگر مراد آبادی سے کہا
میں ذرا اسکا پس منظر بیان کر دوں آپ سے، ایک مشاعرہ تھا سندیلہ میں (لکھنو کے
پاس ایک مقام ہے) میں بھی وہاں گیا تھا جگر صاحب پیتے تو تھے مگر اس زمانے میں
چھوڑ چھاڑ دیا تھا صبح ہو گئی فجر کی نماز کا وقت ہو گیا مسجد قریب تھی سب لوگ تو لیٹ کر
سونے لگے باہر سے بھی لوگ آئے تھے اذان ہوئی تو میں مسجد چلا گیا، تو وہاں میں تھا
،جگر مراد آبادی تھے موذن تھا اور امام صاحب تھے ایک آدھ آدمی اور تھے مجھے بڑی
حیرت ہوئی۔

میخانے کے قریب تھی مسجد و لے تو داغ
ہر شخص پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں

تو جگر صاحب کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی خیر وہ چلے گئے تو میں ان سے ملنے گیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہ بیٹھے ہوئے اپنے شعر سنا رہے تھے ارے آیئے آیئے مجھے آپ کا بڑا انتظار تھا میری ان سے کوئی ملاقات نہیں تھی پہلی ملاقات تھی آیئے آیئے آپکا ہمارا سلسلہ ایک ہی ہے میں نے کہا کیسا سلسلہ کہنے لگے مولٰینا عبدالغنی منگلوری سے بیعت ہوں بڑے بزرگ آدمی تھے بزرگوں کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کہ بعد کوئی محروم نہیں رہتا کبھی نہ کبھی عود کرتی ہے ضرور عود کرتی ہے ارے بہت بڑا درجہ ہے۔

بزرگوں سے تعلق کی برکات:

بات کے اندر بات یاد آتی ہے مولٰینا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولٰینا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں نماز پڑھتے تھے ایک خانصاحب بالکل آزاد وضع میں آیا کرتے تھے جیسے ہی وہ سجدہ میں داخل ہوتے تھے مسجد میں انوار آجاتے تھے یہ دونوں بزرگ بہت حیران تھے کہ خانصاحب کہ آنے سے یہ انوار کیسے آجاتے ہیں ایک دن ان سے پوچھا کہ صاحب آپ کیا کام کرتے ہیں کہنے لگے کہ میں دنیادار آدمی ہوں، بزرگوں میں کسی سے تعلق ہے؟ کہنے لگے کسی سے تعلق نہیں بس سید صاحب رائے بریلوی سے میں نے ایک مرتبہ مصافحہ کیا تھا تو میرا ہاتھ ہاتھ میں لے کر انہوں نے دعائیں دی تھیں، لا الٰہ الا اللہ اس کے انوار تھے اہل باطن اسکا ادراک کر سکتے ہیں ہم آپ نہیں کر سکتے کسی بزرگ سے تعلق ہونا یعنی انہوں نے مصافحہ کر کے ان کو دعائیں دی تھیں اس کے انوار اب تک چھائے ہوئے ہیں تو مجذوب صاحب نے جگر صاحب سے کہا کہ آپ کو حضرت والا کہ پاس لے چلتے ہیں انہوں نے کہا نہیں میں اتنی گندی اور ناپاک خصلت میں مبتلا ہوں اس حالت میں نہیں جاسکتا ایسے بزرگوں کی صحبت میں جانے کی میری ہمت نہیں ہے خواجہ صاحب نے

حضرت سے اس کا ذکر کر دیا کہ میں نے ان سے یوں کہا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسی ہی حالت میں آنے کا موقعہ تھا ایسی ہی حالت میں آتے تو لطف تھا۔ یہ بیان انہوں نے جگر صاحب سے کہہ دیا ان پر تو گریہ طاری ہو گیا ایک اللہ والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اسی حالت میں تم آجاتے اس قدر روئے اس قدر روئے کہ پینا چھوڑ دیا ان کو تائب کیا توبہ کی اس کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں ایک غزل انہوں نے سنائی حضرت کے پاس ایک پنکھا تھا فرمایا کہ یہ میں آپ کو پیش کرتا ہوں انہوں نے حضرت کو فارسی کی ایک غزل سنائی حضرت نے اس کے جواب میں دوسرے دن شعر لکھ دیا۔

نہ بہ نثر تا نثر بے بدل نہ بہ نظم شاعر خوش غزل
بہ ثنائے خواجہ عزوجل بہ عاشقی نبی خدشم

لا الہ الا اللہ دیکھئے اللہ والوں سے تعلق ایسا ہوتا ہے کہیں نہ کہیں کام آتا ہے بہت بڑی دولت ہے

امام رازی کا واقعہ:

امام رازی پہنچے ایک بزرگ کی خدمت میں اور کہا حضور تمام علوم حاضرہ کے تو ہم ماہر ہو گئے کمال حاصل کر لیا یہ علوم باطن کیا آپ لوگوں کے پاس ہے ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ارے کہاں آ گئے تم فلسفی تھے وہ انہوں نے اپنا کمبل جو اوڑھے ہوئے تھے ان کو دے دیا کہ اس کو اوڑھو میں ابھی آتا ہوں انہوں نے جو اوڑھا تو کان سے سر سر کی آوازیں نکلنے لگیں یہ بڑے پریشان ادھر دیکھیں ادھر دیکھیں اتنے میں وہ بزرگ آ گئے کہنے لگے کان سے سر سر نکل رہا ہے انہوں نے کہا یہ تمہارا فلسفہ نکل رہا ہے اس کو نکل جانے دو۔ انہوں نے کہا میری ساری عمر کی کمائی ختم ہو جائیگی جلدی

سے کمبل چھوڑا اور چلے گئے ایک دن وہ بزرگ وضو کرنے بیٹھے بدھنا ہاتھ میں تھا خادم سامنے کھڑا تھا وہ نزع کا عالم تھا امام رازی کا، شیطان آیا مکالمہ کرنے لگا، جارہے ہو، کچھ لے جارہے ہو انہوں نے کہا ہاں پوچھا کیا، کہا توحید توحید کہ معنی کیا ہیں، انہوں نے کہا توحید کہ یہ معنی ہیں کہنے لگا تمہارے پاس کیا دلیل ہے ایک دلیل دو دلیل تین دلیل شیطان نے سب رد کردیں اللہ تعالیٰ نے یہ مکالمہ ان بزرگ پر منکشف کردیا ہاتھ میں بدھنا لئے ہوئے سن رہے ہیں سب مکالمے خادم کو بڑی حیرت تھی کہ کیا بات ہے کہ نہ وضو کرتے ہیں خاموش بیٹھے ہیں چہرے پر ایک رنگ آرہا ہے اور جارہا ہے جب ننانوے دلیلیں انہوں نے پیش کیں اور شیطان نے سب کاٹ دیں اب ان کو پسینے آنے لگے بس انہوں نے بدھنا پھینکا اور کہا کہ کہہ دے میں نے خدا کو بے دلیل مانا انہوں نے کہا یہ سب تو نے رد کردیں میں بے دلیل اللہ عزوجل کو مانتا ہوں۔ اشھد ان الا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ اور جاں بحق ہوگئے تو بزرگوں کا تعلق ایسے کام آتا ہے معمولی چیز نہیں ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمارا آپ کا تعلق بھی ایک مجدد وقت کے ساتھ ہے انشاء اللہ کوئی محروم نہیں رہے گا نفس وشیطان ہزار ہم کو بہکائیں لغزشیں ہوں گی ہم سے سب کچھ ہوگا لیکن انشاء اللہ ثابت قدمی ہم کو جو حاصل ہے ہم صراط مستقیم سے انشاء اللہ نہیں ڈگمگائیں گے کیونکہ ہمارے پیش رو نے ہمارے لئے راہ ہموار کردی ہے معتبر کردی ہے مستند کردی ہے انشاء اللہ اس کی برکت سے ہم سب لوگ محفوظ رہیں گے بس دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔

دعا:

یا اللہ جب آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے اتنی بڑی دولت عطا فرمائی ہے جو بغیر کسی استحقاق کے عالم امکان میں ہم کو ملی ہے جانے کتنے لوگ اس سے محروم ہیں آپ نے

ہم کو اس سے سرفراز فرمایا ہے دولت عظیم عطا فرمائی ہے اپنا تعلق عطا فرمایا ہے اپنے نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو وابستہ فرمایا ہے یا اللہ یہ دولت بے بہا جو عالم امکان میں کہیں نہیں وہ آپ نے ہم کو عطا فرمائی ہے ہمارے ایمان کے تحفظ کے لئے اپنے مقبول بندوں سے ہم کو وابستہ کر دیا ہے یا اللہ اس سلسلے کی برکت سے ان بزرگوں کے قدموں کی برکت سے اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اپنی رحمت واسعہ کے تعلق سے یا اللہ ہمیں ثابت قدمی عطا فرمایئے ایمان قوی عطا فرمایئے ایمان مستحکم عطا فرمایئے یا اللہ اس میں تذبذب نہ ہو نفس وشیطان اس میں مانع نہ ہوں اور ہمارا ایمان سلامت رہے اس میں قوت رہے اور آپ کے ساتھ قوی تعلق رہے یا اللہ اسی دولت عظیم پر ہم کو زندگی اور حیات طیبہ نصیب فرمایئے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی پر ہمارا حشر ہو یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں آپ معطی مطلق ہیں آپ اپنی چیزیں دے کر واپس نہیں لیتے یا اللہ نفس وشیطان ہمارے رہزن ہو جائیں تو ہم کو ان کی رہزنی سے محفوظ کر کے ثبات قدمی عطا فرمایئے اور اپنے صالح بندوں کے ساتھ وابستہ رکھئے۔

آمین یا الٰہ العالمین

واخر دعوانا ان الحمد لِللّٰہ رب العالمین

تازیانۂ عبرت

حضرت کا یہ وعظ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان کے موقع کا ہے جو اس سانحہ پر ایک عارفانہ تجزیہ ہے، آج 38 سال بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعظ ہمارے لئے ایک انتباہ ہے کہ ہم پھر انہی حالات سے دوچار ہیں اور ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ علٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ o

آج کل صرف پاکستان ہی میں نہیں۔ دنیا کے بہت بڑے حصّے کے مسلمان ایک بہت ہی عبرت ناک اور المناک سانحہ سے متاثر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اپنے غیر مسلم دشمن کے مقابلے میں اتنی بڑی شرم ناک شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ اس کا ذرا بھی ہمارے بڑوں کو خیال نہیں۔ آزماست کہ برماست

ہم لوگ ایسے دَور میں سانس لے رہے ہیں جب کہ تمام بحروبر میں فساد ہی فساد برپا ہے۔ یا یوں کہیے کہ ہمارے بُرے اعمال نے ہم کو گھیر رکھا ہے اور ان کا وبال ہر طرح ہم پر مسلّط ہے جو ہمارے دین و دنیا کو خراب کر رہا ہے۔

بھارت کی دشمنی مسلمانوں کے ساتھ اس قدر شدید رہی ہے کہ وہ ہمیشہ پاکستان اور مسلمانوں کی ہر طرح تباہی کے لئے علانیہ اور خفیہ طور پر ہر ممکن تدبیریں کرتا رہا ہے۔ چنانچہ اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لئے اس نے اپنی اندرونی طاقتوں کو مجتمع کر کے پاکستان کے خلاف اعلانیہ جنگ شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستان میں ہمارے جانبازوں کو دفعتاً بغیر کسی توقع کے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ کیا ہوا اور کیوں کر ہوا۔ ہم سب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔

ابھی ۶۵ء کے جہاد کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہے اس وقت بھی بھارت نے اپنی پوری قوّت کے ساتھ دفعتاً حملہ کر دیا تھا۔ جس کے مقابلہ کے لئے پاکستانی مسلمان اپنی افواج اور اپنی پوری قوّتِ ایمانیہ کے ساتھ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ تمام پاکستان میں غیرتِ اسلامی جوش میں آ گئی۔

گو اس وقت بھی ہماری اجتماعی زندگی بحیثیتِ مجموعی نصرت و رحمتِ الٰہی کی مستحق نہ تھی۔ لیکن جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت کی طرف متوجّہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقعہ عطا فرمایا۔ اور ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ محض اس کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو بڑی نمایاں فتح ہوئی۔ اور ساری دنیا نے مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی، اتحاد و اخوّت اور افواجِ پاکستان کی جاں بازی کی داد دی۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے اس فتح و نصرت کی قدر نہ کی اور اس فتح کے بعد پھر دفعتًا خوابِ غفلت میں مبتلا ہو گئے اور اس کو مستقل سمجھ لیا۔

65ء کی جنگ کے بعد ہمارے معاشرے میں غفلت اور تباہ کاریوں میں اضافہ:

بھارت میں شکست کھانے کے بعد انتقامی جذبات بہت جوش میں آ گئے اور اس نے ہر ممکن تدابیر سے اپنی افواج کو اور اپنے عوام کو پھر مسلمانوں کے خلاف آمادہ و تیار کیا اور اپنی آمدنی کا بہت بڑا حصہ اسلحہ کی فراہمی پر صرف کرنا شروع کر دیا اور بیرونی طاقتوں سے خفیہ اور علانیہ ساز باز کئے۔

مگر اس عرصے میں ہم نے پاکستان میں کیا کیا۔ الامان والحفیظ

کہتے ہوئے بھی دل لرزتا ہے اور سنتے ہوئے بھی دل پاش پاش ہوتا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں، اس کے احکام سے بغاوت اور عصیان و طغیان میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ کیا ہوتا رہا۔ لیکن ہم سب خاموش رہے۔

دیکھئے اس عرصے میں سینماؤں میں کتنی ترقی ہوتی گئی، ٹیلی ویژن اور ریڈیو گھر گھر ہو گئے۔ دن رات فضا گندی اور ناپاک راگ راگنیوں سے گونجتی رہی۔ عورتوں میں بے حیائی اور بے پردگی روز افزوں ہوتی گئی۔ شراب خانوں کی رونق اور آمدنی

میں اضافہ ہوتا رہا۔ قمار خانوں میں ترقی ہوتی گئی۔ کلب اور فواحشات اور منکرات کے اڈے بن گئے۔ عریاں ناچ گھر جگہ جگہ قائم ہو گئے۔ تعلیم گاہوں میں غنڈہ گردی، بے ہودگی آزادی اور گستاخیاں زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئیں۔ دفاتر میں رشوت کا بازار اور اونچا ہوتا گیا۔ تجارت گاہوں میں ہر ممکن فریب کاری، دھوکہ بازی اور چور بازاری بڑھتی گئی۔ اہلِ اقتدار عیاش، ملحدانہ، زندیقانہ اعمال میں منہمک ہونے کے باوجود بڑے بڑے منصب حاصل کرتے رہے اور ان کی جاہ پرستی کے شوق میں اضافہ ہوتا رہا۔ اخبارات، منکرات و فواحشات اور فلمی ایکٹروں کی عریاں تصاویر، گندے اور ناپاک اشتہارات شائع کرتے رہے اور اپنی آمدنی بڑھاتے رہے۔

یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں۔ کوئی چھپی بات نہیں۔ اس سے آپ لوگ خوب واقف ہیں اس سے آپ بھی بے خبر نہیں کہ ہم نے ان گناہوں کو روکنے کے لئے کیا کیا۔ جس سے ہم خدا کی رحمتوں کے مستحق ہوتے۔ اب مختلف صورتوں پر نظر ڈالتے ہوئے دیکھیئے کہ کیا ہوا اور مشرقی پاکستان کے زوال کا باعث کیا بنا۔

آپ لوگ بیٹھ کر اس پر طویل تبصرہ تو کرتے ہیں اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ہوا کہ چوبیس سال تک ہماری عاقبت نااندیش حکومت خوابِ خرگوش میں مبتلا رہی اور عوام اپنے عیش و عشرت میں مدہوش رہے۔

اور ادھر بھارت نے مشرقی پاکستان میں اپنی اندرُونی ریشہ دوانیاں خفیہ طریقے سے اس طرح جاری رکھیں کہ جو نوجوانوں کے دماغ میں باغیانہ خیالات اور مغربی پاکستان سے نفرت کے جذبات پیدا کرتے رہے۔

بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصّب رگ و ریشے میں سرایت کراتے رہے اور اس پر آمادہ کرتے رہے کہ بیک وقت تیار ہو کر غیر بنگالیوں کے خلاف لوٹ مار قتل و غارت گری

اور درندگی شروع کر دی جائے۔

وہاں بازاروں میں تمام تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں آ گئی۔ بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصّب تمام دفاتر کے اندر زہریلے اثرات پیدا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بنگالی، پولیس اور فوج میں بھی غیر بنگالی کے خلاف نفرت، جوش اور انتقامی جذبات پیدا ہو گئے۔

آپ تبصرہ کرتے وقت یہ بھی کہتے ہیں کہ الیکشن میں در پردہ بھارت کا اتنا اثر تھا کہ اس نے اپنے اغراض پورے کرنے والے لوگوں کی مدد کی اور ان کو کامیاب بنایا۔
تبصرت میں آپ کہتے ہیں کہ بھارت نے بڑی بڑی قوّتوں سے ساز باز کر کے پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بڑے بڑے خفیہ معاہدے کئے اب جب کہ پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے تو آپ کو اس ہزیمت کے بعد یہ نظر آتا ہے کہ پاکستان کے خود بڑے بڑے صاحبِ اختیار لوگ بڑی قوّتوں کے اثر سے مغلوب ہو گئے بلکہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں شریک رہے جس کے نتیجے میں لازمی طور پر پاکستان کی قوّتیں معطّل ہو کر رہ گئیں۔

یہ سب کچھ تبصرہ ہی تبصرہ ہے مگر اس کا حاصل کیا ہے وہی ہزیمت وہی ذلّت، وہی ندامت اور مایوسی اور قلب کی بے چینی۔

آپ نے بھارت کی جارحانہ جنگ کا نتیجہ یہ دیکھا کہ انتخابات سے پہلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشرقی بنگال میں انسانوں کی آبادی ہے۔ تجارتیں ہو رہی ہیں۔ دفاتر چل رہے ہیں۔ سب کاروبار ہو رہا ہے۔ لیکن الیکشن کے بعد ہی دفعتاً فضائیں بدل گئیں۔

سیاسی جنون نے قیامت برپا کر دی۔ اب ایسا معلوم ہونے لگا کہ مشرقی پاکستان

کی مردم آبادی دفعتاً بھیڑیوں، درندوں، خونخوار ظالموں اور جانوروں کی آبادی ہے بھائیوں نے بھائیوں پر وہ مظالم کیئے کہ الامان والحفیظ۔

تاریخ میں ایسے المناک واقعات نظر نہیں آتے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے مل کر کبھی مسلمانوں کا ایسا بے دریغ خون بہایا ہو، عورتوں کی بے عزّتی کی ہو۔ بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو۔ افسوس کہ یہ بات اب تک جاری ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کا خاتمہ کب ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں۔

یہ تو سب آپ نے عالمِ اسباب پر نظر ڈال کر واقعات کا ایک نقشہ سامنے کرلیا۔ اور اب ذرا اس کے دوسرے رُخ کی حقیقت پر بھی نظر کیجیے؟

قہرِ خداوندی کو دعوت ہم نے دی:

میں پوچھتا ہوں کہ یہ سب کچھ جو ہوا اور ہو رہا ہے یہ سب کس کے حکم اور مشیّت سے ہو رہا ہے؟ یہ قیامت سے پہلے جو قیامت برپا ہے۔ یہ کس کے حکم اور منشاء سے ہے یہ صورتِ حال کیا قہرِ خداوندی نہیں ہے کیا ہماری شامتِ اعمال نہیں ہے۔ کیا ہمارے عصیان وطغیان کا وبال نہیں ہے؟ ضرور ہے اور یقیناً ہے۔

اس پر بھی نظر کیجیے کہ اس ہنگامے سے قبل آپ نے سنا تھا، کہ خلیج بنگال سے ایک بلا خیز اور ہلاکت خیز بحری طوفان سیلاب اٹھا۔ جو چاٹگام، چالنا، کُھلنا کے ساحلوں سے ٹکرایا اور اس سے لاکھوں جانیں ضائع ہوگئیں۔ سنا گیا ہے کہ بعض روایات کے مطابق دس لاکھ جانیں ضائع ہوگئیں اور طوفان کے بعد باقیماندہ آدمیوں میں ہیضہ وغیرہ کی دبائیں پھوٹ نکلیں جس سے مزید عبرت ناک اموات واقع ہوئیں۔

اب اس پر غور کیجیے: میں پوچھتا ہوں کہ اس طوفانِ بلاخیز میں بھارت کی کتنی قوّت شامل تھی۔ اس میں روس کے کتنے نیپام بم، میزائل اور مشین گنیں بھری ہوئی

تھیں اور کن کن سازشوں کا یہ نتیجہ تھا۔ کچھ آپ بتا سکیں گے۔

آپ تو یہی کہیں گے کہ یہ قہرِ خداوندی تھا اور وہی ہماری شامت اعمال کی صورت تھی۔ تو کیا اس قہر خداوندی کو کوئی روک سکتا تھا۔

اسی طرح میں پوچھتا ہوں کہ یہ جو مشرقی پاکستان میں اب تک قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے کیا یہ قہر خداوندی نہیں ہے۔

جب دونوں بحرانوں کے نتیجے ایک ہیں۔ پہلے کو چھوڑ کر دوسرے بحران کے لئے آپ تجزیہ اور تبصرہ کیوں کرتے ہیں۔ اور بحری طوفان کا قہر خداوندی کے سوا آپ کوئی تبصرہ و تجزیہ نہیں کر سکتے۔ تو بس سمجھ لیجیے کہ وہ بھی قہر خداوندی تھا جو سیلاب بحری کی شکل میں اٹھا اور یہ بھی قہرِ خداوندی تھا جو فضائی اور بری قتل و غارت گری کی صورت میں نازل ہوا۔

اب یہ قہرِ خداوندی کے نازل ہونے سبب ہم آپ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ ہماری شامت اعمال ہے۔ دین و اسلام سے بغاوت کا خمیازہ ہے، ہماری غفلتوں اور بے حسی کی پاداش ہے، ہمارے دلوں میں خدا کا خوف باقی نہیں۔ ہم آخرت کے خوف اور مؤاخذہ سے بے خبر ہو گئے اس لئے ہم کو یہ روزِ بد بھگتنا پڑا۔

میں کہتا ہوں صرف اتنا کہنے سے تو کام نہیں چلتا اور ہم آپ آئندہ اللہ تعالیٰ کے مؤاخذہ سے نجات نہیں پا سکتے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہم کو اس کا تدارک اور تلافی کرنا پڑے گی۔

یہ سب تو وہاں ہوا۔ اب ذرا ایک نظر اپنے مغربی پاکستان پر بھی ڈالئے مشرقی پاکستان میں تو آپ نے اپنی شامتِ اعمال اور اس کے انجام پر نظر ڈال ہی لی اب ذرا مغربی پاکستان کی طرف دیکھیے یہاں کیا ہو رہا ہے؟

یہاں سب کچھ وہی ہو رہا ہے جس کو میں بھی جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں اور جس کا تھوڑا سا ذکر اوپر کر بھی چکا ہوں۔

کیسی شدید المناک بات ہے؟ کیسا دل پاش پاش کرنے والا واقعہ ہے کہ جہاد ہو رہا ہے۔ دشمن سے جنگ جاری ہے اور ہم تمام کے تمام پاکستانی لہو ولعب میں مبتلا ہیں۔ سینما اور ٹیلی ویژن پر فلمی شہوانی اور نفسانی گانے ہو رہے ہیں۔ اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں، بے حیائی اور بے غیرتی کی مجنونانہ زندگی ہم سے چھوڑی نہیں جاتی۔ تمام ملک ظلمت کدہ اور جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ بڑا صدمہ تو یہ ہے کہ ان گناہوں کا احساس نہ تو ہمارے نیکوں میں رہا نہ گرفتاران معصیت میں۔

ایسا صدمہ ہوا اور دل ڈوب گیا۔ جس وقت ریڈیو پر یہ خبر سنی کہ ڈھاکہ میں بھارتی فوجیں داخل ہو گئیں۔ دفعتاً مسلمانوں کے دل مایوسی سے ڈوب گئے اور آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ المیہ جو ناقابل برداشت تھا وہ یہ تھا کہ جس وقت ڈھاکہ کے زوال کی اطلاع دی جا رہی تھی۔ اس کے فوراً بعد ریڈیو میں منکر اور فحش فلمی گانوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کیا کیا جائے، کیا آپ سے کہیں اور کیا آپ سے سُنیں گے؟ ۔۔۔۔۔۔ یہ بڑا دردناک واقعہ ہے۔ ہماری آئندہ نسلیں اس بے حسی اور غیرتِ ایمانی کے فقدان پر۔ بے حمیتی اور بے غیرتی پر صدیوں تک لعنت بھیجیں گی۔

عَیَاذًا بِاللّٰہِ عَیَاذًا بِاللّٰہِ

مشرقی پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ جو بے دردی اور درندگی کا برتاؤ ہوا ہے اس پر آپ کو بڑا رنج وغم اور ہمدردی ہے اور ان کے ساتھ آپ کی ہمدردی کے علاوہ غیر

ممالک کے لوگوں کو بھی ہمدردی ہے مگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیے کہ اس مغربی پاکستان میں بھی ہماری جس شامتِ اعمال کا کوہِ آتش فشاں ابھی تک نہیں پھٹا۔ جب وہ پھٹے گا تو کیا ہوگا۔ کیا آپ مطمئن ہیں کہ جو قہرِ خداوندی مشرقی پاکستان میں نازل ہوا ہے مغربی پاکستان اس سے محفوظ ہے؟ اور محفوظ رہے گا۔ کونسی چیز حفاظت کی ہے اور کونسی چیز قہرِ خداوندی کو روکنے والی ہے؟ کل جو وہاں ہو چکا وہ یہاں آج ہو سکتا ہے۔

موجودہ حالات میں بداعمالیوں میں اضافہ:

جب آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی پاکستان بھی انجام کار اسی قہر خداوندی میں مبتلا ہونے والا ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان متنبہ فرما دیا ہے کہ اگر تمہارے اعمال ایسے ہوں گے تو تم کو قہرِ خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا، خدا کا قانون بدلا نہیں کرتا۔

اب پھر ایک بات اور دیکھیے کہ بداعمالیوں اور غفلت کا انجام سب کو معلوم ہے کیونکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سب کو معلوم ہیں مگر ہم ان سے کیا سبق لے رہے ہیں اور کیا عمل کر رہے ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کر کے تصوّر کیجیے کہ جو لوگ اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہیں۔ اور بے تحاشا اور بے تکلّف آنکھیں بند کئے ہوئے ہر طرح کے ناپاک اور خبیث اور قابلِ لعنت کاموں میں مبتلا ہیں۔ اگر دفعتاً کسی صورت سے ان پر موت واقع ہو جائے یا یوں سمجھیے کہ قہر خداوندی بمباری کی صورت میں نازل ہو اور سب ہلاک ہو جائیں تو ان کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ سب کے سب اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے دفعتاً جہنم میں داخل نہ ہو جائیں گے؟ کیا اس کے بعد جہنّم کے دردناک اور عبرت ناک عذاب سے گلوخلاصی بھی ہو سکے گی۔

یہ سب مسلمان ہی تو ہیں، پاکستانی ہیں اور آپ کے بھائی ہیں۔ مگر ان کے ساتھ آپ کو کیا ہمدردی ہے جن کا انجام یقینی دردناک ہونے والا ہے۔ کیا یہ اسلامی ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں؟

آپ مشرقی پاکستان کے المیہ پر گھنٹوں افسوس اور قلق کا اظہار کرتے ہیں مگر مغربی پاکستان کے غفلت زدوں پر آپ کو کوئی رحم نہیں آتا۔ میرا کہنے کا منصب تو نہیں ہے، میں تو صرف آپ لوگوں کو مخاطب کئے ہوں اور آپ کو حالاتِ حاضرہ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ہم کو اور آپ کو کیا کرنا ہے۔

علماء، صلحاو مسلمین اور حکومت کو نصیحت:

ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟ بس اس قدر جو ہمارے اختیار میں ہے اور کیا؟

میرا منصب یہ نہیں اور نہ ایسی میری شخصیّت ہے کہ میں کچھ زبان کھول سکوں، لیکن خیال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت اسلامی جماعتوں، تبلیغی جماعتوں دیگر اداروں، مسجد کے خطیبوں، علماء، مقررین، اخبارات، ریڈیو اور تمام نشر و اشاعت کے ذرائع کا یہ فرض نہیں ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو مستقبل کی دردناک صورتِ حال سے متنبّہ کریں۔ محلے محلے میں جا کر مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کریں، خوابِ غفلت سے بیدار کریں۔ قہر خداوندی سے ڈرائیں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو متوجّہ کریں تاکہ وہ حفاظت اور ملک کا انتظام کریں۔

بے شک ہر زمانے کے مناسب سامانِ جنگ جمع کرنا اور اس مقصد کے لئے تمام ممکنہ وسائل اکھٹے کرنا قرآن کریم کی تعلیم ہے مگر ہم نے عیش پرستیوں میں محو ہو کر اس فریضے میں بھی سخت کوتاہی کی۔ کہ دشمن میزائل اکھٹے کرتا رہا اور ہم اپنا زرمبادلہ ٹی، وی نصب کرنے پر لٹاتے رہے۔

موجودہ قہرِ الٰہی ہمارے اس سنگین جرم کی بھی سزا ہے۔ لہٰذا برسرِ اقتدار اصحاب کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک کو مادّی اعتبار سے بھی زیادہ سے زیادہ طاقت ور بنانے کی فکر کریں۔ لیکن یہ بھی نہ بھولیں کہ مسلمانوں کی کامیابی وکامرانی محض ظاہری وسائل کے پیمانے پر نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت طلب کرنے اور اس کی طرف رجوع ہونے اور گناہوں کو ترک کرنے اور اطاعتِ الٰہی اختیار کرنے پر موقوف ہے۔

اس کے علاوہ ملکی قوّت اور بقا چند اہم اصلاحات پر ضرور منحصر ہے مگر سب سے زیادہ اہم اور بنیادی اور جلد تر قابلِ توجّہ تعلیم گاہیں ہیں ابھی تک ہماری تعلیم گاہیں مغربی اور انگریزی تعلیم سے غلامانہ ذہنیت کے ساتھ متاثر ہیں ان سے نجات حاصل کرنا چاہیے۔

تعلیم گاہوں سے لڑکے لڑکیوں کی مخلوط تعلیم بہت جلد ختم ہونی چاہیے اس کے وبال سے آج مسلمانوں کی خانگی اور ازدواجی زندگی سراسر خراب اور تباہ ہورہی ہے۔

تعلیم گاہوں کے نظم ونسق میں اسلامی طرزِ تعلیم اور صحیح نظم ونسق کی ضرورت ہے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں صحیح جذباتِ انسانی وشرافت کے ساتھ تربیّت پاکر ملک کے عروج کا باعث بن سکیں۔

اس کے علاوہ قمار خانے، شراب خانے، نائٹ کلب، سینما گھر وغیرہ کا استیصال ہونا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا منکرات فواحشات اسلامی فطرت کو کبھی راس نہیں آسکتے بلکہ اس کی حیات اور وقار وشرافت کے لئے عظیم خطرہ ہیں۔ آپ یہ نہ دیکھیں کہ غیر مسلم باوجود ان تمام باتوں کے دنیوی ترقی حاصل کررہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کفّار ومشرکین کے لئے بالکل الگ معاملہ فرمایا ہے جو مسلمانوں کے لئے دنیا

اورآخرت کے خُسران کا باعث ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔ یہ تدابیر تو صرف صاحبِ اختیار لوگ ہی کرسکتے ہیں لیکن ہمارے اور آپ کے جو بھی اختیار میں ہے وہ ہم کریں۔

یاد رکھیے جو صاحبِ اختیار اپنے اختیار کو عمل میں نہ لائے گا اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی بے حسی اور گناہوں اور معصیتوں میں مُبتلا ہونے سے نہ روکے گا اور اپنی تحریر و تقریر سے اصلاح کا کام شروع نہ کرے گا۔ تو ایسے لوگ بھی مؤاخذۂ خداوندی سے نہیں بچ سکتے۔ ان کو بڑی سخت جواب دہی کا سامنا کرنا پڑے۔

ہماری انفرادی ذمہ داریاں:

اب ہم آپ کیا کریں۔ نہ ہم صاحبِ اختیار ہیں نہ ہمارے پاس عوام کو مخاطب کرنے کے لئے زبان ہے، نہ اخبارات میں اپنے مضامین بھیجنے کے لئے ہمارے پاس قلم ہے۔ یعنی ہم میں اس کی صلاحیّت وقابلیت نہیں ہے مگر کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ بات صرف یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی کہ سُن لیا، افسوس کرلیا اور اپنی شامت اعمال کا اقرار کرلیا۔ کچھ تلافی وتدارک بھی کرو، ہم تو یہ کرسکتے ہیں کہ مسلمانوں کی جس بات کو سن کر ہمیں قلق ہو رہا ہے جن باتوں کو دیکھ کر انجام کار کا خوف ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ ہمارے دل اس سے متاثر ہیں تو بس انفرادی طور پر ہم یہی کریں کہ اپنے عجز ونیاز، اپنی بے بسی، مجبوری، اپنی بے کسی اور واماندگی کو اپنے مالک حقیقی اور قادر مطلق کی بارگاہ میں پیش کریں۔ الحاح وزاری کریں اور وہ تدبیر کریں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی حالات میں ہماری نجات کے لئے تجویز فرمائی ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنی ذات سے ان منکرات وفواحشات کو دور کریں۔ جن میں ہم اپنی نادانی سے مبتلا ہیں اور اپنی زندگی کو پاک وصاف بنائیں۔ خدا کا خوف دل میں پیدا کریں اور فسق وفجور کو ایک دِم ترک کردیں پھر اس کے بعد اپنے اہل وعیال کی

طرف متوجہ ہوں ان کو روکیں کہ وہ خلافِ شرع کوئی بات نہ کریں۔

لڑکوں کو خلاف شرع وضع قطع اور لباس و پوشاک پہننے سے روکیں اور عورتوں اور لڑکیوں کو تاکید کریں کہ ننگے سر نہ رہیں، بے پردہ باہر نہ نکلیں ان کی اس بے حیائی اور بے پردگی سے تمام اسلامی معاشرہ مجروح ہورہا ہے اور طرح طرح کے اخلاق سوز اور شرافت سوز واقعات رونما ہورہے ہیں، نامحرم مردوں اور لڑکوں سے اختلاط نہ کریں۔ غیر شرعی رسُوم و تقریبات میں شریک نہ ہوں، لباس و پوشاک ایسی نہ ہوں جس میں برہنگی یا عریانیت پائی جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایسی عورتوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی ہمیشہ لعنتیں برستی ہیں اور آخرت میں ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

اپنے خاندان کی عورتوں کو سمجھایئے اور ایسی کتابیں ان کو پڑھنے کو دیجیے جس سے ان کو اسلام کی حقیقت معلوم ہو۔ اور نیک اعمال کی توفیق ہو۔ ایسا ماحول پیدا کیجیے جس میں پاکیزگی اور سادگی ہو۔

اپنے گھر سے تصاویر (خواہ وہ کسی قسم کی ہوں سب) نکال دیجیے ریڈیو کو صرف صحیح مصرف کے لئے استعمال کیجیے اور اس کے خلاف ہو تو اس کو بند کر دیجیے چونکہ اس میں اچھی باتیں کم اور بُری باتیں زیادہ ہیں۔ بس اس طرح آپ اپنے گھر کا ماحول ٹھیک کر لیجیے۔ اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے فوراً بچ جایئے۔

یہ تدبیریں میں آپ کو اور ان سب کو بتا رہا ہوں جو فرداً فرداً اس پر عمل کر سکتے ہیں اور یہی کرنا چاہیے کیونکہ ہم کو اپنے اوپر اختیار ہے، کوئی اور کرے یا نہ کرے، کوئی اور مانے یا نہ مانے، ہاں جن لوگوں پر کچھ اثر ہونے کی امید ہو۔ اپنے عزیز و اقارب ہوں

یا دوست واحباب ہوں تو ان سے بھی موقع محل کا اندازہ کر کے نصیحت کے طور پر اپنے خیالات کی اصلاح کی کچھ تدابیر بتا سکتے ہیں۔لیکن کسی سے بحث ومباحثہ یا مناظرے کی ضرورت نہیں ہے۔

عذاب الٰہی سے پناہ مانگنے کی دعائیں:

جب یہ کچھ اہتمام ہو جائے تو اب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے اور ہر وقت اضطرابِ قلب کے ساتھ دل ہی دل میں مناجات کرتے رہیں۔

حوادثات وسانحات سے پناہ مانگتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تک اس کے بندے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کا عذابِ عام واقع نہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بڑی خصوصیّت کے ساتھ اپنی رحمت کا اس طرح اعلان فرمایا ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے حوادثات وسانحات تمہاری زندگی میں پیش آئیں تو تم ہماری عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔اوران حالات کو ہماری طرف سے سمجھ کر صبر کرو۔ہم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

حادثات وسانحات گو بظاہر بہت صبر آشوب اور دل و دماغ کو متزلزل کرنے والے ہوں ان کو منجانب اللہ سمجھ کر صبر کرو۔اور راضی برضا رہو اور کثرت سے اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے رہو،اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اوراس کی توجہّات کرم تمہارے شامل حال رہیں گی اور جب کبھی ایسے واقعات دیکھو یا سنو۔اس وقت بھی اسی آیت کا وِرد رکھو،انشاءاللہ سکینہ قلب حاصل ہوگا۔

مستقبل کے لئے اگر وحشت ناک حالات ظاہر ہوتے ہوئے معلوم ہوں اور فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو کثرت سے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ کا ورد رکھو۔

اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا جب استحضار ہو تو کثرت سے پڑھو:

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النسآء)

اور اس دعا: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ کا ورد رکھو۔

یہ ایسی دعائیں ایسی ہی مظلومیّت اور مغلوبیّت اور صبر آشوب فتنوں کے وقت کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں بڑی تائید الٰہی اور تاثیر سکینہ قلب مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امّتیوں کے لئے بڑی خصوصیّت کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ جب واقعاتِ حوادثات وسانحات کا اس قدر ہجوم ہو کہ تمہاری قوت برداشت سے باہر ہو۔ کہ تم اس کو اپنی شامتِ اعمال سمجھ کر ہماری طرف توبہ واستغفار کے ساتھ ندامت قلب سے متوجّہ ہو جاؤ، پھر دنیا و آخرت میں تم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ دعا خود بھی پڑھتے رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تلقین کرتے رہو۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ: وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

(البقرۃ)

آپ اس کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی شفقت کا اظہار اس آیت میں فرمایا ہے۔ ہم سے مطالبہ ہے کہ مصائب کے وقت اگر ہم صرف زبان ہی سے ان الفاظ کو ادا کرتے رہیں خواہ ہمارے قلوب کتنے ہی پریشان اور غم رسیدہ کیوں نہ ہوں۔ انشاء اللہ ہم کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہم کو یہ نعمت عطا فرمانا چاہتے ہیں اس لئے ہم کو یہ دعائیں تلقین فرمائی ہیں جس کے

منظور ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

بس کثرت سے آپ اس دعاء کو پڑھیں انشاء اللہ اس کے اثرات مرتّب ہوں گے۔ جس بندے کو اللہ پاک معاف فرمادیں، جس کی مغفرت فرمادیں، جس پر رحمت فرمادیں، جس کے مولیٰ والی وناصر بن جائیں۔ کیا عالم امکان میں کسی کی مجال ہے کہ پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ چنانچہ جب بھی مسلمانوں نے یقین کے ساتھ اس پر عمل کیا ہے تو اس کی برکات کا بھی مشاہدہ کیا۔

اب ایک بات اور ہے یہ تو آپ کو انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی، اب تقاضائے خلوص وانسانیت یہ ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرلیں۔ جب تمہیں الحاح وزاری کی توفیق ہو رہی ہے تو اپنے اہل وعیال کو اپنے اہل خاندان کو شامل کرلو اپنے شہر اور اپنے ملک کے تمام مسلمانوں کو بھی شامل کرلو۔ اور تمام عالم کے اُمتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کرلو، اور ایسا کرنے کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے ہم کو تعلیم وترغیب فرمائی ہے۔ پھر اس کا یقین کامل رکھو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اور جب تم پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت شامل حال ہوگی تو جن جن لوگوں کو تم نے اپنی دعاؤں میں شامل کرلیا ہے۔ ان کی رحمت واسعہ سے سبھی کو نفع ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

رجوع الی اللہ کے بعد مایوس نہ ہو:

یہ خیال نہ آنے پائے کہ میں کیا ہوں، میں ایک گنہگار ہستی ہوں، میں کیا، میری دعائیں کیا، میری تمنائیں کیا۔ یہ بات ضعفِ ایمان کی بات ہے، سمجھ لو تم اس قادر مطلق کے بندے ہو، اس رحمٰن ورحیم کے بندے ہو اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امّتی ہو، تم کو اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو اور

اپنے تمام تعلقات والوں کے لئے بھی رجوع کرو اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے بھی رجوع کرو۔ وہ ایسے ہی قادر مطلق ہیں کہ اپنے ایک عاجز بندہ کی دعاء کی برکت سے سارے عالم کائنات میں تغیر فرمادیں اور ان کی کبریائی اور ان کی رحمتِ واسعہ میں شمہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔

ان کی طرف رجوع کرتے رہو اور پھر ان کی قدرت کا کرشمہ دیکھو، اللہ پاک ہم سب کی حالت پر رحم فرمائیں۔ اور ہماری بگڑی بنادیں۔ اگر بندہ یہ راز سمجھ جاتا کہ دعاؤں میں اللہ جل سانہ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے کتنی قوتیں مضمر فرمادی ہیں تو اس کی نظر میں عالمِ کائنات کی ساری قوتیں ہیچ در ہیچ نظر آتیں۔

یہ راز اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام پاک میں ظاہر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ غزوات میں جتنی فتوحات ہوئیں۔ سب دعاؤں کی برکت سے ہوئیں۔ اور جہاں بھی مسلمانوں کی فتح ہوئی ہے۔ سب دعاؤں کی برکت سے ہوئی ہے مگر دعا وہی ہے جس سے پہلے گناہوں کو چھوڑ دیا گیا ہو، گناہ خود چھوڑ یئے دوسروں سے چھڑوایئے پھر دعا کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی ہی قوّت رکھی ہے اور اپنے بندہ ناچیز کو بڑی قوّت کا سہارا دیا ہے جب بھی اس نے اس قوّت سے کام لیا ہے۔ اللہ پاک نے ہر قوّت کے مقابل اس کو فتح عطا فرمائی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کی کوئی قدر و قیمت اور اہمیت نہیں اور اس کو کام میں نہیں لاتے اور اگر کام میں لاتے ہیں تو اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میری دعائیں اور وظیفے مشیّت الٰہی کو بدل دیں گے۔ ایسے لوگوں کا ایمان بڑے خطرہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صمدیّت اور کبریائی میں کسی کی ہستی نہیں کہ کچھ بھی دخل دے سکے یہاں تک کہ انبیاء کرام اور فرشتوں کو بھی مجالِ دم

نہیں ہے۔ بندہ کا شیوہ عرض و نیاز ہے اور اسی میں اس کی فلاح ہے راضی برضا رہنے میں اور صابر و شاکر رہنے میں۔

دعائیں قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بدگمان نہ ہو:

یہ سن کر بڑا قلق ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جہاد کے زمانہ میں وظیفے پڑھے۔ختم کرائے۔ دعائیں پڑھیں اور جو کچھ بھی ان سے بن پڑا۔اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کی تدابیر کیں۔لیکن جب نتائج ان کی مرضی کے خلاف برآمد ہوئے تو دفعتًا ان کے عقائد درہم برہم ہو گئے وہ دعاؤں ہی سے برگشتہ ہو گئے کیونکہ ان کے عقیدے میں وظائف اور دعاؤں کو ضرور بارآور ہونا چاہیے تھا۔ گویا وہ اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ ان کے وظائف وعملیات مشیّت الٰہی کا رُخ بدل دیں گے۔اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کو متاثر کر کے اپنی حسبِ دل خواہ صورت حال پیدا کر لیں گے۔ یہ تو صریح زندقہ ہے۔اپنے ایمان کی خیر مانگیں یہ خود ان کے لئے بھی ایک آزمائش تھی۔جس سے شیطان ونفس نے ان کو بہکا کر اللہ تعالیٰ سے بدگمان اور مایوس کر دیا۔

ان کی دعائیں تو کارآمد ہوئیں۔گو فی الحال وہ اس کا شعور یا احساس نہ کر سکیں۔ لیکن جلد یا دیر میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ کسی نہ کسی بھلائی کی شکل میں برآمد ہوگا۔ مثلاً جو نقصانات بظاہر ہمیں اس وقت ہوئے ہیں ممکن تھا کہ ہم ان سے کئی گنا زیادہ نقصانات سے دوچار ہوتے لیکن ان ہی دعاؤں اور وظائف کا نتیجہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے محفوظ رکھا اور اگر ہم سب ان دعاؤں اور وظائف کو جاری رکھیں تو انشاءاللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی مزید آفات ومصائب سے محفوظ رہنے کی پوری امید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔لیکن یہ

گستاخی جوانہوں نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے زعم باطل کی بناپر کی ہے ہرگز وہ اس کے مؤاخذہ سے بچ نہیں سکتے ان کو پھر اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے عقیدے درست کرنے چاہئیں۔

تسلیم ورضاوتفویض مطلوب ہے:

بندہ کا کام تو عجز ونیاز ہے انجام کار تو اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ہاتھ میں ہے تمہیں کیا معلوم کہ اس ہزیمت کے اندر ہی فتح مبین پوشیدہ ہو۔

خدا شرّ برانگیز وکہ خیر ما دراں باشد

جو تم چاہتے ہو ممکن ہے اس میں شر ہی شر ہوتا اور جو تم ناپسند کرتے ہو کیا خبر اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہو۔

بصیرت کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی کوئی شکست حقیقتاً شکست نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے کارساز حقیقی اللہ جل شانہ ہیں اور انہوں نے اپنی رحمتِ کاملہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم کو گھبرانا اور غم کرنا نہ چاہیے۔ اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ لیکن یہ یادرکھیے کہ اپنے دشمن کے مقابلے میں کبھی شکست نہیں ہوئی۔ جب کبھی بھی شکست ہوتی ہے تو اپنے ہی آپس کے انتشار اور نفاق واختلاف اور بداعمالیوں، سازشوں اور اپنے وسائل اور قوتوں کے ناز کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور جب بھی مسلمانوں نے اپنی ناکامیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے رجوع کیا ہے تو اللہ نے ان کی نصرت وحمایت فرمائی ہے اور اللہ کا یہ قانون ہمیشہ جاری رہے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیّت صرف مسلمانوں کو عطا کی ہے ان کا دنیا اور آخرت کا کوئی بھی نقصان ناقابل تلافی نہیں ہے ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہر نقصان کی تلافی کا طریقہ بتلا دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر نقصان اور مصیبت کے وقت اللہ سے رجوع کرو، توبہ و استغفار کرو، اسی سے مدد مانگو اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ یہ کام کرلیا تو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ راجعون (البقرۃ)

اور ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

غور فرمایئے! اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہوں تو کائنات کی کونسی قوت ہمارا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ عالم امکان کی ہر قوّت اسی کے قبضے میں ہے وہی روس و امریکہ اور تمام طاقتوں کا خالق ہے وہی ایٹم بموں کا خالق ہے وہی نیپام بموں، ٹینکوں اور مشین گنوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہے تو ساری کائنات ہمارے مقابل آ جائے تو بھی کچھ اندیشہ نہیں، ہاں شرط یہ ہے کہ اس حادثے پر اپنے ایمان کو متزلزل کرنے کے بجائے اور مضبوط بنایئے۔ صبر جمیل کا راستہ اختیار کیجیے، اپنے اعمال کی اصلاح کیجیے۔ کثرت سے ذکر اللہ کیجیے۔ دل میں نئے عزائم بیدار کیجیے اور اپنی زندگی کو مکمل طور سے اللہ کی مرضی کے مطابق بنانے کی فکر کیجیے۔ بس یہی تدابیر کو اختیار کرنے کا حکم ہے اگر تم نے اس میں تذبذب کیا تو ایمان کی بھی خیر نہیں۔ اللہ ایسے خیالات سے محفوظ رکھیں۔

دعا:

بس اب دعا کیجیے کہ یا اللہ یہ ہمارے لئے بڑی آزمائش اور فتنہ کا وقت ہے ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھیے۔ ہمارے ایمان کی حفاظت کیجیے۔

ہم آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت ہیں۔ ہم ہر طرح آپ کی رحمت

کے امیدوار اور مستحق ہیں۔ ہمارے اعمال ہمیشہ ہر زمانے میں خراب ہی رہے، غفلت ومعصّیت ہی میں زیادہ تر مبتلا رہے، مگر جب بھی آپ کے بندوں نے آپ سے رجوع فرمایا۔ آپ نے نُصرت وحمایت فرمائی۔ اوران کودشمنان اسلام سے نجات عطا فرمائی ہے۔ یا اللہ! یہ وقت ہمارے لئے بھی ایسا سنگین اورصبر آزما ہے ہمارے ایمان مُتزلزل ہورہے ہیں۔ دشمنانِ اسلام ہم پر طعنہ زن ہیں ہماری ظاہری شکست ہماری مایوسیوں کا سبب رہی ہے۔ یا اللہ! اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور واسطہ ہماری اس خفت وذلّت کوعزت وفتح مبین تبدیل فرمادیجیے۔

اور دعا کیجیے کہ یا اللہ کوئی ایسا رجل غیب ظاہر فرمادیجیے کہ ہماری اس طوفان زدہ کشتیِ حیات کو پھر ساحلِ مراد پر پہنچادے آپ کی رحمتوں مغفرتوں سے ہماری یہ نکبت اور شامت اعمال دور ہوجائے۔ ہم سلامتی اور صراطِ مستقیم پر آجائیں۔ ہمارے پاکستان کی سالمیت برقرار رہے تمام پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام ہو اور ہمارا شعور شعائر اسلامی کے ساتھ ترقی پذیر ہو۔ آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط

نفسانی اور روحانی لذّت میں فرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

نفسانی لذّات اور روحانی لذّات میں کیا فرق ہے؟

نفسانی لذّات اور روحانی لذّات میں کیا فرق ہے؟ نفس کی عادت لذّت گیری ہے اور نفس کا تعلق جسمانیت سے ہے۔ ہمارے اجسام کے جو احساسات ادراکات اور جذبات ہیں یہ سب نفسانی ہیں لیکن یہی روحانی صلاحیتوں، روحانی ترقیوں اور روحانی استحکام کا واسطہ بنتے ہیں۔ اس سے ایک مومن ایمانی ترقی پاتا رہتا ہے اور تقاضائے ایمان بیدار ہوتے رہتے ہیں۔

بہت سے لوگ، بڑے بڑے عابد زاہد، لذّاتِ نفسانی کو روحانی لذّات سمجھنے لگے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اس نے نماز میں قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھی اور اس کے معنی کا استحضار ہوا جس کی وجہ سے ایک کیفیت پیدا ہوئی جو قلب کی طرف جاری معلوم ہوئی اس سے رقتِ قلب طاری ہوئی اور ایک سرور پیدا ہوا۔ وہ نمازی کہنے لگا کہ آج نماز میں بڑا کیف آیا۔ عجیب حالت ہوئی، بڑا سرور حاصل ہوا، یہ صاحب سمجھتے ہیں کہ ایک روحانی کیفیت ہے۔ حالانکہ یہ آج کا کیف، سرور اور محویت، اس وجہ سے حاصل تھی کہ آپ کو تندرستی حاصل تھی، پیٹ میں خلل نہیں تھا، ہاضمہ ٹھیک تھا، ہوا ٹھنڈی تھی اور گھر والے مطمئن تھے، یہ ماحول تھا جس کی وجہ سے آپ کو نماز میں یہ سرور اور سکون حاصل ہوا، اگر ان میں ایک بھی ختم کر دیا جائے تو یہ سارا سرور ختم

ہو جائے۔ پیٹ میں سکون نہ ہو، ریاحوں کی خلش ہو، پھر لایئے سکون، گھر والے کسی بات میں تردّد میں ہوں، ہَوا ٹھنڈی نہ ہو مچھر کاٹ رہے ہوں، گرمی ہو۔ لایئے سکون۔ اس خاص ماحول کی وجہ سے آپ کو جو سرور حاصل ہوا آپ سمجھے کہ شاید یہ روحانی لذّت تھی۔ نہیں بھائی یہ تو نفس کی لذّتیں تھیں باقی جو کام آپ کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ عبادت تھی اس کی وجہ سے روح پر بھی اثر پڑا۔ اس نفسانی کیفیت کے بارے میں بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت محمود ہے مقصود نہیں کیونکہ نفسانی لذّت ہے۔

روحانی لذّت کی مثال:

آپ کہیں گئے ہوئے تھے تاخیر سے گھر پہنچے عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ جلدی سے استنجے سے فراغت کے بعد نماز پڑھنی شروع کر دی۔ پیٹ بھی خالی ہے تھکان بھی ہے لیکن آپ ہیں کہ سب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد گھر والوں نے پوچھا کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی آپ نے کہا ''الحمد للّٰہ'' پڑھ لی۔ جس چیز پر آپ نے الحمد للّٰہ کہا یہ کیفیت روحانی ہے ''الحمد للّٰہ'' کیوں کہا کوئی چیز تو حاصل ہوئی تھی آپ محسوس کر سکیں یا نہ کر سکیں مگر روح نے تو محسوس کیا تھا کہ امتثال امر ربی ہو گیا اور وقت کے اندر ہو گیا اس لیے خود بخود الحمد للّٰہ اندر سے نکلا۔ یہ روحانی کیف ہے وہ نفسانی تھا۔

ایک صاحب نے جو کہیں امام تھے حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھاتا ہوں سہانا وقت ہوتا ہے لمبی لمبی آیتیں پڑھتا ہوں، ایک وجد کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ مقتدیوں پر بھی اثر ہوتا ہے۔ جس دن چھوٹی سورتیں پڑھ لیتا ہوں مقتدی حضرات کہتے ہیں آپ بڑی سورتیں پڑھا کریں کیونکہ یہ بڑا سہانا اور سرور کا وقت ہوتا

ہے۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا آپ امامت ترک کر دیجئے۔ کیا تم سرور و کیف کے لیے نماز پڑھتے ہو اور مقتدیوں کے سرور کے لیے نماز پڑھاتے ہو۔ کیا تمہاری توجہ کیف و سرور اور محویت کی طرف ہے اس طرف نہیں کہ ہم بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ ہزاروں کیف اس پر قربان کہ تمہیں بارگاہِ الٰہی میں حاضری کی توفیق ہوگئی۔ کیف و سرور کیسا، جو چیز اپنے اختیار کی نہ ہو وہ مقصود نہیں ہو سکتی، مقصود تو روحانی کیف و سرور ہے جو اختیاری ہے اور وہ امتثال امر ربی ہے۔ روح کی خاص الخاص غذا یہی (امتثال امر ربیؐ) ہے۔ اس امتثال میں اس کو کیف معلوم ہوتا ہے چاہے آپ بادلِ نخواستہ پڑھ لیں۔ چاہے وساوس خطرات کے ساتھ پڑھ لیں۔ امتثال امر ربی ہونا چاہیے اور یہ کیفیات و سرور تو ماحول کے محتاج ہیں بغیر ماحول کے کیف و سرور حاصل نہیں ہوتا۔

کرامات کے متعلق حضرت تھانوی اور حاجی امداد اللہ کے خیالات:

ہم یہ بات بے سند نہیں کہتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں تھانہ بھون گیا ہوا تھا کہ ایک وکیل صاحب عصر کے وقت تشریف لائے ان کی حضرت سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ وکیل صاحب نے کہا حضرت بس یہ آپ کی کرامت تھی کہ ایسا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا آپ نئے آئے ہیں کوئی بات مجھ سے دریافت کرنی ہو تو کر لیجئے۔ کہنے لگا جی کرنی ہے کہ میں گندے ماحول میں تھا۔ میں اس طرح سے متنفع ہوا۔ مجھے تقاضا ہوا، میں یہاں اچھے ماحول میں آ گیا۔ یہ سب آپ کی کرامت ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ باتیں کرنے کی نہیں ہیں اگر کچھ پوچھنا ہے تو پوچھیے۔ وہ ہر دفعہ یہی کہہ دیتے کہ ابھی

اور پوچھنا ہے۔ حضرت نے پوچھا! کب تک قیام رہے گا۔ انہوں نے کہا تین دن تک۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ دوسرے دن جب حضرت خانقاہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت نے پوچھا، وہ وکیل صاحب کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ تو چلے گئے۔ آپ نے فرمایا لوگ کشف وکرامت کے طالب بن کر آتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ یہ تو نہ کشف سے خوش ہوتا ہے نہ کرامت سے اور مختلف قسم کے طالب علمانہ سوال کرتا ہے لہٰذا یہاں سے چلنا چاہیے۔ پھر فرمایا میں تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ میں رجسٹر تو نہیں رکھتا لیکن سیکڑوں آدمیوں کو نفع ہو رہا ہے۔ باقی یہ کشف و کرامات سب مادی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے بہتر چیزیں عطا فرمائی ہیں یعنی روحانی تصّرف، روحانی کرامات، روحانی کشف۔ یہ مادی چیزیں ان کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ نفسانی کیف وسرور کے حاصل کرنے میں غیر مسلم بھی شریک ہیں یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں۔ ایمان جو ہے وہ روح ہے اور روحانی کشف و کرامت سوائے صاحبِ ایمان کے کسی کے پاس نہیں۔ باقی نفسانی، مادی امور تو بڑے بڑے جوگی جو نفس کشی کرتے ہیں وہ بڑے بڑے تصرفات کے مالک ہو جاتے ہیں ان کو کشف بھی ہوتا ہے اور تصرفات کا بھی ظہور ہوتا ہے لیکن روحانیت اور چیز ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے ہاں مغرب کے بعد کچھ مہمان آگئے آپ اندر تشریف لے گئے ہانڈی کا ڈھکنا اٹھا کر دم کر دیا اور روٹیوں پر اپنا رومال ڈال دیا۔ پھر فرمایا اس میں سے نکالتے جانا اور کھلاتے جانا۔ تمام مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا، پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا۔ حافظ ضامن شہید حضرت کے پیر بھائی تھے سامنے رہتے تھے۔ صبح جب حاجی صاحب کے پاس آئے تو کہا حاجی

صاحب! آپ کو مبارک ہو، آپ تو صاحب کرامت ہو گئے۔ آپ کا رومال سلامت رہے پھر کیوں قحط سالی آئے۔ حاجی صاحب یہ سن کر تھرا گئے، رونے لگے اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں پھر میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو نفس کے اندر بڑی قوتیں ہیں، اس کا جب تزکیہ ہو جاتا ہے تو جانے کیا سے کیا کچھ کر دیتا ہے۔ صاحبِ تصرفات ہو جاتا ہے بس نظر بھر کر دیکھنے کی بات ہوتی ہے کہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ مسمریزم کی اس کے آگے کوئی حیثیت نہیں مگر روحانی تصرف وہ اس سے علیحدہ چیز ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء کی بیماری کا واقعہ:

حضرت نظام الدین اولیاءؒ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ بار بار غشی طاری ہوتی تھی، حضرت کے خادموں نے عرض کیا کہ یہاں ایک جوگی ہے جو تصرف کر کے مرض کو سلب کر لیتا ہے تو حضرت کیا حرج ہے وہاں لے چلتے ہیں افاقہ ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا نہیں۔ اس جوگی کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا کسی کے ہاں جاتا نہیں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت کو غشی طاری ہوئی، خادموں نے حضرت کا پلنگ اٹھایا اور جوگی کے ہاں غشی کی حالت میں لے گئے اس نے توجہ دی اور مرض کو سلب کر لیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا میں کہاں ہوں، کہاں آ گیا، کیا ہوا، مریدین نے عرض کیا حضرت معاف کر دیجئے، ہم سے بیماری برداشت نہیں ہوئی اور ہم جوگی کے ہاں آپ کو لے آئے ہیں۔ آپ نے جوگی کو دیکھا اس سے پوچھا کہ یہ چیز تجھے کیسے حاصل ہوگئی۔ اس نے کہا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ایک گرو کا چیلا بن گیا۔ اس نے مجھے کہا ''بیٹا! جو نفس کہے وہ کبھی نہ کرنا۔ جو تقاضا تیرا نفس کرے تو

ہمیشہ اس کے خلاف کرنا۔'' تو آج میری عمر ساٹھ برس ہوگئی میں نے آج تک نفس کا کہنا نہیں مانا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نفس کے اندر بڑی قوّت پیدا ہوگئی۔ اب میں نفس کے ذریعہ جو چاہوں تصرف کرسکتا ہوں۔ میرا نفس مصفّٰی اور قوی ہوگیا ہے تو میں نے آپ کا مرض اسی قوّت کی بنا پر سلب کیا ہے جو مجھے اس طرح حاصل ہے۔ آپ حضرات نے دیکھا کہ نفس کا تصرف کتنی قوی چیز ہے۔ لوگ نفسانی تصرفات کی وجہ سے ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ کسی چیز پر نظر بھر کر دیکھا ایسا تصرف کیا کہ اس کی صورت اور ہیئت ہی بدل دی۔ حضرت نے فرمایا ''**ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**'' تو نے میرے ساتھ احسان کیا میں بھی تمہیں اس کا بدلہ دے دوں۔ پھر اس سے پوچھا کبھی تمہیں اس کا بھی خیال آیا کہ میں مسلمان ہوجاؤں اور کلمہ پڑھ لوں۔ جوگی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ نے کہا تمہیں اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمان ہوجانا چاہیے۔ اب وہ بڑا اسٹپٹایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تو اپنے نفس پر اسلام کو پیش کر۔ جوگی نے کہا آپ اچھے آئے کہ میری ساری عمر کی کمائی ختم کرنے لگے۔ اگر میں انکار کرتا ہوں تو یہ ساری قوّت ختم ہوتی ہے۔ وہ سنّاٹے میں آگیا یہاں تک کہ بول اٹھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدً اعبدہٗ ورسولہٗ۔ اور کہا کہ میں نے نفس کی مخالفت کرلی۔ اس جوگی کے مرض سلب کرنے کا تصرف نفسانی تھا اور حضرت کا روحانی کہ جس نے عمر بھر کے شرک وکفر کی ظلمتوں اور اندھیروں کو یک دم مٹادیا۔

روح کی غذا کیا ہے:

روح کی خاص الخاص غذا توحید، اتباعِ سنّت، ذکر اللہ اور امتثال امرِ ربی ہے روح انہی سے پرورش پاتی اور ترقی حاصل کرتی ہے۔ ایمان کا وجود، بالیدگی، ترقی اور

قوت اسی کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا ان کی صلاحتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر روح بھی مردہ ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا "ختم اللّٰه علی قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة "نیز اسی طرح سے اگر روح کو غذا (ذکر اللہ، امتثال امر ربی وغیرہ) نہ ملے تو بھی وہ مردہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو عالمِ وجود میں آتے ہی اُسے سب سے پہلے روحانی غذا دی جاتی ہے اور روحانی ناشتہ کرایا جاتا ہے، پہلے اذان اور تکبیر کہی جاتی ہے پھر ماں کا دودھ دیا جاتا ہے۔

نفس کے اندر دو قسم کے تقاضے موجود ہیں اگر آپ امتثال امر ربی کرتے رہیں گے تو نفس کے تقاضے آہستہ آہستہ مضمحل ہوتے جائیں گے معرفت کی قوّت بڑھتی جائے گی اور نیکی کے کاموں پر آپ عمل پیرا ہوتے جائیں گے تدریجاً نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ نفس جو امّارہ ہے ہمیشہ شر کے تقاضے کرتا اور اوامر کے خلاف ابھارتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوّامہ ہو جاتا ہے اور پھر مطمئنہ بن جاتا ہے۔ شروع شروع میں مختلف حیثیت سے نفس روح پر اثر انداز رہتا ہے اور یہ کشمکش جاری رہتی ہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ روح نفس پر غالب آجاتی ہے اس میں مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجاہدہ نہ بھی کریں صرف امتثال امر ربی کرتے رہیں تو بھی نفس ایک نہ ایک دن ضرور قابو میں آہی جائے گا۔ نفس کو پانچ وقت روحانی غذا کی ضرورت ہے نفس کی اصلاح کے لیے روح کی خاص الخاص غذا نماز ہے۔ نیز نماز سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور اوراد و وظائف میں بھی مشغول رہتے ہیں ان کی روح کو غذا ملتی رہتی ہے۔ اس طرح سے نفس کے اندر معصیت کے تقاضے خود بخود

ضعیف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جو لوگ اہتماماً کرتے ہیں وہ جلدی کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور جو کمزور رہتے ہیں جن کے دونوں تقاضے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، کبھی یہ کر لیا کبھی وہ کر لیا ان کو بھی فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ جو امور کبائر اور نفرت کے قابل ہوتے ہیں ان سے نفرت ہو ہی جاتی ہے۔ کوئی مومن (جو دونوں طرف چل رہا ہے) ایسا نہیں جس کو کبائر سے نفرت نہ ہو گناہوں کو کرے گا بھی تو نفرت سے کرے گا اور بعد میں نادم بھی ہو جائے گا۔

یہ ندامت بڑی چیز ہے۔ یہ روح کی چیز ہے نفس نے شرارت کی، لذّتِ گناہ حاصل کی مگر نماز پڑھنے سے روح غالب آ گئی، نفس شرمندہ ہوا اور اس کو توبہ کی توفیق ہو گئی تو روحانی اور نفسانی لذّات کی کیفیات میں یہ فرق ہے۔

خلاصہ:

مختصر بات یہ ہے کہ ہم اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے نماز کی جماعت کے ساتھ پابندی کریں اس میں روحانی اور ایمانی قوّت ہے۔ اس قوّت کو بیدار کرتے رہو۔ کچھ تھوڑے سے وظائف استغفار سوم کلمہ، درود شریف کی تسبیحات بھی پڑھتے رہو۔ یہ وظائف روح کے لیے مقوّیات ہیں۔ ایمان ان سے قوی ہوتا ہے اور اعمال کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ خوراک نفس کو دیتے رہو، دیتے رہو اس طرح نفس اثر قبول کرتا رہے گا پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ نفس میں گناہوں سے نفرت اور عناد پیدا ہو جائے گا جنہوں نے کچھ حاصل کیا انہی چیزوں سے حاصل کیا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

احترام علماء کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

فسق فجور اور اس سے بچنے کی اہمیت:

آج مغربیت نے وہ جال پھیلا رکھا ہے اور آج ہی نہیں ہمیشہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر تباہی بربادی کے سامان اکٹھے کئے جا رہے ہیں ساری دنیا کے فتنوں نے آماجگاہ بنا رکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کو، پہلے زمانہ میں جو فتنے اٹھتے تھے اس وقت قوت ایمانیہ بہت مضبوط تھی۔ بادشاہوں کے پاس بھی اور رعایا کے پاس بھی اور آج ہمارے پاس قوت ایمانیہ بہت کمزور ہے۔ دراصل فسق و فجور میں خاصیت ہے قوت ایمانیہ کو کمزور کرنے کی' اس لیے آج فتنوں کے مقابلہ کیلئے ہم کو قوت مدافعت حاصل نہیں ہمارے حالات بدل گئے اور قوت ایمانیہ کمزور ہو گئی اور یہ فسق و فجور کی خاصیت ہے کہ دل کو کمزور اور قوت ایمانیہ کو ضعیف کر دیتی ہے آج مسلمان بزدل بھی اسی لئے ہیں کہ ایمان کمزور ہے۔

سب سے پہلے خبر لیجئے اس فسق و فجور کو روکنے کی اس کے لئے اقدام کیجئے یہ گانا بجانا ٹیلی ویژن تصاویر اور مغربی طرزِ رہائش طرزِ طعام ایک ایک کر کے ان کی اصلاح کیجیے۔

فرائض واجبات کی ادائیگی گناہوں سے بچنا باعث نجات ہے:

چند فرائض اور واجبات کا ادا ہوتے رہنا خواہ وہ عادتاً ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ باعث نجات ہو جائے۔ لیکن دنیا کی فلاح مسلمانوں کی اپنی تہذیب کی انفرادیت اور مغربی طرز سے مغائرت ہی پر منحصر ہے جس وقت تک

آپ اپنے معاشرہ کی اصلاح نہ کریں گے۔ یہ چیز درست نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا دین ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہے۔ خواہ سیاست ہو یا معاشرت ہو معاملات و اخلاقیات ہوں ان کی درستی کے لئے دین میں ایسی مکمل تعلیم ہے کہ کسی غیر اسلامی شعائر، کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ غیر اسلامی شعائر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہر طرح اور حد درجہ مضر اور خطرناک ہیں آج ہم پر جو شامتِ اعمال مسلّط ہے اس کا زیادہ تر سبب یہی چیزیں ہے۔

علماء پر اعتراض نہ کریں:

آج کے دورِ سیاست میں ہم کو کیا کرنا ہے۔ اس کے متعلق تو ہمارے مقتدر اور علماء صاحبان کا فیصلہ ہی مُوجبِ ہدایت ہے۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ آج علماء پر عام لوگ۔ بے باکانہ زبان کھول دیتے ہیں۔ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ یاد رکھو اس پر وعید آئی ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں ان پر اعتراض کرنے کا۔ یہ کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہاں کچھ شکوک و شبہات ہوں تو ان سے ہی جا کر پوچھ لو۔ دریافت کر لو شاید تسلّی ہو جائے۔

علماء کو برا کہنے میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے:

ارے علماء کی قدر کرو یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے۔ اب کون سے علماء قابلِ تقلید ہیں تو اس میں تھوڑی سی کاوش سے پتہ چل جاتا ہے۔ علمائے حق الگ معلوم ہو جاتے ہیں اور جب تک معلوم نہ ہو کسی کے متعلق کچھ نہ کہو یہ اعتراض کی عادت چھوڑ دو۔ یوں بھی غیبت کرنا حرام ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے اور علماء کو نہ ماننے سے کفر تو لازم نہیں آتا لیکن اس سے گناہ ضرور لازم آتا ہے۔ آپ کسی عالم سے اعتقاد نہیں رکھتے نہ

رکھیئے لیکن ان کو بُرا نہ کہیے اس میں عظمتِ دین کی بے وقعتی ہے۔ اور جب خدا نے آپ کو علم دیا ہے تو علماءِ حق کی پہچان ضرور کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ بہت سے علماء نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے کہ سارے معاشرہ پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں وہ اگر ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل حجّت نہیں ہے، آپ کے لئے آپ کو علم ہے کہ شریعت کی رو سے یہ فعل بُرا ہے تو آپ نہ کیجئے اس فعل کو۔

پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو تعریض نہ کیجئے:

بعض اخبار والے کہیں سے کوئی پرانا فوٹو کسی عالم کا حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تقریر اور مضمون کے ساتھ اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ بعض علماء کے منع کرنے کے باوجود فوٹو گرافر نہیں مانتے۔ یہ چیزیں ہیں تو واقعی بچنے کی اور شریعت میں مصلحت کوشی کوئی چیز نہیں۔ تاویل کچھ نہیں چلتی لیکن اگر آپ کے پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو ان پر تعریض نہ کیجئے انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کا فعل ہے لیکن کم از کم ان پر تعریض کا گناہ تو آپ اپنے سر نہ لیں اس سے دین کا وقار کم ہوتا ہے۔

حضرت تھانوی فرماتے ہیں علما حامل دین اور محافظ دین ہے:

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جوش میں آکر ایک جماعت والے دوسری جماعت والوں پر خاص کر جن کو دین سے نسبت بھی ہو ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں کیچڑ اچھالتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیے۔ لوگ ان کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں کہا کریں۔ تم اپنی زبان سے کچھ نہ کہو بس تم اتباعِ حق ادا کرتے رہو تم تحریر و تقریر نہیں کر سکتے۔ خاموش تو رہ سکتے ہو۔ کیا تمہارے خاموش ہونے پر بھی کوئی حد لگاتا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں علماء کی عظمت ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے۔ میں ان کو حاملِ دین اور محافظ دین سمجھتا ہوں اور

میرا تو یہ ذوق ہے۔ کہ اگر تمام علماء اس مسلک کے ہو جائیں کہ وہ مجھ کو کافر کہیں پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے ان کی بقا کے لئے دعا کرتا رہو گا۔ یہ بات میں اپنی وسعتِ نظری سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو بے دینی پیدا ہو گئی ہے ان کے مقابلے میں میں علماء کی بقا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنے علماء اور بزرگوں کا احترام کریں۔

آمین

ماہ رمضان
اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے لئے جلدی ہوش میں آجاؤ:

اس قدر جلدی جلدی دور گزر رہا ہے۔ ایک جمعہ گیا تھا ذرا دم لیں تو دوسرا جمعہ آ گیا۔ ایک سال گیا تھا دوسرا آ گیا۔ ایک رمضان شریف گیا تھا دوسرا رمضان شریف آ گیا۔ اب ایسا دور چل رہا ہے۔ وقت رک نہیں رہا ہے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ غیروں کو کیا کہا جائے ان کی قسمت میں تو انا و بغض اور حقیقت ناشناسی ہے ہی۔ مگر افسوس ہوتا ہے۔ عبرت ہوتی ہے۔ ان مسلمانوں کو دیکھ کر۔ جو مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو نہ معلوم کس غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ کوئی ہوش بھی نہیں ہے اپنا۔ کہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا زندگی ہے۔ کب ختم ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہمارا آپ کا مجمع جو ہے۔ صاحب ایمان لوگوں کا مجمع ہے، یہ ایمان محض اللہ جل شانہ کا انعام اور احسان ہے۔ خدا کے لیے میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ اس ایمان کے ساتھ زندگی کے ان لمحات کو بہت غنیمت سمجھئے۔ خدا معلوم دوسرا رمضان شریف آئے یا نہ آئے۔ رمضان شریف تو دور کی بات ہے خدا معلوم دوسرا جمعہ آئے یا نہ آئے۔ اس لیے میں تو اپنے احباب سے دلسوزی کے ساتھ وہ بات جو میرے دل و جان میں ہے، سب سے زیادہ اہمیت اور خلش پیدا کرتی ہے۔ وہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ خدا کے لیے جلدی سے ہوش میں آجاؤ کیا معلوم دوسرے لمحہ میں کیا ہونے والا ہے۔ کیا تغیر پیدا ہو جائے۔ ہم چاہیں بھی کام کرنا تو نہ کر سکیں۔ اور

اللہ کی رحمت سے ناواقف ہیں ہم لوگ اس لیے اس کی قدر بھی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی ہمارے لیے فرمایا ہے۔ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی ہمیں تعلیم دی ہے۔وہ ہماری دنیا و آخرت دونوں کے لیے سرمایہ ہے۔بہت گراں قدر ہے۔عالم امکاں میں کوئی دوسری جگہ نہیں تجزیہ کر کے دیکھ لیا لوگوں نے سر مار کر دیکھ لیا۔انا اور بغض نے تسلیم نہیں کرنے دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور ایمان سے آسان عالم امکان میں کوئی طریقہ زندگی نہیں۔آسان سے آسان اور پاکیزہ زندگی اگر کسی کو میسر ہے وہ صاحبِ ایمان کی ہے وہی اس کی قدر کرتا ہے بہت بڑی اس کی قدر ہے۔اگر قدر نہیں یہ بڑا خسارہ ہے۔ جو اللہ نے فرما دیا وہ مان لو یہی ایمان ہے۔

چندروزہ زندگی کے بعد ابدی زندگی ہے:

تمام کلام اللہ میں اس قدر دنیا کی مذمت ہے کہ دنیا چندروزہ ہے چند لمحوں کی چیز ہے۔غیر متعین چیز ہے۔اس میں کسی عمر کی قید نہیں ایک دن کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ایک سانس لیتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ایک آدمی ہے سو برس تک جیتا سوا سو برس تک جیتا ہے۔یہ اس کا رازِ تخلیق ہے کہ کس کو کتنی حیات دی ہوئی ہے۔لیکن چاہے سو برس دیے ہوں ہزار برس دیے ہوں جب ختم ہوا تو آناً فاناً اس چندروزہ زندگی کے عوض میں چند لمحات کی زندگی میں غیر متعین زندگی میں ہمیں آپ کو کیا معلوم ہماری باقی ماندہ زندگی کتنی ہے۔اب جتنی ہو گئی ہے اس کا تو حساب لگا سکتے ہیں۔لیکن آئندہ کتنے لمحات زندگی ہماری پاس باقی ہیں۔اس کا کس کو یقین ہے۔کسی کے پاس کوئی یقین نہیں ہے۔اور وعدہ یہ ہے کہ اس حیات کے ختم ہونے کے بعد پھر ابدی زندگی ہے۔جس

میں کوئی تغیر نہیں ہوگا۔اب یہ ان کی شان تخلیق ہے۔ چند روزہ زندگی کے عوض میں ابدی زندگی عطا فرمائی۔ خالق ہیں اب انہوں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ان کا راز تخلیق یہ ہی ہے۔ کہ چند روزہ زندگی کے بعد ابدی زندگی عطا فرمائے۔ یہ راز ہم میں سے کسی کے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مگر اس چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھو کہ اس کہ عوض ابدی زندگی ملنے والی ہے۔ یہ زندگی تو بہر کیف ختم ہوگی اور کب ختم ہوگی یہ کسی کو نہیں معلوم اسی ذیل میں اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ایسا کرم فرمایا ہے۔ کہ کبھی کسی دوسری امتوں پر ایسا کرم نہیں فرمایا کسی اور کو ایسے انعامات نہیں دیے جیسے اس امت کو دیے اور قیامت تک کے لیے دیے۔ پہلے نبی جو آئے سب کامل نبی تھے۔ اور اپنے دورِ حیات میں اپنے دورِ تبلیغ میں انہوں نے پورا پورا کام کیا اور حق ادا کر گئے تبلیغ کا۔ لیکن اللہ جلِ شانہ کو منظور یہ تھا۔ کہ دنیا ختم کر دی جائے۔ حضرت آدم سے جو چیز شروع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اس کو ہم ختم کر دیں گے۔ اور اس کے بعد قیامت آئے گی اور قیامت کے بعد حشر ہوگا اور حشر کے بعد ابدی زندگی شروع ہو جائے گی۔ اس پر سب کا ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ بہانے بہانے سے اپنی نعمتوں سے نواز رہے ہیں:

بھائی میں اس لیے کہنا چاہتا تھا کہ انعامات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے جا بجا نوازنے کا بہانہ ہے یہ کام کر لو تو اتنا ثواب ہے۔ بازار میں جاؤ یہ دعا پڑھ لو

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ

اَلْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ ط

ایک لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ کون سا بڑا عمل ہے یہ، عمل اتنا سا ہے اور انعام اتنا بڑا اتنے چھوٹے چھوٹے اعمال کا اتنا انعام کیوں دے رہے ہیں اس لئے کہ اس کے بعد ہم کو ابدی زندگی میں داخل ہونا ہے۔ ہمارے پاس کہاں سے اتنے اعمال آئیں گے۔ کہ ابدی زندگی کا سرمایہ ہمارے پاس جمع ہو۔ تو بہانے بہانے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا اظہار کیا ہے۔ کہ تم یہ کرلو پھر ابدی زندگی تمہاری ہے۔ پھر تمہیں اس میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ تم صاحبِ ایمان ہو۔

رمضان شریف ابدی زندگی کا سرمایہ ہے:

تو میں اسی لیے کہہ رہا تھا کہ یوں تو بہت سی عبادات اور بہت سے کارہائے خیر ہیں۔ جو انسان جتنا کرلے اس کیلئے ذخیرہ ہے۔ لیکن رمضان شریف میں تو اللہ تعالیٰ کیلئے الگ ہی بھرپور اظہار فرما دیا اپنی رحمتوں کا۔ اتنا بھرپور اعلان کر دیا کہ جس نے یہ پالیا اس نے ابدی زندگی پالی۔ چاہے پہلی زندگی، ماضی کی زندگی جتنی غفلت میں گزری ہو۔ چاہے جتنی گناہوں میں گزری ہو۔ بے پروائی میں گزری ہو۔ کچھ پروا نہیں، اگر رمضان شریف پالیا تو ابدی زندگی پالی۔ ابدی زندگی کا سرمایہ ہے رمضان شریف، اس کی قدر کرو۔ کیوں کہ ممکن ہے ہم آئندہ رمضان شریف نہ پائیں۔ تو اس میں تو ایسا کرم ایسا اعلان کر دیا کہ اس کے اندر تو ابدی زندگی ہر مومن کو عطا فرما دی۔

ارشاد ہوا کہ دس روز ہماری رحمت کے ہیں۔ رحمت کون سی رحمت دنیا میں تو

کام آئے گی ہی آخرت میں ابدی چیز ہے یہ۔ یہ رحمت جو ہے دس دن رمضان شریف کے یہ چند روزہ زندگی میں ہمارے دس دن ہیں گنتی کے لیکن اس دس دن کی گنتی میں ابدالآباد رحمتوں کا معاملہ ہے۔ اس کا صلہ کیا ہے اسی طرح دس روز مغفرت کے ہیں۔ تو کیا ہوا جس نے روزے رکھے گویا اس دس روز مغفرت کے پا کر ابدالآباد کی مغفرت پالی۔ جس نے دس دن رمضان شریف کے پالیے آخر میں عذاب نار سے نجات ہو گئی ابدالآباد ہو گئی۔ وہاں جنت جس طرح ابدالآباد ہے اسی طرح دوزخ بھی ابدالآباد ہے۔ تو ابدالآباد سے نجات مل گئی کتنا بڑا سرمایہ ہے۔ بڑی قدر کرو۔ کتنی بڑی بات ہے کہ دس دن کے اندر ابدالآباد دوزخ سے نجات دے کر ابدالآباد جنت عطا فرما دی۔ وہ وعدوں کا سچا ہے وعدہ ان کا سچا ہے یہ ہی ہو کر رہے گا۔ اب ہم آپ قدر کریں یا نا کریں رسمی طور پر روزہ رکھ لیں۔

بڑے بڑے اولیاء نے رمضان میں داخل ہونے کی دعا مانگی:

ارے ان کے انعامات کو دیکھو، انعامات کی قدر کرو، احسان مندانہ ہو کر روزے رکھو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جب تک رمضان شریف ہے اس کی قدر کرو۔ میں نے اپنا جو کچھ میرے پاس علم تھا ذوق تھا۔ اور جس کی میرے دل کے اندر خلش تھی۔ اہمیت تھی۔ وہ میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ بیانات کتابی صورت میں آ گئے ہیں۔ ''انوار رمضان'' رمضان شریف کے ان اوقات کو جس طرح میں نے ذکر کیا ہے۔ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھو۔ یہ ہی ہماری فطرت ہے روزمرہ کی زندگی صبح ہوئی شام ہوئی، صبح ہوئی شام ہوئی۔ ایک جمعہ گیا ایک مہینہ گیا

رمضان شریف آ گیا۔ یہ ہی ضروریاتِ زندگی جو ہمارے آپ کے سامنے ہیں یہ ہی رمضان شریف میں بھی باقی رہیں گے۔ لیکن خدا کے لیے اتنا سا ہوش کرلو۔ اس اندیشے سے کہ شاید دوسرا رمضان نہ ملے۔ اور بڑے بڑے بزرگانِ دین جن کو اللہ تعالیٰ نے معرفت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انعامات کا جن کے اوپر انکشاف ہوا تھا۔ ان کی روایات یہ ہے کہ تمنائیں کرتے تھے کہ رمضان شریف کے مہینے میں داخل ہوجائیں۔ گویا رمضان شریف کے پہلے دن میں داخل ہوکر ان کی معراج ہوجاتی تھی۔ انتہائی خوش نصیبی سمجھتے تھے اس کو کہ رمضان شریف میں داخل ہوگئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ضمانت لے لی ہر مومن کی بخشش کی، اس میں اطمینان ہوجاتا ہے ہر مومن کو اب رمضان شریف میں داخل ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے انعام دیدیا، تصدیق کردی، تم جنتی ہوگئے بالکل۔ دس دن مغفرت کے پانے کے بعد ابدالآباد کون سا مومن محروم رہ سکتا ہے۔ اور عجیب شانِ کریمی یہ ہے، کہ اس رمضان شریف میں داخل ہونے والے کون ہیں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء کرام ہیں۔ بڑے بڑے مفسرین ہیں۔ بڑے بڑے محدثین ہیں۔ بڑے بڑے تہجد گزار ہیں۔ بڑے بڑے عبادت گزار ہیں۔ اور پھر اس کے بعد متوسط درجے کے لوگ ہیں۔ کبھی نماز پڑھ لیتے ہیں خیالات دنیا غفلت زدہ ہیں۔ سہل انگار بھی ہیں۔ اور دین کی عظمت کا، دین کے لحاظ کا اہتمام بھی نہیں کرتے وہ بھی ہیں۔ لیکن ہیں سب صاحبِ ایمان، جو صاحبِ ایمان، ایمان رکھتا ہے اور گناہ کو گناہ سمجھتا ہے۔ اور داخل ہوگیا رمضان میں جو مومن ہے اور فاسق وفاجر بھی ہے گناہ گار ہے خطا کار ہے سراپا قصوروار ہے سب

کچھ ہے لیکن مومن ہے۔ وہ بھی رمضان شریف میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے لیے کتنا بڑا اعلان کر دیا فسق و فجور والے کو فرمادیا ''تباہ و برباد ہو جائے وہ شخص جو رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی تمام عمر کے گناہ نہ معاف کروالے'' پہلا وضو اللہ میاں نے یہ کرایا ہے کہ تمام عمر ستر برس اسی برس تم نے گناہ کیے غفلت میں برباد کیے اب تم بہت بدنصیب ہو اگر ہم سے معافی نہیں مانگ لیتے اس مہینے میں، اگر تم نے معافی مانگ لی ہم ساری عمر کے گناہ معاف کر دیں گے۔ کتنا بڑا انعام ہے۔ یعنی کتنی بڑی شفقت ہے۔ اب اس کے بعد کون سا فاسق و فاجر کہہ سکتا ہے کہ میں فاسق و فاجر ہوں۔ رمضان شریف کا روزہ رکھنے کے بعد اس کے گناہ کیا ہیں اس رحمت کاملہ کے آگے، وہ خالق کائنات ہے۔ رحمٰن مطلق کا انعام یہ ہے کہ تمہارے ہر گناہ معاف کر دیئے چنانچہ فاسق و فاجر، مومن صادق بن جاتا ہے رمضان شریف میں۔ ایمان کامل ہو جاتا ہے اس کا۔ اس کا بھی اس جنت میں داخلہ ہو جاتا جہاں بڑے بڑے صلحا اور انبیاء جائیں گے گر مراتب میں فرق اپنی جگہ ہے مثلاً یہاں کوئی جلسہ کرو اور بلاؤ صدر مملکت کو وزیروں کو سیکریٹریوں کو ان کی کرسیاں الگ ہوں گی اور عوام الناس کی الگ ہوں گی۔ لیکن جلسہ میں سب شریک کہلائیں گے۔ جلسہ میں سب شریک ہیں اگر چہ مراتب الگ الگ ہیں۔ تو رمضان شریف تو صحابہ کرامؓ نے بھی پایا ہم بھی پا رہے ہیں۔ ایک فاسق و فاجر بھی پا رہا ہے۔ جس جنت میں وہ جائیں گے ہم بھی جائیں گے۔ لیکن مدارج الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مدارج الگ الگ ہیں۔ جیسے میں نے ابھی یہاں مثال دی کہ صدارت کی کرسیاں الگ وزارت کی الگ

ہوں گی۔لیکن ہیں سب ایک ہی مجمع کے اندر۔اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے۔

موسم اور طبیعت سے مت گھبراؤ:

دیکھو خبردار گرمی زیادہ ہے۔لیکن روزہ رکھ کر تو دیکھو۔ہر چھتیس برس کے بعد پھر وہی موسم آ جاتا ہے۔میں سن پچاس میں یہاں آیا تھا۔تو تیس جون سے روزے شروع ہوئے تھے۔اب پھر وہی دور آیا ہے۔پھر وہی گرمی ہے وہی تپش ہے۔لیکن روزے رکھنے والے گرمیوں میں بھی رکھتے ہیں جاڑوں میں بھی رکھتے ہیں۔برسات میں بھی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اعانت و نصرت شامل ہوتی ہے۔سب سے برداشت ہو جاتا ہے۔اپنی کم ہمتی سے کبھی نظر انداز نہ کرو۔بھئی تپش زیادہ ہو تو بھی دفتر میں کام کرنا پڑتا ہے۔عبادت گاہوں میں پسینے پسینے ہو جاتے ہیں۔دن بھر دوڑنا پڑتا ہے اسی طرح روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے ارے روزہ رکھ کر تو دیکھو۔بوڑھی بوڑھی عورتیں جو بیمار ہیں آ کر کہتی ہیں ایسی دوا دے دو ڈاکٹر صاحب کہ اب میں رمضان شریف کے روزے رکھ لوں۔یہ ہی تمنا ایک بوڑھی عورت کی،غریب عورت کی،کہ رمضان شریف کی روزے کی توفیق ہو جائے۔بھئی کون سی برکت ہے۔کون سی ایمانی قوت ہے۔کون سہارا دیے ہوئے ہے۔کون یہ ذوق شوق پیدا کر رہا ہے۔دیکھو تو اللہ کا کھلا ہوا انعام نہیں تو کیا ہے۔ابھی سے ہمت نہ ہارو خبردار،خواہ مخواہ کے بہانے کرتے ہیں۔بھئی روزے کے زمانے میں معالج کے مشورے سے میں طاقت کے انجکشن لے لیے جائیں تو جائز ہے اپنی صورتحال بتا کر۔میں نے اتنی گرمیوں کے زمانے میں جبکہ بہت سخت گرمی تھی۔بچوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔بوڑھی عورتوں

کوروزہ رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہزار منع کرو بچوں کو کہ روزہ نہ رکھو، لیکن رکھیں گے انہیں کون سہارا دیتا ہے۔

اس لئے اللہ پر بھروسہ کرو اور بہانے چھوڑ کر ہمت سے کام لو روزہ تمام مذاہب کا روح رواں ہے۔ ہر مذہب میں روزہ ہے۔ جتنے مذاہب ہیں تین چیزوں کے قائل ہیں۔ خدا کے، آخرت کے اور روزہ وقربانی کے۔ یہ ہر ایک مذہب میں ہے۔ اب ان کے یہاں روزہ رکھنے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ نان نہیں کھائیں گے غلہ نہیں کھائیں گے۔ دودھ پی لیں گے۔ گویا وہ روزے دار بھی ہو گئے اپنے مذہب کے مطابق اور کھاتے پیتے بھی رہے۔ مسلمان کو روزے میں اللہ کا سہارا ہوتا ہے اور ایسا سہارا ہوتا ہے کہ بچے روزہ رکھ لیتے ہیں۔ ضعیف عورتیں روزہ رکھ لیتی ہیں۔ خبردار ذرا سے بہانے پر روزہ نہ چھوڑو میں نے ابھی عرض کیا کہ جو روزے دار آ گیا رمضان شریف کی حد کے اندر وہ مستحق ہو گیا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے دار کا اجر میں دوں گا۔ سوال یہ ہے نماز کا کون دے گا۔ خیرات کا کون دے گا۔ اجر دینے والے کون ہیں نماز کے، عبادات کے، تسبیحات کے، حج کے، عمرے کے، زکوٰۃ کے، اس کا اجر کون دے گا۔ سب اللہ تعالیٰ دے گا لیکن یہ خصوصیت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ اس کا اجر میں دوں گا۔ یعنی ہر چیز کی ایک حد ہے۔ جس طرح تم عبادت کرو، نمازیں پڑھو گے، تسبیحات کرو گے۔ کسی طرح کرو گے اس کا اجر میں اتنا دوں گا۔ شان کریمی شان رحمانیت یہ ہے، روزے کا ایسا اجر وثواب ہو گا کہ جس کا اندازہ نہیں۔

رمضان شریف میں نوافل اور تلاوت کا اہتمام کریں:

رمضان شریف میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ملتا ہے۔اور ایک فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔تو ہر عمل کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا اللہ میاں نے،سب سے بڑی عبادت اس مہینے میں یہ ہے روزہ رکھنے کے بعد کہ جتنا ہو سکے کلام اللہ پڑھو۔کلام اللہ نازل ہوا ہے اور ہمیں آپ کو کیا معلوم اس کی تجلیات کیا ہیں۔تمام عالم کائنات منور ہے اللہ کے کلام سے کلام اللہ مظہر ہے انکی ذات کا صفات کا اس میں وہ تجلیات ہیں وہ علوم ہیں کلام اللہ کے اندر کہ تمام عالم پر چھائے ہوئے ہیں۔تمام عالم کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ارض وسمٰوات،بحروبر،زمیں آسمان،ستارے،سورج،چاند کلام اللہ کے اندر سب کے سب غرق ہیں۔ان کی کبریائی کے نور کی،تخلیق کی سب اپنے اپنے انداز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ مافی السّمٰوات والارض اللہ تعالیٰ کی سب تسبیح کر رہے ہیں۔جب سب کر رہے ہیں تو تم بھی کر دکھاؤ۔تم کو اختیار دیا گیا ہے ان کو اختیار نہیں دیا گیا۔وہ غیر اختیاری طور پر تسبیح کر رہے ہیں۔تم اپنے اختیار سے کرو جب اختیار سے کرو گے تو ستر گناہ زیادہ ثواب ملے گا۔بھئی اس کی قدر کرو۔

رمضان شریف میں لباس پوشاک کا بھی خیال کریں:

فسق وفجور کئی طرح کے ہیں۔ایک لباس پوشاک صورت کی شکل میں اور ایک کھانے پینے،رہنے سہنے اور معاملات زندگی میں خدا کے لیے اپنی صورت شکل نہ بدلو۔کم سے کم لباس تو مسلمانوں جیسا ہو دیکھ کر کم سے کم کوئی یہ تو کہہ سکے کہ تم مسلمان ہو۔کرتا پاجامہ،شلوار قمیض جو پہن لیتا ہے مسلمان کہلاتا ہے۔کیا ضرورت ہے شرٹ

پہنو، کیا ضرورت پتلون پہنو۔ بھئی رمضان شریف کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کی وردی پہن لو۔ میں نے ایک دفعہ ایک بزرگ سے پوچھا، کہ مسلمانوں کا لباس کیا ہونا چاہیے۔ کیا وہی ہونا چاہیے جو عرب کا ہے۔ کہنے لگے جس ملک میں صلحا کا جو لباس ہے وہی ہونا چاہیے۔

نومسلم انگریز کا سبق آموز واقعہ:

بڑی حیرت کی بات ہے۔ ایک انگریز تھا۔ اس کو شوق تھا کتابیں پڑھنے کا اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ جو کتاب اٹھاتا ہوں۔ دس کتاب کے بعد ایک اسلام کے خلاف ہے۔ دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے مصنف ہیں اور بڑے بڑے قابل ہیں۔ اور اسلام کے خلاف لکھتے ہیں۔ کہنے لگا یہ کیا بات ہوگئی کہ ایک اسلام ہی ایسی چیز ہے کہ تمام نے ہدف بنا رکھا ہے۔ ارے اور دوسرے مذاہب ہیں ان کو کیوں نہیں چھیڑتے لوگ۔ اسلام ہی کو کیوں چھیڑتے ہو۔ اب میں اسلام کو پڑھوں گا۔ دیکھوں کہ آخر ہے کیا چیز۔ اس نے اسلام کو پڑھا، پڑھتے پڑھتے حدیثیں پڑھیں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا۔ آخر اس نے پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ اس سے زیادہ صحیح مذہب دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ باطل پرست ہیں کمبخت اپنے باطل کو چھپانے کے لیے حقیقت کے اوپر اعتراض کرتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے اعتراف کیا اور اسلام قبول کرلیا۔ اب حج کرنے گیا۔ وہاں سے حج کر کے آیا۔ تو عربی لباس پہننے لگا۔ تو لوگوں نے اس سے کہا، بھئی ہر ملک کا الگ لباس ہوتا ہے۔ عرب والوں کا یہ لباس ہے۔ ترکیوں کا اور لباس ہے۔ افریقیوں کا الگ لباس ہے۔

تمہارے ملک کا جو لباس ہے تم وہی لباس پہنو۔ کہنے لگا نہیں، رحمت اللعالمین کی اللہ تعالیٰ کو ہر ادا پسند ہے۔ ان کا لباس تو کیا سب کچھ پسند ہے۔ میں کیوں نہ رحمت للعالمین کا لباس پہنوں تاکہ نبی کی محبوبیت پالوں۔ کہہ تو سکوں گا کہ تیرے محبوب کی صورت شباہت لے کر آیا ہوں "حقیقت کو رد کر دینا صورت دیکھ کر بخش دینا" یہ تو کہنے کا موقع ملے گا۔ ایک قوم کی ایک وردی ہوتی ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ بھئی سبق آموز بات ہے ہمارے لیے اس نومسلم انگریز نے اپنا قومی لباس بھی بدل لیا۔ کہ محبوب رب العالمین کا لباس پہنو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ سلام کا ایک شخص بہت مذاق اڑایا کرتا تھا تو تلا کر بولتا تھا ان جیسا ہی لباس پہنتا تھا۔ حضرت موسیٰ کو غصہ آیا کہنے لگے یا اللہ ان کو ختم کر دیں۔ تو جتنے اس کے چیلے تھے سب ختم ہو گئے وہی رہ گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ جو سب سے بڑا معاند ہے اسی کو آپ نے چھوڑ دیا۔ اللہ نے کہا کیسے اس کو برباد کروں۔ میرے محبوب کا لباس پہنتا ہے۔ میرے محبوب کی بولی بولتا ہے۔ میں ایسے پر کیسے اپنا عذاب ڈالوں۔ تو اللہ تعالیٰ کو تو ایسی پسند ہے اپنے محبوب کی ادا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس پہنتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا۔ بھئی کیا ہو گیا ہے ہم اور آپ محبوب رب العالمین کا لباس نہ پہنیں۔ ان کی وضع قطع نہ اختیار کریں۔ بھئی کرو کب کرو گے۔ جلدی کرو۔ یہ صرف مردوں کے لیے نہیں ہے عورتوں کے لیے بھی ہے ازواج مطہرات کا جو لباس تھا

بھئی تمہارا بھی وہی لباس ہونا چاہیے۔انہوں نے جولباس پہنا سب کتابوں میں موجود ہے۔ازواج مطہرات کیسا لباس پہنتی تھی کیسا زیور پہنتی تھی۔کیا اندازان کی زندگی کا تھا گھریلو زندگی ان کی کیسی تھی۔معاشی زندگی ان کی کیسی تھی۔صبح وشام کی زندگی ان کی کیسی تھی سب کتابوں میں موجود ہے اب آج کل کس کو سمجھایا جائے۔تہذب ہذا کی لعنتوں میں مبتلا ہیں۔مست ہوگئی ہے ان کی عقل۔فخر سمجھتے ہیں غیروں یہودیوں اور نصرانیوں کا لباس پہننے میں عورتیں بڑا فخر محسوس کرتی ہیں پہلے برقعہ اتار کر پھینکا شرم وحیا کا۔یہاں تک بے حیائی کہ عورت جس کو مجسمہ حیا کہتے ہیں۔اس کی آنکھوں سے وہ حیا بھی گئی۔ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان ایک چیز ہے۔جس کی حیا گئی اس کا ایمان ختم ہوگیا۔ایک انگریز ہے وہ کہتا ہے ایک گوہرِ نایاب ہے۔عورت کی آنکھ کے اندر حیا۔اس کی عالم اسلام میں کوئی تلافی نہیں ہوسکتی سوائے موت کے۔عورت کی آنکھ میں ایک گوہر ہے حیا وہ اگر ڈھل گیا، عالم امکان میں کوئی تلافی نہیں ہے۔وہ کہتا ہے اپنی قوم کے لیے ۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا ایمان، ایمان حیا ہے۔ دونوں میں سے ایک گھٹا دوسرا خود غائب ہوجائے گا۔بھئی خدا کے لیے حیا پیدا کرو آنکھوں میں مردوں میں بھی حیا ہونی چاہیے عورتوں میں بھی حیا ہونی چاہیے۔آنکھوں کی بے حیائی اور نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے۔اگر عین اس وقت تمہارے آنکھوں کی بینائی سلب ہوجائے کیا کروگے۔اگر ان کا قہر تم پر نازل ہوجائے عملاً کیا کرلوگے کچھ ہے تمہارے اختیار میں کہ تم اس سے بچ جاؤگے کبھی نہیں بچ سکتے۔تو غنیمت سمجھو کہ گناہ بیندو پردہ پوشند ظاہراً یہ ان کا رحم ہے کہ

تمہارے گناہ دیکھ لیتے ہیں تمہاری بینائی سلب نہیں کرتے، تمہاری گویائی سلب نہیں کرتے، تمہارے پاؤں اور ہاتھ کی حرکتیں بند نہیں کرتے۔ وہ کرنے پر قادر ہیں جب چاہیں کرلیں۔ کتنے آدمی محروم ہیں کوئی آدمی آنکھوں سے محروم ہے کوئی ہاتھوں سے کوئی پاؤں سے محروم ہے۔ جب تمہارے اعضا ہیں ان کا شکرادا کرو۔ تو اس بینائی کا صحیح مصرف کیوں نہیں کرتے ہو کہ اس میں نور پیدا ہو۔ کیوں ظلمتیں پیدا کرتے ہو۔ کیوں زبان کو گویائی میں ایسے صرف کرتے ہو جس ظلمتیں پیدا ہو۔ ارے خدا کے لیے نورانی بناؤ۔ اس ماہ مبارک میں بھئی ابھی سے تیار ہو جاؤ۔ نماز کو جانا ہے تو کیا کرتے ہو۔ استنجا کرتے ہو ناپاکی کو دور کرتے ہو۔ وضو کرتے ہو تب نماز پڑھتے ہو۔ بھئی رمضان شریف آرہے ہیں طہارت کرو پاک ہو جاؤ۔ پھر اس مہینے میں داخل ہو جاؤ تا کہ رحمت کے مورد بنو۔ غفلت کا مورد نہ بنو، عذاب نار سے نجات کا مورد بنو۔ اللہ کی رحمت کی مورد بنو، شب قدر کے مورد بنو۔ انوار تجلیات کا مورد بنو۔ وضو کرو کیسے کرو۔ آنکھوں کو روکو اس میں شرم و حیا پیدا کرلو۔ زبان کو پاک کرلو۔ کانوں کو پاک کرلو طہارت کرلو توبہ کرلو۔ استغفار کرلو، جی بھر کے پچھلے گناہوں سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر مومن اپنے گناہ اس مہینے میں ضرور معاف کروالے۔ ہم ضرور معاف کردیں گے۔

ہم گناہ گار ہیں کہنا کوئی فخر کی نہیں بلکہ شرم کی بات ہے:

کیسی واہیات بات ہے کیسی ناشکری کی بات ہے۔ اس اعلان کے باوجود

ہم کہتے ہیں کہ اصل میں ہم بڑے گناہ گار ہیں۔ ارے بھئی کون سے گناہ گار ہیں
عورتیں بھی کہتی ہم بڑے گناہ گار ہیں۔ مرد بھی کہتے ہیں یہ تو بتاؤ کون سا گناہ ہے۔
جانتے ہو یہ گناہ ہے تو چھوڑتے کیوں نہیں ہو اس کو۔ کیوں نہیں توبہ استغفار کر لیتے۔
یہ کہنا کوئی فخر نہیں ہے ایک صاحبِ ایمان کا یہ کہنا کہ ہم بڑے گناہ گار ہیں بڑی بے
شرمی بے غیرتی کی بات ہے۔ جب توبہ استغفار کا وعدہ ہے کہ ہم سب معاف کر دیتے
ہیں۔ جب ان کا اعلان ہے تو ہر مومن پاک و صاف ہو سکتا ہے۔ ہر وقت توبہ کرو، ہر
وقت پاک ہو جاؤ۔ تو رمضان شریف آنے سے پہلے فسق و فجور کی باتیں چھوڑ دو۔ لغو
باتیں چھوڑ دو۔ اخبار بینی چھوڑ دو، فضول دوستوں سے ملنا چھوڑ دو۔ ایک لعنت اس قوم
پر مسلط ہے، ایسی بری چیز ہے وہ یہ ٹیلی وژن ہے۔ اس نے خاندان کے خاندان برباد
کر دیے۔ عورتوں کا دماغ خراب کر دیا۔ مردوں کو بے حیا بے غیرت بنا دیا۔ نوجوان
لڑکے لڑکیاں بے غیرتی بے حیائی کا مجسمہ بن گئے ہیں۔ بے باک ہو گئے ہیں اعلانیہ
گناہ کرنے لگے ہیں۔ ٹیلی وژن، ریڈیو یہ لعنت ہے ان کی وجہ سے مومن کے دل سے
گناہ کی مذمت ختم ہو گئی ہے۔ اور گناہوں کی مذمت ختم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ توبہ
استغفار کی توفیق بھی نہیں ہوگی۔ نہیں ہوگی تو اسلام کے دائرے سے تو یقیناً خارج
ہو گئے۔ ایسے لوگ یقیناً خارج ہو چکے دائرہ اسلام سے جو گناہ کبیرہ کو گناہ کبیرہ نہ سمجھتے
ہوں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمادے اور سچی توبہ نصیب فرمادے رمضان کی
برکتوں سے مالا مال فرمادے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

درسِ بصیرت

(پاکستان کا موجودہ سیاسی بحران اور اس کا ایمان افروز حل)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس موجودہ زمانے میں سب سے زیادہ الم ناک اور دردناک بات یہ ہی ہے کہ ہم ایسے ظلماتی ماحول اور انسانیت سوز معاشرے میں زندگی بسر کررہے ہیں کہ قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصے میں مسلمانوں کی کثیر تعداد میں لاقانونیت اور ہر قید و بند سے آزاد ہوکر ایسا ذہنی انقلاب پیدا ہوا کہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خوف باقی رہا نہ آخرت کا خوف۔ اور یہی حقیقت ہماری ہر طرح کی شامت اعمال کا باعث بنی ہوئی ہے انقلابات پر انقلابات آرہے ہیں۔ ہر چار طرف حوادث اور سانحات کا ظہور ہورہا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے کا سارا ملک اپنی تباہی و بربادی کے انجام سے بے خبر اپنی خود فریبی کے نشہ میں مبتلا اور مدہوش ہے۔

حقیقت ظہور پاکستان:

خیر یہ سب حالات و واقعات تو آپ کے سامنے بھی ہیں۔ اب میں ایک حقیقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس پر ہر مسلمان کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلے ذرا مختصر سی ایک نظر اس پر ڈال لیجئے کہ یہ پاکستان کس صورت کے ساتھ وجود میں آیا۔ ایک مدت سے ہندوستان میں مسلمان بیزار تھے انگریز کے مظالم سے اور ہنود کی تنگ نظری، ان کے جذبات نفرت اور تعصب سے، مگر اس کشمکش سے نجات کے لئے ان کے پاس نہ کوئی وسیلہ تھا نہ قوت۔ ان کی اقتصادی و معاشرتی زندگی روز بروز تباہ ہورہی

تھی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی اس حالت پر رحم آیا اور دفعتاً غیب سے ایسے سامان مہیا فرما دیئے کہ ایک اسلامی سلطنت کی صورت میں پاکستان کا وجود قائم ہوگیا۔ آپ کو یاد ہے کہ اس پاکستان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے کیسی کیسی دعائیں مانگی تھیں اور حصول مقصد کے لئے کیا کیا وعدے کئے تھے یعنی قیام حکومت اسلامی کے لئے۔ تحفظ ایمان واسلام کے لئے۔ اسلامی تعلیمات کو جاری کرنے اور اپنی آئندہ نسلوں کو اسلامی طرز معاشرت میں پرورش کرنے کے لئے، اس بنیاد پر اپنی جان ومال کی قربانیاں دیتے ہوئے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں نے ہجرت کی اور پاکستان بن گیا۔ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ:

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس
کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت
گنجائش۔"

اللہ پاک کا قانون ہے کہ جو ہجرت ان کے نام پر کی جائے۔ اسلام کے تحفظ کے لئے کی جائے، اللہ کا قانون جاری کرنے کے لئے کی جائے تو اس کے بدلے میں وہ اپنے وعدے کے مطابق تمام مہاجرین کو فراغت کی زندگی عطا فرمائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ہجرت کے بعد مہاجر اور انصار سب ہی کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ دیکھئے پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سے ان (۲۵) پچیس برسوں میں کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ایک صاحب وقار سلطنت عطا کی۔ تمام ملک میں زرعی، صنعتی، تجارتی، سائنسی ہر شعبے میں برکتیں اور روز افزوں ترقیاں عطا فرمائیں، کتنی کثیر تعداد میں اعلیٰ

سے اعلیٰ مکانات تعمیر ہوئے۔ کیسے کیسے بیش قیمت صنعت وحرفت کے کارخانے اور فیکٹریاں قائم ہوئیں۔ تجارت گاہیں تمام دنیا کی منڈیوں سے مالا مال ہوگئیں۔ دینی اور دینوی بے شمار تعلیم گاہیں جگہ جگہ قائم ہوئیں۔ بے شمار مدارس دینیہ، یونیورسٹیاں اور کالج وجود میں آئے۔ محلہ محلہ میں وسیع خوشنما مساجد تعمیر ہوئیں۔ غرض ہر شعبے میں اللہ پاک نے فراوانی عطا کی اور پھر ہجرت کے بعد ایک خاص الخاص انعام یعنی 65ء کا جہاد اسلامی بھی عطا فرمایا۔ یہ دولت صدیوں کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت وحمایت کا علانیہ ظہور فرمایا اور حیرت انگیز اور غیر متوقع طور پر دشمنان اسلام کی یلغار کو پسپا کیا اس پر آپ نے فتح مبیں حاصل کی۔ دنیا کی تمام اسلامی مملکتیں آپ کی ہم نوا ہوگئیں اور ساری دنیا نے آپ کی جانبازی اور طاقت و شجاعت، اتفاق واتحاد اور سطوت وشوکت کا لوہا مان لیا۔

یہ تو تھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو انہوں نے پورا فرما کر کھلا دیا۔ اس کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کریں مگر اس معاملہ میں ہمارا طرز عمل بڑا شرم ناک اور عبرت ناک رہا اور اب تک ہے۔

ہمارا ایفائے عہد:

اپنے ایفائے عہد کے انداز دیکھئے اور اپنے جذبہ ایمانی واسلامی کا جائزہ لیجئے اور اپنی شرافت انسانی پر نظر ڈالئے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا حق کن کن صورتوں میں ادا کیا؟ ذرا غور فرمائیے کہ آپ کے ملک کے طول وعرض میں اس عرصے میں کتنے سینماؤں کا اضافہ ہوا؟ کتنے ٹی وی اسٹیشن قائم ہوئے۔ کتنی بے

پردگی، بے شرمی کا رواج ہوا؟ شریف خاندانوں کی عورتیں بے پردہ ہوکر سر بازار آگئیں۔ بال کھلے، سینہ کھلا، پیٹ کھلا، کیسی بے شرمی سے آزادانہ باہر گھومنے لگیں۔۔۔ نائٹ کلب کھلے۔ اسمگلنگ اور چور بازاری نے امتیاز حاصل کیا۔ غذائیں، فضائیں ہوائیں سب ہی کس قدر ناپاک و مسموم ہوکر رہ گئیں۔ دھوکہ، ملاوٹ، رشوت ہمارا وطیرہ ہوگیا۔ تعلیم گاہوں میں مخلوط تعلیم جاری ہوئی جو ہمارے نوجوانوں کے لئے ذہنی اور اخلاقی بربادی کا باعث بنی۔ لاقانونیت اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ ہزاروں بینک اور بیمہ کمپنیاں سودی کاروبار کی قائم ہوگئیں۔ ہزاروں شراب خانے اور قمار خانے کھل گئے اور سارا ملک فسق و فجور میں غرق ہوگیا، مدہوش ہوگیا۔ ملک کا ہر طبقہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی میں مبتلا ہوگیا۔ الا ماشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی ہر چیز کو تم نے اپنے لئے حلال کرلیا۔ شیطان بھی لعنت کرتا ہوگا، ان افعال پر۔ مگر افسوس کہ ملک اور قوم کی یہ برباد ہوتی ہوئی حالت اور اسلامی اور ایمانی شعائر کی روز افزوں پامالی سب ہی نے دیکھی اور دیکھتے رہے مگر کسی کو اس پر توجہ نہ ہوئی نہ اہل علم کو نہ دینی و اسلامی تبلیغی جماعتوں کو نہ رہنمایان و بہی خواہان ملک و ملت کو اور نہ صاحبان اقتدار کو۔ یہاں تک کہ حالت ناگفتہ سے ناگفتہ تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ جب یہ مسخ شدہ حالات ہوں تو بہبود کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔

قہر خداوندی کو دعوت:

دیکھا آپ نے یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کس طرح حق ادا کیا؟

اگرایسی وعدہ شکنی پر اور اللہ تعالٰی کے احکام سے بغاوت وطغیان پر قہر الٰہی نازل نہ ہوتا تو تعجب تھا۔

آپ نے عمداً دیدہ و دانستہ قہر خداوندی کو دعوت دی ہے اور کوئی طاقت اب آپ کو اس سے نجات نہیں دلا سکتی سوائے خود فضل خداوندی کے۔

دیکھئے! خدا کا قانون بدلا نہیں کرتا۔ عمل اور ردعمل کا قانون قیامت تک جاری رہے گا۔ اس سے مسلم غیر مسلم کوئی مستثنیٰ نہیں، مگر صرف مسلمانوں کے نقصانات کی تلافی مافات کے لئے وعدہ ہائے مغفرت و رحمت ہیں۔

آپ نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہے ہیں اس کا خمیازہ ضرور آپکو بھگتنا پڑے گا۔ وہ خمیازہ یہی شکست و ذلت، نکبت و پریشانی، لاقانونیت اور انتشار ہے۔ یہ غلامی اور دریوزہ گری سب کچھ ہوگا۔ جب تک آپ اپنے اعمال و کردار سے قہر خداوندی کو دعوت دیتے رہیں گے، قہر خداوندی اسی طرح ظہور پذیر ہوتا رہے گا۔

تباہ کاریوں کا سبب:

ایسے حالات میں اور ایسے اطوار و کردار میں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قہر خداوندی کی کوئی اور بھی صورت ہوگی۔ اب آپ مختلف عنوانات قہر خداوندی کے ملاحظہ فرمائیے۔

ایک مشرقی پاکستان میں قہر خداوندی قتل و غارت گری کی شکل میں نازل ہوا۔ اور دوسرا مغربی پاکستان میں لسانی اختلاف و صوبائی تعصب اور علاقائی و ذاتی تنگ نظری کی تباہ کاریوں اور ناپاکیوں کی شکل میں ہو رہا ہے، ایسی قوم کیا قوم واحد ہو سکتی ہے کیا آپ ایسی قوم کو زندہ قوم کہہ سکتے ہیں؟ کیا ایسے ہی کردار و اطوار کی قومیں دنیا میں زندہ

رہتی ہیں اور کیا بقاو قیام کے یہی آثار ہوتے ہیں؟

بہت سے جانور شکار کا تازہ گوشت کھاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو تعفن آمیز سڑا گلا اور مردار سب کھا جاتے ہیں۔ یہ بات دیکھتے نہیں بنتی کہ ہماری قوم مردار کھانے پر مطمئن ہوگئی۔ اللہ پاک سے اعلانیہ بغاوت پر تل گئی۔ عقلیں مسخ ہو کر رہ گئیں اور سلامت فہم کے دروازے بند ہو گئے۔ کیا یہ قہر خداوندی نہیں ہے۔ یہ تو یوں ہی جاری ہو کر رہے گا۔ اب اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ یہ خالق کائنات کا موعودہ قہر ہے جس کو ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے متوجہ کیا ہے۔ عالم اسباب میں قہر خداوندی نے یہ صورتیں اختیار کر لیں جو اوپر بیان کی گئیں اور پاکستان کا گوشہ گوشہ قہر خداوندی کو اب بھی دعوت دے رہا ہے۔

موجودہ حالات:

مانا کہ اضطراب مسلسل ہے زندگی
ہے بھی مگر کہیں کوئی عالم قرار کا

اس وقت مشرقی پاکستان میں جو ہلاکت خیز مظالم ہو رہے ہیں سب جانتے ہیں۔ آج وہ دشمن ہمارے ملک کے ایک حصے پر قابض ہے جو دین اسلام کا ازلی مخالف ہے اس کے اثر سے وہاں یہ ہو رہا ہے کہ شعائر اسلام پر پابندی اور اسلامی شعائر مٹانے کے مہم جاری ہے۔ پاکستانی جان باز فوج کی ایک بڑی تعداد اب تک دشمن کی حراست ہے اور ہزاروں کی تعداد میں ہمارے پاکستانی عوام بھارت کی ظالمانہ قید و بند میں ہیں۔ ان کے حالات بے کسی و مجبوری کے احساس سے بھی دل لرزتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ان کو جلد نجات عطا فرمائیں۔

جو لوگ اس وقت وہاں غاصبانہ طور پر مسلط ہیں ان کو اسلام کے نام سے نفرت ہے۔ ہر شعائر اسلام کو مٹانے اور علمائے دین حق اور دیندار حق پرستوں کے قتل وغارت گری میں مصروف ہیں جس کی اس مہذب دنیا میں کہیں داد ہے نہ فریاد۔

وہاں کے لوگ قہر خداوندی کو دعوت دے چکے ہیں اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور ہنوز قہر الٰہی کے اور شدید کرنے والے اسباب کو ترقی دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہاں کب تک اس قسم کے قیامت خیز واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔

اب آپ مغربی پاکستان کے حالات پر نظر ڈالئے۔ یہاں پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سے کیسے کیسے انقلاب آئے۔ یہاں کے حالات میں کیا کیا تغیر ہوا۔ لیکن سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے دینی اور مذہبی حالات بھی روز بروز بگڑتے ہی رہے۔ ہم کو تو اسی کا قلق ہے اور یہی چیز ہمارے لئے خطرناک صور اختیار کرتی جارہی ہے۔

مستقبل کا تو اللہ ہی جانے اب تک ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے دینی اور اسلامی شعائر میں روز افزوں انحطاط برابر کس طرح ہوتا رہا اور اب کیا ہو رہا ہے؟

دیکھئے پاکستان کے بعد جو مہاجرین یہاں آئے اور یہاں کے قدیم باشندوں خواہ کسی صوبے کے ہوں۔ سب ہی کے ہر شعبہ زندگی میں معاملات معاشیات میں پرانی خاندانی روایات، مشرقی انداز زندگی کی روایات ختم ہوتی چلی جارہی ہیں۔

اب تک یہ سلسلہ تیزی سے ساتھ جاری ہے۔ گھریلو اور خانگی زندگی میں اسی

عرصے میں رفتہ رفتہ، بد دینی اور آزادی کی فضائیں پیدا ہوتی گئیں۔ گھر گھر ریڈیو، ٹیلی ویژن سے فلمی گانوں اور تصاویر کی کثرت سے مغربی تہذیب کے انداز زندگی سے عورتوں کی بے پردگی سے بے حیائی بے شرمی کی جھلکیاں پیدا ہو گئیں۔ نہ ان میں اسلامی معاشرہ باقی رہا نہ روایتی اور خاندانی اسلامی تعلیم و تربیت کا شائبہ باقی رہا۔ وہ نسلیں جو اسی زمانے میں وجود میں آئیں ان کو ایسا ماحول ملا جن میں کوئی دین کا اور اسلام کا اثر تک نہ تھا نہ گھروں کے اندر نہ تعلیم گاہوں میں۔

جائزہ شامت اعمال:

چنانچہ آپس کے تعلقات اولاد اور والدین کا رشتہ، عزیز و اقارب کے تعلقات سب اسلامی روایات، خلوص و مروت، عبادات و طاعات ختم ہوتی چلی گئیں، پاکی و ناپاکی، جائز و ناجائز، منکرات و مکروہات جاری و ساری ہو گئے۔ یہ بھی ہماری شامت اعمال کا ایک نمونہ ہے۔ پھر ملک کے گوشے گوشے میں مغربی انداز کے اسکول کالج و یونورسٹیوں کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی مگر یہاں بھی مغربی تہذیب کا لعنت زدہ نظام تعلیم جاری رہا۔ اور جس میں اضافہ ایک یہ بھی ہوا کہ لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ یہاں بھی ہر طرح کی آزادی و بے باکی ترقی کرتی گئی، نہ پڑھانے والوں میں دینی اور اسلامی جذبات باقی رہے نہ پڑھنے والوں میں اس کا احساس پید کرایا گیا بلکہ ایک حد تک ان کو اسلامی اخلاق اور ماحول سے محروم ہی رکھا گیا۔

یوں کہنے کو ہر جگہ دینیات کے شعبے ہیں اور ضابطہ کا اسلامی تعلیمات کا نصاب بھی

ہے مگر سب بے نتیجہ ہے۔ بلکہ مغربی تہذیب وتمدن کی لعنتیں اور زیادہ مسلط ہوتی گئیں معلمین ومدرسین میں نہ تو اپنے طلباء کے ساتھ کوئی دلسوزی اوران کے اخلاق کی درستی کا کوئی محرک باقی رہا نہ طلباء میں اپنے استادوں کا کوئی عزت واحترام کا انداز باقی رہا۔

ستم بالائے ستم یہ کہ پاکستان کی تعلیم گاہوں میں ایک ایسی وباء پھیلی جو شاید مغربی ممالک میں بھی اس درجہ نہ ہوگی ۔یعنی سیاسی لیڈروں نے اپنے حصول مقاصد کے لئے نوجوان طالب علموں کو ہنگامہ خیزی کے لئے اپنا آلہ کار بنالیا اوران میں ہڑتالیں کرنے ،جلسہ وجلوس قائم کرنے ،نعرے لگانے کے لئے جوش وخروش پیدا کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم وتربیت جو انکا مقصود حیات تھا اس سے بیگانہ ہوکر سیاسی تحریکات کا مشغلہ بن گئے۔

یہ ہماری شامت اعمال کی سب سے بدترین صورت حال ہے:

۱۔ سرکاری دفاتر ،عدالتیں سب میں لاقانونیت اور بد دینی پیدا ہوگئی ان میں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کی ادائیگی کے جذبات سب فنا ہوتے گئے۔

یہی سب محکمے جو عوام کے صلاح وفلاح ،انصاف اور حقوق طلبی اور حفاظت جان و مال وعزت وآبرو کے لئے قائم ہوئے تھے وہ ظلم وتعدی اور حقوق تلفی کے مراکز بن گئے اور رشوتوں کا وسیع دروازہ کھل جانے سے بیباکانہ اور آزادانہ طور پر ڈاکہ ڈالنے لگے۔ یہ بھی ہماری شامت اعمال کی ایک صورت حال ہے۔

۲۔ ہماری تجارت گاہیں ہر طرح کے مال ومتاع سے روز افزوں ترقی پذیر ہوئیں اور ہزاروں صنعت وحرفت کے کارخانے کھل گئے اور یہاں بھی وہی

لاقانونیت اور آزادی و بیباکی کے ماحول میں ہر طرح کی تباہ کاریاں پیدا ہوگئیں کھانے پینے کی مختلف غذاؤں میں صحت کو برباد کرنے والی ملاوٹیں اور آمیزش شروع ہوگئیں۔ چور بازاری اور اسمگلنگ نے ترقی کی، حسب دلخواہ مہنگائی اور قیمتوں میں بے اندازہ اضافے کے علاوہ منافع خوری بڑھتی رہی۔

فیکٹریاں اور صنعت گاہیں سرمایہ اندوزی کا مرکز بن گئیں اور ہر طرح کے ناجائز اور غاصبانہ انداز سے ملک اور قوم کی حالت کو برباد کرنے لگیں۔ کام کرنے والے اور محنت کرنے والے مزدوروں کی حق تلفی اس قدر بڑھ گئی کہ اس طبقہ نے مجبور ہوکر ان کے خلاف ہڑتالیں، گھیراؤ جلاؤ اور فتنہ وفساد شروع کر دیا لیکن یہ سب ہنگامے ہی ہنگامے ہوتے رہے اور نتیجہ کچھ نہ نکلا، یہ بھی ہماری شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے۔

۴۔ اسی آزادی، بیباکی اور لاقانونیت کی فضا میں بغیر کسی دارو گیر کے بے خوف وخطر ہزاروں قمارخانے، شراب خانے، سینما، نائٹ کلب کھل گئے۔ اور اس کے علاوہ چوری، ڈکیتی، لڑکے لڑکیوں کے اغوا کرنے کی وارداتیں اور بہت سے مختلف سنگین اور ناپاک جرائم روز افزوں ترقی پزیر ہوتے گئے، یہ سب ہماری شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہیں۔

۵۔ اب ذرا ان اسباب وسامان پر بھی نظر ڈالئے کہ ملک بھر میں جن سے ہماری اخلاقی اور ذہنی، معاشرتی اور تمدنی زندگی کی تخریب کاری آزادی کے ساتھ ہو رہی ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں ایسے اخبارات ورسائل شائع ہو رہے ہیں جن میں نہایت بے باکانہ طور پر اعلانیہ فحاشی وعریانی، نفسانی وشہوانی جذبات کی اشاعت ہو رہی ہے

اور افراد قوم کی زندگی مسموم اور قابل عبرت بن رہی ہے۔

اخبارات میں فلمی عریاں تصاویر شائع کی جارہی ہیں ،ناپاک اور گندے اشتہارات شائع ہورہے ہیں اور ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں جو حیاسوز ،شرافت سوز اور انسانیت سوز ہوتے ہیں۔ایسے ایسے ناول اور افسانے شائع ہورہے ہیں جن نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اندر جنسی وشہوانی جذبات ابھرتے ہیں اور ان کی تمام زندگی برباد اور تباہ ہورہی ہے۔

جگہ جگہ ہر شاہراہ اور چوراہے پر عورتوں کی عریاں تصاویر آویزاں ہیں یہ سب جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں لیکن آج تک کسی کو احساس نہیں ہے۔

٦۔ ایک اور المناک اور خطرناک حقیقت پر نظر کیجئے جو قوم وملت کی تخریب کاری کا باعث ہے جس کی طرف ہمارے زعمائے ملک وملت کی مجرمانہ چشم پوشی یا یہ کہئے بے حمیتی اور بے حسی قہر خداوندی کو دعوت دے رہی ہے۔

پاکستان کے طول وعرض میں ابتداء ہی سے عیسائیوں کے تبلیغی ادارے قائم ہیں۔ہسپتال اسکول اور کالج جاری ہیں جن میں کھلے بندوں مسلمانوں کے اندر بڑی جاذبیت کے انداز میں اسلام کے خلاف اور بد دینی ،الحاد اور زندقہ کی تبلیغ ہورہی ہے۔

ہمارے علماء اور مذہبی ودینی جماعتیں یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور مجرمانہ چشم پوشی کے ساتھ خاموش ہیں۔

اس کے علاوہ یہاں جتنے سفارت خانے مختلف اقوام کے قائم ہیں بجز چند سب کے سب اپنے ممالک کے مفاد کے لئے ہر اس بات کی خفیہ واعلانیہ کوشش ومساعی میں

مشغول ہیں جن سے ہمارے ملک کی بنیادیں کمزور اور متزلزل ہورہی ہیں اس کے ساتھ ہی خفیہ سازشوں اور بغاوتوں کا جال سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ خدا معلوم یہ راز ارباب حل وعقد کو معلوم ہے۔ یا وہ عمداً جاہلانہ انداز میں اس سے اعراض کررہے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

یہی سب ہماری شامت اعمال کی صورتیں ہیں اور یہی ہماری بربادی اور تباہی کا باعث ہیں جن کو قہر خداوندی ہی کہا جاسکتا ہے۔

خلاصہ شومئی احوال یہ ہے کہ:

اس چوبیس سال کے عرصے میں اسلامی آئین نہ بن سکا یا یہ کہ بنانے نہ دیا جاسکا۔ ہماری کوئی قومی زبان جاری نہ ہوسکی۔ ہمارا کوئی قومی لباس وضع قطع مقرر نہ ہوسکا، ہمارا کوئی قومی و اسلامی معاشرہ ظہور میں نہ آسکا۔ ہمارا کوئی قومی کردار قائم نہ ہوسکا وغیرہ وغیرہ۔

پاکستان کے وجود کے تھوڑے عرصے بعد ہی سے اس کی عنان حکومت وسیاست ایسے افراد کے ہاتھوں میں آئی اور ایسی صدارتیں اور وزارتیں قائم ہوئیں جو اسلام سے بالکل بیگانہ تھے یا صاف یہ ہے کہ وہ افراد اپنے مذاق زندگی اور مقاصد فاسدہ اور اغراض ذاتی کی وجہ سے ایک حد تک اسلام سے نفرت ومغائرت رکھنے والے تھے۔ آئین اسلام ان کے لئے خلل انداز ہوتا اور وہ حاصل شدہ منصب اور وجاہت اور مفادات مال ومتاع سے محروم ہوجاتے۔ چنانچہ ان آمریت پسند اہل اقتدار نے اپنا منصب اور اقتدار قائم رکھنے کے لئے مارشل لاء کی سنگین حفاظت میں پناہ لی اور اپنے مقاصد اور اغراض فاسدہ کو جاری رکھنے کے لئے عوام الناس کی زبانیں بند کردیں

اخبارات پر پابندیاں لگادیں ان کے خلاف کسی کو نکتہ چینی کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

یہ قوم و ملک کی بے بسی اور بیچارگی کا عالم ایک مدت تک قائم رہا اور روز بروز قوم کے آثار زندگی میں انحطاط و اضمحلال پیدا ہوتا رہا۔

ہمارے ارباب حکومت نے عملاً اپنے مغربی خداوندان سیاست وحکومت ہی کو اپنا پیشوا بنائے رکھا، حکومت و سیاست کے انداز بھی وہی رکھے، دفاتر و عدالتوں میں بھی وہی ضابطہ اور قانون جاری رکھا۔ تعلیم گاہوں میں بھی وہی ان کا مقرر کردہ نصاب قائم رکھا۔ وہی اخلاق سوز مخلوط تعلیم جاری کردی گئی۔ تجارت گاہوں میں وہی سودی کاروبار جاری رکھا اور سب سے تباہ کن بات یہ کہ وہی لباس پوشاک، وہی وضع قطع، وہی رہنے سہنے اور کھانے پینے کے انداز جاری رکھے اور ان ہی کی زبان میں تحریروں، تقریروں کو باعث فخر و مباہات سمجھا۔ اسی کے ایجاد کردہ سامان عیش وعشرت کو اپنے لئے مابہ الامتیاز سمجھا۔ ان ہی کی ایجاد کردہ سیر و تفریح کے سامان، ریڈیو، ٹی وی، فلمی گانے، سینما، عریاں تصاویر کلب، ہوٹل، نائٹ کلب وغیرہ سب میں اپنے کو مہذب ہونے اور اعلیٰ درجے کے ترقی یافتہ اور روشن خیال ہونے کا علمبردار سمجھا۔

چونکہ حکومت کا اثر غیر شعوری طور پر عوام الناس پر پڑتا ہے۔ اس لئے تمام مغربی تعلیم وتربیت پائے ہوئے لوگ اسی خو بو میں پرورش پاتے رہے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے افراد ملک وقوم پر بھی یہی مسموم اثر جاری وساری ہوگیا۔

یہ مذکورہ بالا حالات نہایت ہی عبرت ناک اور افسوسناک ہیں اور ملک وقوم کی غلامانہ ذہنیت کی کھلی ہوئی دلیل اور اطوار و کردار کی دنائیت اور بے حمیتی کا نمایاں ثبوت

ہے۔

اجمالی جائزہ:

یہ باتیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں یہی ہماری شامت اعمال ہیں۔یا یہ کہئے کہ یہی بد اعمالیاں قہر خداوندی کو دعوت دے رہی ہیں یہی سب احکامات الٰہیہ کی نافرمانیاں ہیں اور ضابطہ دین اسلام کی خلاف ورزیاں ہیں جن افراد یا جماعتوں میں سیاست وحکومت میں یہ باتیں جاری وساری ہوجاتی ہیں وہی ان کی بربادی وتباہی کا باعث بن جاتی ہیں۔

اب آپ ان سب حالات کا سرسری جائزہ لیں تو آپ کو عام افراد ملک وقوم میں فسق وفجور کی فراوانی ، بے حیائی و بے شرمی ، بے باکی وآزادی نظر آئے گی جماعتوں میں نفاق وافتراق ،خود بینی وخود پرستی نظر آئے گی۔رہنمایان ولیڈران ،قوم میں حب جاہ واقتدار پسندی اور انانیت کے جذبات کار فرمانظر آئیں گے صاحبان اقتدار، ارباب حل وعقد میں عیش وعشرت آمریت وفرعونیت کے اندر نظر آئیں گے۔

تو جس قوم و ملک میں ایسی عادتیں وخصلتیں پیدا ہوجائیں ،اس میں دنانیت، بزدلی، بے غیرتی اور بے حوصلگی کی وجہ سے غلامانہ ذہنیت اور مرعوبیت ومغلوبیت کا خاصہ پیدا ہوجاتا ہے اور وہ قوم پھر ایک مردہ قوم ہوجاتی ہے۔اس کا کوئی وقار اور اعتبار دنیا کی نظر میں باقی نہیں رہتا۔

یہ سب کچھ میں نے اجمالاً عرض کردیا۔تفصیل خود آپ کے پیش نظر ہے۔اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا کیسے ہوا اور کیوں ہو رہا ہے۔

صاحب اقتدار:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پاکستان کے قیام کے چند سال کے بعد بہت سی صدارتیں وزارتیں قائم ہوئیں ان میں اکثر و بیشتر مغرب زدہ ذہنیت کے دل و دماغ کے افراد تھے دفعتاً صاحب اقتدار ہونے کے بعد ان کی ہوسنا کی، مال ومتاع کی حرص سرمایہ اندوزی، اقرباء پروری، عیش وتعیش کے بے روک ٹوک دروازے کھل گئے۔ یہ لوگ صرف یہ نہیں کہ دین اسلام اور شعائر اسلام سے بے گانہ ہوں بلکہ نہ ان کے عقیدے اسلامی تھے اور نہ ان اعمال ہی شریفانہ تھے مزید برآں ان کے دل و دماغ میں مذہب اسلام سے منافرت اور جذبہ بیزار موجزن تھا مسلمانوں کی دینی حمیت اور غیرت سے ان کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ سب لوگ غیر ممالک کی سازشوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ آئین اسلامی تو کیا قائم کرتے جس کے وہ دعویدار تھے اس کے برخلاف اسلامی شعائر کو مٹانے اور ختم کرنے کے درپے رہے۔ ان کا یہ مسموم اثر عوام الناس نے زیادہ سے زیادہ قبول کر لیا اور وہ بھی بے باک اور آزاد ہو گئے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں مطلق العنان ہو گئے۔ یہ بھی ایک بڑا باعث ہماری شامت اعمال کا ہوا۔

حیرت اور افسوس اس بات پر بھی ہے کہ اس زمانے میں دفعتاً سچے خیر خواہان ملک وملت اور بہی خواہان تہذیب واخلاق کا یک لخت فقدان ہو گیا۔ کوئی ایسا نہ رہا کہ جو ملک وقوم کی اخلاقی واقتصادی تباہ کاری سے دل سوزی اور ہمدردی کے ساتھ نجات دلاتا۔

رہنمایان قوم:

برخلاف اس کے ایسے رہنمایان قوم ولیڈران ملک وملت میدان میں آ گئے جن کے پیش نظر صرف حب جاہ، اقتدار پسندی، سرمایہ اندوزی اور عیش وعشرت کا سامان تھا۔ انہوں نے اپنی ہی مطلب براری کے لئے عامۃ الناس میں مغربی تہذیب کی لعنت زدہ تحریکات کی بنیاد ڈالی ہنگامہ خیز جلسے جلوس قائم کئے۔ پبلک کو ہڑتال کی عادت ڈال دی اور نام نہاد جمہوریت قائم کرنے کے لئے انتخابات کے ہتھکنڈے جاری کئے اور اس ذریعہ سے اپنی مقصد براری کے لئے مخلوط اور بالغ رائے دہی کا شعبدہ پیدا کیا جس سے اس طبقے کے لوگوں کو جو بالکل جاہل اور عاقبت نااندیش اور کونسل اور اسمبلیوں کے مفہوم سے نابلد تھے ہزاروں لاکھوں روپے سے خرید کر اپنا آلہ کار بنالیا اور حقیقتاً جو ملک وقوم کے سچے بہی خواہ اہل علم ودانش تھے ان کی تعداد اس کثیر التعداد رائے دہندگان کے ہجوم میں گم ہو کر اور بے اثر ہو کر رہ گئی کیونکہ ان اعمال میں ہر ایک نیت فاسد وناپاک تھی ان میں ہزاروں جماعتیں پیدا ہو گئیں اور وہ جماعتیں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو گئیں۔ ان سے عوام الناس میں جو انتشار وخلفشار پیدا ہوا وہ قابل بیان نہیں۔

کیا یہ بات ہماری شامت اعمال نہیں اور کیا اس بات پر قہر خداوندی متوجہ نہ ہوتا۔

وائے عبرت:

ایک بات اور بھی کہنے کو جی چاہتا ہے مگر غیرت دینی صاف صاف کہنے سے مانع

ہورہی ہے وہ یہ ہے کہ اسی حب جاہ اور اقتدار پسندی کی فضا میں کچھ ناعاقبت اندیش
سیاسی مذاق لئے ہوئے دینی اور مذہبی جماعتیں بھی پیدا ہوگئیں اور وہ بھی ایک دو نہیں
بلکہ متعدد اور سب کے سب یہ اعلان کرتے ہوئے میدان سیاست میں آ گئے کہ یہاں
اسلامی قانون اور اسلامی شعائر جاری کریں گے۔ اور مملکت پاکستان میں اسلام کا نام
سر بلند کریں گے۔

مگر وائے عبرت! کہ اس مقصد کے حصول کے لئے بجائے اس کے کہ متفق ہوکر
کوئی کام کرتے اور عام مسلمانوں میں اعلائے کلمہ الحق کے لئے جذبات ایمانی اور
تحریکات اسلامی ابھارتے خود آپس میں ہی دست وگریباں ہوگئے اور اپنے اغراض
ومقاصد کو جس کی بنیاد ہی الفساد علی الفساد کے سوا کچھ بھی نہ تھی ایک جماعت دوسری
جماعت پر لعن طعن کرنے لگی۔ ذاتیات پر حملے ہونے لگے اور ساری اپنی قوت وتوانائی
اسی میں صرف کرنے لگے۔ ایسی حالت میں مقصود تو کیا حاصل ہوتا ملک وقوم ملک
وقوم کو اور بھی زیادہ انتشار واضطراب کی حالت میں مبتلا کردیا۔

عوام کو بدگمانی:

عامۃ المسلمین میں لوگ جو خواص ہیں ان کی نظر سے انکا وقار دینی بالکل ختم
ہوگیا۔ عوام الناس میں ان کے خود غرضانہ عزائم سے بے اعتمادی پیدا ہوگئی اور عوام
میں ان کو اپنا رہنما اور پیشوا سمجھنے میں تذبذب پیدا ہوگیا اور سب سے زیادہ افسوسناک
بات یہ ہے کہ نوجوان طبقہ جس کو مذہب اسلام سے پہلے ہی اس زمانے میں صحیح اور کافی
علم نہیں ہے ایسے مولویوں کو دیکھ کر مذہب سے اور بھی زیادہ بدظن اور بدگمان

ہوتا جارہا ہے اوران کے طرح طرح کے اختلاف اورحرکات دیکھ کر دین سے بے اعتنا ہوتا جارہا ہے اس کا جواب کون دے اور کس طرح دے کاش ان سے کوئی یہ کہتا کہ

سن تو سہی جہاں میں ہے تیراافسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

اہل حکومت اور برسر اقتدار طبقے میں ان حضرات کی تنگ نظری اور آپس کے نفاق اورلعن طعن سے ان کی طرف سے بے اعتمادی اور بے اعتباری پیدا ہوگئی ہے اوران کی نظر میں ان کا ذرہ برابر بھی وزن نہیں رہا یوں وہ اپنی مصلحت سے ان کے ساتھ جو بھی معاملہ کریں۔کاش یہ حضرات اپنے وقار علمی اور دینی وجاہت کوقائم رکھنے کے لئے سیاست سے علیحدہ ہی رہتے تو بہتر تھا۔اپنے مقام پر رہ کر اعلائے کلمہ الحق کرتے رہتے اور سیاستدانوں اور حکمرانوں کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے مطلع کرتے رہتے اوران کی بے راہروی اور غیر اسلامی رجحانات سے روکنے کی کوشش کرتے اور انہی امور کی اشاعت وتبلیغ میں ساری جدوجہد اور اپنی مساعی کوصرف کرتے ان کواپنے مقصود میں کامیابی وقوت حاصل کرنے کے لئے عامۃ المسلمین کی حمایت اورتعاون کی سخت ضرورت تھی اس سے افسوس ہے کہ وہ بالکل محروم رہ گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میر مفہوم واضح ہویا نہیں مگر خدا کرے کہ آپ حالات مذکورہ بالا کا خود صحیح اندازہ کریں اورخوداس کے تدارک وتلافی کی طرف متوجہ ہوں۔

اب سوال یہ ہے:

اب فطرتاً یہی ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حالات مذکورہ بالا جو ہماری ملک وقوم کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں اس میں کون بہتر و مفید تغیر و تبدیلی پیدا کرے اور قوم و ملک کو تباہ و برباد ہونے سے بچائے۔ قوم افراد کے مجموعے کا نام ہے اگر ہر ہر فرد اپنی جگہ یہ عہد کرلے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق بسر کے گا ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ دے گا اور مروجہ منکرات وفواحشات کو چھوڑ دے گا اور خودغرضی کو چھوڑ کر پوری قوم کی بھلائی کے لئے کام کرے گا تو پوری قوم ایک لمحہ بھر میں سدھر سکتی ہے اور اس پر اللہ کے قہر کے بجائے اللہ کی رحمتیں نازل ہوسکتیں ہیں مگر میرے یہ کہنے اور آپ کے سن لینے سے کوئی نتیجہ تو نہ نکلے گا اس کے لئے تو کسی ایسی قوت کی ضرورت ہے کہ وہ ہمارے حال تباہ کو بہبودی اور عافیت سے بدل دے۔

دیکھئے یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی تدبیر، مطالبہ اور استدعا کے پیچھے کوئی قوت جب تک ہمارے شامل حال نہیں ہوئی تو کوئی تدبیر یا مطالبہ صورت پذیر نہیں ہوسکتا اب ذرا ایک سرسری نظر ڈال کر جائزہ لیجئے کہ اس ملک سے ان فواحشات منکرات کو جن کا اوپر ذکر کیا گیا کونسی قوت سامنے آئے کہ ان کو ختم کرے اور ہم کو ان سے نجات دلائے۔ اسی طرح مختلف جماعتوں اور رہنماؤں میں جو انتشار پھیلا ہوا ہے کونسی ایسی قوت ہے جو ان کو ایک مرکز جمع کردے اور ملک کی بہبود کے لئے ان میں یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کردے۔ کونسی ایسی قوت ہے جو صوبائی لسانی اور علاقائی تعصّبات کو دلوں میں دور کرکے ملک کی سالمیت کو برقرارر کھے اور کونسی ایسی قوت ہے جو ملک کے خلاف

ہونے والی سازشوں اور بغاوتوں کی روک تھام کر کے ملک کو تباہی اور ہلاکت سے بچالے اور کونسی ایسی قوت ہے جو صاحب اقتدار طبقے کو عوام الناس کی اخلاقی اور معاشرتی بربادیوں کو روکنے کی طرف متوجہ کرے۔

عالم اسباب میں تو ایسی کوئی قوت نظر آتی نہیں اور اگر آپ بھی غور فرمائیں تو آپ کو بھی یہی عالم بیچارگی اور مایوسی نظر آئے گا۔ جب ایسی کوئی قوت جو ہمیں نجات دلا سکے اور کوئی ایسی قوت جو ہماری مدد و معاون ہو سکے عالم امکان میں نہیں ہے تو پھر ہم کیا کریں؟ بحیثیت مومن و مسلمان کے کیا واقعی ہمارے لئے عالم اسباب میں کوئی سہارا نہیں ہے؟ کیا اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں جو ازلی اور ابدی ہے اور مسلمانوں کے شعبہ حیات دینی و دنیوی کے لئے مکمل دستور العمل ہے۔ کیا اس میں ہمارے لئے اس دورہ حاضرہ کے حالات و مشکلات کے لئے ان واقعات و حالات میں کوئی سامان مدافعت و تدبیر نجات مرحمت نہیں فرمائی۔

ایسا تو نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے مربی ہیں' پروردگار ہیں' کارساز ہیں' انہوں نے ضرور اپنے کلام پاک میں قیامت تک کے لئے زمانے کے ہر انقلاب و تغیر کے ہوتے ہوئے ایسے ہی واقعات و حالات کے لئے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اکثر و بیشتر تم لوگوں کو سختیوں اور پریشانیوں میں پکڑ لیتے ہیں تا کہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ اور اپنی بدکرداریوں کو ترک کر دو جب نصرت و حمایت الٰہی کی پناہ کی سخت ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسانیوں کا سامان مہیا کر دیتے ہیں اور اپنے بندوں کے ساتھ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرماتے ہیں۔ جہاں یہ سب کچھ ہے وہاں ایک حقیقت اور بھی ہے اور وہی کچھ ہماری ملکی اور قومی زندگی کا سہارا اور سامان تقویت اور امید افزا ہے۔ الحمدللہ

اب بھی ملک کے طول وعرض میں علماء برحق کا بھی وجود ہے۔ دینی ومذہبی ادارے بھی قائم ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کی دنیاوآخرت کی بہبودی کے لئے اور اصلاح وفلاح کے لئے اپنی حتی الامکان ہرطرح کی مساعی وجدوجہد میں بلاخوف وخطر مشغول ہیں اور وہ اپنی تحریروں اورتقریروں سے مسلمانوں میں جذبات بیداری پیدا کررہے ہیں اوراحکامات الٰہیہ اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کررہے ہیں حالات حاضرہ اور انقلابات وتغیرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں میں قوت ایمانیہ ابھار رہے ہیں۔

ایسے کچھ اخبار ورسائل بھی ہیں جو یہی مذکورہ بالا خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کچھ ایسے مخلف بہی خواہان اور ہمدردان قوم وملت بھی ہیں جو ملک وقوم کی تباہی وبربادی کے مناظر سے متاثر ہوکر اپنی حتی الامکان ہرطرح کی مساعی وجدہ جہد میں مصروف کار ہیں اور کچھ ایسے مال اندیش اور مخلص ودیندار لوگ بھی ہیں جو سخنے، درمے، قدمے ملک وقوم کی خدمت کے لئے جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے کررہے ہیں۔ سب سے زیادہ امیدافزا اور باعث صد تقویت بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں نوخیز طلباء جن کے دلوں میں والہانہ ومخلصانہ جذبات اسلامی اور خیر خواہی و بہبودی موجزن ہیں۔ میدان عمل میں آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت وحمایت فرمائے۔ انشاء اللہ انہی کی مخلصانہ جدوجہد سے پاکستان کا مستقبل مستحکم اور روشن اور سبق آموز ثابت ہوگا، مگر کیا کیا جائے ابھی اس وقت ہمارے ملک کا ظلماتی ماحول اس قدر گہرائیوں کے ساتھ چھایا ہوا ہے کہ یہ مذکورہ بالا نورانی شعائیں بہت ہلکی اور مدہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت

وحمایت سے ان کو جلد تیز وتند فرمادیں۔ نور کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظلمت کے پردے کو چاک کر دیتا ہے اور ظلمت کی مجال نہیں کہ وہ نور میں کچھ بھی اثر انداز ہو سکے۔ انشاء اللہ عزوجلا ایسا ہی ہوگا کہ پاکستان کا مستقبل نور ایمانی اور ضیاء اسلامی سے درخشاں وتاباں ہو جائے گا۔

اصلاحات کس طرح مفید ہوں:

ملک کی فلاح کیلئے ایک اور بھی صورت نظر آتی ہے وہ یہ کہ ہمارے ملک کے تعمیر نو کے علمبردار جو عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور وہ ملک وقوم کی بہتری کے لئے تمام شعبوں میں اصلاحات جاری کرنے کا اعلان کر رہے ہیں اور عوام کی ہر طرح کی ضروریات پوری کرنے کے دعویدار بھی ہیں خدا کرے ان کے نیک عزائم پورے ہوں اور ملک کی تباہی وبربادی دور ہو۔ نیز خدا کرے وہ عوام الناس کو فواحشات ومنکرات سے روکنے کے لئے بھی کچھ اصلاحات جاری کریں اور جو سامان تعیش وتفریح اور تخریب کاری، تباہی وبربادی کا باعث بنے ہوئے ہیں ان کو بھی روکنے کے اقدام کریں تاکہ صحیح مسلمان نسلیں پیدا ہو سکیں جو ملک وقوم کے وقار قائم کرنے والی بن کر وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص ومساعی میں نیک نیتی عطا فرمائیں اور ان کی کوشش وتدابیر سے پاکستان کا بگڑا ہوا نظم ونسق درست ہو جائے اور زندگی کے ہر شعبے میں تمام اصلاحیات آئین اسلامی کے مطابق کر دیئے جائیں۔

راہ نجات:

اب ایک اور حقیقت کی طرف نظر کیجئے خواہ آپ اس کو سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن یہ

حقیقت ہمیشہ اپنے مقام پر رہے گی کہ ان تمام مذکورہ عنوانات قہر خداوندی سے بچنے
کے لئے اور مسلمانوں کی نجات کے لئے واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
نافرمانیوں سے باز آجائیں اور خدا کی طرف الحاح وزاری کے ساتھ پناہ مانگنے
میں مشغول ہوجائیں۔

اس وقت آپ کے دل ودماغ عالم اسباب کی قوتوں سے مغلوب ومرعوب ہو چکے ہیں لیکن یہ بات خوب سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان واسلام کی دولت لازوال سے مشرف فرمایا ہے۔ عالم اسباب کے وہی خالق ہیں اوران ہی کی مشیت خیر وشر عالم اسباب میں کارفرما ہے، ان ہی کے دست قدرت میں انقلابات وتغیرات ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حوادثات وسانحات عالم، انقلابات، شر وفتن اور کفر وشرک کی طاقتوں سے مقابلے کے لئے بڑی موثر اور قوی تدابیر تعلیم فرمائی ہیں۔

یہ باتیں افراد امت کے لئے بھی ہیں اور جماعتوں اور صاحبان اقتدار کے لئے بھی ہیں۔ یعنی جب ایسے حالات ہوں کہ مسلمانوں کی جماعت کمزور ہو جائے، ان کے وسائل وذرائع جواب دے جائیں اور وہ ہر طرح سے مغلوب ہوجائیں اور دشمنوں کی سازشوں اور قوتوں سے ان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اپنی نصرت وحمایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کی ہمت افزائی فرمائی ہے۔

فرمایا گھبراؤ نہیں۔ صبر کرو، ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اپنی قوت ایمانیہ کو قائم رکھو۔ آخرکار تم ہی غالب ہو کر رہو گے۔

ایسے حالات میں خاص خاص دعاؤں کو معمول بنانے کی بھی تلقین فرمائی تا کہ ایمان میں قوت پیدا ہو اور دشمنوں سے مدافعت کا حوصلہ بڑھے، ایسی دعائیں علمائے دین سے معلوم کر لینا چاہیئے ورنہ مختصر عمل یہ ہے کہ جب واقعات اور حالات پریشان کن معلوم ہوں تو "یا اللہ، یا رحمن یا رحیم یا حی قیوم برحمتك استغیث، چند بار پڑھیں اور استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیہ" چند بار پڑھیں اور جب مستقبل میں خطرات کے اندیشہ سے طبیعت پریشان ہو تو چند بار "حسبنا الله و نعم الوکیل - نعم المولی و نعم النصیر" پڑھ لیا کریں اور جب موجودہ حالات افسوسناک و تکلیف دہ معلوم ہوں تو چند بار "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" پڑھیں اور ہر نماز پنجگانہ کے بعد "لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظّٰلمین" سات بار پڑھیں اور "حسبنا الله و نعم الوکیل - نعم المولی و نعم النصیر" بھی سات بار پڑھیں اور "ربنا و لا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین" اور ساتھ میں "ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ونجعلنا برحمتك من القوم الکافرین" پڑھا کریں اور پنجگانہ نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد دعائے ماثورہ کے ساتھ دعائے قنوت نازلہ بھی پڑھتے رہا کریں اور عادت ڈال لیں کہ ہر وقت چلتے پھرتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں اور فرصت کے اوقات میں کثرت سے درود شریف کا شغل رکھیں۔ انشاء اللہ ان معمولات سے قلب میں اطمینان و فراغت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قوی محسوس ہوگا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت ہی کی امید وابستہ رہے گی، کون اندازہ کر سکتا ہے کہ ان دعاؤں

میں خالق کائنات نے کس قدر قوت مدافعت اور قوت حمایت ونصرت بھردی ہے۔خود وہی تو اپنے فضل وکرم سے ہم کو اس طرح متوجہ فرمارہے ہیں کیونکہ کہ ان کو ہماری نصرت وحمایت ہی منظور ہے۔

مسلمانوں نے جب بھی اور جس دور میں بھی ان پر عمل کیا ہے نصرت الٰہی اور فتح مبین نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کے بندے جب بھی اپنی غلطیوں اور بے راہ رویوں سے نادم ہوکر ان کی طرف رجوع کریں گے تو ان کے لئے ضرور کامرانی اور شادمانی کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

وہ ہمارے مربی ہیں۔وہ خالق شر ہیں تو خالق خیر بھی ہیں وہی رحمٰن ورحیم بھی ہیں۔وہی "تواب و کریم" بھی ہیں۔ان ہی کی شان "فعال لمایرید" ہے اور ان ہی کی تمام عالم کائنات پر قدرت ہے۔

ہماری بربادی کا یہی تو راز ہے کہ ہم نے اپنے خدا سے تعلق منقطع کرلیا۔اور ہم سب کی نظریں عالم اسباب پر لگ گئیں اور ان قوتوں سے متاثر ہونے لگے اب ہماری نظر میں ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے والی یہی بڑے ممالک کی طاقتیں ہیں جن کے پاس موجودہ تباہ کن سائنس کے تخریبی آلات ہیں، مال وزر کی فراوانی ہے یا پرفریب سیاست۔

اور وہ جو قہر آلود نظروں سے ہم کو دیکھ رہے ہیں اب تک ہم کو ان کی طرف رجوع ہونے کا ہوش ہی نہیں۔

طریق عمل:

دیکھئے حالات وواقعات کی نوعیت جو کچھ بھی ہو۔ ہم کو یہ نہ بھولنا چاہیئے بلکہ اس پر پورا یقین رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ سب اللہ جل شانہ، جو قادر مطلق ہے۔ اس کی ہی مشیت سے رونما ہو رہا ہے اور ان سب سے اہل ایمان کا امتحان مقصود ہے۔

لہٰذا ہمارے کرنے کا پہلا کام تو یہ ہے کہ خود انفرادی طور پر اپنے حالات بدلنے کا تہیہ کریں۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ ہر مومن و مسلمان کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہونے کی ہر وقت اجازت ہے کوئی لحہ بھر کے لئے بھی یہ خیال نہ کرے کہ ہم فاسق وفاجر ہیں گنہگار ہیں اور ہماری وضع قطع لباس پوشاک بھی خلاف شرع ہے۔ اس لئے ہماری دعا کیا قبول ہوگی اور ہم کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں کوئی عرض ومناجات کریں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات محض شیطانی وسوسہ ہے اور وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں متوجہ ہونے کی سعادت سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں اور شان رحم وکرم سے لاعلمی اور بے خبری ہے خوب یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خطا کار گنہگار فاسق وفاجر بندوں کے لئے اسی طرح مربی اور کارساز ہیں اور عرض ونیاز کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ اپنے صالحین اور نیک بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین اور صالحین متقین بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں وہاں تائبین اور نادمین

کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں۔

ان کی شان کرم ایسی ہی بے حد وحساب ہے آخر ہم اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ایمان سے مشرف ہیں۔ اور حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی سعادت تو حاصل ہے تو پھر ہم کو ان وسائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں کوئی چیز حائل اور مانع نہیں ہوسکتی ہے۔ ہم حق رکھتے ہیں کہ اپنے مالک حقیقی سے جو چاہیں اور جس قدر چاہیں خیر وعافیت طلب کریں رحم وکرم طلب کریں امن وامان طلب کریں، سلامتی دین وایمان طلب کریں، اور اس پر یقین کامل رکھیں کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق ضرور ہماری عرض ومناجات کو قبول فرمالیں گے۔

اللہ جل شانہ کی ایسی ہی کبریائی اور صمدیت کی شان ہے اور وہ ایسے ہی قادر مطلق اور ''فعال لما یرید'' ہیں کہ جس وقت چاہیں اور جس حالت میں چاہیں ایک گنہگار فاسق وفاجر بندہ کی دعا جو پریشان حال بدحواس مصیبت زدہ ہے جس کا کوئی سہارا دنیا میں نہیں ہے وہ اپنے مالک حقیقی کی طرف شکستگی دل کے ساتھ جب رجوع ہو رہا ہے تو اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے آپ کی دعا قبول فرما کر تمام عالم کائنات کا رخ بدل دیں۔ وہ ایسے ہی قادر مطلق ہیں اس لئے کسی مسلمان کو مایوس ہونے کا حق نہیں۔ ہمارے ایمان ایقان کا یہی عالم ہونا چاہئے۔ اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی طرف کبھی نہ دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ ان کے فضل عظیم، مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ کی طرف دیکھنا چاہیئے اور بلا تکلیف خوب دعائیں اپنے لئے اپنے متعلقین اور عامۃ المسلمین کی اصلاح وفلاح دارین کے لئے کرنا چاہیئے۔ ان انفرادی اصلاح کے لئے ہر ایک طبقہ کے لوگ مکلّف ہیں خواہ صاحب اقتدار ہوں یا صاحب اختیار۔

رہنمایان قوم ہوں یا کہ سیاسی جماعتوں کے کارکن یا عوام الناس سب کے لئے مومن وصاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع ہونا ہی باعث نجات ہوسکتا ہے۔ ہم سب ہی کو یہ کام کرنا ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اپنے ملنے جلنے والوں، اعزہ واقارب دوست احباب سب سے جس حد تک ممکن ہو یہی عہد کروائیں۔ مساجد کے خطیب صاحبان خاص طور پر اور تمام علماء بالعموم اسی کی تبلیغ کا اہتمام کریں دوسرا کام یہ ہے کہ ہم سب دل سے توبہ کریں۔ اور ندامت قلب کے ساتھ خدا تعالیٰ سے رجوع کریں تا کہ وہ ہماری بے بسی پر رحم فرمائیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کے کوئی اور سہارا نہیں۔ جب دل میں خدا کا خوف ہو تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ مومن جب سچے دل سے توبہ کر کے ندامت قلب کے ساتھ خدا کے آگے سر جھکاتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں خشیت الٰہی کا اثر ہوتا ہے اور رحمت ونصرت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایسے حالات اور واقعات میں خود انہوں نے ہی اپنے فضل وکرم سے ہم کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے یہ مناجا سکھلائی ہے۔

فرمایا۔ ''کہو بے شک آپ جس کو چاہیں ملک دیں اور جس سے چاہیں ملک لیں، جس کو چاہیں عزت دیں اور جس کو چاہیں ذلت دیں اور تمام بھلائیاں تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں اس شر کو خیر سے بدل دیجئے''

ایک بڑی جاں گداز اور دل خراش بات یہ بھی ہے کہ ہمارے جانباز اور سرفروش فوجی اور شہریوں کی کثیر تعداد جو ابھی تک دشمن کی ظالمانہ قید وبند میں ہے جن کے بدن پر صرف ایک ایک کپڑا ہے اور رہنے سہنے، کھانے پینے ہر معاملے میں ان پر تشدد ہو رہا ہے اس متمدن دنیا میں ان کی نہ کہیں داد ہے نہ فریاد۔

جنیوا کنوینشن کی دہائی پر دہائی دی جارہی ہے مگر سب بے اثر۔ افسوس ہے کہ جن دشمنوں کے ساتھ دوستی کے عہد و پیمان اور تجارتی معاہدے ہو رہے ہیں وہ دنیا کی بڑی قوتیں سہی مگر اس معاملے میں ان کو کوئی توجہ اور دلچسپی نہیں اور یہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ عملاً ایسا کیا جارہا ہے کہ پاکستان چونکہ اس وقت مجبور ہے اس کا وجود ہی ختم کردیا جائے۔ مغربی پاکستان کے مسلمان بھی خود ان کی طرف سے بڑی مجرمانہ خاموشی کا ثبوت دے رہے ہیں اپنے اندرونی مقاصد و اغراض کے ہیجان میں مبتلا ہیں۔ اپنے ہی مقاصد کیلئے اخباروں اور تقریروں میں جوش و خروش کا اظہار ہو رہا ہے لیکن ان مظلومین اور ان کے اہل و عیال کی شکستہ حالی و مجبوری پر کسی کو رحم نہیں آتا، اسلامی اخوت تو بڑی چیز ہے یہ انسانیت کا حق ادا کرنے کو بھی تیار نہیں بلکہ علاقائی تعصب کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے مظلوم محبّ وطن پاکستانیوں کو بھی اپنے علاقے میں جگہ دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کے خلاف مظاہرے اور جدوجہد کی جارہی ہے۔

اب کس کا شکوہ کس سے کیا جائے، خیر یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مظلومین کی دادرسی فرمائیں گے اور اپنے کلام پاک کی آیت ”ربنا اخرجنامن هذه القرية الظالم اهلها(الخ)“ کا مصداق و مورد بنائیں گے مگر ڈر یہ ہے کہ کہیں اس کے وبال میں ہم نہ مبتلا ہو جائیں اور قہر خداوندی کہیں ہم سے پھر انتقام نہ لے یہ بھی ہماری شامت اعمال قہر خداوندی کو متوجہ کرنے کی ہے اس لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائیں اور ہم کو مزید ذلت و تباہی سے محفوظ رکھیں۔

یا اللہ ہم بے بس ہیں، عالم شر میں گھرے ہوئے ہیں، ہم اس وقت قہر آلود ماحول

میں ہیں، ہم ہی نے متوجہ کیا ہے آپ کے قہر کو لیکن یا اللہ آپ کو قدرت ہے، اس عالم شر کو عالم خیر میں بدل دیجئے۔

یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں بھیجئے کسی مرد غیب کو جو آپ کی مدد نصرت لیکر آئے اور ہمارے معاشرے کی تخریب کاری اور ہماری شامت اعمال سے ہم کو نجات دلائے، یا اللہ ہم کو بچا لیجئے دنیا و آخرت کی نکبت و رسوائی سے ہم کو بچا لیجئے۔ اس جگ ہنسائی سے، ہمارا یہ انتشار اور ہماری جماعتوں کی تفرقہ پردازی اور نفاق اور غلط مصلحت کوشی، دین سے یہ بے رغبتی یہ آپ کے احکام کی نافرمانی جو ہم کر رہے ہیں، یہ سب ہم سے دور کر دیجئے اپنی رضا جوئی کی توفیق عطا فرما دیجئے صدقہ واسطہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا، ہمارے ملک وقوم کی حفاظت فرمایئے ہمارئی ملکی سالمیت اور وقار کو برقرار رکھئے۔ اسلام کا بھرم رکھ لیجئے۔ یا اللہ ہم آپ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے امتی ہیں۔ ہماری شامت اعمال نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ یہ ظلمات کا جہنم کدہ جو ہم کو گھیرے ہوئے ہے اس کو گلزار ابراہیمی بنا دیجئے ہم کو اپنی پناہ میں لے لیجئے ہماری بدحالی و بے بسی کو دور کر دیجئے، ہم پر رحم فرمایئے اور دین ودنیا کی فلاح کے ساتھ ہماری عاقبت بخیر فرما دیجئے۔

آمین یارب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ط

جمعۃ المبارک ۷، اگست سنہ ۱۹۷۰ء بعد نماز عصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم

باوجود علم کے عمل میں کوتاہیاں کیوں:

پچھلی دفعہ ہم آپ سے کہہ رہے تھے کہ ایک بات سمجھ لی جائے عمر بھر کے لئے کرنا کیا ہے۔ یوں تو ہمارا نفس یہی کہتا ہے کہ یہ بھی ہم کو معلوم ہے یہ بھی معلوم ہے لیکن یہ صرف فریبِ نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے جب سب معلوم ہے تو عمل کیوں نہیں کرتے۔

علم کو عمل میں لانے کے لئے کچھ دشواریاں ہیں۔ کچھ نفس اور شیطان کے کید ہیں جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

عقائد مقدّم ہیں:

سب سے پہلے عقائد درست ہوں۔ سارا عالمِ کائنات اللہ پاک نے مسخّر کر رکھا ہے اور ان کی تسخیر اللہ پاک نے اپنے فرمان بردار بندوں کے لئے اس طرح کی کہ اس کو ان تمام چیزوں سے راحت وچین ملے اور آخرت میں بھی اس کے درجات بڑھیں اور اگر نافرمانی کے راستے سے ان کی تسخیر کا فائدہ اُٹھایا تو دنیا میں راحت چین نہ ملے گا۔ بلکہ آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔

یہ کوئی چُھپا ہوا راز نہیں ہے۔ اللہ پاک نے دنیا بھی پیدا کی اور آخرت بھی اور کھول کر بتا دیا کہ دنیا صرف متاعِ غرور ہے۔ اور اصل گھر تو آخرت کا ہے۔ تعجب ہے کہ آخرت جس کی زندگی میں کوئی تغیّر نہ ہوگا ایک بار جو حالت مل گئی ہمیشہ کے لئے رہے گی اس کی طرف ہمارا کوئی دھیان نہیں اور تھوڑی سی زندگی جو لمحہ بہ لمحہ بدلتی رہتی

ہے۔ ہر آن متغیّر ہے اس کے لئے ہماری کوشش تمام عمر جاری رہتی ہیں۔

اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین دین ہے:

دوسری چیز سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور آج اس سے پچانوے فی صد لوگ ناواقف ہیں اس کے بغیر ہم کو دین کیسے آئے گا! آج کل اُردو میں بھی سیرت کی بہت کتابیں ہیں پھر اس کے ساتھ سیرتِ صحابہ کرام پھر تاریخ اِسلام اور اس کے بعد حضرت تھانویؒ کی تصانیف مواعظ وملفوظات ہیں ان کو پڑھ کر ایمان میں بھی جلا ہوگی اور عمل کی توفیق ہوگی۔ لوگوں کو شوق ہوتا ہے دین کا تو کلام پاک کے ترجمے اور تفاسیر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض تفاسیر صرف خواص کے لئے ہیں وہ آپ کی سمجھ میں نہ آئیں گی تلاوتِ کلام پاک خود ایک بابرکت چیز ہے خواہ سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح برکت آتی ہے۔ لیکن تفسیر کسی عالم سے پڑھنا چاہیے۔

صادقین کی محبت نہ ملے تو حضرت تھانوی کے ملفوظات کافی ہیں:

ہمارے حضرتؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ شاید ایک دور ایسا آجائے کہ تم کو اللہ والوں کی صحبت نہ مل سکے۔ اس وقت یاد رکھنا میرے مواعظ وملفوظات پڑھنا۔ انشاء اللہ ان کتابوں سے رہبری و رہنمائی حاصل ہوگی تو پہلے عقائد صحیح کرلو پھر عبادات درست کرو اور پھر اخلاق کی طرف توجہ کرو درستی واخلاق ہی سے حیٰوۃ طیّبہ نصیب ہوتی ہے اسی سے معاملاتِ معاشرت میں مدد ملے گی۔

تمام عبادات ہمارے ہی نفع کی ہے:

اللہ پاک نے عبادات ہماری شرافتِ نفس ہی قائم رکھنے کے لئے مقرر کی ہیں۔ ورنہ ان کو ہماری طاعات کی ضرورت نہ تھی تمام عبادات روزہ نماز حج زکوٰۃ ہماری زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے ہیں یہ ہمارے ہی کام کی ہیں اس لئے ان کو فرض کیا

ہے۔ اگر کوئی تارک نماز ہے تو حیوٰۃ طیّبہ اس کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ چاہے وہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ اس کا اسفل السافلین میں شمار ہوگا۔ اسی طرح روزہ، زکوٰۃ اور حج یہ سب ہمارے وجود کی بقا کے لئے ضروری ہیں اسی لئے موت کے وقت تک نماز معاف نہیں ہے اور جتنی قضا ہوگئی ہیں ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن ہر حاجت اور مشکل کا وظیفہ:

نماز میں ایک ایسی دعا ہے "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" اس سے ایک پیدا ہونے والا بچہ اور ایک موت کی آغوش میں جانے والا بوڑھا جس کو چند لمحات میسّر ہوں کوئی مبّرا نہیں اور ہر وقت کی یہ حاجت ہے۔ اے اللہ میں عاجز ہوں میری مدد فرمایئے یہ احساس انسان کی زندگی سے دور ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر معاملے میں ہم عاجز ہیں۔ روپیہ پیسہ عزت منصب سب کچھ موجود ہے۔ پیٹ میں درد ہو جائے تو وہ عاجز محض ہے۔ اور سوائے خدا کی عنایت کے کوئی بچا نہیں سکتا ہر شعبۂ زندگی میں اپنے کو عاجز سمجھنا اور اللہ پاک سے مدد چاہنا ناگزیر ہے۔ نفس و شیطان سے بچانا اور اپنے احکامات کی بجا آوری کی توفیق دینا سب اُنہیں کے فضل پر منحصر ہے۔

اب پھر سمجھ لیجئے پہلے ایمان کی پختگی پھر عبادات کی درستگی اس کے بعد سب سے پہلے حقوق کی ادائیگی اور اس میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد ہیں اور حقوق العباد میں سب سے پہلے والدین کے حقوق پھر اہل وعیال کے پھر صلہ رحمی ان تمام حقوق میں ہم سے کتنی غفلت ہو رہی ہے۔ اس کے بعد معاشرت ہمارا رہنا سہنا کھانا پینا کہاں تک دائرہ اسلام میں ہے۔

اپنی اولاد کو بچایئے:

سادہ زندگی اختیار کیجئے خوراک میں لباس میں اپنے گھروں سے تصاویر ٹیلی

ویڈن، راگنی، نجس اور مکروہ چیزیں نکال دیجئے۔ مخربِ اخلاق کتابیں جن سے بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں پھینک دیجئے۔ محرم نامحرم کا اختلاط بڑا فتنہ ہے۔ آج کل اسکولوں میں مخلوط تعلیم اور یہ فنونِ لطیفہ کے نام سے بے دینی اور شیطان ابلیس کے طریقے نئی نسلوں کو سکھائے جارہے ہیں ان سے اپنی اولاد کو بچایئے آپ نے کہاں تک یہ حقوق ادا کئے ہیں اس کا کبھی مراقبہ کیجئے۔

اللہ ہی سے مدد مانگو:

اور آگے چلئے معاملات۔ کیا چیز اللہ نے حلال کی ہے۔ اور کیا چیز حرام اس کا امتیاز کرنا پڑے گا۔ تم کہتے ہو ہم مجبور ہیں تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم مجبور ہیں کبھی کر کے دیکھو۔ اچھا نہیں بچ سکتے۔ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر خدا سے کہو یا اللہ میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے۔ یا اللہ آپ میری مدد فرمایئے۔ ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ '' کبھی رو رو کر خدا کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر تو کرو یقیناً راہ ملے گی مگر طلبِ صادق پیدا کرو اللہ سے کہو یا اللہ کوئی خالص غذا نہیں ملتی ماحول اچھا نہیں ملتا پاکیزگی کا نام ونشان نہیں ملتا۔

غور کرو یہ ساری چیزیں تم سے کیوں سلب کر لی گئیں چونکہ تم راضی ہو گئے مانوس ہو گئے۔ فسق و فجور کی زندگی سے۔ اس حالت سے کبھی گھبرا کر تو دیکھو اللہ سے مدد مانگ کر تو دیکھو۔ انشاءاللہ غیبی امداد ملے گی۔

عمل کے لئے خلوص ضروری ہے:

ایک اور کام کی بات ہے۔ اور اد و وظائف جو آپ کرتے ہیں وہ بے وزن ہیں۔ آپ کا دل صاف نہیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں یہ ضابطہ کے طور پر آپ کر رہے ہیں۔ یوں خدا اپنی رحمت سے قبول فرمالے لیکن یہ بے روح ہیں اب

اس میں جان کہاں سے آئے۔ یہ بھی اللہ ہی سے کہو یا اللہ ہماری عبادات بے روح ہیں اور ہم اس میں روح بھی پیدا نہیں کر سکتے لیکن آپ ہر چیز پر قادر ہیں اس میں روح پیدا کر دیجئے۔

اللہ پاک اگر مؤاخذہ کریں کہ یہ سود اور رشوت کیوں نہیں چھوٹتی اور آپ جواب دیں کہ یا اللہ ہم اکیلے کیا کریں سارا معاشرہ گندہ ہو گیا ہے۔ اس لئے کہاں سے حلال وطیب چیز مل سکتی ہے اللہ پاک اس پر یہ فرمائیں کہ تم نے یہ بات ہم سے کبھی کہی تھی اور ہم سے مدد مانگی تھی تو کیا جواب دو گے۔

اللہ سے اپنی عاجزی کا اظہار کرو:

یہ بات جو میں عرض کر رہا ہوں عمل میں لانے کے لئے بڑے کام کی ہے مُجرّب ہے اور نہایت سہل بات ہے کوئی دشوار نہیں ہیں اللہ پاک سے کہو یا اللہ آپ نے ہی فرمایا تھا کہ مصیبت میں ہم سے مدد مانگو یا اللہ ہم میں ایمان کی قوّت نہیں مدافعت کی قوّت نہیں۔ استقلال اور ہمّت نہیں اور ہم سے یہ ہو بھی نہیں سکتا۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یا اللہ ہم آپ سے ہی مانگ رہے ہیں ہم مغلوب ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر جگہ مجبور ہیں فسق و فجور ہم پر عائد کر دیا گیا ہے دفتروں میں رشوت نہ لیں تو ہماری نوکری برقرار نہیں رہتی، دفتروں میں رشوت نہ دیں تو ہمارا کام کسی طرح ہوتا ہی نہیں اور یہ سب آپ خود جانتے ہیں اور رہنا بھی ہم کو اسی ماحول میں ہے۔ اور اس کا سوال بھی آپ حشر میں کریں گے اور اس کی سزا بھی ہم کو ملے گی اور وہ سزا ہم برداشت بھی نہیں کر سکتے۔ آخرت کیا ہم کو دنیا میں بھی جو اس کا وبال آئے گا وہ بھی ہم سے برداشت نہ ہو سکے گا اور پھر موت کے وقت کی سختی اور عذابِ قبر عذابِ برزخ ہم کبھی اس کے متحمّل نہ ہو سکیں گے اور ہم اپنی اس حالت کے بدلنے پر بھی قادر نہیں بلکہ کل پھر اسی حالت

میں چلنا پڑے گا۔ یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے یا اللہ ہم سے کچھ نہیں بنتا ہم آپ سے فریاد لے کر آئے ہیں ہماری مدد کیجئے۔

یا اللہ نفس ان تمام لذّات کا طالب ہے جو حرام ہیں اور ناجائز ہیں اور شیطان ان کی تدبیریں بتلاتا ہے اور میں ان دونوں کی کشش اور جاذبیّت سے مغلوب ہو جاتا ہوں۔ نفس مجھے لذّت کے لئے ابھارتا ہے اور شیطان تدبیریں بتا کر مجھے گمراہ کر دیتا ہے۔ اور اس میں مجھے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور میں نہ دنیا کی تباہی چاہتا ہوں۔ نہ آخرت کا نقصان اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں سوائے تیرے۔ اے اللہ میں عاجز ہوں میں ڈرتا ہوں اپنے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھے کارساز سمجھتا ہوں اور تیری مدد کے بغیر کچھ نہ ہوگا اس پر میرا یقین بھی ہے اور میں کچھ کر بھی نہیں سکتا اور کسی ایک جگہ نہیں ہر جگہ مجھے یہی مرحلہ درپیش ہے۔ اور یہ کھلی نافرمانیاں ہیں اور میں جہنّم میں جانے کے لئے بھی تیار نہیں اس لئے اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور یا اللہ تیرا وعدہ ہے کہ جو تجھ پر بھروسہ کرے تو اس کی غیب سے مدد کرتا ہے۔ یا اللہ میری مدد فرمایئے۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۔

یہ ہے اللہ کے دربار میں اپنی عاجزی اور اللہ سے مدد کی درخواست اور مراقبہ اپنے اعمال کا۔ اور آگے چلئے اس سے بھی زیادہ آسان اور قابلِ عمل بات ہے۔ کہ چلتے پھرتے خلوت میں جلوت میں رکشہ میں بس میں کسی جگہ کسی فرصت کے وقت اپنا مراقبہ کرتے رہو اور سارے معاملات خدا کے سپرد کرتے رہو۔

مگر ایک بات یاد رکھنا، شیطان کی پیروی بھی کرو اور خدا کی محبت کا دم بھی بھرتے رہو یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نہیں ہوں گی۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں

این خیال است و محال است و جنوں

اپنے اور امت کے لئے دعا مانگو:

صرف خدا کے احکامات کی پیروی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع یہ بھی ہمارے اعتبار میں نہیں اس کی توفیق بھی اللہ پاک ہی دیتے ہیں۔ ہم عبادت بھی محض رسماً ادا کرتے ہیں اس میں روح بھی نہیں یہ ساری چیزیں قادر مطلق کے سامنے پیش کردو اور ندامت و عاجزی سے کہو یا اللہ یہ لعنت زدہ معاشرہ جس میں میں اور میرے اہل و عیال اور متعلقین تمام عالم میں جہاں جہاں مسلمان ہیں سب اس میں ملوّث ہو گئے ہیں اس نے مسلمانوں کو دنیا میں ذلیل و خوار کر رکھا ہے یا اللہ ہم کو اس سے نجات دلوایئے امّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرمایئے دشمنانِ دین کو مغلوب کیجئے اور ہماری توبہ و استغفار قبول کیجئے۔ یا اللہ یہ غفلت زدہ قوم آپ سے رجوع بھی نہ کر سکے تو چند آپ کے مخلص بندے تمام اُمت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں آپ ان کی دعائیں قبول فرمایئے ہم نادانوں پر رحم فرمایئے۔ ہماری بداعمالیوں پر نہ دنیا میں سزا دیجئے اور نہ آخرت میں۔ ہمارے اخلاق اور معاملات شریعت کے مطابق کر دیجئے۔ ہم کو فہم دین عطا کیجئے، دنیا میں حیوٰۃِ طیبّہ عطا کیجئے یا اللہ ایمان کامل کے ساتھ ہم سب کی عاقبت بخیر فرمایئے۔ یا اللہ ہم تمام عذابوں سے پناہ مانگتے ہیں ہمیں دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے۔ ہول محشر سے بچایئے ہم کو ہر مواخذہ سے بچایئے یا اللہ اپنے نیک بندوں کی نسبت سے جن سے آپ نے ہمارا تعلق قائم فرمایا ہے ہماری دعائیں قبول فرمایئے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمایئے۔ یا اللہ ہم میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دیجئے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیاں دور

فرمایئے۔ بے اولادوں کو اولاد عطا کیجئے قرض داروں کو قرضہ سے سبکدوش فرمایئے سب کی جائز حاجات غیب سے پوری کیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْ لَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

نماز، محبت شیخ درجات تصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم

اصلاح اعمال کی اہمیت:

ایک دفعہ ہم نے اپنے شیخ مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی نماز پڑھ کر دو شخصوں کو بلایا اور فرمایا کہ تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوئی صرف اٹھک بیٹھک ہوئی ہے سجدہ کیا رکوع کیا سلام پھیرا اور چل دئے۔لوگوں نے کہا حضرت یہ تو نماز میں شریک تھے حضرت نے فرمایا کہ نماز میں درود وسلام پڑھا جاتا ہے وہ نہیں ہوا واقعی نالائق کیا جانے قدر دان ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس کے فضائل کیا ہیں؟اہمیت کیا ہے؟

بھائی ہمیں تو اپنی زندگی سنت کے مطابق بنانے میں حضرت ہی کی باتیں یاد آتی رہتی ہیں اور انہیں کو مفید سمجھ کر ہم دوسروں کو بھی اپنے حضرت کی یہی باتیں سناتے رہتے ہیں، ہوسکتا ہے کوئی شخص یہ کہے کہ ارے یہ کیسا آدمی ہے نہ پیار کی باتیں کرے نہ راز ونیاز کی باتیں کرے یہ کیسا صوفی ہے تصوف تو ہے ہی محبت و پیار کی باتیں ارے کچھ وجدانیات و کیفیات کی باتیں کرو۔ کچھ محبت و پیار کی باتیں کرو کچھ تو حال وقال کی باتیں کرو چھوٹی چھوٹی باتیں کہ حضرت نے یوں فرمایا حضرت حضرت کی گردان ہوتی ہے تو میں عرض کروں گا کہ دراصل ہمارے حضرت کے ہاں تو صاحب حال، صاحب مقامات لوگ بھی آتے تھے، اور حضرت ان سے بھی ان کی رہنمائی کی باتیں ارشاد فرماتے تھے، اور عام اصلاحِ اخلاق کی بھی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے تو ہمارے حضرت نے بہت کچھ فرمادیا ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ سننے والوں نے کیا کیا؟ اس لئے ہم تو بڑی بڑی باتیں، کشف وکرامات کی باتیں، حال ومواجید کی باتیں نہیں کرتے،

ہاں عمل جن باتوں سے بہتر ہو جائے، سنت کے مطابق بن جائے وہی باتیں دہراتے رہتے ہیں اور ہمارے حضرت کا یہی ذوق بھی تھا۔

کشف وکرامات کی حیثیت:

ایک دن ایسا ہوا کہ تھانہ بھون سے کیرانہ جانے لگا میری خوشدامن علی سجاد صاحب کی اہلیہ کیرانہ کی تھیں شام ۳ بجے گاڑی آتی تھی میں خانقاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں جارہا ہوں پھر خانقاہ سے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگا کہ کوئی سواری آرہی ہے یا نہیں آہستہ آہستہ چلنے لگا تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت تھانوی پیچھے پیچھے آرہے ہیں میں نے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت آپ۔ فرمایا میرا بھی جی چاہا کہ ساتھ چلے چلوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ایک وکیل صاحب آئے تھے مجلس میں بیٹھ کر کہا کہ حضرت آپ کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے کہ کئی دنوں سے آپ کی خدمت اقدس میں آنے کا تقاضا ہو رہا تھا آج دفعۃً شدید تقاضا ہوا اور چلا آیا حضرت نے فرمایا یہ کوئی کرنے کی بات ہے اگر کوئی کام کی بات کرنے آئے ہو تو پوچھو وکیل صاحب نے کہا جی پوچھتا ہوں۔

کچھ دیر بعد پھر کہنے لگے کہ حضرت اسٹیشن پہنچا ٹکٹ خریدنے کا وقت آیا تو ادھر دیکھتا ہوں ادھر دیکھتا ہوں سخت پریشان ہو گیا جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے شیروانی بدل گئی اسی پریشانی میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ پریشان ہیں میں نے کہا کہ اس لئے پریشان ہوں کہ پیسے نہیں ہیں اس شخص نے کہا کہ پیسے مجھ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا حضرت یہ محض آپ کی کرامت ہے حضرت نے کہا اس بات کے کرنے کا کیا فائدہ اگر کوئی کام کی بات پوچھنا ہو تو پوچھو وکیل صاحب نے کہا حضرت

اچھا کام کی بات پوچھتا ہوں کہنے لگے کہ حضرت ایک مدت سے طبیعت میں اضطراری کیفیت رہتی تھی آج آپ کی خدمت میں آ کر ایسا سکون ملا ہے کہ آج تک ایسا سکون نہیں ملا۔ حضرت نے فرمایا ان باتوں کا کیا فائدہ ہاں کوئی پوچھنے والی بات ہو تو پوچھو کہنے لگے کہ تین دن کا ارادہ کر کے آیا ہوں یہ اسی دن کی بات ہے کہ وہ وکیل صاحب چلے گئے۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت نے فرمایا لوگ تلاش میں آتے ہیں کشف کے، کرامات کے، ذوقیات کے اور میرے ہاں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا میرے پاس آنے والے طالب بن کر آئیں اور کچھ حاصل کر کے جائیں الحمدللہ ہم ان چیزوں سے ناواقف نہیں ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیزیں ہمیں عطا کی ہیں یہ کشف یہ کرامات تصرفات صرف مادی ہیں الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روحانی کشف و کرامات وتصرفات عطا کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا کیا ہے اور اس کے آگے مادی چیزیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

حضرت حاجی صاحب کا واقعہ:

ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمہ کہ ہاں ناوقت مہمان آ گئے۔ حضرت حاجی صاحب نے روٹی پکانے والی سے کہا میں اپنا رومال روٹیو ں پر رکھ دیتا ہوں رومال نہ ہٹانا روٹیاں نکال نکال دیتی رہنا چنانچہ سب مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا صبح حافظ ضامن صاحب تشریف لائے انہیں پتہ چلا تو حضرت حاجی صاحب سے کہنے لگے کہ حاجی صاحب مبارک ہو اب تو ماشاء اللہ آپ بھی صاحب کرامت ہو گئے وہ رومال مجھے دے دیجئے حضرت حاجی صاحب نے فوراً گڑگڑا کر کہا میں توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گا اور فرمایا ہمارے ہاں اس کی کوئی

حقیقت نہیں ہے۔

حضرت مولانا یعقوب کا واقعہ:

اس کہ بعد ایک اور واقعہ بیان کیا کہ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی نے ایک شاگرد کی تربیت کی اور تیار کر کے حضرت مولانا یعقوب کی خدمت میں روانہ کیا کہ دیکھئے میں نے اس کو کس طرح تیار کیا ہے یہ شاگرد کچھ دن آپ کی خدمت میں رہے گا جب کچھ دنوں کہ بعد وہ شاگرد روانہ ہونے لگا تو حضرت مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے پیر بھائی کو لکھا کہ یہ سب کچھ آپ کے دم کا ظہور ہے باقی سب کچھ ادھورا ہے یہ حقیقت ہے کشف وکرامات کی۔

آگے چلے اسٹیشن پر بستر رکھ دیا اور کہا حضرت اس پر تشریف رکھئے لیکن حضرت کھڑے رہے اور ٹرین کا انتظار کرنے لگے فرمایا یہ تو ہماری کرامات میں سے ہے چھ چھ گھنٹے کھڑے ہو کر بات کرنا۔

اس گرداب سے نکلنا بہت مشکل تھا یعنی کشف کرامات اور ذوقیات کی گرداب سے جبکہ یہ چیزیں حاصل تصوف سمجھی جاتی ہیں اور اسی کو سرمایہء ناز سمجھتے تھے اسی کو معارف اور حقائق سمجھتے تھے اور تعلق مع اللہ کا اعلیٰ مقام، لا الہ الا اللہ

ہمارے حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور بتا دیا کہ تعلق مع اللہ کا اعلیٰ مقام کیفیات وجدانیات یہ چیزیں نہیں ہیں حضرت نے ان ساری چیزوں کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا۔

روحانی ترقی اور اسلام:

الحمدللہ حضرت ہی کہ طفیل وصدقے جو نامی کتاب اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم میں نے لکھی ہے کہ بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا الحمدللہ یہ حضرت کی جوتیوں کا صدقہ ہے یہ چیز مجھ پر واضح ہوگئی کہ جہاں روحانیت ہے وہاں ایمان ہونا شرط ہے۔ جہاں ایمان نہیں ہے وہاں روحانیت نہیں ہوسکتی۔

نفس اور روح کہ تقاضے الگ الگ ہیں:

اور میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ نفس کہ تقاضے اور ہیں اور روح کہ تقاضے اور ہیں نفس کی کیفیات اور ہیں اور روح کی کیفیات اور ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن کیفیات باطنی کا اظہار مادی اشیاء سے ہو سکے وہ نفس ہے اور جن کیفیات باطنی کا ظہور مادی چیزوں سے نہ ہو سکے وہ روحانی ہے۔

مثال:

مثلاً حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اب مادی اعتبار سے اسے ثابت کر کے دکھاؤ کہ کیسے ٹھنڈک ہے۔

میں نے اس کتاب میں الحمدللہ یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانا اس میں روحانیت ہے اب بتاؤ کیسے ثابت کرو گے کہ اس میں روحانیت ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ امتثال امر ربی میں روحانیت ہے نہ کہ نفس کی کیفیات میں بے کیفی کے ساتھ پڑھی جائے چونکہ یہ نماز امتثال امر رب میں پڑھی گئی اس لئے اس میں روحانیت ہے۔

شان انفرادیت:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان انفرادیت کی مثال یہ ہے کہ کسی حسین چہرے کہ بارے میں آپ کہیں کہ یہ چیز بہت اچھی ہے اور کوئی کہے کہ اس کے کان

بہت اچھے ہیں کوئی کہے کہ اس کہ لب بہت اچھے ہیں کوئی کہے اس کی آنکھیں بہت اچھی ہیں حضرت تھانوی کی مثال پہلے شخص کی سی ہے اور باقیوں کی مثال دیگر اشخاص کی سی ہے

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

حضرت کے ملفوظات میں نے آپ تک پہنچا دئے ہیں اور لکھ دئے ہیں اللہ پاک ان کو میرے لئے بھی نافع بنائے اور آپ کے لئے بھی۔ آخرت میں بھی فائدہ دے اور دنیا میں بھی میرے لئے اور پڑھنے والوں کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔

میں نے کہا کہ فخر و مباہات تعلّی اپنے بارے میں حسن ظن نہایت مذموم چیزیں ہیں نفس کی برائیاں اور بدترین اخلاق حب جاہ حب مال فخر و مباہات ہیں لیکن الحمدللہ یہ ساری چیزیں میرا سرمایہ ہیں۔

صراط مستقیم اور شیخ کی محبت اصل چیز ہے:

بہر حال ہمارے پاس وجدانیت ہو یا نہ ہو کیفیات ہوں یا نہ ہوں ہمیں اللہ پاک نے صراط مستقیم پر لگا دیا ہے اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور صراط مستقیم کیسے معلوم ہو اس کے علم کا طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے ساری زندگی خرچ کر دی ہے اللہ اور اس کہ رسول ﷺ کے کلام کے اندر اور اس کہ مطابق اپنی زندگی ڈھال لی ہے وہ لوگ ہیں صحابہء کرام فقہائے عظام اور اولیائے کرام جن کی زندگی اس میں ڈھلی ہوئی ہے حضرت تھانوی کی خدمت میں حضرت خواجہ صاحب اور میں دونوں حاضر تھے حضرت نے فرمایا کہ سلوک کا حاصل یہ ہے کہ محبت شیخ حاصل ہو جس کو یہ حاصل اسے سب کچھ

حاصل ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے یا ایھا الذین اٰمنو اتقو اللہ وکونو مع الصا دقین، اے ایمان والوں اللہ پاک سے ڈرو اور اہل اللہ سے وابستہ ہو جاؤ اور ان کی محبت تمہارے دلوں میں آجائے اور ان کی محبت عین محبت ہے اللہ اور اس کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مقصود اس سے حاصل ہو جائے گا۔

محبت جذبہ ہے:

اور محبت وہ قوت اور ایسا جذبہ ہے کہ جو چیزیں ناگوار ہوتی ہیں وہ بھی گوارا ہو جاتی ہیں مولینا عبدالمجید بچھرانوی نے عرض کیا کہ مجدد صاحب نے فرمایا کہ سلوک کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی محبت اور اتباع سنت اصل چیز ہے حضرت نے فرمایا ہم ایسے شخص کو جو متبع سنت نہیں ہے اپنا شیخ ہی نہیں بنائیں گے پھر وہی ایک چیز رہ جاتی ہے۔

فرمایا کہ یہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہیں بڑے دعوے کرتے ہیں محبت کے۔انہوں نے عرض کیا کہ حضرت انہوں نے محبت شیخ پر ایک نظم لکھی ہے حضرت نے فرمایا کہ شاعروں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔اور حضرت کا یہ فرمانا کہ ہم ایسے شخص کو شیخ ہی نہیں بنائیں گے جو متبع سنت ہی نہ ہو اس کی حقیقت یہ ہے کہ شیخ وہی ہو سکتا ہے جو وارث نبی ہو کیونکہ اتباع سنت میں خاصیت ہے محبت کی، شیخ سے ہمیں محبت اس لئے ہوئی ہے کہ وہ متبع سنت ہے اس کے اعمال مسنون ہیں اور اس کے اعمال مسنونہ کی وجہ سے ہمیں ان سے محبت ہے اور وہ وارث نبی ہے اور شیخ سے محبت بایں معنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور شیخ کے توسط سے نبی تک پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالی سے محبت ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں" قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی "۔الایۃ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی اتباع پر اللہ تعالی

کا وعدہ ہے کہ ہم تم سے محبت کریں گے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ معاملہ ہوا کہ جو شخص اعمال میں آپ کی اتباع کرے گا اللہ تعالی اس سے محبت کریں گے اور شیخ چونکہ وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کی ادائیں بھی وہی ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں اس لئے اللہ تعالی نے انہیں اپنا محبوب بنا لیا ہے اور جب ہم ان سے محبت کرتے ہیں تو ان اعمال کی وجہ سے کرتے ہیں جو اعمال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ کی محبت میں جو راز پوشیدہ ہے یہ ہے کہ شیخ کی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالی تک۔

حضرت تھانوی کی شخصیت اتباع سنت میں ڈھلی ہوئی تھی ہر ہر ادا سنت کے تابع تھی ہم نے حضرت کا یہ دور دیکھا ہے آپ بھی بہت خوش نصیب ہیں جنہوں نے حضرت کو براہ راست نہیں دیکھا لیکن آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھ رہے ہیں اور آپ کے دیکھنے والوں کی باتیں سن رہے ہیں یہ اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے کہ بغیر کسی کاوش کے بغیر کسی جستجو کے بغیر کسی جدو جہد کے بغیر کسی محنت کے اپنے مقبول بندوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اس تعلق اور وابستگی کے صدقے اللہ تعالی ہمیں دنیا برزخ اور آخرت میں معذب ہونے سے بچائے۔

دعا:

یا اللہ یہ انعام عظیم کہ بغیر ہماری طلب کے بغیر کسی استحقاق کے ہمیں یہ دولت عظیم عطا فرمائی ہے کہ دور حاضر کے مجدد وقت سے وابستہ فرما کر ان کی تعلیمات پر کار بند ہونے کی توفیق عطا فرمائی اے اللہ اس میں استقامت عطا فرمایئے دوام عطا فرمایئے

لغزشوں سے محفوظ رکھئے نفس وشیطان کے بہکانے سے محفوظ رکھئے یا اللہ استحکام عطا
فرمایئے اور مزید توفیق عطا فرمایئے ہمیشہ نفس وشیطان سے محفوظ رکھیئے اور اپنے مقبول
بندوں کے ساتھ زیادہ تعلق عطا فرمایئے تاکہ آپ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قوی تعلق
ہوجائے مقصود آپ کا تعلق ہے مقصود آپ کا موردِ رحمت بننا ہے یہ ذرائع اور وسائل جو
ہیں جو آپ نے نعمتیں عطا فرمائیں یا اللہ ان نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے
شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمایئے لغزشوں اور خامیوں سے محفوظ رکھئے استحکام عطا
فرمایئے۔ یا اللہ ہمارے ایمان میں ایقان کا درجہ عطا فرمایئے اعلیٰ مقام عطا فرمایئے یا
اللہ آپ معطیٔ حقیقی ہیں آپ جو چاہیں جس کو دیں، فضل عظیم جس کو چاہیں عطا فرما
ئیں ہم آپ کے فضل عظیم کے محتاج ہیں ہمیں اپنے فضل سے محروم نہ فرمائیں ہمیں بھی
ہمارے اہل وعیال کو بھی۔ یا اللہ ان نادانوں کے لئے وہ ذرائع اور وسائل نہیں ہیں
جو آپ نے ہمیں عطا فرمائے آپ کی قدرت ہے ہم سے زیادہ ان کو وسائل عطا
فرمادیجئے ہمارا حق یہ ہے کہ ہم اپنے اہل وعیال کیلئے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کو بھی
اسی زمرے میں شامل کردیجئے ان کو بھی منہیات اور فواحشات سے محفوظ رکھئے عزیز و
اقارب دوست احباب سب کو صراط مستقیم پر محفوظ فرمادیجئے یا اللہ ہر طرح کی شادمانی
اور کامرانی جو ایمان سے تعلق رکھتی ہے سب کی سب ہمیں عطا فرمایئے کسی چیز سے
محروم نہ فرمایئے نہ دنیا میں نہ آخرت میں ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ جتنی حسنات
آپ دینا چاہتے ہوں اپنے بندوں کو دنیا میں ہم محتاج ہیں اسی کے یا اللہ ہم محتاج ہیں
ان حسنات کے جو آخرت میں آپ کے علم میں ہیں یا اللہ ان سے بھی محروم نہ فرمایئے

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنہ

یا اللہ ہمیں اپنے مقام غضب سے ضرور بچالیجئے وقنا عذاب النار چاہے وہ

عذاب نار دنیا کا ہو یا آخرت کا اے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھیئے یا اللہ وہ تمام اعمال جو سبب نار ہیں ہمارے احباب ہمارے اقارب کو ہمارے بھائی بہنوں کو اور سب مسلمانوں کو اس عذاب نار اور غضب سے بچا لیجئے اور جو مبتلا ہیں لغو بات میں گناہوں میں یا اللہ انہیں توفیق عطا فرمایئے استغفار کی تائب ہونے کی گناہوں کو چھوڑنے کی یا اللہ اپنا رحم فرمایئے معذب نہ فرمایئے نہ دنیا میں نہ آخرت میں صدقہ و واسطہ اپنے محبوب نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے.

آمین الٰہ العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ
کی تصانیف کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْمِo

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی علیٰ رَسُولہ الکریم

ایک موقعہ پر میں نے اپنے حضرت (مولانا اشرف علی تھانویؒ) سے عرض کیا کچھ دینی خدمت کیلئے مجھے بتادیجئے کہ میں کیا کروں فرمایا کہ انتباہاتِ مفیدہ[1] کا انگریزی میں ترجمہ کرو خیر مجھ سے نہ بنا اور مولوی تقی نے اس کا ترجمہ کرا کر شائع کرادیا۔

اب یہ مجذّ دوقت کا آخری وقت ہے بستر پر لیٹے ہوئے آنکھیں بند کئے ہوئے خواجہ صاحب (خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے اجّل خلفاء میں سے ہیں) آپ نے مجھے پہچانا نہیں آپ نے میری قدر نہیں کی خواجہ صاحب آپ نے پہچانا نہیں۔

بے دل خستہ کو پاؤ گے کہاں
کرلو اس کی مہمانی چندروز

رانڈ ہوجائیں گے قانون شفاء میرے بعد

ہر کسے ظنّ خودشد یار من
ازدرون من نجست اسرارِ من

بار بار پڑھتے تھے میں نے کہا یا اللہ اتنا بڑا مجدد آخری وقت میں ایسی حسرت لئے جارہا ہے کون سی ساعت تھی وہ مقبولیت کی۔ لا الٰہ الا اللہ۔ جس وقت تحسُّر میرے دل میں پیدا ہوا اور حضرت والا کی اس حسرت کو پورا کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لیا۔

---

[1] نوٹ: انتباہاتِ مفیدہ ایک نہایت علمی وفکری رنگ کی کتاب ہے اور عقل پرستی سے پیدا ہونے والے شبہات کے اصولی جواب کا بڑا جامع ذخیرہ ہے۔ Answer to Modren کے نام سے یہ کتاب شائع ہوچکی ہے۔

حضرت حکیم الامت جو شعر پڑھ رہے تھے ایک دن میں اس کیفیت کو یاد کر کے یہ شعر دہرا رہا تھا کہ قلب پر ایک شعر وارد ہوا، جسمیں حضرت والا کی ہی اس کیفیت کی ترجمانی معلوم ہوتی تھی

سرّ من از حال من مستور نیست
لیک چشم و گوش راھم نور نیست

پہلے شعر کا حاصل تو یہ ہے کہ

ہر شخص نے مجھے اپنے پیمانے میں ناپا اور اپنے خیال میں اپنے جیسا ہی سمجھا لیکن میری حقیقی کیفیت کو کوئی سمجھ نہ پایا۔

اس کو سن کر یہ خیال رہتا تھا کہ خدا جانے حضرت کی حقیقی کیفیت کیا تھی کیا چاہتے تھے؟ جب یہ دوسرا شعر دل میں آیا تو یہ گویا اس کا جواب تھا کہ:

میرا حال ہی میری قلبی کیفیت کا ترجمان ہے
لیکن ظاہر بین کو اس کا ادارک نہیں ہے

لوگ حضرت سے فیض یاب تو ہوتے رہے مگر زیادہ تر اس چیز کو ملحوظ رکھا کہ ہمارے اخلاق و اعمال درست ہو جائیں علمی نکات اور معرفت کی باتیں اخذ کر لیں اپنے مجاہدات ان کے اثرات اپنی ریاضتیں اور اسکی الجھنیں دور کر لیں وغیرہ لیکن عام طور پر یہ جذبہ کم ہی تھا کہ حضرت والا قدس سرّہ کے خاص ذوق کو سمجھا جائے اور اس کو حاصل کیا جائے۔

حضرت کا ذوق یہ تھا کہ انسانی زندگی کی ہر نقل و حرکت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو شریعت و طریقت، احوال و آثار ہر چیز میں معیار سنت ہی کو بنایا جائے۔

اس شعر کے دل میں آنے سے میرے دل میں جو خلش تھی کہ حضرت والا کیا حسرت دل میں رکھتے ہیں؟ اس کا جواب مل گیا اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت کے ذوق کو پہچاننے کا بھی راستہ سمجھ میں آ گیا کہ حضرت والا کے حالات و واقعات اور تعلیمات سے اس ذوق کو اخذ کیا جائے۔

اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت کا مجدد بنایا تھا مجدد کسے کہتے ہیں؟ مجدّد وہی ہوتا ہے جو شریعت وسنت کا احیاء کرے حضرت والا کے تمام مواعظ ملفوظات بھرے ہوئے ہیں اسی کی تعلیم سے سارا کارنامہ آپکا احیائے سنت کا ہی ہے یہ میرے حضرت کا خاص ذوق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر عالم امکان میں کچھ بھی نہیں کوئی چیز معتبر نہیں کلام اللہ کی عملی تفسیر، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو جب تک دین، اشاعت دین، تبلیغ دین کی بنیاد میں اتباع سنت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جذبہ میرے دل میں پیدا فرمایا کہ چونکہ مجدد وقت کا کارنامہ احیاء سنت ہے، اس احیائے سنت کے لئے عملی زندگی کی ایک آسان انداز کی فہرست بنادی جائے تاکہ ہر شخص اس کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے شب وروز سنت کے سانچے میں ڈھال سکے، تو الحمدللہ یہ کتاب ''اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' اسی جذبہ سے مرتب ہوگئی اب تک اس کے پچاس سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور عربی، فارسی، گجراتی، سندھی، انگریزی، ہندی اور بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ ہو کر شائع ہو رہے ہیں۔ آٹھ، دس سال میں اس کتاب کی ایسی پذیرائی ہوئی کہ میں خود حیرت

میں ہوں۔ اسکی اس مقبولیت سے معلوم ہوا کہ یہ چیز مجدّ دوقت کے مقاصد میں سے تھی اوراس مجدد کے خاص ذوق کی چیز تھی اوراس کتاب کی یہ مقبولیت منجانب اللہ تھی۔

تو الحمد للہ ایک مجدّ د وقت کے فیضان کی بنیادی چیز کو واضح کرنے اور اس پر سہولت سے عمل کرانے کا کام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لے لیا۔ یہ ہے ذوق ایک مجدّ د وقت کا کہ اتباع سنت کرواور اتباع کیسے کریں یہ کتاب اس کا آسان جواب ہے۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کتاب اردو میں اب تک نظر سے نہیں گذری تھی اس سے انسانی زندگی کے تمام عملی پہلوؤں پر احادیث مبارکہ جمع کردی گئی ہیں دیگر عملی اور تاریخی باتوں کو حدیث کی مستند کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے لیکن ایک عام آدمی کو اپنے عمل کے لئے جو اسوہ اور نمونہ درکار ہے وہ بھی اس کتاب سے با آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

الحمد للہ اچھے اچھے علماء نے اس کو دیکھا ہے اور پسند کیا ہے۔ حتیٰ کے بعض عرب علماء نے بھی اس کی تحسین فرمائی ہے۔

مآثر حکیم الامت

تو میں نے حضرت کے ذوق کو، حضرت کے کارناموں کو، حضرت کے مجدّ دانہ اہم کاموں کو ایک کتاب میں یکجا مرتب کردیا کہ پڑھنے والے کے سامنے اس چودہویں صدی کے مجدد کی شخصیت کھل کر سامنے آجائے جس نے ہمارے دین کی صحیح شکل نکھار کرامت کے لئے راہِ عمل صاف کردی۔ کہنے کو یہ کتاب ایک سوانح حیات ہے مگر میں نے اس میں حضرت کی عملی زندگی کو نمایاں کیا ہے۔ عام طور پر بزرگوں کی سوانح حیات میں ان کے کمالات اوصاف ان کی خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے مگر پڑھنے والے

کے دل میں پڑھ کر یہ حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ یہ ایسے بزرگ ہیں، میں انکے قدم چومتا ان سے دعائیں لیتا، نصیحت حاصل کرتا کیونکہ عموماً سوانح حیات میں انکے کمالات کا تذکرہ ہی ہوتا ہے انکی ایسی عملی زندگی جس پر پڑھنے والا بھی چل سکے کا ذکر بہت کم ہوتا ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتا۔ ایک صاحب ہمارے پاس آئے، عالم ہیں اور صاحب قلم بھی ہیں، وہ ایک معروف بزرگ کی سوانح مرتب کر رہے تھے ہم سے اس کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ میں مواد جمع کر رہا ہوں انشاء اللہ اپنے مرحوم بزرگ کی سوانح حیات لکھوں گا۔ میں نے کہا ضرور لکھیئے، جب شائع ہوگی میں بھی پڑھوں گا، مگر پڑھ کر یہی کہوں گا کہ کاش مجھے ان کی زندگی میں انکا یہ تعارف حاصل ہو جاتا۔ مگر میں نے اپنے شیخ کی سوانح مرتب کی ہے شائع بھی ہوگئی ہے، اسے پڑھیئے۔ کاش کا لفظ زبان پر نہیں آئے گا۔ پڑھتے جاؤ فائدہ اٹھاتے جاؤ۔ عملی رہنمائی بھی ملے گی اور دل میں تغیر بھی پیدا ہوگا۔ اس میں ایک اور خصوصیت ہے کہ کتاب کے مختلف مضامین میں ہر عنوان کے تحت حضرت حکیم الامتؒ ہی کے ارشادات موجود ہیں، کہ میں فلاں کام اس طرح کرتا ہوں، فلاں موقع پر ایسا کرتا ہوں، میں نے یہ ارشادات اسی لئے نقل کر دیئے ہیں کہ حضرتؒ کی زندگی ڈھلی ہوئی تھی اتباع سنت میں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سوانح کو خود نوشت سوانح بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے ہر عنوان کے نیچے حضرت ہی کے ملفوظات ہیں جس سے یہ سوانح معتبر و مستند بھی ہوگئی، اب کوئی یہ نہیں کہے گا "مریداں می پرانند" والا معاملہ ہے الحمد للہ حضرت کی یہ سوانح بھی ایک منفرد انداز سے مرتب ہوگئی۔

بصائر حکیم الامتؒ

ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مجدد تھانویؒ نے

تصوف میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا ہے۔شریعت کی جو چیزیں طریقت میں خارج کردی گئی تھیں جس کی وجہ سے لوگ صحیح رستے سے بہک گئے تھے،اس مجدد وقت نے سنت کی کسوٹی پر ہر چیز کو پرکھنے کا معیار قائم کیا اور طریقت و شریعت کو ہم آمیز کر دکھایا اس مجددانہ خدمت کا تعارف کرانے کے لئے حضرت والا ہی کی برکت سے تصوف جیسے اہم اور نازک فن پر یہ کتاب ایسی مرتب ہوگئی کہ فن سلوک اور احسان کا کوئی گوشہ چھوٹا نہیں ہے۔ بصائر جیسی کوئی کتاب نہیں ملے گی آپ کو۔ میری بھی نظر ہے کہ جس میں تصوف کو فن کی صورت میں مرتب کیا گیا ہو آج تک۔اور اسمیں پھر وہی کمال ہے چھ سو صفحہ کی کتاب ہے وہ حضرت کے ملفوظات، انتخاب مضامین، ترتیب مضامین، عنوانات مضامین ،اپنا ایک قول بھی نہیں۔ چھ سو صفحہ کی کتاب میں سب حضرت ہی کے جمع کردہ ہیں یہ کتنا بڑا کام ہے۔الحمدللہ تجدید سلوک تصوف پر حضرت والا ہی کے ذوق کی ترجمانی اس کتاب سے ہوتی رہے گی اپنی جگہ یہ بھی ایک بے مثال کتاب ہے۔

اصلاح المسلمین

الحمدللہ یہ کتاب بھی حضرت والا ہی کہ ملفوظات اور مواعظ کے مضامین کا انتخاب ہے اس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق ان پانچوں شعبہ زندگی کے بارے میں مختصر انداز سے حضرتؒ کی باتیں جمع کردی ہیں جو عام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہیں الحمدللہ یہ بھی شائع ہوچکی ہیں۔

معارف حکیم الامت

پھر اس کے بعد معارف آتی ہے بعض علمی رنگ کے مضامین، یا دین پر اعتراضات اور انکے جواب فلسفیانہ مباحث جو حضرت والا کے ملفوظات اور مواعظ

میں منتشر تھے انکو مناسب عنوانات سے معارف حکیم الامت کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ الحمدللہ اب اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، مآثر حکیم الامت، بصائر حکیم الامت، معارف حکیم الامت، جواہر حکیم الامت اور معمولاتِ یومیہ یہ تمام حضرت کے ذوق میں ڈوبی ہوئی چیزیں ہیں اب اس میں فخر والی بات کہاں، پندرہویں صدی کا اوّلین مؤلف میں ہوں کہ جس نے مجدّد وقت کے تمام کارناموں کو مدوّن کر کے رکھ دیا ہے۔

معمولات یومیہ

معمولات یومیہ تو الہامی چیز ہے اور بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس کی مقبولیت کے مبشرات بھی ہیں۔

ایک مولوی قاسم صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان میں رہتے ہیں اللہ ان پر کرم کرے۔ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا اور اس میں اپنا ایک خواب بیان کیا کہ

"۔مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت بڑے بڑے بزرگان دین معتکف ہیں اور آپ (عارفی صاحبؒ) ستونِ توبہ کے اوپر تقریر کر رہے ہیں اور سب بزرگ اس کو سن رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ "توبہ کرو، استغفار کرو، اللہ کی رحمت کے امیدوار رہو، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو، بہت مختصر سمجھو وقت کو" ہمارے حضرت بیٹھے ہوئے ہیں، مولانا گنگوہی بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے تشریف لائے اور دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے، مولانا گنگوہی کے اور مولانا تھانوی کے اور ہمارے حضرت کے سامنے معمولات یومیہ کا ڈھیر لگا ہوا ہے، آپ بھی حاضر ہوئے، سبھوں نے مصافحہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اٹھائی فرمایا یہ کتاب تم نے بہت اچھی لکھی

ہے۔اشرف! اس کتاب کو مسلمانوں میں تقسیم کردو جو پڑھے گا اور عمل کرے گا انشاء اللہ فلاحِ دارین نصیب ہوگی، یہ بشارت ملی اس کتاب کو۔"

پہلا مضمون نظم الاوقات کی قدر کرو، یہ نظم الاوقات قدر کی چیز ہے الحمدللّٰہ یہ صلہ ملا ہے اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر ہزاروں جانیں قربان ہوجائیں، ہزاروں زندگیاں قربان ہوجائیں اس ادا پر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے یہ خطاب ملا کہ بہت اچھی لکھی ہے، اشرف کہہ کہ بلایا اور فرمایا کہ یہ کتاب مسلمانوں میں تقسیم کردو جو پڑھے گا فلاحِ دارین نصیب ہوگی۔ تو بھئی وقت کی بڑی قدر کرو، اس کی بڑی قدر کرو ایک خزانہ ہے یہ، بار بار نہیں ملتا۔

معمولات یومیہ میں ہر طالب اصلاح کے لئے ہر ضروری امور کی فہرست دے دی گئی ہے، صبح شام کے اذکاروں اور دعاؤں کی ترتیب کا تذکرہ ہے، غرض سالکین طریقت کے لئے بڑے جامع انداز سے رہنمائی کردی گئی ہے۔

احکام میت

۵۱-۱۹۵۰ء میں جب میں پاکستان آیا تو میں نے دیکھا کہ صحیح العقیدہ مسلمان بھی جب کسی تدفین کے لئے قبرستان جاتے ہیں تو مختلف غیر مسنون کام، بدعتیں کرتے ہیں، یہ صورتحال دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا چنانچہ عام مسلمانوں کی اس مسئلے پر رہنمائی کے لئے میں نے ایک کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا اور ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا۔ایک صاحب نے کہا اسے ہم چھاپیں گے میں نے مسوّدہ انہیں دے دیا۔ دس برس تک وہ انکے ہاں پڑا رہا، پھر کسی اور صاحب کو دی گئی پانچ برس انکے ہاں یہ مسوّدہ پڑا رہا۔

اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اس پر نظر ثانی کرلی جائے چنانچہ

دوبارہ ترتیب دی اس کتاب کو شروع کیا مرض الوفات کے حالات سے، پھر تجہیز و تکفین کے مسائل یکجا طور پر نقل کئے پھر اس میں وصیت نامہ اور ترکہ کے احکام بھی شامل کر لئے اس طرح یہ بھی اپنے موضوع پر ایک منفرد انداز کی کتاب مرتب ہوگئی اور بہت سے علمائے کرام نے اس پر نظر بھی فرمائی، اور خوب انداز سے شائع ہوگئی۔

تالیف وترتیب میں حضرت عارفیؒ کی ایک عادت

الحمد للہ میں نے جو کتابیں مرتب کی ہیں، انکے مضامین اگر چہ سبھی اپنے حضرت کے مواعظ اور ملفوظات اور دیگر مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں مگر پھر بھی میری عادت یہ رہی ہے کہ اپنے احباب کو دکھلا دیتا ہوں اس میں میری نیت یہ ہوتی ہے کہ یہ احباب بھی ثواب میں شریک ہوجائیں۔ اور اس سلسلے میں ایک بات اور بھی ہے جو ذرا گہری اور باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اس طریقے سے اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ جب اس کتاب کی تحسین وتعریف ہو تو میرا نفس مجھے یہ نہ کہے کہ تم نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کی بڑی تحسین ہو رہی ہے۔ اور واقعی یہ بات بھی ہو، کے اس کی خوب تعریف لوگ کر رہے ہوں تو اس وقت میں اپنے نفس سے خطاب کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ کتاب فلاں فلاں حضرات کو دکھائی تھی، اور انکی تصدیق کے بعد شائع کی گئی ہے۔ اگر ان حضرات کی تصدیق نہ ہوتی تو کیسے کام چلتا، تو اس میں تو سبھی شریک ہیں میں کیا اکیلا ہی اس کام کو کرنے والا ہوں؟ تو پھر نفس کو فخر ومباہات کا الحمد للہ موقع نہیں ملتا۔ اب یہ ایک باریک بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

یا اللہ ہمیں فہم سلیم عطا فرمایئے دین کامل اور دین صادق عطا فرمایئے اور اس کے

اوپر اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائیے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے اور اگر ہم سے لغزشیں ہوں، کوتاہیاں ہوں، تو اے اللہ اپنی شان رحیمی و رحمانیت سے معاف فرماتے رہیئے۔

اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا توئثر علینا وارضنا وارض عنا.

یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے ہم کو راضی کر لیجئے یا اللہ آپ نے جب دین عطا فرمایا ہے تو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائیے اس کو شرف قبولیت بھی عطا فرمائیے اعانت و نصرت بھی فرمائیے ہماری ایمانی قوتوں کو ہمارے ایمانی تقاضوں کو بیدار فرمائیے تا کہ ہم آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل سکیں اور اس طرح چل سکیں جیسے آپ کے مقبول بندے جن سے آپ نے ہم کو وابستہ کیا ہے۔ یا اللہ اُن کے درجات بلند فرمائیے ان کو عالی مرتبہ عطا فرمائیے ان کے فیوض و برکات کو جاری و ساری فرمائیے تمام مسلمانوں کو اس سے فیضیابی نصیب فرمائیے یا اللہ ہم سب سے محتاج ہیں یا اللہ نفس وشیطان ہمارے ساتھ ہے اس سے ہمیں محفوظ رکھیئے۔

اللھم انی اعوذبك من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا.

یا اللہ ہماری حفاظت فرمائیے۔

اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرة

جو دین عطا فرمایا ہے اس میں استقامت عطا فرمائیے اسی پر زندگی عطا فرمائیے اپنی رضاء کاملہ کا مورد بنا دیجئے یا اللہ اسی پر ہماری موت ہو اور اسی پر ہمارا حشر ہو۔

رب اعوذ بك من ھمزات الشیاطین واعوذ بك ان یحضرون.

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونور عرشه محمد وعلى آله واصحابه اجمعین

برحمتك يا ارحم الراحمين

اصلاحی تعلق کی برکت

۲۴ مارچ ۱۹۸۰ء بروز پیر

۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء بروز جمعرات

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
امّا بعد

اگر کوئی شخص دین کی بات پوچھ لے یا کوئی سوال کرلے تو اس پر زبان کھل جاتی ہے اور مزہ آنے لگتا ہے بات کرنے میں۔

کھانا کھاتے وقت کس طرح کی باتیں کی جائیں؟

ایک بزرگ تھے مدینہ طیّبہ میں مولانا بدر عالم میرٹھی بڑے درجے کے عالم تھے۔ اخیر عمر میں ان کے سر میں چکر آتا تھا بیٹھتے نہیں تھے لیٹے رہتے تھے بے چارے بہت مجبور ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے کھانے پر مدعو کیا تو میں نے عذر کرلیا کہ آج میں کسی دوسری جگہ مدعو ہوں تو انہوں نے دوسرے روز اتنے ہی تکلف کے ساتھ مجھے اور میرے ساتھیوں کو بلا لیا اب وہ لیٹے ہوئے تھے اور دوسرے لوگ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے کہ حضرت مولانا تھانوی ؒ کا کیا معمول تھا کھانا کھاتے وقت کس طرح کی باتیں کرتے تھے۔ اب ہم کھانا کھا رہے ہیں اور ان کا جی چاہتا ہے کہ میں حضرت کی باتیں سنوں۔ انہوں نے حضرتؒ کا معمول پوچھا تو ہم نے کہا کہ حضرت والا کی ہر ادا سنّت میں ڈھلی ہوئی تھی اور حضرت نے اپنی عادت ثانیہ بنالی تھی۔ حضرت کی عادت کھانے کے وقت کوئی اہم بات کرنے کی یا غور طلب بات کرنے کی نہیں تھی بلکہ تفریحی باتیں کرتے تھے کبھی کوئی بات چھیڑ دی اور کبھی کوئی بات چھیڑ دی کوئی خاص بات نہیں تھی اسی طرح کھاتے بھی رہتے اور تفریحی باتیں بھی کرتے رہتے۔ لہٰذا کھانے کے وقت تفریحی باتیں ہی کرنا چاہیے کوئی اہم بات تصوف، یا شریعت کی وہ اس وقت نہیں کرنا چاہیے۔ ہر بات کا ایک موقعہ اور محل ہوتا

ہے۔

کھانے کے دوران سوال وجواب:

اب اس کے بعد پوچھا کہ کیا کیا چیزیں مرغوب تھیں حضرت کو۔ کیا کیا کھاتے تھے تو مجھے جو کچھ معلومات تھیں میں بتا تا رہا۔ حضرت کی تفریح بھی ہوگئی اور کھانا کھاتے رہے وہ بھی ایک آدھ سوال کرتے رہے تو یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی پوچھ لے تو زبان کھل جاتی ہے لیکن جب کوئی عنوان ہی نہ ہو گفتگو کرنے کا تو طبیعت کھلتی نہیں ویسے تو بھائی جتنی اہم باتیں تھیں معاشرے کے لحاظ سے، اخلاق کے لحاظ سے، عقائد کے لحاظ سے، عبادات کے لحاظ سے مختلف نشستوں میں کچھ نہ کچھ ہم کہتے رہے الحمد للہ آپ لوگوں کو طلب ہے اور آپ لوگ کچھ فائدے بھی محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک واسطہ بنا دیا ہے کسی کو اچھی بات معلوم ہو جائے۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر:

ایک دن بڑا لطیفہ ہوا کہ ہم تنہا پہنچ گئے حضرت شاہ بدر عالم میرٹھی کے پاس اور کوئی ساتھ نہیں تھا کہنے لگے کہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق حضرت ؒ کی کیا رائے تھی میں نے عرض کیا کہ نماز کے اندر لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کو حضرت اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

بجلی فیل ہونے کا اندیشہ:

اور اسی طرح اذان میں بھی کیونکہ آدھی اذان ہوئی اور بجلی فیل ہوگئی۔ خطبہ ہو رہا ہے۔ بجلی فیل ہوگئی۔ نماز ہو رہی ہے۔ بجلی فیل ہوگئی یعنی بجلی چلی گئی تو اب مقتدیوں کو دھوکا ہونے لگتا ہے نماز میں۔ پہلے تو مکبر ہوا کرتے تھے دوسری صف میں سے تکبیر کہتے رہتے تھے، اس لیے میں نے کہا کہ حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

ریڈیو کا استعمال:

کہنے لگے اچھا ریڈیو کے متعلق حضرت کی کیا رائے تھی میں نے کہا کہ ریڈیو کے متعلق بھی حضرت کی یہی رائے تھی کہ اس کا اچھا اچھا ہے اور برا برا ہے۔ اگر کوئی تقریر ہے یا اہم اعلان ہے، یا کسی کا رویہ اور اخلاق کی خبر رسانی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اگر اس میں گانا بجانا یا لغو پروگرام ہے تو اس سے وقت کا ضیاع بھی ہے اور سننے والے کے اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں اور ایک لغویت محض ہے حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر کے بیانات، احادیث کا بیان کرنا اس کو بھی حضرت پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ آلات لہو لعب ہیں، اب جس اسٹیج سے بے حیاء، بے شرم عورتیں بجارہی ہوں۔ لغو پروگرام نشر کیے جارہے ہوں اس پروگرام اور اس اسٹیج پر اللہ کا کلام بھی آجائے۔ احادیث نبوی بھی آجائے تو یہ بے ادبی ہے اور احترام کے خلاف ہے۔ اس لیے حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ اس اسٹیج سے اسی قسم کی چیزیں نشر کی جائیں۔ ٹیپ ریکارڈر کا استعمال۔

کہنے لگے کہ ٹیپ ریکارڈر کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کہا کہ ٹیپ ریکارڈر تو بالکل محفوظ چیز ہے۔ جیسی بات کہی گئی سن لی گئی یعنی اس کے سننے اور سنانے میں تو کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ آپ سے میں کیا مسئلے بیان کروں بات جو تھی میں نے حضرتؒ کی عرض کردی کہنے لگے کہ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ٹیپ ریکارڈر سن لیجیے اور کہنے لگے جلدی بلاؤ جلدی بلاؤ اس لڑکے کو کہا کہ ٹیپ ریکارڈر لاؤ۔ ٹیپ ریکارڈر آیا تو اس میں انہوں نے شانِ خدا یا ایسی کوئی نظم ہے شان کریم چھپی ہوئی بھی ہے کتاب میں ہمارے پاس ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے ایک نظم کہی تھی تو اس کو ہمارے ایک

دوست نے سنائی ہوئی ہے اور وہ ٹیپ ہوگئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آپ کو سناؤں کتنے عنوانات سے انہوں نے اس چیز کا جواز دے کر سنانا شروع کیا بڑے خوش ہوئے پھر وہ۔ یہاں جب کراچی آئے وہ انگریزی تعلیم یافتہ بڑے عہدے پر تھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا انہوں نے۔ انہیں حدیث سے بڑا شغف ہوگیا تھا تو اس میں انہوں نے علم حاصل کیا حدیث کا اور احادیث بیان کرتے تھے۔ یہاں جب کراچی میں تو بہت تنگ حال تھے کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا ان کا بہت تنگی سے ان کے رہنے سہنے کا بھی انتظام تھا ان کا، بہت تنگی سے اخراجات پورے ہوتے تھے ان کے۔

ماہانہ ایک ہزار کو ٹھکرا دیا:

یہاں نشتر صاحب وزیر تھے وہ ان کو جانتے تھے انہوں نے کہا کہ ایک ہزار روپیہ تم کو گورنمنٹ دے گی آپ پندرہ منٹ احادیث نبوی ریڈیو پر سنا دیا کریں انہوں نے کہا کہ میری جان جاتی رہے میں اس طرح ادب واحترام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا میں احادیث نبوی کو ریڈیو پر نہیں سنا سکتا۔ لہٰذا ایسے تنگی کے عالم میں احادیث نبوی کو ریڈیو پر سنانا گوارہ نہ کیا۔ تو اس شان کے وہ آدمی تھے۔ اسی ضمن میں ان کا ایک واقعہ یاد آیا۔

اللہ کے دونوں ہاتھ یمین ہیں:

مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے مدینہ طیبہ میں جا کر رہ گئے تھے اس کا واقعہ بھی سنائیں کہ وہاں بھی کوئی ذریعہ معاش نہیں کوئی سلسلہ نہیں اللہ توکل پر جا کے رہ گئے تو جہاں مسجد نبوی میں بیٹھا کرتے تھے تو ایک عربی بھی ان کے بائیں طرف آ کر بیٹھ جاتے تھے خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوا کہ کوئی ایک اور صاحب آ کر بیٹھ گئے وہ عرب صاحب دائیں جانب آ کر بیٹھ گئے تو عرب نے ان سے کہا کہ معاف کرنا

آج میں آپ کے داہنے ہاتھ میں بیٹھ گیا ہوں انہوں نے بے ساختہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ یمین ہیں۔ اس نے کہا اَنتَ عَالِمُ آپ عالم ہیں انہوں نے کہا نہیں میں تو ایک معمولی سا آدمی ہوں۔ ان کو بے ساختہ ان کا کہنا کہ دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے یمین ہیں سمجھا کہ یہ کوئی علمی آدمی ہے۔ کچھ پوچھنا شروع کیا وہ کوئی عہدے دار بڑا سرکاری افسر اس نے جا کر فوراً ذکر کیا اپنے آفسر سے اور ان سے پوچھا کہ کہاں رہتے ہو ان کا وزیر تھا اس کا مکان خالی تھا مدینہ طیبہ میں وہ ان کو مکان دے دیا اور پھر اس کے بعد کوئی اور صورت ایسی ہوئی کہ ان کا وظیفہ بھی مقرر ہو گیا تو دونوں ہاتھ اللہ کے یمین ہیں اس بیان سے ایسی برکت ہوئی اس کے بعد کہ ان کی گزراوقات کے لئے وظیفہ بھی مقرر ہو گیا۔ بڑے متوکل آدمی تھے۔

درس حدیث سے کپکپی:

کہنے لگے کہ ایک دن ہم مسجد نبوی میں درس دے رہے تھے حدیث شریف پڑھی قال قال رسول اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث سے یہ منشاء ہے تو کہتے ہیں کہ دفعتاً حال میر یہ ہوا کہ یوں محسوس ہوا کہ حضور سن رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ حضور کا منشاء یہ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرلیا کہ میرا منشاء یہ نہیں تھا تو میں کیا جواب دوں گا۔ کہنے لگے کہ بدن میں لرزہ طاری ہو گیا اس قدر خوف پیدا ہو گیا یہ کہہ کر کہ اس حدیث کا منشاء ہے۔ حضور سن رہے ہیں اگر ناراضگی کا اظہار کیا کہ میرا تو یہ منشاء نہیں تھا۔ تو ایسی کپکپی ہوئی کہ اس دن سے ہمت نہیں ہوئی درس دینے کی گھر چلے گئے تو یہ ایسے لوگ تھے۔ باقی کسی کو اللہ تعالیٰ عجیب وغریب مراتب عطا فرماتے ہیں۔

تواضع اور انکساری:

ہم سے بڑی محبت کرتے تھے ہماری ایک کتاب چھپی تو ہمارے ایک دوست نے

ان کو جا کر دی سرھانے رکھی ہوئی تھی دوسرے دن ہم پہنچے کتاب نکالی اور ایک نعت سنائی۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

پڑھ کر ہم کو سنانا شروع کی۔ خود ہی لیٹے لیٹے۔ جب اس شعر پر پہنچے

دل پہ ایک تازہ چوٹ کھائی ہے
جب بھی ہم ان کے در سے گزرے ہیں

تو رونے لگے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

یہ اللہ والوں کی ادائیں بھی بڑی خوب ہوتی ہیں ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عرب آ گئے یہ لیٹے ہوئے تھے اس عرب نے کہا کہ بہت جی چاہتا ہے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی پیشانی کو بوسہ دوں اور آپ سے معانقہ کروں خوشی آپ کی لہٰذا اجازت دے دی انہوں نے معانقہ اور بوسہ کر لیا۔ تو میں نے کہا کیا مجھے محروم رکھئے گا کہنے لگے نہیں تو ایسے متواضع لوگ تھے۔ آگے سے کچھ بھی نہیں کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں بالکل متواضع اور عاجزی تھی۔ اور پاک صاف اور نیک طینت، بے تکلف اسلام اور بے تکلف ایمان ان لوگوں کا ہوتا ہے آج ان کی باتیں اتنی آ گئیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بڑی دین کی خدمت کرتے رہے۔

حضرت تھانویؒ کی بلندی:

اہل حق کسی بھی مسلک کے ہوں، کسی بھی سلسلے کے ہوں ہمیشہ ان میں صداقت ہوتی ہے۔ اخلاص ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت تھانوی کی سب لوگ قدر کرتے تھے۔ مختلف سلسلے والے نقشبندیہ، قادریہ کوئی بھی ہوں۔ ہمارے حضرت کی بڑی قدر کرتے

تھے۔

ایک صاحب تھے عبدالمالک صاحب ان کا اور میرا ساتھ ہوگیا نقشبندیہ سلسلہ کے تھے کہنے لگے بھائی دنیا خالی نہیں ہے۔ بڑے بڑے بزرگ موجود ہیں اس وقت۔ بڑے بڑے درجے کے لوگ ہیں جس سے چاہو بیعت ہو جاؤ۔ جس سلسلے سے چاہو جڑ جاؤ بڑے بڑے فیوض و برکات والے لوگ ہیں کہنے لگے لیکن بھائی سچی بات اگر پوچھتے ہو تو اپنے تجربے سے کرتا ہوں یعنی کتنے برس کے تجربے سے کہ جو عقدے باطن کے حضرت تھانویؒ کے فقروں سے حل ہوتے ہیں وہ کسی کی تقریروں اور تحریروں سے حل نہیں ہوتے۔ کہنے گے سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت کا ایک فقرہ بھی بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دل کی گرہ کھول دیتا ہے۔

حق پسند لوگ:

ایک بزرگ تھے وہ یہاں آیا کرتے تھے مولانا عبدالغفور مدنی صاحب میں نے ایسا متواضع آدمی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا ہی کیا اوّل تو۔ سابقہ پڑا بھائی بڑے عالموں سے بھی اور سلسلوں سے بھی اتنا متواضع میں نے نہیں دیکھا۔ برہنہ پا آتے تھے مجھے رہائش گاہ تک پہنچانے کے لئے کہتے تھے کہ تمہاری حضرت سے نسبت ہے۔ تو جو لوگ حق پسند ہوتے ہیں وہ کبھی یہ نہیں دیکھتے کہ نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ کیا چیز ہے بلکہ وہ دیکھتے ہیں کہ حق کہاں ہے تو وہ ایسے قدردان تھے۔

ایک عجیب واقعہ:

بہت سخت بیمار ہوئے مولانا عبدالغفور صاحب مدنی یہاں آئے علاج کے لئے تو ان کے ایک مرید نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالحیؒ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کسی وقت آ کر آپ سے ملیں گے۔ کہنے لگے نہیں ڈاکٹر صاحب کو زحمت نہ دیں میں خود چلوں گا۔ خیر یہاں

ڈاکٹروں نے معائنہ کیا ان کے قلب کے اوپر کوئی اثر تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اب ان کا مرض جو ہے وہ قابو میں نہیں آسکتا۔ بہت بڑھ چکا ہے ان کو واپس لے جاؤ واپس چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے تار کیا یہاں پاکولا والوں کو کہ ڈاکٹر عبدالحیٔ کو لے کر فوراً ہوائی جہاز کے ذریعے آجاؤ۔ دو آدمی میرے پاس پہنچے شام کو کہ حضرت نے آپ کو یاد کیا ہے بہت جلدی لہٰذا جلدی چلیے۔ میں نے کہا تو اب دیکھیے اس میں غور کرنے والی بات ہے۔ تو میں نے کہا من جانب اللہ ایک سامان ہوا ہے روضہ اقدس پر حاضری ہو جائے گی ایک عمرہ بھی مجھے مل جائے گا۔ اگر میرا شیخ سے تعلق نہ ہوتا اور میرے شیخ کو پہچاننا بھی آسان نہیں تھا اللہ کا احسان عظیم ہے کہ ان کی صحبت میں رہ کر کچھ فہم پیدا ہوئی لہٰذا میں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا میں نے کہا مفت میں منجانب اللہ ایک سامان ہوا ہے فوراً قلب نے اور ضمیر نے کہا کہ تم کو یقین ہے کہ انہوں نے بلایا ہے اور تمہاری دوا سے فائدہ ہو جائے گا یہاں کے ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں اور غرض تمہاری ان کی اخراجات سے ان کے لے جانے اور پہنچانے سے کہ ایک سہولت جو ملی ہے وہاں سے عمرہ ہو جائے گا، روضہ اقدس پر حاضری ہو جائے گی کتنی بڑی خیانت ہے کہ ان کی امید بن کے جا رہے ہو کہ ان کے آنے سے کچھ علاج ہو جائے گا۔ کہا تمہیں تقویت ہے اس کی تم کو اطمینان ہے کہ تمہاری دوا سے افاقہ ہو جائے گا۔ جب کہ ڈاکٹروں نے اور اسپیشلسٹ سب نے جواب دے دیا۔ میں نے کہا یقیناً یہ خیانت ہے میں نے معذرت کر لی۔ اب اس کو کہتے ہیں فیوض شیخ۔ شیخ کی توجہ کہ تم خائن بن رہے ہو۔ غرض تو تمہاری یہ ہے کہ تم عمرہ کر لو گے اور روضہ اقدس پر حاضری دے لو گے۔ اور بہانہ جو ہے یہ تمہاری نیت کا خلوص نہ ہوگا۔ بلکہ یہ تمہارا ایک دھوکا ہوا میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ دیکھیں سچی بات تو یہ ہے کہ ان کی حالت غیر قابل اطمینان ہے۔ آپ

جا رہے ہو تو ہوائی جہاز سے آپ میری دوائیں لے جائیں تین دن کی دوا دیتا ہوں اگر اس سے کچھ افاقہ محسوس ہو تو پھر تار دے دیجیے گا میں چلا آؤں گا تو تین دن کے اندر ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے بڑا اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ دیکھیے میں کتنا بڑا خائن ہوتا کہ اس بہانے سے پہنچ جاتا اور پھر مجھے اطمینان بھی نہیں تھا۔ اور خلوص بھی نہیں تھا نیت میں، تو ایسے وقت میں شیخ کی رہبری اور رہنمائی ہوتی ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ بجائے اس کے کہ افسوس ہوتا بڑی خوشی ہوئی۔ جو کہتے ہیں کہ بزرگوں کے فیوض و برکات کیا ہوتے ہیں بس اللہ تعالیٰ عین موقع کے اوپر ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔ ورنہ یہ بات میرے دل میں عمر بھر کھٹکتی۔

ایک اور حج کی پیش کش:

ایک ایسا اور موقعہ ملا جس میں اللہ تعالیٰ نے میری رہبری کی کہ میں حج و عمرہ و زیارات مدینہ کے متعلق کچھ مشتاقانہ باتیں کر رہا تھا ایک صاحب کہنے لگے کہ آپ سے کوئی چپکے سے بات کہنی ہے کہنے لگے کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں حج کراؤں گا سارے اخراجات میرے ذمے میں نے کہا نہیں کہنے لگے کہ آپ بالکل بے تکلف ہو جائیں۔ اب صاحب ایسا محسوس ہوا کہ کان میں شیخ سعدیؒ نے شعر پڑھا۔

رفتن بہ پائے مرد ئی ہمسایہ در بہشت
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است

تاویلات کرنا جرم ہے:

ارے میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ شیخ سعدی مجھے چپکے سے کہہ گئے میں نے کہا کہ بھائی میں مقروض بہت ہو رہا ہوں آج کل جب تک قرض ادا نہ ہو جائے میں نہیں جانا چاہتا۔ کہنے۔ لگے کہ قرض میں ادا کر دوں گا قسطوں میں آپ ادا کر دیں۔

اب کیا عذر کروں میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا قصہ مختصر کہ میرا دل نہیں چاہتا۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ کسی شیخ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اللہ خود رہبری و رہنمائی فرماتے ہیں۔ ورنہ انسان بذات خود کیا طے کرے۔ نفس نہ جانے کتنے فریب دیتا ہے۔ کتنے دھوکے دیتا ہے۔ کتنی تاویلیں کرتا ہے۔ کتنی مصلحتیں بتاتا ہے۔ اب طریقت جس کا نام ہے اللہ کا تعلق جس کا نام ہے، اتباع سنت جس کا نام ہے، وہاں تاویلات اور مصلحت کوشی جرم ہے۔ عافیت یہ بڑی چیز ہے۔ یہ اخلاص نیت ہے۔ صداقت ہے۔ یہ انسان کی شرافت کے بڑے جوہر ہیں اسلام کا بڑا طرہ امتیاز چیز ہے تقوٰی، دعا ہے، اخلاص ہے، صداقت ہے۔ تو یہ چیزیں ان کی تعریف پڑھ لینے سے، یا کتابوں میں سمجھ لینے سے نہیں آتی یہ چیزیں تو کسی اللہ والے کی صحبت میں ہی بیٹھنے سے میسّر آتی ہیں۔ یہ چیز ایسی نہیں ہے کہ کتابوں سے حاصل ہو۔ بلکہ جو فرمایا

کہ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یہ عقدے حل ہوتے ہیں۔ قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فراست عطا فرماتے ہیں۔ تدبّر عطا فرماتے ہیں یہ سب انسانی دل و دماغ کے جوہر ہیں۔

بڑے بڑے ذہین گمراہ ہو گئے:

بڑے بڑے ذہین لوگ۔ جن کو اپنی ذہانت اور ذکاوت پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا اپنی ذہانت سے اور ذکاوت جب ان کی تیز ہوئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ گمراہ ہو گئے۔ متکبر ہو گئے۔ ہٹ گئے راستے سے، شیطان نے مار دیا ان کو۔ اور اگر کسی شیخ سے وابستگی ہو تو الحمد للہ پھر ہزار مرتبہ شیطان و نفس مصلحتیں بتائے اللہ تعالیٰ بچا لیتے ہیں۔

شیطان میں تین عین ہیں:

نفس کہاں کام کرتا ہے اور شیطان کہاں کام کرتا ہے۔ یہ بھی ہمارے حضرت والاؒ نے واضح کیا۔ شاید ہماری کتاب میں آگیا ہے کہ نہیں آثر میں کہ شیطان تو مصلحتیں بتاتا ہے کہ اس کام میں یہ مصلحت ہے اس کام میں یہ خوبی ہے۔ یہ ضرور کرلینا چاہیے اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ اور نفس کہتا ہے کیا حرج ہے ہم ایسے متقی تھوڑے ہیں، کون دیکھتا ہے یہ بات کرلینا چاہیے اس کی گنجائش ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ تو نفس تاویلیں کرتا ہے اور شیطان مصلحتیں بتاتا ہے۔ کیسے بچے انسان بڑا مشکل ہے نفس رانتواں کشت الا بظل پیر ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ شیطان بڑا عالم ہے اس لیے کہ اگر اتنا بڑا عالم نہ ہوتو عالموں کو دھوکا کیسے دے۔ بہت بڑا عابد ہے عابدوں کو دھوکا دے دیتا ہے۔ عالموں کو دھوکا دے دیتا ہے۔ اور شیطان عارف بھی بہت بڑا ہے۔ عارف تو اتنا بڑا ہے کہ اللہ میاں نے اس سے کہا کہ تو مردود ہے اور نکال دیا قیامت تک کے لئے عارف اتنا بڑا ہے کہ کہا آپ اللہ ارحم الراحمین ہیں۔ رحمانیت کی صفت اللہ پر غالب رہتی ہے غضب کرتے نہیں فوراً اجازت مانگی کہ مجھے اجازت دے دیجیے اور مہلت مانگی۔ اتنا بڑا عارف ہے کہ عین غصے کے وقت، غصے کی حالت میں قہر جب ہو رہا ہے دعا کرلی تو وہ قبول ہوگئی۔ اچھا جا۔ خیر وہ تو مصلحت الٰہی تھا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ عاشق نہیں تھا۔ اگر عاشق ہوتا فوراً سجدہ کرلیتا۔ حکم کی تعمیل کرتا۔ تو ہر ایک کو دھوکا دیتا ہے وہ بنایا ہی اس لیے ہے۔ اس کا وجود ہی اس لیے ہے۔

پھر اللہ کی رحمت کے مورد بن جاؤ گے:

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ نفس و شیطان نے ہم کو برباد کرڈالا۔ نفسانیت اور

شہوانیت ہمارے جذبات اُبھارتے رہے۔اور ہم سے ایسے ایسے کام کرالیے اس نے
کہ جو ہماری تباہی اور بربادی کا ذریعہ بن گئے۔لیکن جب ہم نے اللہ والوں سے تعلق
کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگ گئے اور کچھ ذکر و شغل شروع کر دیئے کچھ اوراد
وظائف شروع کر دیئے۔ کچھ بزرگوں کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں، کچھ تزکیہ
نفس کے آداب ہم نے ان سے سیکھ لیے کچھ مجاہدے کر لیے اور ریاضتیں کر لی تو اب
معلوم ہوتا ہے کہ نفس و شیطان تو ہمارے محسن۔ پہلے تو ہم ان کو دشمن سمجھتے تھے اب
ریاضتیں کرنے کے بعد یہ معلوم ہونے لگا۔اور صلاحتیں ہماری درست ہوئیں تو معلوم
ہوا کہ یہ تو محسن ہیں ہمارے۔ ہم کو بدی کی طرف مائل کرتے ہیں۔اور ہمارا رجحان اور
طبعیت اس طرف ہوتا ہے اور فوراً اتنبہّ ہوتی ہے کہ یہ تو نفسانیت ہے۔اس میں
شہوانیت ہے۔اس میں حیوانیت ہے۔تو فوراً رک جاتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں تو اللہ
کی رحمت کے مورد بنتے ہیں۔تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ نفس و شیطان ہمیں نہ بہکانے
آتے اور ہم اپنی منزل سے نہ ہٹتے تو مورد کیسے بنتے اللہ کی رحمانیت اور غفاریت
کے۔تو نفس و شیطان کے بہکانے سے قرب خداوندی بڑھا کرتا ہے۔تعلق مع اللہ
بڑھتا ہے۔بھائی شرط یہی ہے کہ کسی بزرگ سے وابستہ ہو جایئے۔ بچانے والے وہی
ہوتے ہیں۔کوئی نہیں بچا سکتا۔

امام رازیؒ کا واقعہ:

ایک قصہ شاید ہم نے کبھی بیان کیا ہے آپ کے سامنے۔امام رازیؒ کا۔ بہت
بڑے عالم تھے،فلسفی تھے،فخر الدین رازیؒ ایک بزرگ کے پاس پہنچے وہ اس زمانے
کے بڑے بزرگ تھے۔کہا کہ حضرت یہ علوم باطن کیا چیز ہیں۔علوم ظاہر تو ہم نے
سب پڑھ لیے اور بڑا اس میں الحمدللہ درجہ کمال حاصل کر لیا ہے۔کوئی اشکال باقی

نہیں رہالیکن یہ علوم باطن کیا چیز ہوتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ علوم باطن کو کیا کرو گے بس تمہارے پاس سرمایہ کافی ہے چلے جاؤ۔امام رازیؒ نے نہیں حضرت اس میں سے بھی ہم کچھ چاہتے ہیں۔انہوں نے کہا صاحب اچھی بات ہے سردی کا زمانہ تھا اٹھے اور اپنا کمبل جو تھا وہ ان پرڈال دیا اور کہا ہم ابھی آتے ہیں تم بیٹھواس جگہ اب وہ جب لوٹ کے آئے تو یہ اِدھر اُدھر بڑی پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔انہوں نے کہا کیا دیکھ رہے ہو۔امام رازیؒ نے کہا کہ کان سے کچھ آواز نکل رہی ہے سُر سُر ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ نکلنے دو یہ فلسفہ تمہارا نکل رہا ہے۔ارے عمر بھر کی کمائی میری کمبل کو پھینک دیا کہ جب میری عمر بھر کی کمائی غارت ہو جائے گی،اور میں خالی رہ جاؤں گا۔

آخری وقت میں تعلق کام آگیا:

اب ان کا آخری وقت ہوا کہ اس وقت یہ بزرگ جن کے پاس یہ آئے تھے وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے لوٹا ہاتھ میں تھا۔وضو کرتے کرتے رک گئے اور لوٹا ہاتھ میں لیے رہے۔اور چہرے کے اوپر بڑا تعب معلوم ہو رہا تھا۔خادم دیکھ رہے تھے کیا بات ہے خاموش ہو گئے ہیں اور چہرہ سرخ ہو گیا ہے اور لوٹا ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔بس ایک دفعہ لوٹا پھینکا اور کہا کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں اللہ کو بے دلیل پہچانتا ہوں۔اس کے بعد بیان کیا کہ اس وقت امام رازیؒ کا آخری وقت تھا۔نزع کا وقت تھا شیطان پہنچ گیا کہ کیا لے چلے دنیا سے انہوں نے کہا توحید۔شیطان نے کہا کہ توحید کے کیا معنی۔جواب دیا وحدہ کہا کیا دلیل ہے آپ کے پاس اس کی انہوں نے ایک دلیل پیش کی رد کر دی شیطان نے۔دوسری کی،تیسری کی چوتھی کی یہ برابر دلائل یہ دلائل پیش کرتے رہے اب وہ رد کرتا رہا شیطان اب ان کے پسینے چھوٹنے لگے۔وہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے منکشف کر دیا ان بزرگوں پر جن کا کمبل اوڑھ چکے تھے۔

میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

اللہ کے ایک بندے کا کمبل اوڑھ لیا ہے تو اس وقت اللہ کی شانِ رحمانیت یہ تھی کہ اس کو کیوں محروم کیا جائے۔ تو ان پر منکشف کر دیا کہ شیطان سے مکالمہ ہو رہا ہے امام رازی کا۔ تو جب یہ ننانوے دلیلیں ان کی شیطان نے رد کر دیں اب ان کے پسینے چھوٹنے لگے۔ انہوں نے لوٹا پھینک دیا اور کہا کہ میرے پاس سوویں دلیل یہ ہے کہ میں نے خدا کو بے دلیل پہچانا بس یہ کہا اور پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ اور انتقال کر گئے۔ تو بزرگ سے جو تعلق ہوتا ہے یہ آخری وقت بھی کام آ جاتا ہے۔ کسی سلسلہ متبرکہ مقدسہ سے وابستگی ہو تو بزرگانِ دین کی عالم ارواح سے چونکہ وہ واسطہ بنتے ہیں عالم اجسام میں، عالم ارواح میں بھی واسطہ رہیں گے انشاء اللہ عالم حشر میں بھی واسطہ رہیں گے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

اس دن اللہ کی شان کریمی اور رحیمی ہو گی کہ اپنے مقبول بندوں کی سفارش سے ان کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی بھی بخشش ہو گی۔ کسی اللہ والے سے تعلق ہونے میں بڑی عافیت ہے کہ شیطان و نفس سے انسان بچا رہتا ہے۔

ارواح سے تعلق:

یہاں ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے حکیم محمد یعقوب صاحب تھے۔ برنس روڈ پر۔ کہ بزرگوں کی ارواح سے کیا تعلق ہوتا ہے۔ یہاں اہل بدعت بہت بہک گئے ہیں اور اہل حق اپنی حدود کے اندر ہیں۔ انکار نہیں کیا جا سکتا وہاں کے نیک بندوں کی روحانیت سے۔ خوابوں میں آنا ہے۔ بشارت ہوتی ہے۔ القاء ہونا ہے۔ یہ سب من

جانب اللہ ہوتا ہے۔ باذن اللہ ہوتا ہے۔ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہبری و رہنمائی فرماتے ہیں ہم کو چونکہ اپنے بزرگوں سے محبت ہوتی ہے اس لیے اگر ہماری کبھی رہنمائی ہوتی ہے تو ان کی صورت میں یا ان کے خواب میں آ کر انہوں نے بیان کر دیا یا کسی اور طریقے سے۔

ایک عبرتناک واقعہ:

حکیم صاحب ایک قصہ بیان کر رہے تھے کہ ایک جنازہ آیا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے امام صاحب آگے بڑھے جھجکے جلدی سے پیچھے آ گئے تو جیسے ہی پیچھے آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے ان کے کندھے پر وزن ہے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کے شیخ کی شبیہ تھی اب دیکھیے یہاں پر جو کمزور عقیدے والے ہوتے ہیں تو بہک جاتے ہیں تو یہ من جانب اللہ ہے۔ اپنے بندے پر رحم کرنا منظور ہے۔ ان کے شیخ کو پتا بھی نہیں کہا دیکھو جاؤ بسم اللہ پڑھ کر اس کی ناف پہ ہاتھ رکھ دو یہ شخص زانی تھا اس کے ناف سے ایک شعلہ اٹھ رہا تھا جس کو امام صاحب دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے یہ شعلہ جو اٹھ رہا تھا اس کو دیکھ کر پیچھے آ گئے میت سے تو یہ ڈر گئے تو انہوں نے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھو بسم اللہ کر کے ٹھنڈا ہو جائے گا یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہو چکا ہے جس وقت اس کی نزع کا عالم ہوا تو اس وقت اس کی یہ حالت ہوئی تمام بزرگانِ سلسلہ نے بارگاہ نبوی میں سفارش کی اس کی کہ ہمارے سلسلے کی عزت اسی میں ہے۔ بھرم اسی سے ہے۔ جب یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہوا ہے تو اس کو محروم نہ کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور قبول ہو گئی تم بسم اللہ کہہ کر ہاتھ رکھو اور نماز جنازہ پڑھو۔ تو یہ حضرت کے سلسلے کی جو باتیں ہیں یہ بڑی معنی خیز ہیں۔ ان کے اندر بڑی قوت اور بڑی روحانیت ہے۔ ارے ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ ہماری اسی

سلسلے سے نسبت ہے۔ اب اہل بدعت یہاں پر کچھ بہک گئے اور حدود سے متجاوز ہو گئے ان پر حقیقت واضح نہیں ہوئی اس لیے انہوں نے غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ کر نہ جانے کیا کہانی بنالی۔ بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے سنا فلاں بہت بڑے بزرگ ہیں ان کے برکات ایسے ہیں ویسے ہیں تو ہم کو عقیدت لے گئی ان کے ہاں۔ کہ بھائی ہم بھی دیکھیں کہ کیسے بزرگ ہیں اگر ہمارے مزاج میں دنیاوی منافع ہیں۔ کچھ کاروبار میں ترقی چاہتے ہیں یا اور ایسی باتیں ہم چاہتے ہیں کہ جس سے دنیا ہم کو حاصل ہو۔ کسی بزرگ سے تعلق قائم کرلیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔ اور ایک ہے کہ محض اس وجہ سے تعلق قائم کیا ہے کہ یہ اللہ والے ہیں ہم کو بھی اللہ کا راستہ معلوم ہو جائے۔ تو اس کی اور اس کی نیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم گئے عقیدت لے کے گئے اور وہاں جو بیٹھے تو کچھ مناسبت معلوم ہونے لگی کہ جس خیال سے گئے تھے دین کی محبت لے کر۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت کی تکمیل کا خیال لے کر معلوم ہوتا ہے کہ حضور اسی طرز کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں مناسبت ہونے لگی، اب ہم نے ان سے مناسبت میں حاضری دینا شروع کردی تو دو چیزیں ہیں شیخ سے تعلق کی کثرت مجالست یا کثرت مکالمت مکاتبت تو اس سے تعلق قوی ہوتا رہتا ہے بار بار آنے سے تجدید ہوتی رہتی ہے تقویت ہوتی رہتی ہے تعلق بڑھتا رہتا ہے۔ اب ہم کو مناسبت ہوگئی ان سے۔ مناسبت ہونے کے بعد اب جب ان کے کرم اور برتاؤ ان کا سلوک ہمارے ساتھ کچھ اور بڑا ہمارا بھی کچھ نیاز مندانہ بڑھا تو محبت ہوگئی اور جب محبت ہوگئی اُن سے تو ہم جو گئے تھے ان کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور ان کے محبوب نبی کے ساتھ تعلق حاصل کرنے کے لئے گئے۔ حضرت ہی کا بیان ہے جب اللہ والے دیکھ لیتے ہیں کہ طالب کے اندر صداقت ہے طلب ہے اور والہانہ عقیدت و محبت ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ تم

سے تو بھائی محبت معلوم ہوتی ہے۔ تو یہ من جانب اللہ اِلقاء ہوتا ہے شیخ کو کہ تم اظہار کر دو کہ ہم نے اس کی محبت کو قبول کر لیا ہے شیخ تو واسطہ ہی ہوتا ہے ہم گئے تو تھے اللہ کی محبت کے لئے تو جب شیخ نے کہہ دیا کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں تو یہ منجانب اللہ ہے یہی کامیابی و کامرانی ہے۔

جب ان کو اعتراف محبت ہے آج سے
کیا اس سے بڑھ کر تمنا کریں گے ہم

حاصل تمنا تو یہ کہ اگر کوئی بزرگ کہہ دے کہ تم سے تو محبت معلوم ہوتی ہے تو یہ من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ اب وہ تعلق جو ہمارا تھا وہ اللہ کے لئے تھا۔ ایمانی اور روحانی تھا۔ نہ کہ جسمانی، اگر وہ عالم اجسام سے تشریف لے گئے تو ہمارا تعلق ان سے منقطع نہیں ہوتا آخرت میں کیونکہ عالم اجسام سے ان کی مفارقت ہوگئی لیکن ہمارا تعلق روحانی تھا اس لیے عالم برزخ سے بھی روحانی تعلق رہتا ہے۔ اور جو کچھ بھی فیض آتا ہے ہمارے اوپر جو کچھ بھی برکات کا نزول ہوتا۔ جو کچھ بھی ہم کو ثمرات ملتے ہیں سب اسی روحانیت کی وجہ سے یہاں بھی ہم لغزشیں کرتے ہیں یہاں بھی کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ یہاں نفس و شیطان بہکاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہی کی روحانیت کی معرفت ہماری اصلاح فرما دیتے ہیں۔ کہیں خواب میں بشارت ہوتی ہے۔ کہیں خواب میں تنبیہ ہوتی ہے۔ کہیں بیداری میں کچھ ایسے حالات آجاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دست شیخ از غائباں کوتاہ نیست ہے۔ تو عالم اجسام سے بھی روحانیت آتی ہے۔ کچھ اوراد و وظائف کی تاثیر ہے۔ اور کلام اللہ کی تاثیر ہے۔ نوافل کی تاثیر ہے۔ حج کی تاثیر ہے۔ اشراق کی نماز کی تاثیر ہے۔ اب یہ حدود کے اندر کر رہے ہیں اس لیے ان کی تاثیر اور ثمرات مل رہے ہیں۔ تو ہمیشہ چاہے شیخ یہاں دنیا سے تشریف لے جائیں عالم برزخ

میں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی روحانیت کے توسل سے ہماری اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔

شیخ کے جانے کے بعد فیض زیادہ ہوتا ہے:

ایک ہمارے بزرگ تھے خواجہ صاحب وہ تو کہتے تھے حضرت تشریف لے گئے جو کچھ تعلیم وتربیت فرمائی تھی وہ فرما گئے لیکن اب میں حضرت کا زیادہ فیض محسوس کرتا ہوں بہ نسبت زندگی کے اپنا اپنا ادراک ہے۔ اپنا اپنا لگاؤ ہے۔ تو یہ چیز ضمناً آ گئی باتیں کرتے کرتے۔ تو عبادات ریاضات نوافل وغیرہ ہر روز پڑھتے ہیں لیکن پوچھا جائے کہ کیا فائدہ ملا کیا ثمرات ملے تو اہل حق جتنے ہیں وہ تشنگی رکھتے ہیں یہ پہچان ہے اہل حق کی وہ کہتے ہیں کچھ نہیں ملا ارے کچھ کرتے ہو۔ ہاں کرتے سب کچھ ہیں ریاضتیں بھی کرتے ہیں، عبادات بھی کرتے ہیں اوراد بھی ہیں نوافل بھی ہیں سبھی کچھ حصے ہاں بھائی کیا حاصل ہوا ارے بھائی کچھ حاصل نہیں ہوا اور جو اہل باطل ہیں ان کی کیفیات، ان کے اندر کیفیات بھی ہیں۔ ان کے اندر محویات بھی ہیں۔ ان کے اندر سرور اور انبساط بھی ہے بس اس کو سمجھتے ہیں کہ ہم کو حاصل مل گیا۔ ہماری ریاضت کا حاصل ہمیں مل گیا جو کیفیات ہم پر طاری ہونے لگ گئیں اور جو واردات ہم پہ آنے لگ گئے تو یہ گویا ہماری عبادات وطاعات کا ثمرہ ہمیں ملنے لگ گیا۔ انہوں نے جس دن سے یہ محسوس کیا اسی دن سے ختم کچھ نہیں بچا گویا اپنی عبادات پر نظر گئی اس کے ثمرات پر نظر گئی عطاء الٰہی پر نظر نہیں گئی۔ اور ہمارے حضرات نے عطاء الٰہی پر نظر قرار دی کہ وہاں سے جو مل جائے اس پر شکر ادا کرو۔ اپنے اعمال کا اپنے ثمرات کا جو کچھ تمہیں محسوس ہوتا ہے سمجھو کہ انہی کے تصدق انہی کے طفیل سے ہے۔ تو ہاں یہ کہنا چاہتا

تھا میں کہ دیکھیے یہ ہمارے جو شجرے ہیں اس کی بھی حقیقت یہی ہے۔ تمام بزرگان دین نے تمام خانقاہوں میں سلسلے کا سلسلہ۔ سلسلہ اس طرح ہے کہ جس طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کے لیے اسماءُ الرجال ہے فلاں راوی، فلاں راوی اور قال قال رسول اللہ یہ راوی اور یہ راوی تو وہاں تک بات پہنچتی ہے تو راوی جتنے ہیں سب مستند ہیں معتبر ہیں مسلم شریف، بخاری شریف اس میں کیا چیزیں ہیں۔ صحاح ستہ اس میں جتنے بھی راوی ہیں سب مستند اور بڑے پکے عقیدے کے ہیں تو ہم نے اس کا صحاح ستہ نام رکھا ہے یہ حدیث غیر متزلزل ہیں بالکل معتبر ہیں مستند ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی آمیزش نہیں ہے۔ تو کلام اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب عالم امکان میں صحیح بخاری سمجھی جاتی ہے۔ تو کیا ہے کہ یہاں سب راوی صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح علوم باطن میں بھی یہ شجرہ جاری ہے کہ اس کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں فلاں مولانا کے اُن کا ہاتھ کسی میں اس کا کسی میں تو اسی طرح یہ سلسلہ حضرت علی۔ حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ تک پہنچا تو یہاں سے یہ سلسلہ چلتا ہے۔ تو یہ کڑیاں ہیں اسی لیے سلسلہ کہتے ہیں کہ کڑی در کڑی زنجیر وہاں تک پہنچتی ہے۔ تو ان بزرگانِ دین سے وابستہ ہو جانے سے الحمدللہ عافیت نصیب ہو جاتی ہے۔ تو اب جن سلسلوں کے اندر کچھ جواہرات کی کڑیاں ہیں۔ کچھ سونے کی کڑیاں ہیں۔ بزرگان دین کی باتیں سنتا ہے تو اس کی تشنگی پوری ہو جاتی ہے۔ اور محفوظ کر لیتا ہے دل و دماغ میں۔

اچھی بات سن کر اس پر عمل کرو:

ہمارے تجربہ میں الحمدللہ بہت سی ایسی باتیں آ گئیں، ہمارے بزرگوں نے ایسی ایسی باتیں بتائیں ہم نے طلب کے ساتھ سیکھا تو ہم نے محفوظ کر لیا آج تک محفوظ ہے۔ وہی آپ لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو اس میں ایک بات بہت اچھی

بزرگوں نے بتائی کہ جو بات کہیں اچھی سنو اور وہ ایسی ہو کہ عمل کے لئے ضروری ہو اور اس پر عمل کرنے سے دنیا کا نفع ہو یا آخرت کا۔ لہٰذا جب تم نے محسوس کیا کہ بات مفید ہے اچھی ہے تو دعا کرلو کہ یا اللہ میں نے آج بات اچھی سنی ہے اس پر توفیق عمل ہو جائے، دوسرا یہ کہ اس پر عمل بھی کرے کم از کم ایک دفعہ عمل بھی کرلو۔ تیسری یہ کہ اس کو یادداشت میں لکھ لو۔ کہ ہم نے فلاں بزرگ سے فلاں وقت یہ بات سنی تھی بڑی مفید معلوم ہوئی۔ تو یہ ایک بات ہے کہ کوئی اچھی بات سمجھ میں آئے تو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عمل عطا فرمادے اور کہیں سے کوئی بہانہ ڈھونڈ کے ایک دفعہ اس پر عمل بھی کرلیا جائے۔ یہ ہم کو اور آپ سب کو کرنا چاہیے۔ آج کل کے معاشرے میں جتنی خرابیاں ہو رہی ہیں ان میں سب ملوث ہیں۔ اس وقت معاشرے کی زد میں ہم آگئے ہیں کہ بدحواس سی زندگی ہماری ہوگئی ہے، اور ہر شخص لمحات اطمینان وسکون ڈھونڈتا ہے۔ ہر طرف پراگندی پراگندی بدحواسی، بدحواسی کہیں سکون کی بھی کوئی چیز ہے۔ تو اللہ کے ذکر میں، دین کی باتوں میں، رسول کی باتوں میں طبعیت فطری طور پر قبول کرتی ہے اسے تسلیم کرتی ہے۔ تو یہ جذبہ الحمدللہ آپ حضرات کی تشنگی کا۔ اس عمر میں بھی کہ میرے لیے بھی وسیلہ نجات ہو جائے کوئی بات کسی کی سمجھ میں آجائے۔ کسی کی زندگی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اس وقت حضرات علماء کے لئے بھی اور صوفیاء کے لئے بھی اور سب ان لوگوں کے لئے بھی جن کو کوئی دین کی طلب ہے اور کچھ دین حاصل کر رہے ہیں۔

ایک جذبہ اور ہونا چاہیے وہ جذبہ ہے دوسروں تک صحیح بات پہنچانا میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ میں نے ابتداء میں شیخ سعدیؒ کی گلستان بوستان پڑھی تھی۔ انوار سہیلی پڑھی تھی بڑی سبق آموز چیزیں ہوتی تھیں۔

کسی بزرگ کا قول ہے کہ جب کوئی اچھی بات سنو تو اس کی قدر کرو اور فوراً ایک عمل شروع کر دو کہ یا اللہ میں نے یہ اچھی سنی ہے آپ مجھے توفیق عمل عطا فرما دیجیے۔ ایک عمل تو یہ ہو گیا۔ دوسرا اس کو کہیں یادداشت میں لکھ لو۔ اس ماحول میں یہ بات سننے میں آئی۔ اور تیسری بات جو سب سے اہم ہے کہ ایک بار اس پر عمل کر لو۔

غیبت کمینی خصلت ہے:

چنانچہ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں آپ کے سامنے ہمارے ایک بڑے مکرم دوست تھے بزرگ بھی تھے خواجہ عزیز الحسن صاحب یہ حضرت کے بڑے خصوصیت کے لوگوں میں تھے اسکول کے انسپکٹر تھے۔ حضرت والاؒ کا ایک ملفوظ میں نے سنا تھا براہ راست یا چھپا ہوا تھا یہ یاد نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ غیبت جو ہے یہ بہت ہی کمینی خصلت ہے انسان کی کہ دوسرے کی برائی سے خوش ہوتا ہے یہ فطرت کا بہت کمینہ پن ہے اور اس کے لئے کلام اللہ میں بھی بڑی وعید آئی ہوئی ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تو بھائی غیبت ایسی بری چیز ہے۔ لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں۔

اگر غیبت کر رہے ہیں ہم ایسے شخص کی کہ ہم جانتے ہیں کہ اس تک ہماری یہ بات نہیں پہنچے گی۔ تب تو یہ معصیت خالص ہے توبہ کرنی چاہیے۔

ایسی غیبت پر معافی مانگنا ضروری ہے:

اور اگر یہ ہماری بات کسی ذریعے سے اس شخص تک پہنچ گئی جس کی ہم نے غیبت کی ہے تب یہ حقوق العباد میں آجائے گا اس سے معافی مانگنا ضروری ہے کیونکہ یہ اس کی دل آزاری ہوئی۔ مگر معافی مانگنے کا عنوان ذرا سوچ سمجھ کر اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جذبہ دینی اور اخلاص کی نیت سے جاؤ تو اس پر حضرت نے ایک بات فرمائی تھی کہ غیبت جسکی کی ہے اور معلوم ہوا کہ اس تک یہ بات پہنچ جائے گی اور پہنچ گئی ہے تو

اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ کسی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا ہم نے تمہاری غیبت ان لفظوں میں کر لی ہے۔ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ بڑے خاص دوست ہیں بھائی۔ ہمارے اور ان کے بڑے خاص تعلق ہیں۔ محبت و خلوص کے تعلقات ہیں لیکن نفس و شیطان نے بہکایا ان کی کچھ برائی ہو رہی تھی ہم نے بھی برائی کر لی۔ تو وہ حضرت نے کہا کہ جا کر انہی لفظوں میں کہو۔ ایسے ایسے عنوان سے ہم نے تمہاری غیبت کری۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اس پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔ اگر اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو کرو۔ تو جا کر اس سے معافی مانگو۔

معافی کس طرح مانگنی چاہیے؟

میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ پیاس معلوم ہو رہی ہے کہ کہ جلدی سے بلاؤ خادم کو تو یہ باتیں حضرت کی شروع ہو گئیں اور بہت دیر ہو گئی اس کو پانی لانے میں۔ کہا کہ ایسا منہ چڑھا آدمی ہے جہاں جاتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ اتنی دیر ہو گئی تو آواز دی ارے کہاں گئے خیر وہ تھوڑی دیر میں پانی لے کر آ گیا اور کہا کہ بیٹھ جاؤ ہم نے تمہاری غیبت کی ہے ایسا کہا ہے تم کو۔ ہمیں معاف کر دو تب پانی پئیں گے۔ خادم نے کہا کہ پانی لیجیے اور مجھے بھی معاف کر دیجیے تو کہا کہ اچھا آپ بھی میری غیبت کیا کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ دیکھا حضرت کا ملفوظ سنتے ہی ساتھ فوراً عمل کیا انہوں نے۔ فطرت انسانی ہے کہہ دیتا ہے کہ کیسا منہ چڑھا آدمی ہے کہاں بیٹھ جاتا ہے جا کر پانی لینے گیا تھا بیٹھ گیا۔ مگر ہمارے بزرگوں کی تعلیم یہ ہے کہ تنبہ ہوا ہم نے غیبت کر لی ہے۔ میں نے تو سوچا کہ مجھ سے تو یہ ناممکن ہے۔ میری فلاں صاحب سے تو بڑی دوستی ہے اور بڑے تعلقات ہیں اور محبت کرتے ہیں مجھے اچھا سمجھتے ہیں نیک سمجھتے ہیں۔ اپنا دوست سمجھتے ہیں تو میں نے کر لی تھی ان کی غیبت اور ان کو علم ہو گیا ہو اس کا یا

نہ علم ہوا ہو۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ جا کر معافی ان سے کن الفاظ میں مانگوں۔ حضرتؒ نے بھی لکھا ہے لیکن کہا کہ ایسا نہ کرنا کہ جاؤ تو خیر خواہی کے لئے اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے اور وہاں ہو جائے فساد کہ تم نے کیوں کہا ایسا۔ ہم کو تم کو ایسا نہیں سمجھتے تھے۔ تم بڑے ریا کار آدمی ہو۔ منافق ہو اور یہ اور وہ تو بھائی ذرا سوچ سمجھ کر مناسب الفاظ میں معافی مانگنا یہ نہ ہو کہ جاتے ہی ساتھ تم ان سے ایسا کہو کہ دفعۃً ان کو صدمہ پہنچے اور وہ بھی آگے سے سخت دل ہو جائیں۔ تو اس لیے میں نے اپنے اُوپر اندازہ کیا کہ میں کسی مخلص دوست کی غیبت کر کے کیسے ان سے معافی مانگوں گا۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ وہاں کا قصہ ہے ہمارے ہندوستان کا۔

ایک سبق آموز واقعہ:

پھر اتفاق ایسا ہوا کہ اسی حال ہی میں سات آٹھ دن کے اندر یہ بات محسوس کی کہ ایک ماسٹر صاحب رہا کرتے تھے ہمارے محلے کے قریب اور ان کے مکان کے نیچے ایک پریس تھا اس زمانے میں کچھ ذوق تھا مجھے اخبار میرے نام سے منسوب ہو گیا اور میں اس میں کچھ مضامین اور اداریے وغیرہ لکھ دیتا تھا۔ اور وہ اس پریس میں چھپا کرتا تھا تو میں ماسٹر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ میٹرک کا نتیجہ نکل آیا ہے اور پرائیویٹ طور پر آپ کے اسکولوں میں آ گیا ہے اگر آپ وہ فہرست دے دیں ہمیں تو ہم اپنے اخبار میں اس کو شائع کروا دیں کل صبح اخبار نکل جائیگا کہنے لگے نہیں بھائی میں نہیں دیتا اس لیے کہ میرے پاس اکثر لوگ آ رہے ہیں پوچھنے کے لئے اور میرے پاس ایک ہی پرچہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے مکان کے نیچے ہی ہے پریس میں اسے تاکید کر دوں کہ وہ آپ کو دے دیں۔ خیر میں چلا آیا انہوں نے وہ دیدیا۔ دوسرے دن جب دس بجے اسکول جا رہے تھے تو میرے دروازے پر آ گئے اور کہا کہ

بھائی دیکھیے آپ کو میں اپنا معظم محترم سمجھتا ہوں لیکن کل کے معاملے میں آپ نے مجھے ایسے مجبور کر دیا کہ میں نے ہر ایک سے آپ کی برائی بیان کی وعدہ کر کے گئے اور اب تک پرچہ واپس نہیں آیا۔ بھائی ایسے لوگ بھی اگر وعدہ خلافی کریں تو پھر کس پر اعتبار کیا جائے۔ اور ڈاکٹر صاحب یہ بڑی کمزوری محسوس ہوتی ہے انہوں نے کہا اپنے اوپر ذمہ داری ایسی لے لی کہ جوان کے امکان میں نہیں تھی۔ تو میں نے چند مختلف الفاظ سے آپ کے متعلق کچھ نا مناسب الفاظ استعمال کیے خدا کے لئے معاف کر دیں۔ ارے میں نے کہا کہ یہ تو حضرت تھانویؒ کی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ جس کو تم نا قابل عمل سمجھ رہے تھے اس کی عملی صورت سامنے آ گئی۔ میں نے کہا ماسٹر صاحب ایک تو ماسٹر ہو تم نے مجھے بھی ایسا سبق دیا ہے کہ جو مجھے یاد رہے گا کہ جس کو میں ناممکن سمجھتا تھا اس کو تم نے ممکن کر کے دکھا دیا۔ کہنے لگے کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا بزرگوں کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ اب میں نے اس کی تشریح کی کہ میں نے ایک صاحب کی غیبت کی۔ بھائی مخلص دوست ہیں۔ ملنا جلنا۔ بڑی محبت ہے اب ان کی غیبت ہوگئی اب میں جا کر ان سے معافی مانگتا ہوں تو کسی عنوان سے کہتا ہوں تو کہیں گے بڑا دھوکہ ہوا۔ عجیب طرح کے آدمی ہو۔ منافق ہو۔ بات عجیب طریقے سے کرتے ہو۔ تجربے سے معلوم ہوا کہ واقعی تم قابل اعتماد آدمی نہیں اور نہ جانے کیا سوچیں گے میرے متعلق۔ اور میری رہی سہی جو عزت تھی وہ ختم ہو جائے گی۔ نہیں مجھ سے تو ایسے موقع پر بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے تو کس طرح سے ان سے معافی مانگی جائے۔ کس طرح سے ان سے معاملہ کیا جائے۔ اب میں نے کہا کہ

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

یہ جذبہ ہے تمہارے دل میں کہ اپنے شیخ سے اصلاح لے رہے ہو۔ تو پھر ان کے اصلاحی مشورے پر تمہیں ضرور عمل کرنا پڑے گا۔ اللہ راضی ہوگا۔ اللہ خوش ہوگا۔ تمہیں تزکیہ نفس نصیب ہوگا، تمہیں ندامت ہوگی۔ تمہیں افسوس ہوگا تو بہ کرو گے اور آئندہ کے لئے یہ احتیاط کرو گے۔ چلو ان سے معافی مانگو میں نے اپنے تخیل میں یہ بات کہی کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو جائے تو یہ کروں گا مجھے کچھ پرواہ نہیں اگر چہ تعلق خراب ہو جائے۔ میں نے کہا کہ مجھ سے تعلق تھوڑا ہی ختم ہوا صرف وہ ہر ایک سے کہیں گے بھائی ہم ان کو اچھا سمجھتے تھے۔ مخلص سمجھتے تھے وہ تو آپ کی برائی کرتے ہیں۔ بری بات ہوتی ہے مجمع میں ایک سے دو دو سے چار میں نے کہا کچھ بھی ہو خدا کی مخلوق ناراض ہو لیکن اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ چلو اب میں یہ تخیل میں بات کہہ رہا ہوں اپنے دل میں خیر میں گیا۔ کہا کہ اچھا آپ نے میرے متعلق ایسی بات کہی ہے اور وہ بھی مبالغہ آمیز آپ نے مجھ پر الزام لگایا ہے چند آدمیوں کے سامنے اب میں ان کا جواب مکالمے میں سوچ رہا ہوں۔ وہ یہ کہیں گے خفا ہو جائیں گے۔ تو بھائی جو کچھ بھی ہو بھائی غلطی ہوئی مجھ سے میں نادم ہوں میں نے تمہاری غیبت کری بھائی دعا کرو کہ اللہ ہمیں معاف کرے آئندہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ شریعت کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی مانگو وہ معاف کر دے تو اس کی خوبی اور اگر وہ معاف نہ کرے تو تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہو۔ عند اللہ تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ لیکن جو دوسرے بھائی کا حق تلف کرے گا تو اس پر مواخذہ ہوگا۔ چلو بھائی ان سے معافی مانگو۔

معافی مانگنا حوصلے کی بات ہے:

اب ہم نے سوچا کہ اس کا اثر مابعد کیا ہو گیا ہم چلے آئے وہ خفا ہو گئے۔ منافق کہا

انہوں نے ظاہر ہے کہ سب کچھ کہا انہوں نے۔ اب ہم نے کہا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے غیرت اور حفاظت عزت کے لئے سب کچھ قربان کر دیا اور آ کر انہوں نے اس سے معافی مانگی۔ تو کہنے لگے کہ یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے حوصلے سے کام لیا۔ اس کا خیال نہ کیا کہ میری ان سے دوستی میں فرق آئے گا وہ مجھے کیا کہیں گے مگر اللہ کی رضا کے لئے انہوں نے صاف بات کی اور مجھ سے آ کر معافی مانگی تو مجھے معاف کر دینا چاہیے تھا۔ بڑے صبر و تحمل کی بات ہے۔ تو بھائی جب یہ بات ہے کہ غیبت کرنے کے بعد صاحب معاملہ سے معافی مانگنا پڑتی ہے۔ بھائی ہر ایک کی بات تو نہیں تو سننے والے کو تعجب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اور میری دوستی کا خیال بھی نہ کیا۔ اور میری ناگواری کا خیال نہ کیا۔ اللہ کی رضا کے لئے مجھ سے معافی مانگنے آئے تھے۔ اور مجھ سے بھی یہ ممکن تھا کہ میں نے کہہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے شیخ کی تعلیمات کے مطابق بڑے حوصلے سے کام لیا ہے۔ بڑے قابل قدر آدمی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ مجھے منافق سمجھتے یا اور میرے اوپر الزامات لگاتے۔ تو ان کو بھی تنبہ ہوا کہ میں اب کسی کی غیبت نہیں کروں گا۔ اگر کی تو مجھے یہ عمل کرنا پڑے گا اور شاید مجھ سے یہ نہ ہو سکے۔ الحمدللہ مجھے تسکین ہوگئی کہ اس میں کبھی کوئی گھاٹا نہیں ہے۔ کبھی کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو کام کیا جائے گا ضرور اللہ تعالیٰ اس میں اعانت فرمائیں گے۔

ہماری عزت کیا چیز ہے۔ عزت وہی ہے جو اللہ کے نزدیک ہو۔

ایک اچھا فقرہ، کہی سنی معاف کرنا:

اب رواج ہو یا نہ ہو ہمارے زمانے میں عورتوں میں یہ رواج تھا جب آپس میں کسی تقریب میں شریک ہوتی تھیں تو ان کے ہاں ایک فقرہ تھا کہ بہن کہی سنی معاف

کرنا سنا معاف کرنا یہ ایک فقرہ تھا جو محاورۃً تقریبات میں آپس میں ملتے وقت بولا جاتا تھا اس کا وہی مطلب ہے کہ اگر ہم نے تمہاری غیبت کی ہو یا غیبت سنی ہو بھائی معاف کرنا تو اجمالی طور پر یہ ایک معافی ہو جاتی تھی۔ ہمارے اور آپ کے نزدیک بھی ایسی بات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ملیں اور ایک دوسرے کی خیریت دریافت کر لیں تو کہیں کہ بھائی زندگی کا کیا اعتبار ہے اگر کبھی ہم سے کوئی بات ہو گئی ہو تو معاف کر دو ہمیں اور تم سے اگر کوئی ہو گئی ہو تو ہم بھی معاف کرتے ہیں۔

اللہ کی رضا کے لئے معاف کر دیں:

سید سلیمان ندویؒ بڑے مرتبے کے آدمی تھے کچھ عرصہ ایسا ہوا کہ ان کے داماد ہمارے ساتھ رجون پور میں تھے بالکل ہمارے مکان کے سامنے رہا کرتے تھے مہینہ دو مہینے ساتھ رہا ہم ان کے ساتھ چائے پیتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور عصر کے بعد چائے تو روزانہ ہوتی تھی۔ اور بے تکلفی کی باتیں بھی ہو جاتی تھیں۔ ہمارا حضرت سے بہت پرانا تعلق تھا ان کا نیا نیا تعلق ہوا تھا۔ ہماری بڑی عزت کرتے تھے ہمیں شرم معلوم ہوتی تھی۔ وہ حضرت کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور سنا کرتے تھے۔ وہ وہاں سے چلے گئے بھوپال۔ ان کو ایک عریضہ لکھا ہم نے کہ ہم کو آپ کے جانے کے بعد جو افسوس ہو رہا ہے وہ یہ کہ ہم نے آپ کی عظمت کا حق ادا نہیں کیا۔ آپ کی بزرگی کا حق ادا نہیں کیا۔ بہت بے تکلفانہ آپ سے باتیں کرتے رہے اور شاید اس انداز سے کیں کہ آپ کو معلوم نہیں ہم کو معلوم ہے کہ ہم نے اپنے حضرت سے یہ بات سنی۔ یہ بات سنی تو آپ سے مخاطبت کے وقت ہم اپنی جہالت کے سبب یہ سمجھے کہ آپ کو یہ بات معلوم نہیں تھی اور آپ خاموش رہے تحمل کیا آپ نے۔ ہماری باتوں سے ناگواری محسوس نہیں کی بس مجھے آج بہت ندامت معلوم ہو رہی ہے۔ ضرور ایسی حرکتیں مجھ سے سرزد

ہوئی ہوں گی جو آپ کے ناگوار خاطر ہوئی ہوں گی۔ آپ اللہ کی رضا کے لئے ہمیں معاف فرما دیں۔

تم بھی ہمیں معاف کردو:

انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ بات ہمیں تمہاری بڑی پسند آئی ہے۔ لیکن واقعہ ایسا نہیں ہے ہم نے تو تم کو اس نسبت سے دیکھا کہ ہمارے حضرت سے تمہارا تعلق ہے۔ اور جو تم بات کہہ رہے ہو وہ تمہاری نہیں ہے بلکہ ہمارے حضرت کی بات ہے ہم اس لیے اسے قبول کرتے رہے ہمیں کچھ بھی ناگواری نہیں گزری۔ تم نے تو ہمیشہ بزرگ ذات کا معاملہ کیا۔ ہم کو بڑا ہی سمجھا حالانکہ ہم اس قابل نہیں تھے۔ لیکن تمہاری تسکین نہیں ہوگی جب تک کہ تمہاری خاطر خواہ بات نہ ہو جائے۔ وہ بات یہ ہے کہ جو کچھ بھی تمہیں اندیشہ ہو کہ مجھے ناگوار ہوا ہو میں دل سے معاف کرتا ہوں۔ تو بھائی بات یہ ہے کہ ممکن ہے میری بھی کوئی بات آپ کو ناگوار گزری ہو تو مجھے بھی معاف فرما دیں۔ تو دیکھیں ان حضرات کو جو احتیاط ہوتی ہے اپنے قلب کی اصلاح کی تو وہ تو ہر نوک پلک کو درست کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ روزمرّہ کی زندگی میں یہی باتیں آتی ہیں انہی کو درست کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ رفتہ رفتہ قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں۔ قابلیت درست ہوتی ہے اور صحیح بات دل کے اندر جم جاتی ہے اور پھر اس کا اظہار ہونے لگتا ہے زبان سے بھی ہونے لگتا ہے اور عمل سے بھی ہونے لگتا ہے۔ تو بھائی اسی خیال سے آپ لوگوں کے سامنے بات کیا کرتا ہوں اور میرا ایسا خیال ہے کہ جیسا میں نے ابھی عرض کیا کہ اچھی بات سمجھ میں آجائے جیسے آج غیبت کا معاملہ سنا تو اپنے دوست سے عزیز سے کسی تقریب میں اسی عنوان سے ذکر کریں۔ تو ایک عمل تو یہ ہو جائے گا آج ایک بات غیبت کے متعلق ایسی سننے میں آئی کہ جس کا تدارک ہو جاتا

ہے۔ اور پھر آئندہ کے لئے دو چار دفعہ کہو گے عقل درست ہو جائیگی ایک دو سے بگاڑی دوسرے آدمی سے بگاڑی تو آئندہ انشاء اللہ اس گناہ سے اللہ بچادے گا۔

اب ان پر عمل شروع کردو:

ہم سے آپ کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہو چکی ہیں لہذا اب عمل کرو، عمل ہی سے سب کچھ ہوتا ہے۔ سننے میں لذت آتی ہے۔ کہنے میں لذت آتی ہے لیکن اصل جو چیز ہے وہ مجاہدہ ہے عمل ہے۔ عمل کرنے میں شروع شروع میں تو دشواری معلوم ہوتی ہے۔ سستی معلوم ہوتی ہے لیکن جب عمل کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو ہم آپ سے کیا کہیں کہ ایسی لذت معلوم ہوتی ہے کہ نہ علم میں ہوتی نہ سننے میں اور نہ کہنے میں اس وقت عمل میں بڑی لذت آتی ہے تو جب تک عمل نہ ہو جائے چین نہیں آتا۔

تو ہمارے تجربے سے جو آپ کو مفید باتیں معلوم ہوئی ہیں خدارا اس پر عمل کرنا شروع کردیں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حُسنِ کلام سے ہوگی
کوشش و اہتمام سے ہوگی

بہت ہی مختصر بہت ہی جامع، بہت ہی نافع باتیں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں خدا کے لئے عمل کرنا شروع کردیں۔ مختصر کو بھی مختصر کردیجیے فی الحال جب تک فرصت نہ ہو۔ کوئی عذر ہو تو معولات یومیہ جو ہیں ان کو شروع کردیجیے تھوڑا تھوڑا ہی سہی اور اسوۂ رسول اکرم کو اپنے سرہانے رکھیے اور ایک صفحہ روزانہ ضرور مطالعہ کیجیے۔ اور اس کو اپنی زندگی میں، عمل میں لانے کی کوشش کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اوراد وظائف اور اس کے بعض فوائد

۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

خط اور گفتگو کا عنوان:

ایک صاحب کا خط آیا انہوں نے ایک بات لکھی ہے کہ ہم اوراد و وظائف یومیہ اوقات کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جہاں کمی رہ جاتی ہے اسے اپنی ہمت سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ ہم پہلے سے بھی کرر ہے تھے۔ مگر کوئی فائدہ تو نظر نہیں آتا اور اس کا کچھ نفع تو محسوس نہیں ہورہا۔ اگر یہ ثواب ہی ثواب ہے تو ثواب کا بھی تو احساس نہیں ہوتا کہ کیا ملا اور کتنا ثواب ملا بس ایک ضابطہ کی بات ہے۔ خانہ پُری ہے کہ صبح نماز کے بعد کچھ معمولات پورے کر لیے پھر اسی بے وفا (دنیا) پر مرتے ہیں۔ پھر وہی زندگی پھر وہی دنیا پھر وہی اِس کے آلات کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

دعاؤں کے متعلق بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ ضابطہ کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں کہ بس ہم نے دعا مانگ لی اور جب کوئی وقت آتا ہے پریشانی کا تو دل لگا کر دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔

خط کا جواب:

ایسے سوالات کا جواب مخاطب کی استعداد و صلاحیت کے مطابق دیا جاتا ہے تو میں نے ان کو لکھا کہ کچھ اثرات محسوس ہوتے ہیں یا نہیں آپ اس جھگڑے میں مت پڑیں بلکہ جو کہہ دیا ہے اسے کئے جاؤ۔

اور یہ بھی لکھا کہ یہی بات پوچھنے کی ہوتی ہے۔ دل خوش ہوا کہ آپ نے کم از کم یہ تو محسوس کیا کہ کچھ اثر نہیں۔ اس حوالہ سے ایک بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور وہ

بات بار بار دہراتا ہوں اس لئے کہ اس کے دہرانے سے خود مجھے تسکین ہوتی ہے۔

غذا کس طرح خون میں تبدیل ہوتی ہے:

وہ بات یہ ہے کہ ہم نے اور آپ نے کھانا کھالیا۔ کھانا کھانے کے بعد ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کھانا کہاں چلا گیا۔ ڈاکٹر لوگ بتائیں یا نہ بتائیں کہ کچھ حصہ جگر میں گیا۔ کچھ حصہ معدہ میں گیا۔ اس قدر تو معلوم ہوتا ہے کہ الٹی سیدھی۔ کھٹی۔ میٹھی چیزیں مثلاً پھل۔ دال۔ گوشت۔ چٹنی وغیرہ سب کچھ کھالیا۔ انسان کے اندر کیسا نظام ہے کون ان تمام چیزوں کو جو کہ متضاد بھی ہیں تحلیل کر کے فضلات کو خارج کر دیتا ہے اور باقی کو خون میں تبدیل کر دیتا ہے اور یہ ہمارے ڈھانچہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ مشین جاری ہے اور ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور ہو رہا ہے برابر یعنی مسلسل یہ عمل جاری ہے۔ اور خون کی تقسیم بھی حیرت انگیز ہے اور اُس غذا سے جو خون تیار ہوا ہے وہ دَور کر رہا ہے سارے جسم میں۔ اور خون کے جو اجزاء ہیں وہ ایسے لطیف ہیں کہ جیسے دماغ میں پہنچتا ہے ویسے ہی ہزاروں رگوں کو بھی پہنچتا ہے اور یہ پہنچنا بھی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے یعنی جس رگ کو جیسے حصہ کی ضرورت ہے اسے وہی حصہ پہنچتا ہے۔

لیکن تاثرات۔ تخیلات۔ تصورات یعنی ہر حصہ جسم کا فعل الگ الگ ہے۔ حافظے کا فعل الگ ہے۔ دماغ کا فعل الگ ہے۔ یادداشت کا فعل الگ ہے الغرض کہ جوارح کے ہر جزء کا فعل الگ الگ ہے اور یہ خون ضرورت کے مطابق ہر ایک کو غذا مہیا کرتا ہے۔ دل کی غذا اس کے مطابق یعنی دل وہی غذا لے لیگا اس خون سے جو اس کے مطابق ہے۔ گردوں کو۔ ناخنوں کو۔ سیاہ بال الغرض کہ ہر ایک کو غذا پہنچ رہی ہے۔

اور وہ پہنچا رہا ہے کس قدر لطیف طریقے سے۔ کس قدر لطافت ہے اس کی مشیت کے اندر کہ محسوس بھی نہیں ہو رہا اور کام ہو رہا ہے۔ اور برابر کام ہو رہا ہے۔ بینائی اپنی

چیز پارہی ہے۔ سماعت گویائی اپنی تقویت پارہی ہے۔

روح کی مختلف کیفیات ہیں:

تو جب مادی غذا اور جسمانی غذا کا احساس نہیں ہورہا کہ اللہ پاک اندر ہی اندر کیا کام کررہے ہیں اسی طرح سمجھو کہ یہ اوراد اور وظائف تمام تر وظائف۔ طاعات۔ مستحبات۔ نوافل یہ سب ہمارے ایمان کی تقویت کے لئے ہیں۔ اور اس کا تعلق روح سے ہے اور روح اس غذا کو لیتی ہے جس طرح یہ جسم غذا لیتا ہے۔ خون کو لیتا ہے اور وہ دور کرتا ہے۔ اسی طرح روح کی ہزاروں کیفیات ہیں معارف ہیں حقائق ہیں روحانیت کا تعلق ایمان سے بھی ہے جن کے پاس ایمان نہیں ہے ان کے پاس روحانیت ہی نہیں ہے۔

روحانیت کی بنیاد ایمان ہے:

اور جب کسی چیز سے کام ہی نہ لیا جائے تو وہ معطل ہوکر بیکار ہوجاتی ہے بلکہ "ختم اللہ علیٰ قلوبھم" کا مصداق ہوکر معدوم ہوجاتی ہے۔ جس روح سے کام ہی نہیں لیا جاتا ہے تو وہ روح ختم ہی ہوجاتی ہے۔ مردہ ہوکر ختم ہوجاتی ہے وہ صرف ہیئت رہ جاتی ہے۔ تو جس کے پاس ایمان ہے روح اسی کے ساتھ کام کرتی ہے۔ اب سمجھیئے کہ جتنے اوراد و وظائف ہیں یہ سب روحانی غذا ہیں روح کی تقویت کے لئے ہیں۔ اس کی بقاء کے لئے ہیں۔ اس کی حیات ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اور اس کے علاوہ کتنی چیزیں ہیں۔ اور جب روح کی پرورش ہوتی ہے تو اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایمان میں جان پڑتی ہے۔ تقاضہ ایمان بیدار ہوتے ہیں پھر وہ اعمال جو حدود شرع میں بیان ہوتے ہیں وجود میں آتے ہیں۔ اور وہ اعمال اپنی جگہ پر ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کا اثر لیتی ہے روح۔

اعمال کی قوت غیر محسوس طریقے سے روح جذب کرتی ہے:

ان تمام وظائف اور اوراد کی جو خاصیت ہے اور جو قوت ہے ان کے اندر، وہ روح جذب کرتی ہے پھر ایمان کے تقاضے بیدار ہوتے ہیں۔ میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا اور مجھے خود بھی زیادہ علم نہیں ہے لیکن یہ چیز محسوس نہیں ہوتی۔ ہم نے حج بھی کیے۔ عمرے بھی کیے اور جب وہاں سے آئے تو ویسے کے ویسے۔ بھائی ویسے کے ویسے کیوں؟ روح نے جو اپنا کام کرنا تھا وہ کرلیا۔ جو انوار و تجلیات وہاں کے تھے وہ سب جذب کر لیے۔ اور ایمان کے اندر اس کا اثر پیدا ہو گیا۔ یہ معاملہ ذرا نازک ہو جاتا ہے سمجھنے میں لیکن ہوتا یہی ہے کہ ایمان کو تقویت پہنچتی رہتی ہے اور ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا۔

قوت ایمانی کے اظہار کے مواقع:

ہاں ایمان کے جب تقاضے سامنے آتے ہیں مسلمان کے سامنے اس وقت اس قوت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ قوت بیدار ہو جاتی ہے ویسے اندازہ نہیں ہوتا مثال کے طور پر مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے ہاتھ میں کتنی قوت ہے اب جب وزن اٹھاؤں گا تو پتہ چلے گا کہ کتنی قوت ہے۔ اسی طرح روح میں کتنی قوت ہے اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب تقاضہ ایمانی سامنے آتا ہے چنانچہ یہ اوراد و وظائف جو لوگ جوانی میں عادت ڈال لیتے ہیں اس سے ایسی قوت محسوس ہوتی ہے کہ رات کا وقت ہے۔ طبعیت ناساز بھی ہے۔ پھر بھی وقت پر آنکھ کھل گئی۔ جس طرح معدہ وقت پر غذا مانگتا ہے جب وہ خالی ہو جاتا ہے، کہ مجھے فلاں چیز دو۔ میٹھی دو۔ کھٹی دو۔ تو جس طرح معدے کے تقاضے ہیں وہ ہم محسوس کرتے ہیں لیکن سوچنے کی بات کہ یہ تقاضے کون پیدا کرتا ہے کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھنڈے کا۔ گرم

کا۔ کھٹے کا۔ میٹھے کا کم مقدار کا۔ زیادہ مقدار کا۔ یہ سب تقاضے کہاں۔ کس جگہ ہیں جسم کے کس حصہ میں پوشیدہ ہیں۔ اسی طرح یہ روحانی تقاضے ہیں جب وقت آتا ہے تب ہی بیدار ہوتے ہیں۔

مثال عارفی:

آپ نے سب کچھ پڑھا ہے یعنی اوراد و وظائف لیکن فائدہ کچھ بھی نہیں ہے یہ آپ نے کہا۔ یہ ایک مضمون سامنے آیا۔ ایک موضوع سامنے آیا۔ آپ نے اس طرف توجہ کی عالم خشک اور عالم تر میں یہی فرق ہے۔ عالم خشک کی کتابوں کی طرف توجہ جائے گی اور وہ اپنی معلومات سے کام لے گا۔ اور عالم تر یعنی وہ عالم جس کا اللہ والوں سے تعلق ہے اس کے معلومات کے ساتھ محسوسات بھی شامل ہونگے اس کے ساتھ ایمانی محسوسات اور روحانی محسوسات بھی محسوس ہونگی اب جب وہ قلم اٹھائے گا تو حق کی وضاحت کے لئے جو تشریحات جو بیان ضروری ہے وہ روح کام کرے گی اس نے جو روحانیت حاصل کی تھی اوراد و وظائف سے اب وہ روحانیت کام آئے گی۔ اب کوئی پوچھے کہ آپ نے اسے سمجھ کیسے لیا۔ یہ آپ نے کہاں سے لکھ لیا۔ یہ نادر معاملہ۔ تو بعض اوقات وہ عالم کہتے ہیں مجھے یہ الہام ہوا، یہ القاء ہوا تو اب آپ بتائیے کہ جب تک روح میں استعداد ہی نہ ہو تو القاء اور الہام چہ معنی دارد یعنی جب روح میں صلاحیت ہی نہ ہو تو القاء اور الہام کا وقوع ممکن ہی نہیں ہے۔ اور اسے کون محسوس کرے گا۔ معلوم ہوا کہ یہ اوراد و وظائف جتنے ہیں یہ روحانی غذائیں ہیں۔ یہ روحانی قوت ہے یہ اخذ کر لیتا ہے جب اس کے اظہار کا وقت آتا ہے جب اس کو موقع ہوتا ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے تو وہاں حق کی وضاحت کے لئے کلام اللہ کے الفاظ سے حقیقت سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے یہ معانی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے اس کی منشاء

اور غایت یہ ہے اسی طرح حدیث نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ کے معانی یہ ہیں۔اس کی منشاء یہ ہے اس کی غایت یہ ہے یہ تشریح کیسے ہوگی جب تک روحانی غذا نہ ہوگی۔عالم خشک نہیں لکھ سکتا وہ تو کتابوں سے دلائل لائے گا کتابوں سے براہین لائے گا لیکن عالم تر کی معلومات کے ساتھ روحانی محسوسات بھی شامل ہو جاتی ہیں۔

حضرت تھانوی کے قول سے وضاحت:

ایک بار میں حضرت تھانوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو حضرت نے کہا کہ فلاں صاحب آئے تھے وہ ذکر کر رہے تھے کہ بزرگوں کی یہ کرامت ہے یہ کرامت ہے تو حضرت نے فرمایا کہ کرامات اور کشف نے لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔یہ لوگ بزرگوں میں کشف و کرامات ہی دیکھتے ہیں۔حضرت نے فرمایا کہ ہم ان چیزوں سے ناواقف نہیں لیکن الحمدللہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر چیز عطاء فرماتا ہے۔جو لوگ صاحب تصوف ہوتے ہیں انہیں تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں 1۔کشف 2۔کرامت 3۔ تصرفات اور یہی تین چیزیں مجددیت کی اصل مانی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے صاحب حق اور اہل حق کو اس سے بہتر چیز عطاء فرمائی ہے۔یہ تینوں چیزیں حسی اور مادی ہیں اور اہل حق کو جو اس سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ روحانی چیز ہے یعنی انہیں روحانی کشف ہوتا ہے۔روحانی کرامت اور روحانی تصرف حاصل ہوتا ہے اور یہ زیادہ لطیف چیزیں ہیں یہ نسبت مادی کرامت۔کشف۔تصرف سے۔الحمدللہ ہمارے مشائخ ان سے ناواقف نہیں ہیں لیکن ان چیزوں کو قابل التفات ہی نہیں سمجھتے۔

مثال:

حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ کے پاس بے وقت مہمان آ گئے خانقاہ میں رہتے تھے تو حضرت اندر تشریف لے گئے کہ شاید کچھ کھانا موجود ہو لیکن کھانا ختم ہو چکا تھا تو

حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ نے اپنا رومال روٹی پر رکھ دیا اور فرمایا کہ رومال نہ ہٹانا اور اس میں سے روٹیاں نکال نکال کر دیتے رہیں۔اور سالن کی ہنڈیا پر دم کر دیا اور فرمایا کہ ڈھکنا نہ اتارنا اس میں سے سالن نکال نکال کر ڈالتے رہنا سب مہمانوں نے پیٹ بھر کھانا کھالیا حافظ ضامن صاحب حضرت کے ساتھ ہی رہتے تھے خانقاہ میں جب صبح ہوئی تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت حاجی صاحب نے رات کو اس طرح کیا اور سب مہمان کھانا کھا کر چلے گئے تو حافظ ضامن صاحب نے فرمایا کہ حضرت جی مہمان آئے تھے اور سننے میں آیا ہے کہ ایسا ہوا تھا فرمایا کہ حضرت مبارک ہو اب تو آپ کا رومال مبارک ہو گیا ہے کہ اب فقیر کا حصہ بھی لے آیئے۔آپ تو صاحب کرامات ہو گئے ماشاء اللہ اس پر حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ توبہ توبہ ایسی بات نہیں ہے اور توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کرونگا۔ایسا معلوم ہوا کہ کوئی بڑی خطرناک بات صادر ہو گئی ہے۔باخبر تھے بیدار تھے تو کشف و کرامات سے توبہ کرتے ہیں۔الحاصل کہ اہلِ حق روحانی تصرف۔روحانی کشف۔روحانی کرامات سے متصف ہوتے ہیں اور یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں ذکر اللہ سے صفاء قلب سے۔تقویٰ سے اور ان کے مدارج بہت بلند ہوتے ہیں اور ان کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔

وظائف عادتاً نہیں بلکہ استحضار کے ساتھ پڑھے جائیں:

لیکن ہمارا مزاج یہ ہے کہ ہم یہ اورادو وظائف عادتاً کرتے ہیں اور حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ کرو پس جب تم کوئی تسبیح پڑھو مثلاً سبحان اللہ الحمدللہ تو یہ کہہ لو کہ یا اللہ یہ آپ کا کلام ہے۔اس میں تو آپ نے بڑی برکت اجر وثواب رکھا ہے۔بہت تجلیات وانوارات کا کلام ہے۔میری اہلیت میری صلاحیت، قابلیت ناقص ہے۔میں ان کلمات کو اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ آپ ان کلمات کی برکت سے میری

روحانی، میری ادراکی اور مری ایمانی قوتوں کو بحال فرمائیے اور ان میں نورانیت پیدا فرما دیجیے۔ پھر سبحان اللہ۔ الحمد اللہ اور دیگر وظائف پڑھے جائیں۔ اور بعدہ ایک تسبیح استغفار کی کی جائے کہ یا اللہ مجھ سے عمداً ا۔ سہواً جتنے قصور ہو گئے تو انہیں جانتا ہے۔ علیم وخبیر ہے یا اللہ انہیں معاف فرما دیجیے۔ مجھے پاک صاف کر دیجیے تا کہ میرے اعمال آلائش سے پاک ہو جائے پھر درود شریف پڑھا جائے اور درود شریف کیسے پڑھا جائے وہ اس طرح کہ پہلے یہ اعتراف کرے کہ یا اللہ اس محسن اعظم کو آپ نے محبوبیت کا پیکر بنا دیا تھا اور یا اللہ کس شان سے آپ نے ان کا مرتبہ بڑھایا ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النّبی الخ۔ یا اللہ میں ان کا مطیع ہوں فرمانبردار ہوں مجھے بھی یہ شرف عطاء کر دیجیے اور آپ کی محبت عطاء کر دیجیے جو کچھ آپ نے اس درود شریف کے اندر فرمایا ہے میں حاضر ہوں مجھے اس کے تمام فضائل حاصل فرما دے الحاصل کہ تمام اوراد و وظائف عادتاً نہیں پڑھنے چاہیے بلکہ پہلے محتاج بن کر فضائل مانگے جائیں۔ اب درود شریف پڑھا جائے۔ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ چند دنوں میں محسوس ہو جائے گا کہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ پہلے استحضار کرو عمل کا پھر پڑھو اور پھر دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے وظائف پڑھے لیکن محسوس نہیں ہوا ارے بھائی احساس کا آپ نے موقع بھی نہیں دیا۔ روح کو متوجہ ہی نہیں کیا اللہ کی طرف۔

محدود عمر میں لامحدود انعامات سمیٹنے کا ذریعہ ہے:

معطی حقیقی اللہ کی ذات ہے اس کے جتنے بھی احکامات ہیں مثلاً نماز، روزے اور دیگر احکامات ان ساری چیزوں کے ہم مکلّف ہیں یہ اس لیے نہیں کہ اللہ کی صمدیت میں ان سے اضافہ ہوتا ہے بلکہ اگر ساری کائنات سجدہ ریز ہو جائے تو اس سے اس کی

کبریائی میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر ساری کائنات منکر ہو جائے تو بھی اس کی عظمت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ یہ سب احکامات صرف ہمارے لیے ہیں یہ سب کچھ ہماری روحانیت کو بڑھانے کے لیے نازل کیے گئے ہیں۔ اپنی ذات سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اور آخرت میں ہمارے اوپر اپنے انوار و تجلیات کو ظاہر کرنے کے لئے فرض کیے گئے ہیں۔ اور اس کے انوار و تجلیات لامحدود ہیں اور ہم محدود ہیں۔ اس محدود عمر میں محدود لمحات میں اللہ کا کلام جو پڑھا جاتا ہے تو لامحدود ابدی سرمدی اس کی خصوصیت ہے اس لیے اس کی ناقدری نہ کی جائے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا عوض ہمیں یہاں مل جائے اور یہ سراسر زیادتی ہے۔ یہ چیزیں یہاں کی نہیں ہیں بلکہ یہاں ان سے روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ ایمان کی قوت آتی ہے۔ اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور اعمال کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ چیز جو ہے یعنی روحانیت ہمیں آپ کو پتہ نہیں چلتا اور اس کے تقاضے محسوس ہوتے ہیں جس وقت ہم اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کریں اور صرف یہ سمجھ کر کہ یہ سنت نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم ہے تو پھر دیکھیں کہ کتنا نور پیدا ہوتا ہے کیسی تجلی آتی ہے۔ ایسا رخ بدلتا ہے زندگی کا کہ آپ حیران ہونگے۔ ہم بے خبری سے ایک بات کہتے ہیں کہ یہ چیزیں فرائض و واجبات ہیں۔ یہ فرائض و واجبات اس لیے ہیں کہ یہ نہیں کرو گے تو تمہاری روح ہی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جتنے فرائض و واجبات ہیں ان کے بغیر تو ہماری روح اور ایمان قائم بھی نہیں رہ سکتا۔ روح مفلوج ہو جائے گی یا بیکار ہو جائے گی۔ یہ چیزیں لازمی ہیں ایمان اور روح کے لئے ان کا ادا کرنا۔

مستحبات مقویات ایمان ہیں:

اور جتنے مستحبات ہیں ان میں سے کچھ مقویات ہیں جیسے حکیم صاحب جواہر دیتے

ہیں اور دو ماشہ یعنی کم مقدار ہوتی ہے آدمی کہتا ہے کہ اس میں کیا ہے حکیم صاحب کہتے کہ بھائی کھا کر دیکھیں کہ قوت آتی ہے یا نہیں جب مادی چیز میں اس قدر تاثیر ہے تو اللہ کے کلام میں کتنی تاثیر ہوگی۔ یہ روحانی غذا جو آپ نے حاصل کی ہے اور ایمانی تقاضوں کو بیدار کر دیا ہے اب لڑکوں کے حقوق ادا کریں لڑکیوں کے حقوق ادا کریں۔ تدریس میں جائیں۔ تجارت گاہوں میں جائیں وہ سب جگہ کام کریں گی۔

روحانی ملکہ بزرگان دین کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے:

اور کام لینے والا ملکہ بزرگان دین کی محبت اور صحبت کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔ روح کی تدریس سے کتابوں کا مسئلہ تو حل ہو سکتا ہے لیکن جو کچھ میں بتا رہا ہوں یہ تربیت کے بغیر پیدا نہیں ہوتا اور یہ تربیت ہوتی ہے عملی طور پر اور یہ تربیت ہوتی ہے ان کی صحبت میں رہ کر اور صحبت میں رہ کر کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے یہ ہوا اور وہ ہوا۔ میں نے ایک بات آزمائشی طور پر دیکھی حالانکہ میرے پاس کیا سرمایہ ہے اور اوراد و وظائف کا مگر بیماری کے باوجود جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ اٹھو اور تیمّم کر لو اور دو رکعت نوافل پڑھ لو۔ یہ کون کراتا ہے۔ کس نے انرجی پیدا کر دی۔ اسی روحانیت نے جو روحانی غذا میں نے کھائی اسی کو کھا کر پیدا ہوئی۔ اسی کے تقاضے ہوتے ہیں اور وہ روحانی قوت سہارا دیتی ہے کہ کچھ تو کر لو چاہے تھوڑا ہی کر لو۔ اب محسوس کرنے لگا کہ کون سی قوت ہے جو مجھے اٹھا دیتی ہے اور مجبور بھی نہیں۔ جبر بھی محسوس ہوتا نہیں ہے بلکہ اٹھتا ہوں اور عادتاً کر لیتا ہوں۔ میں مثالاً کہہ رہا ہوں اپنی تعریف مقصود نہیں الحمد للہ یہ ہیں روحانیت کے تقاضے جو پیدا ہوتے ہیں ذکر و اذکار سے کیا فائدہ ہوتا ہے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ روح بیدار ہو جاتی ہے اور وقت پر کام کرا دیتی ہے۔

اورادووظائف کی قدر کرو:

بھائی اس کی قدر کرو اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو اور سمجھ کر کیا کرو، نماز پڑھنے کے لئے چاہے کتنے بدحواس ہو یہ نیت کرلیا کرو کہ میں اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا ہوں چاہے کہیں چلے جاؤ یعنی خیالات آتے ہیں آئیں کلفٹن کے، ہوائی اڈہ کے یا کہیں کے اور پھر واپس آجاؤ انشاء اللہ یہ حاضری یہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ عادتاً رکوع اور سجدہ یہ بھی کام آئے گا یہ سب کچھ روح نے کام کرایا اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا۔ اور جن کے پاس یہ تقاضہ ایمانی نہیں ہے وہ ڈر جاتے ہیں اور ٹال جاتے ہیں۔ اس لیے ان اورادووظائف کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے بلکہ سمجھ کر کرنے چاہیے۔

عمل سمجھ کر کرنا چاہیئے:

جب انسان سمجھ کر پابندی کے ساتھ عمل کرتا ہے تو رگ رگ میں یہ چیز سرائت کر جاتی ہے اور رگ رگ میں یہ قوت بھر جاتی ہے۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ پابندی سے یہ اوراد کریں اور تھوڑے دنوں تک عادت ڈالیں کہ یہ جس قدر تسبیحات ہیں مثلاً درود شریف کی تسبیح۔ استغفار کی تسبیح انہیں کرتے وقت نیت کرلیں کہ ان کے اندر اللہ نے بڑے بڑے فوائد رکھے اور صرف برکات وثواب ہی نہیں بلکہ ان میں انرجی اور قوت رکھی ہے اس لیے جو افراد استحضار کے ساتھ چند دن کریں وہ محسوس کریں گے کہ تغیر پیدا ہوا ہے یہاں تک کہ خود بخود تقاضے پیدا ہوتے ہیں حسنات کے اور منافرت پیدا ہو جاتی ہے رذائل سے۔ اگر استحضار کے ساتھ تسبیحات پڑھی جائیں تو کہتے ہیں کہ جلدی نہ کیجیے بلکہ بالغ ہونے دیں جب بلوغ کا وقت آئے گا تو منافرت پیدا

ہوجائیگی۔ اور ہمارے بس میں جو تھا وہ ہم نے کردیا اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی کامل توجہ پوری طرح متوجہ ہوتی ہے۔ اور ہمارے اعمال کی قبولیت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ کرتا ہے۔

مثال:

اس کی مثال ایسے ہے کہ بعض غذائیں کھائی جاتی ہیں اور وہ آنکھوں کو قوت دیتی ہیں بعض دوائیں اور غذائیں دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ اور غذائیں سب یہی ہوتی ہیں لیکن اس کے اجزا تقسیم ہوجاتے ہیں اب ہمیں معلوم نہیں کہ کتنی طاقت ہے ہم کتنی دیر تقریر کرسکتے ہیں۔ حد آتی ہے تو تھک جاتے ہیں اسی طرح یہ روحانی غذائیں جو ہیں یہ وقت پر کام آتی ہیں جب وقت آتا ہے اس وقت اللہ پاک طاقت دے دیتے ہیں اعانت اور نصرت بھی فرماتے ہیں۔ عجز و نیاز کے ساتھ پیش کردو کہ یا اللہ ہم سے یہی بن سکتا ہے بناتا تو تو ہی ہے یا اللہ اس کو قبول کرلے۔ کرتے جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بھی ملتا جائے گا اور ایمان کے تقاضے اور حالات کے تقاضے بڑھتے جائیں گے۔

بتدریج ادراک حاصل ہوجاتا ہے:

رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ ایسا ادراک عطاء کرے گا کہ محسوس کرنے لگے کہ ہم کس کے بندے اور ہمارا مالک کون ہے یہ حجاب ہٹانے کے لئے بزرگان دین کے قدم پکڑے جاتے ہیں اللہ پاک ہمارے ہر حال میں ہیں تو ہم بھی اللہ پاک کے ہوجائیں۔ یہ حجاب دور ہوتا ہے صحبت سے۔ اللہ پاک تو ہر حال میں اللہ پاک ہے ہمارا اللہ ہے بس اللہ پاک نے کچھ دستور بھی رکھا ہے کہ یہ کہو کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم جو ہمارے انعام یافتہ ہیں ان کے پیچھے لگے رہو۔ اور صراط

مستقیم کا ادراک بھی نہیں ہوسکتا جب تک انعام یافتہ لوگوں کے پیچھے نہ چلے۔ اور نہ چلنے کی صورت میں افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارے حضرت نے ایسی اچھی مثال دی کہ ہمارے اعمال جن کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اور ہمیں ان پر اطمینان ہے وہ ایسے گندے ہیں کہ اطمینان خود ایک گندی چیز ہے۔ لیکن جن کو ادراک ہے اپنی گندگی کا بس وہی قابل بنتا ہے۔ اور درگاہ الٰہی میں کیسے قبول ہونگے اس کی مثال دی حضرت نے کہ ایک دیہاتی تھا اسے ضرورت پڑی اپنی لڑکی کی شادی کے لئے رقم کی ہارون الرشید کا زمانہ تھا اس وقت درباری نہیں تھی ہر کوئی بادشاہ تک چلا جاتا تھا۔ دیہاتی نے کہا کہ سنا ہے ہمارا بادشاہ بڑا مخیرّ ہے چلو اسی ء سے چل کر کہتے ہیں سوچا کہ بادشاہ کے پاس جا رہے ہیں کچھ تو ہدیہ لے چلو ایک کنویں کا پانی بہت ٹھنڈا میٹھا تھا کہنے لگا کہ بادشاہ کو یہ میسر نہیں ہوگا یہی لے چلو گھڑا بھرا سر پر رکھا اور چل دیا مسافت لمبی تھی دو دن میں پہنچا حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ میں غریب ہوں لیکن آپ کے لیے نادر تحفہ لایا ہوں شرف قبولیت عطاء کریں۔ گھڑا کھولا گیا اس میں بدبو پیدا ہو چکی تھی اور پانی گرم ہو چکا تھا بادشاہ نے کہا کہ ماشاء اللہ یہ تمہارا ہدیہ بہت اچھا ہے ہمیں بہت قدر ہوئی اس نے وزیر سے کہا کہ لے جاؤ ان کو اور گھڑا خالی کر کے گھڑا اشرفیوں سے بھر دو اور دریا فرات سے کہنگال کر ان کو پاک کر دینا۔ اس نے جب دیکھا کہ بادشاہ نے میرے پانی کے گھڑے کو اشرفیوں سے بھر دیا ہے اور جب دریا فرات پر لایا گیا تو اندازہ ہوا کہ یہ دریا بادشاہ کے محل کے نیچے لہرا رہا ہے میرے ایک گھڑے کی کیا حیثیت ہے۔ ہمارے اعمال ایسے ہی ہیں بارگاہ الٰہی میں یعنی تعفن والے لیکن ایک تو واسطہ ہے نبی رحمت کا یعنی ہم امتی ہیں اس اعتبار سے ہمیں حق حاصل ہے اللہ کے دربار میں اپنے اعمال پیش کرنے کا اس نسبت سے شرف قبولیت ہوگا بعض احادیث

میں دیکھا ہے کہ ہم کہتے ہیں اللّٰھم صلّ علی محمد۔ اب اس میں ہم درود بھیجتے ہیں اللہ کے واسطے اللہ پاک اسے اسی طرح بنا دیتے ہیں جس طرح اس کی شایان شان ہے زبانی درود کو۔ ناقص درود کو بے رغبتی سے پڑھے ہوئے درود شریف کو لیکن جب ہم اللّٰھم کہتے ہیں تو اللہ پاک اس کا وسیلہ بن جاتے ہیں اس کے اکمال کا اس میں حسن بھی پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں محبوبیت بھی پیدا کر دیتے ہیں اسی عبادت کے وقت یہ کہتے رہو کہ میں امتی ہوں اے اللہ اسے شرف قبولیت عطاء کر دے نماز پڑھنے کے بعد، وظیفہ پڑھنے کے بعد یہ کہتے رہو کہ یا اللہ مجھ سے تو یہ بن پایا ہے بس۔

عارفانہ جواب:

بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ مدت گزر گئی نماز پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتیں اس کا عارفانہ جواب یہ ہے کہ یہ مت دیکھو کہ قبول ہوئی یا نہیں بلکہ یہ دیکھو کہ اس کی بارگاہ میں کتنے سجدے کرنے کی توفیق ہوئی اور کتنی بار اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانے کی توفیق ہوئی ارے اس پر ہزاروں جانیں قربان ہو جائیں کہ حضوری کس کے سامنے ہوئی ارے عالم امکان میں امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ یہ ناقص سجدے یہ بے اثر دعائیں کتنی کام کی چیزیں ہیں۔ اس باریابی پر شکر ادا نہیں کرو گے تو محروم ہو جاؤ گے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال:

مولانا روم علیہ الرحمتہ نے اس پر ایک مثال دی کہ لیلیٰ نے اعلان کیا کہ اپنے اپنے برتن لے کر آئیں ہم کھانا دیں گے سب لوگ پہنچے مجنوں کو خبر پہنچی کہ لیلیٰ لنگر لٹا رہی ہے سب لوگ پہنچے۔ مجنوں بھی پہنچ گیا۔ لیلیٰ نے کھانا تقسیم کیا اور کہا کہ اپنا برتن لے کر آؤ تو کھانا ملے گا۔ مجنوں بھی برتن لے کر آیا لیلیٰ نے برتن توڑ دیا اور کہا کہ برتن خراب ہے

کوئی اچھا برتن لے کر آؤ چھ سات دفعہ ایسا ہوا اس پر کسی نے کہا کہ اے مجنوں تو ہی محروم ہے سب کھانا لے جا رہے ہیں اس پر مجنوں نے کہا کہ تمہیں کیا پتہ مجھ سے پوچھو کہ کتنی بار اس کے سامنے جانا ہوا اور کس کے ہاتھ سے میرا برتن توڑا جاتا ہے۔ اور کس کے ہاتھ سے میرا دل توڑا جاتا ہے اس کی قدر نہیں کرو گے کس کے آگے ہاتھ باندھا جا رہا ہے کہ پھر آ گئے تم پھر آ گئے اس کی قدر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ بھائی اعمال کرو اور ناقدری نہ کرو بلکہ قدر کرو اور ناقص سمجھ کر کرتے جاؤ اور جس دن کامل سمجھ لیا اسی دن ختم ہو جاؤ گے مولانا روم فرماتے ہیں کہ وہ دن ماتم کا دن ہوگا جس دن ہم یہ سمجھ لیں گے کہ آج ہم نے کامل عبادت کی بس اس پر شکر ادا کرو کہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور کس کے سامنے سجدہ کی توفیق ہوئی اور کس کے سامنے بار بار آ رہے ہیں یہ دیکھو کہ شہوانی نفسانی بدحواس اور تخیلات کا مجموعہ سجدہ کس کی بارگاہ میں ہوا اور یہ سر کس کے دربار اور چوکھٹ پر رکھا عالم امکان میں کسی اور جگہ بھی کیا رکھ سکتے ہو۔ شعر ہے۔

ان کے کرم پہ منحصر شرکت بزم ہے مگر
میری جبیں تو ہو چکی وقفِ نیاز سنگ در

تائبین کا درجہ عارفین سے زیادہ ہے:

یہ مت دیکھو کہ قبول ہوئی یا نہیں کیا مانگا تھا ملا کہ نہیں بلکہ وہ جانتا ہے کہ کب اور کیا دینا ہے ہاں ہمارا کام یہ ہے کہ امید پر عمل کرتے رہیں اور ہماری لغزشیں اور ان چیزوں کی توبہ کے بعد روح رواں ہیں کیونکہ صاحب ایمان کی کوتاہیاں لغزشیں اور گناہ کا بارگاہ الٰہی میں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اس لیے کہ ان کے بعد ایک عطا ہوتی ہے ندامتِ قلب کی۔ تواضع کی۔ بے بسی کی اور یہی مقام عبدیت ہے۔

دل نوازی کررہا ہے ان کا حسن التفات
باعث صدرشک ہے یہ بے بسی میرے لئے

بے کسی اور بے بسی یہ تو دل کی دوااورروح رواں ہے حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ تائبین کا درجہ عارفین کے درجہ سے بڑا ہے۔ اور جب عارفین کو پتہ چلے گا کہ تائبین کا درجہ بڑا ہے تو وہ توبہ کرنے لگیں گے۔ جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ گنہگار اپنی بے کسی ظاہر کر کے ہم سے آگے جارہے ہیں بازی لے جارہے ہیں تو وہ بھی اس ادا کو پسند کرنے لگتے ہیں اور توبہ کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے وبالاسحارھم یستغفرون کہ اللہ کے نیک بندے رات کے آخری حصہ میں توبہ کرتے ہیں۔

اس کی مثال واقعی آدم علیہ السلام ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا خلاصہ بنادیا اور ملائکہ سے کہا کہ سجدہ کرو فرشتوں نے کہا کہ یہ تو یسفک الدماء الخ اس پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنادیا ہے اللہ پاک نے زمین پر پڑے یعنی سجدہ کی حالت میں آدم کو دیکھا تو کہا کہ اب یہ خلافت ارض کے اہل ہوئے اور سجدہ ندامت کا تھا شکرانے کا نہیں ہے معلوم ہوا کہ ندامت کمالِ تخلیق ہے انسان کا اور یہ تریاق ہے جو بندے کو عبدیت تک لے جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں آتا ہے فسبح بحمد ربك واستغفرہ انه کان توابا۔ فسبح بحمد ربك تو نبوت ورسالت کی کامیابی کا شکرادا کیجیے اور عمل بندے کا ہے اس لیے استغفار کیجیے۔ اور عبدیت کی معراج یہ ہے کہ آپ اس پر استغفار کریں۔ اور عبدیت کی ابتدا بھی یہاں سے ہوتی ہے اور انتہاء بھی اسی پر ہوتی ہے اور بندے اگر قصور نہ کرتے تو کمال عبدیت حاصل نہیں ہوسکتا تھا

یہ ہمارے حضرت کی محفل کی باتیں ہیں یادرکھنے کی باتیں ہیں ہم جس وثوق سے کہتے ہیں کوئی دوسرا نہیں کہے گا۔

کمالِ عبدیت ایمان کا تقاضا ہے:

ایمان کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ بندے بن جاؤ اور اللہ پاک نے اسی کے لئے اشارہ کیا تھا کہ ہم نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے عبادت میں ہی معرفت ہے جتنی عبادت کرو گے اتنی معرفت بڑھتی جائے گی۔ ایاک نعبد شروع میں رکھا کہ تم بندے ہو یہ نہیں کہا کہ تم مخلوق ہو۔ ایاک نعبد میں بندہ ہوں عاجز میں کچھ بھی نہیں کرسکتا میرا وجود کچھ بھی نہیں میں بے بس ہوں۔ بینائی۔ سماعت اور دیگر قوتیں سب بے بس ہیں ایاک نستعین میری مدد فرما اور جب تم کہو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے لیکن جلد تھک گئے تم اور ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے مگر تم یہ اقرار کرو کہ ایاک نعبد کہ ہم بے بس ہیں رہا استعانت کا مسئلہ اسے تو ہم نے مقدر کر دیا ہے اور تمہاری مدد کا فیصلہ تو ہم مقدر کر چکے لیکن تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ ایاک نعبد یعنی اقرار کرو کہ ہم محض بندے ہیں اور یہی چیز تو ہم کروانا چاہتے تھے باقی ہماری نصرت و اعانت تو مقدر ہو چکی تمہاری استعانت ہم مقدر کر چکے اللہ پاک ہم سب کو توفیق دے اور ہم سب کو اپنا بنالیں۔ بھائی یہ بات ذرا سمجھنے کی ہے، اللہ تعالیٰ صحیح فہیم عطا فرمائیں۔ آمین

اوراد و وظائف ذخیرہ آخرت ہیں:

یہ چیزیں یعنی اوراد و وظائف اسی طرح ہیں جیسے دوسرے ملک میں ہمارا سرمایہ ہوتا ہے ہم یہاں موجود اور خزانہ دوسرے ملک میں ہے لیکن تقویت ہے کہ دس لاکھ دس کروڑ دس ارب ہمارا امریکہ میں ہے اور انگلینڈ میں ہے یہ اعمال بھی اللہ پاک کے خزانہ میں بھیجتے ہیں یہاں کیا چاہتے ہو یہاں تو موجود ہیں اور جو اعمال کیے یہ خزانہ

منتقل ہو چکا ہے اور یہ خزانہ لازوال ہے جو اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے رسول کے لئے
ہے اور یہ خزانہ محفوظ ہے اور آخرت میں منتقل کر دیا گیا ہے جو وہاں جا کر وصول ہو جائیگا
اس لیے بس کیے جاؤ حاصل ہو یا نہ بلکہ حاصل ہے۔

ایک دن میں دعا مانگ رہا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ یا اللہ یہ میرے ہاتھ کہاں ہیں اس
وقت تو احساس ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں یعنی بارگاہ خالق کائنات میں اٹھے ہوئے ہیں تو
کائنات تو میرے ہاتھ میں ہے اور یہ ہاتھ تو عرش و کرسی سے بھی بلند ہیں اس لیے کہ
کرسی و عرش تو کائنات میں ہیں تو میں نے کہا کہ یہ ہاتھ کتنے مبارک ہیں اور یہ دو
چھوٹے چھوٹے ہاتھ کہاں پہنچ گئے عالم کائنات میں جس کا وجود بھی کچھ نہیں ہے یہ
ہاتھ کہاں پہنچ گئے کس کی توفیق سے پہنچ گئے ارے بہت خوشی ہوئی کہ یہ ہاتھ باریاب
ہیں رضاء الٰہی سے بھرے ہوئے ہیں اگر ہمارے حضرت کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہو
تو کثرت سے ملفوظات پڑھا کریں۔ اور کثرت سے ان کا ذکر کریں۔ اور مواعظ
پڑھیں خصوصاً مآثر حکیم الامت تو انشاء اللہ حضرت کا مذاق اور رنگ بالکل واضح
ہو جائے گا۔

عقیدت کے ساتھ پڑھنے سے رنگ چڑھتا ہے:

اگر مذکورہ چیزیں عقیدت کے ساتھ پڑھی جائیں تو رنگ آنے لگتا ہے رنگتے
رنگتے صبغۃ اللہ میں رنگ جاتا ہے اور کثرت ذکر سے صبغۃ اللہ حاصل ہوتی ہے اور بلا
تصدیق غلط ہے جب تک کوئی تصدیق نہ کر دے تو غلط ہے اسی لیے کہا گیا ہے اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ قیامت تک کے لئے
انبیاء ہیں کہ ان کی اتباع کرو پھر شھداء ہے اور یہ ایک خاص درجہ ہے اور شھداء صرف
قتال میں نہیں ہوتا بلکہ جو نفس کے خلاف مجاہدہ کرتا ہے اور تکالیف اٹھاتا ہے تو یہ بھی

ایک شہادت ہے لہٰذا زندگی میں جس کو شہادت ملتی ہے ناکامیوں سے ذلت سے رسوائی سے بعض بعض چیزیں ایسی آجاتی ہیں اس میں کہ جس سے شکستگی آجاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کو یہ جہاد منظور نہ ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کا بال بھی بیکا نہ ہوتا جتنے ان کو آزار ہوئے ہیں شاید ہی کسی اور کو ملے ہوں کیونکہ وہ تو لطیف ترین ہستیاں تھیں انہیں تو ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں ہوتی ارے محبوب رب العالمین خلاصہ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہکار اعظم فرماتے ہیں کہ جتنے مصائب مجھ پر گزرے ہیں میرے بھائیوں پر نہیں گزرے کچھ راز ہی مخفی ہے اس کے اندر کے اپنے پیارے سے پیارے بندوں کو تکالیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس میں کبھی اعتناء نہیں کرنا چاہیے بلکہ عافیت مانگنا چاہیے جیسا کہ رَبَّنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به۔ یہ رعایت ہے ہمارے عجز و نیاز کی اور کلمات خود ہی بتادیئے اور کہا کہ ہماری طرف رجوع کرو اور یہی تریاق ہے یہی اکسیر اعظم ہے اور علاج ہے ہمارے گناہوں کا واعف عنّاً واغفرلنا اور انت مولانا کی کوئی تفسیر نہیں کرسکتا اور مولانا کے آگے سب عاجز ہیں قلم بھی عاجز ہے اور عقل بھی عاجز ہے کہ کس کو اپنا بنالیا اور کس کو ولایت عطاء کردی انت مولانا یہ ایسا لفظ ہے جس کی تشریح ہو ہی نہیں سکتی خلاصہ یہ ہے کہ وہ ہمارے بن گئے اور ہم ان کے بن گئے یہ اتنی بڑی عنایت ہے اور اس پر صلہ ملا واعف عنا واغفرلنا وارحمنا اور یہ کیا ہے یہ عجز۔ نیاز۔ بے بسی۔ بے کسی ہے اور ان تین چیزوں نے ہم کو عالم امکان میں وہاں پہنچادیا جہاں کوئی دوسرا رشتہ نہیں ہے۔ یہ کتنی بڑی دولت ہے " اللہ ولی المؤمنین" اور جب اللہ پاک ہمیں شرف دے دے کہ ہم تمہارے ولی ہیں صدقے جایئے اللہ کی عنایات پر کہ ہمیں اپنے محبوب کا مطیع بنادیا یہ ہزاروں کروڑوں نعمتوں سے افضل ہے لک الحمد ولک الشکر۔

ہر عمل اتباع سنت کے جذبہ سے کیا جائے:

جس کشتی کے پشتیبان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس کا کیا کہنا اللہ پاک نے اس کے بہانے سے بنا دیا ہے یومیہ معمولات خوب پڑھو توبہ کرو۔ استغفار کرو اس نیت سے کرو کہ محبوب رب العالمین نے خود بھی شکر ادا کیا اور ہمیں بھی حکم دیا کہ شکر ادا کرو اور یہ سب کچھ امر الٰہی کی اتباع ہو۔ و استغفر۔ و اشکر و اصبر ما مو ربه بھی ہے اور خود آپ نے بھی کیا ہے۔ یعنی صبر بھی کیا۔ استغفار بھی کیا۔ شکر بھی کیا اور استعاذہ بھی کیا اور یہ سب کچھ آپ کی تقلید میں کر رہے ہیں بحیثیت امتی کے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیے اللہ تعالیٰ کے اور کس طرح شکر ادا کیا جاتا ہے اور کس طرح استعاذہ کیا جاتا ہے ہماری عقل محدود ہے ہمیں معلوم نہیں ہم تو اتباعًا ایسا کیے جا رہے ہیں اور استعاذہ کر کے اللہ کی پناہ میں آ گئے۔ بے انتہاء شکر مقبول ہو گیا اور ''ان اللہ مع الصابرین'' اس کا صلہ مل گیا ارے بھائی کہا کہ کہو اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ و علیٰ اٰلِ محمد۔ ان تخیلات کے تحت درود شریف پڑھا کریں یہ تخیلات اور کیفیات ہمارے بس کی بات تھیں ورنہ تو ہم ایسی عاجز مخلوق ہیں کہ ہمارے پاس نہ تو عقل ہے اور نہ ہی ہمارے پاس روح ہے لیکن آپ نے ہمیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر سب ہی کچھ ہمیں عطاء کر دیا اور ہمیں توفیق دی اپنی عبادات کی اور اپنے معاملات کی توفیق اور اپنی معرفت کی بھی توفیق دی یا اللہ تو ہمیں شرف قبولیت عطاء کر دے۔ ہماری طرف سے تو نقص ہے کمی ہے ہر چیز میں خامی ہے اتمام تو آپ کے ہاتھ میں ہے اسے محض اپنے فضل و کرم سے قبول کر لے اللّٰھم انی اسئلك من فضلك۔ آمین

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف وتصانیف
اور آپ سے متعلق دیگر کتب

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
بصائر حکیم الامت
مآثر حکیم الامت
جواہر حکیم الامت
ارشادات حکیم الامت
احکام میت
اصلاح المسلمین
ملفوظات عارفی
اشرف المکتوبات
سوانح تعلیمات عارفی
البلاغ عارفی نمبر
سکون قلب
خطبات عارفی
معمولات یومیہ